تفسیر چرخی

آخری دو پارے

حضرت اقدس مولانا محمد یعقوب چرخی قدس سرہٗ

تحقیق و ترجمہ

محمد نذیر رانجھا

www.maktabah.org

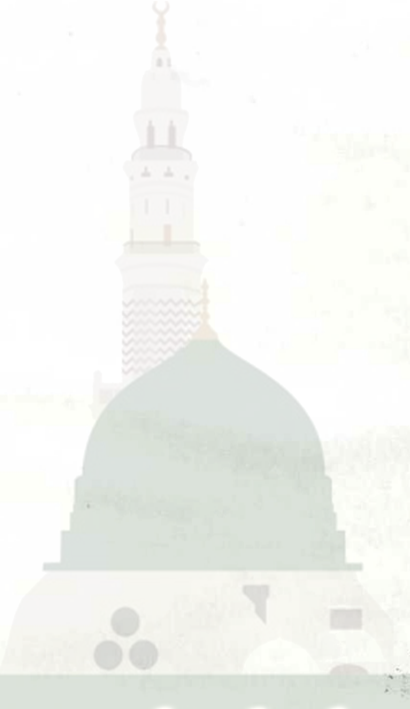

www.maktabah.org

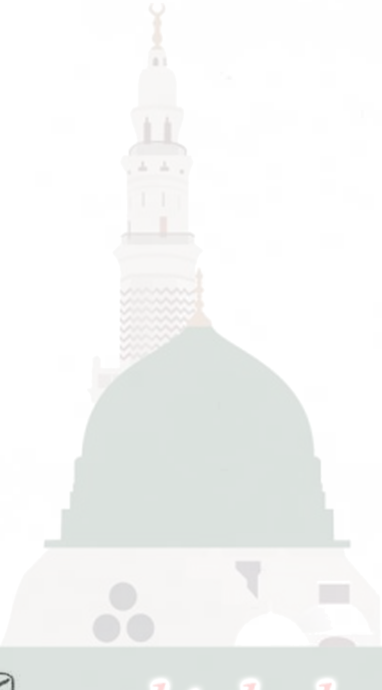

مکتبہ سلطان عالمگیر
۵۔ گورمال اردو بازار لاہور۔
042-37357855 0321-4284784

www.maktabah.org

www.maktabah.org

تفسیر چرخی

آخری دو پارے

حضرت اقدس مولانا محمد یعقوب چرخی قدس سرہٗ

تحقیق و ترجمہ

محمد نذیر رانجھا

جمعیۃ پبلیکیشنز

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : ۲-۰۴۲-۵۴۲۷۹۰۱

E-Mail: juipak@wol.net.pk URL: www.juipak.org.pk

www.maktabah.org

Tafseer-e-Charkhi
By
Maulana Yaqoob Charkhi
Translated by
Mohammad Nazir Ranjha

ISBN: 969-879328-3

ضابطہ

نام کتاب	تفسیر چرخی
مصنف	حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ و مقدمہ	محمد نذیر رانجھا
اشاعت اوّل	مارچ ۲۰۰۴ء
اشاعت دوم	اکتوبر ۲۰۰۵ء
اشاعتِ سوم	فروری ۲۰۱۱ء
ناشر	محمد ریاض درانی
بہ اہتمام	محمد بلال درانی
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پریس، لاہور
قیمت	-/300 روپے

قانونی مشیر — سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

www.maktabah.org

انتساب

بہ نام نامی زبدۃ العارفین وقدوۃ الکاملین خواجہ خواجگان شیخ المشائخ مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی:

مرشد مہربان چنیں باید
تا در فیض زود بکشاید
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردھہ طعنہ زند بر چلہ

خاک پائے اولیاء عظام
محمد نذیر رانجھا

www.maktabah.org

www.maktabah.org

مندرجات

عرض ناشر	محمد ریاض درانی	۹
تقریظ	(مولانا) سعید احمد جلالپوری	۱۱
مترجم ایک نظر میں		۱۵
حرفِ دل		۱۹
کلماتِ تبرکات		۲۵
متن تفسیر چرخی		۴۷
دیباچہ		۴۹
فضائل اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ		۴۹
فضائل بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ		۵۰
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی آسان تفسیر		۵۲
سُوْرَۃُ الْفَاتِحَہ		۵۳
اُنتیسواں پارہ		
سُوْرَۃُ الْمُلْک		۶۳
سُوْرَۃُ الْقَلَم		۸۳
سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃ		۱۰۶
سُوْرَۃُ الْمَعَارِج		۱۳۰
سُوْرَۃُ نُوْح		۱۴۱

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْجِن	۱۵۲
سُوْرَةُ الْمُزَمِّل	۱۷۰
سُوْرَةُ الْمُدَّثِّر	۱۸۳
سُوْرَةَ الْقِيٰمَة	۲۰۱
سُوْرَةُ الدَّهْر	۲۱۰
سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰت	۲۲۲
تیسواں پارہ	
سُوْرَةُ النَّبَا	۲۲۸
سُوْرَةُ النّٰزِعٰت	۲۴۰
سُوْرَةُ عَبَس	۲۵۴
سُوْرَةُ التَّكْوِيْر	۲۶۳
سُوْرَةُ الْاِنْفِطَار	۲۷۰
سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْن	۲۷٦
سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاق	۲۸۵
سُوْرَةُ الْبُرُوْج	۲۹۲
سُوْرَةُ الطَّارِق	۳۰۱
سُوْرَةُ الْاَعْلٰى	۳۰۵
سُوْرَةُ الْغَاشِيَة	۳۱۰
سُوْرَةُ الْفَجْر	۳۱٦
سُوْرَةُ الْبَلَد	۳۲۴
سُوْرَةُ الشَّمْس	۳۲۹
سُوْرَةُ الَّيْل	۳۳۲
سُوْرَةُ الضُّحٰى	۳۳۷
سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَح	۳۴۲
سُوْرَةُ التِّيْن	۳۴۷
سُوْرَةُ الْعَلَق	۳۵۰

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْقَدر	۳۵۶
سُوْرَةُ الْبَیِّنَة	۳۵۹
سُوْرَةُ الزِلْزَال	۳۶۳
سُوْرَةُ الْعٰدِیٰت	۳۶۶
سُوْرَةُ الْقَارِعَة	۳۶۹
سُوْرَةُ التَّکَاثُر	۳۷۱
سُوْرَةُ الْعَصْر	۳۷۳
سُوْرَةُ الْهُمَزَة	۳۷۴
سُوْرَةُ الْفِیْل	۳۷۶
سُوْرَةُ قُرَیْش	۳۸۰
سُوْرَةُ الْمَاعُوْن	۳۸۳
سُوْرَةُ الْکَوْثَر	۳۸۶
سُوْرَةُ الْکٰفِرُوْن	۳۸۹
سُوْرَةُ النَّصْر	۳۹۱
سُوْرَةُ اللَّهَب	۳۹۳
سُوْرَةُ الْاِخْلَاص	۳۹۵
سُوْرَةُ الْفَلَق	۳۹۷
سُوْرَةُ النَّاس	۳۹۹
مآخذ و منابع	۴۰۲
محمد نذیر را نجھا نامہ	۴۰۸

www.maktabah.org

www.maktabah.org

عرضِ ناشر

جناب محمد نذیر رانجھا صاحب ہمارے دور کے ان ارباب تحقیق اور اصحاب علم میں سے ہیں جو صوفیانہ ذوق و مزاج کے حامل اور سلسلہ نقشبندیہ کے غلام بے دام ہیں۔

یوں تو ہر شخص فطری ملکات سے سرفراز ہوتا ہے، یہ دوسری بات ہے کہ کوئی اس سے نفع اُٹھاتا ہے اور کوئی نقصان۔

اگر کچھ خوش قسمت ان صلاحیتوں کو امت کی صلاح و فلاح اور اپنی نجات آخرت کے لیے استعمال کرتے ہیں تو کچھ اس لازوال خزانہ کو یوں ہی سر بستہ راز کی مانند قبر میں لے جاتے ہیں جبکہ بعض محروم القسمت اس نعمت کو بدی و بدکاری یا چند روزہ دنیا کے وقتی اور عارضی مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ان خوش قسمت لوگوں میں سے بنایا ہے، جن کی صلاحیتیں دین و مذہب، ایمان و ایقان اور امت کی فوز و فلاح کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

ہم اس سے قبل موصوف کی متعدد علمی کاوشوں کو اُمت تک پہنچانے کا ذریعہ بنے ہیں، ان کی کتب بلاشبہ علم و فضل اور حقیقت و معرفت کی لطافتوں سے مالا مال ہوتی ہیں۔

پیشِ نظر کتاب ''تفسیر چرخی'' بھی ایک علمی خزانہ اور تحقیقی شاہکار ہے، جو اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ پہلی بار منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔

ہم خوشی محسوس کرتے ہیں کہ موصوف نے اس کی اشاعت کی سعادت بھی ہمارے ادارے کو بخشی ہے اور جمعیۃ پبلی کیشنز کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے متعدد ایسے لازوال علمی خزانے جو ابھی تک پردہ فضا میں تھے، امت کو ان سے روشناس و متعارف کرایا اور قارئین کے ہاتھوں میں پہنچایا ہے۔

پیش نظر کتاب ''تفسیر چرخی'' بھی ان ہی تحقیقی دفینوں میں سے ایک ہے جو پہلی بار اردو ترجمہ و تسہیل کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ کتاب کس قدر اہم ہے؟ اس کی اشاعت کس قدر ضروری تھی؟ اور جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کی محنت، کوشش اور کاوش کس قدر لائق داد و تحسین ہے؟

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مرتب، مترجم اور ناشرین کی نجات آخرت اور اُمت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین۔

محمد ریاض احمد درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

تقریظ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَسَلاَمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی!

قدوۃ الاولیاء، سراج السالکین، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت نقشبندی کے موجب وسبب حضرت اقدس خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ کے مسترشد، مجاز، جانشین اور قطب الارشاد حضرت مولانا خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کے شیخ طریقت حضرت مولانا یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد غزنوی چرخی سررزیؒ کی شخصیت، علم وعمل، زہد وتقویٰ اور خوف وخشیت اوران کی بے مثال عبقری صفات وکمالات کا تذکرہ کرنا ''مادحِ خورشید مداح خوداست'' کا مصداق ہے۔ تاہم اتنا طے ہے کہ آپؒ نے جس قدر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمت کی اس کی اشاعت وترویج اور آبیاری و سرپرستی فرمائی، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

۷۶۲ھ میں غزنی کے قصبہ چرخ میں آپ کی ولادت ہوئی، طلب علم کے لیے پہلے آپ ہرات گئے پھر مصر جاکر اکتساب علم کیا، علوم ظاہرہ کے ساتھ ساتھ علوم باطنہ سے بھی آپ کو وافر حصہ ملا، فقہ وفتویٰ میں مہارت حاصل کر کے جب آپ بخارا سے وطن مالوف چرخ جانے لگے تو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کی طلب اور شیخ کی توجہ سے ان کے اسیر عقیدت ہو گئے، بیعت فرمائی اور کچھ عرصہ خدمت میں رہنے کے بعد اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے اور خدمت دین اور اصلاح خلق کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔

یوں تو حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کی کئی ایک تالیفات، رسائل ومجموعے ہیں اوران میں سے بیشتر پر دور حاضر کے باذوق محقق اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خادم اور حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے مسترشد جناب محمد نذیر رانجھا صاحب نے تحقیقی کام بھی کیا ہے، جن میں سے اکثر بحمد للہ زیور طبع سے آراستہ ہیں۔

پیش نظر تفسیر چرخیؒ جو دراصل حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے ایک خواب کی تعبیر ہے جو انہوں نے تیس سال کی عمر میں دیکھا تھا اور جس کی برکت سے وہ تفسیر بیضاوی کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے سورہ فاتحہ اور آخری دو پاروں کی تفسیر لکھی ہے، چنانچہ حضرت اس تفسیر کی وجہ تالیف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

www.maktabah.org

''میرے ساتھیوں اور دوستوں'' کی ایک جماعت نے مجھ سے التماس کی کہ میں ان کے لیے سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک سے لے کر قرآن مجید کے آخر تک تفسیر الکشاف اور الکواشی وغیرہ سے انتخاب کر کے فارسی زبان میں ایک تفسیر لکھوں جس سے خواص وعوام لوگ نفع حاصل کریں۔لہٰذا میں نے ان کی التماس کو قبول کیا، اگر چہ میں اس کے قابل نہیں تھا۔''

اسی طرح دور حاضر کے محقق حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی قدس سرہ اپنی کتاب ''تذکرۃ المفسرین'' میں حضرت یعقوب کی اس کاوش کے بارے میں لکھتے ہیں:

''قرآن عزیز کے آخری دو پاروں کی تفسیر فارسی زبان میں لکھی جو مطبوعہ ہے اور آج تک متداول ہے۔''

چونکہ تفسیر چرخی بھی آپ کی دوسری تصنیفات کی طرح فارسی زبان میں تھی اور اس کا فارسی متن متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہوتا آیا ہے۔جس کی تفصیلات جناب محمد نذیر رانجھا صاحب نے اپنے مفصل ومبسوط مقدمہ میں درج فرمائی ہیں۔تفسیر چرخی کی اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس کا فارسی متن حال ہی میں کراچی کے ایک مکتبہ ''الرحیم اکیڈمی، اعظم نگر، لیاقت آباد'' سے بھی شائع ہوا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، پیش نظر تفسیر چرخی پورے قرآن کریم کی تفسیر نہیں بلکہ صرف سورۂ فاتحہ اور آخری دو پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے۔البتہ اس کے شروع میں از راہ تبرک،تعوذ وتسمیہ کی تفسیر کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

چونکہ تفسیر چرخی عام متداول تفاسیر سے ہٹ کر خالص اہل قلوب کی اصلاح وتربیت کی غرض سے لکھی گئی ہے، اس لیے اس کے مندرجات بھی لعل وگوہر کی مانند اپنے اندر انفرادی شان رکھتے ہیں، اس کا ایک ایک حرف درس عبرت وموعظت کی شان رکھتا ہے۔

اب تک چونکہ اس کا متن فارسی میں تھا اس لیے صرف اہل علم اور فارسی دان ہی اس سے مستفید ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کو جنھوں نے اس کو نہایت صاف وشستہ اردو کے قالب میں منتقل کر کے عوام کے لیے اس سے استفادہ آسان فرما دیا ہے۔

کتاب کیا ہے، علوم ومعارف کا خزانہ اور حکمت وبصیرت کا سمندر ہے۔صحیح معنی میں اس کی اہمیت وعظمت اور حقیقی قدر ومنزلت کا اندازہ اس کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔

چنانچہ اس تفسیر کا اسلوب جہاں عام فہم اور سادہ ہے وہاں اس بات کا بھی بطور خاص التزام کیا گیا ہے کہ متعلقہ آیت کی تقطیع کرتے ہوئے حرف بحرف لفظی ترجمہ، شان نزول، فضائل، تفسیر اور تفسیر کے لیے قرآن و حدیث سے استشہاد متعلقہ آیت وحدیث کا حوالہ، اگر اس کے پس منظر میں کوئی حکایت یا واقعہ ہو تو اس کا تذکرہ اہل

www.maktabah.org

معرفت کے اقوال کی طرف اشارہ اور پھر اس سے حاصل ہونے والے درس بصیرت وعبرت کو ”اے درویش اس سے تیرا نصیب یہ ہے“ کہہ کر بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۂ فاتحہ کی آیت ”اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ“ کی تفسیر کے ذیل میں سورۂ حجر کی آیت ”وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْن“ اور اپنے پروردگار کی عبادت کیے جاؤ، یہاں تک کہ موت (کا وقت) آجائے) کے تحت لکھتے ہیں:

”علماء ظاہر کا کہنا ہے کہ تو بندگی کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے موت آجائے اور علماء باطن کہتے ہیں کہ تو بندگی کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے، اس کے بعد تو بندہ ہوگا اور مولیٰ تعالیٰ (مالک حقیقی) تیرے ساتھ جو کچھ کرے، تجھے بندے (غلام) کی مانند اس پر خوش رہنا چاہیے۔“

آیت کریمہ ”اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْراً فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ“ کی لغات، ترجمہ اور تفسیر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے دنیا کا لالچ نہ رکھے، کیونکہ انسانی طبیعت اس سے گریزاں ہے اور دینی کاموں کی مزدوری کسی سے طلب نہ کرے، کیونکہ یہ عزیمت کا درجہ ہے۔“

غرضیکہ یہ تفسیر جہاں علم وتحقیق کے اعتبار سے معیاری تفسیر کی کمی پوری کرتی ہے وہاں یہ صوفیانہ ذوق کی ترجمانی بھی کرتی ہے۔

اے کاش کہ یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو علوم ومعارف کا بے بہا مجموعہ، صوفیانہ ذوق ومزاج کی ترجمانی، علمی موشگافیوں کا لازوال خزانہ اور علم وتحقیق کا انمول تحفہ ہوتی۔ تاہم جتنا ہے وہ بھی قابل قدر اور لائق صد افتخار ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو مصنف، مترجم اور جملہ امت کی ہدایت وسعادت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے۔ ہم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کو اس محنت وکاوش پر صمیم قلب سے مبارک باد دیتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اہل علم اور ارباب ذوق اس کی قدردانی میں کسی بخل سے کام نہیں لیں گے۔

وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ.

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

(مولانا) سعید احمد جلالپوری
مدیر ماہنامہ ”بینات“ کراچی
خلیفہ مجاز حضرت شہید اسلام
مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

مترجم ایک نظر میں

الف:

نام	:	محمد نذیر رانجھا
ولدیت	:	جناب سلطان احمد رانجھا (مدظلہ)
تاریخ پیدائش	:	۸ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام چک نمبر ۶۷ جنوبی، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

ب: تحصیلات:

(۱) ایم اے (فارسی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۳ء

(۲) ایم اے (اسلامیات) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۴ء

(۳) ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء

(۴) بی اے، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء

(۵) بی ایل آئی ایس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

(۶) سرٹیفکیٹ ان لائبریرین شپ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۰ء

(۷) ایلیمنٹری عربیک کورس، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء

(۸) ایڈوانس عربیک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۹) ایف اے، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، سرگودھا، ۱۹۷۱ء

(۱۰) میٹرک، ایضاً، ۱۹۶۸ء

ج: ملازمت:

(۱) مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (یکم جنوری ۱۹۷۳ء تا ستمبر ۱۹۸۵ء)

(۲) نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (اکتوبر ۱۹۸۵ء تا جون ۱۹۹۲ء)

(۳) اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد (جون ۱۹۹۲ء تا دم تحریر)

www.maktabah.org

د: تحقیقات وتالیفات:

فارسی اور عربی سے اردو اور اردو سے فارسی تراجم اور اردو میں تصنیف وتالیف اور نقد ونظر کے علاوہ فارسی متون کی تصحیح وتعلیق وتحقیق کا کام نیز فارسی اور اردو میں متعدد تحقیقی مقالات ملکی وغیر ملکی مؤقر رسائل وجرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ مطبوعہ تحقیقی وتالیفی کتب ورسائل کی فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) ابدالیہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ، ترجمہ وتعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۴۸ص، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

(۲) احادیث کے اردو تراجم (کتابیات): تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ۱۰۰ص

(۳) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اردو مطبوعات (کتابیات اردو): مؤلف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۳۶۷ص

(۴) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان کے اردو تراجم) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۸ء، ۳۷۴ص

(۵) بحر الحقیقۃ: (ترجمہ اردو) تصنیف: خواجہ احمد غزالیؒ، ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۹۶ص، ۱۹۸۹ء

(۶) تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۲۰۰۳ء، ۵۶۲ص

(۷) تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۲۰۰۴ء، ۷۰۲ص

(۸) تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ (فارسی)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ، دار المبلغین حضرت میاں صاحب، ۱۹۹۵ء، ۷۶ص

(۹) تذکرہ حضرت شیخ ابو الحسن خرقانیؒ مع ترجمہ نور العلوم (اردو)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور: وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۲۰۰۵ء، ۲۵۶ص

(۱۰) تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج محمد امینؒ (اردو)، تالیف: تحسین اللہ، نظر ثانی: محمد نذیر رانجھا، ناشر: چارسدہ، المجاہد آباد، جماعت ناجیہ، ۱۹۹۷ء، ۴۸۸ص

www.maktabah.org

(۱۱) تفسیر چرخی، تصنیف: حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، مقدمہ وترجمہ اُردو: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور: وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۴۰۸ص، ۲۰۰۵ء،

(۱۲) جدید فارسی گرامر: دستور فارسی نوین (اردو)' تالیف: محمد نذیر رانجھا' ناشر: لاہور' عتیق پبلشنگ ہاؤس' ۱۸۳ص' ۱۹۸۹ء

(۱۳) رسالہ ابدالیہ: (فارسی) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی' تصحیح وتعلیقات و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان' ۱۳۰ص' ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

(۱۴) رسالہ انسیہ: (فارسی متن وترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی' تصحیح وترجمہ وتعلیقات: محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان: ڈیرہ اسماعیل خان' موسیٰ زئی شریف' خانقاہ احمدیہ سعیدیہ' مکتبہ سراجیہ' ۱۱۲ص' ۱۹۸۳ء

(۱۵) سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (۱-شرح اسماء الحسنیٰ' ۲-حورائیہ' ۳-طریقہ ختم احزاب)' تحقیق وترجمہ اُردو: محمد نذیر رانجھا' ناشر: لاہور' میاں اخلاق احمد اکیڈمی' ۱۹۹۵ء' ۷۶ص

(۱۶) شاہد کے نام: (اردو) تصنیف: محمد نذیر رانجھا' ناشر: راولپنڈی' مصنف' ۳۲ص: اکتوبر ۱۹۷۷ء

(۱۷) شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ (المعروف رسالہ نائیہ)، تصنیف: حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ اُردو ومقدمہ وحواشی: محمد نذیر رانجھا، لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ۱۷۶ص

(۱۸) شرح مثنوی معنوی: (فارسی دو جلدیں) شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی' تصحیح و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان' جلد اول: ۱۴+۱۷+جلد دوم: ۶۰۰ص' ۱۹۸۵ء

(۱۹) فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش: (فارسی) تالیف' محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان' ۴۰۵ص' ۱۹۹۳ء

(۲۰) قدیم عدالتی اردو زبان: (اردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا' ناشر: لاہور' مغربی پاکستان اردو اکیڈمی' ۱۹۳ص' ۱۹۹۰ء

www.maktabah.org

(۲۱) کتاب دوست شمارہ ۱: فہرست نسخہ ہائے خطی عربی وفارسی واردو کتاب خانہ پروفیسر منظور الحق

صدیقی، راولپنڈی، تالیف وترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۸۴+۱۲اص، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۲۲) کتاب دوست شمارہ ۲ (اردو): فہرست نسخہ ہائے خطی وفارسی واردو پنجابی کتاب خانہ جناب ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (گجرات)، ترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۱۰۸+۴۴ص، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۲۳) کنز العلم والعمل (احادیث نبوی ﷺ کا اردو ترجمہ): محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۴۶اص، ۱۹۹۴ء

(۲۴) لمحات من نفحات القدس (فارسی): تصنیف: محمد عالم صدیقی ؒ، پیشگفتار وفہارس: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۶۶۶ص، ۱۹۸۶ء

(۲۵) نسایم گلشن راز (فارسی): شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیشگفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۲۸ص، ۱۹۸۳ء

(۲۶) نئے چراغ: (اردو، نثر ونظم) تصنیف وترجمہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، مصنفین، ۶۴ص، ستمبر ۱۹۷۴ء

(۲۷) یادوں کے مینار: (اردو، شعر) سرودہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، سرایندگان، ۶۴ص، اکتوبر ۱۹۷۴ء

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حرفِ دل

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ زَیَّنَ السَّمَاءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَجَعَلَهَا رُجُوۡماً لِّلشَّیَاطِیۡنَ، وَزَیَّنَ الۡاَرۡضَ بِالرُّسُلِ وَالۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡاَوۡلِیَاءِ وَالۡعُلَمَاءِ، وَجَعَلَهُمۡ حُجَجًا وَّبَرَاهِیۡنَ، یَرۡفَعُ بِهِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوۡکَ مِنَ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَاَتۡبَاعِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسۡلَافِنَا وَاَوۡلَادِنَا وَاَصۡحَابِنَا وَجَمِیۡعِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنَ ٥

امّا بعد ، کریم رب کی عنایتوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا، دُعا ہے کہ وہ ذاتِ عالی اپنے شکر کی توفیق ارزانی فرمائے اور ہر آن کرم فرمائے۔ آمین۔

خوشا روز اوّل کہ جولائی ۱۹۶۹ء میں حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے محبّ ومخلص اور اپنے مہربان ومشفق اور محسن صادق جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم ان کی قبر پر ہر آن اپنی رحمتیں نازل فرمائے) کی تشویق ورہنمائی سے یہ ننگ جہاں کشاں کشاں خانقاہ سراجیہ شریف جا پہنچا اور اس خانقاہ عالیہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز سلطان طریقت وشہنشاہ حقیقت خواجہ خواجگان شیخ المشائخ مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی زیارت ودست بوسی کا شرف اسے نصیب ہوا۔

خوشا روز دوم کہ بعد از نماز فجر اور حلقہ ومراقبہ پر تقصیر کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے اس گوہر نامدار کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت ازلی ارزانی ہوئی اور تلقین وارشاد کے سبق اوّل، مثل آخر کا حظ وافر اور شافی وکافی عطا ہوا:

شالا مڑ آون اوہ گھڑیاں ــــ جدوں سنگ سجناں دے رلیاں

درگور برم از سر گیسوئے تو تارے
تا سایہ کند بر سر من روز قیامت

''آری مافضلیا نیم'' جی ہاں، ہم حقیروں پر فضل الٰہی ہے، ورنہ اپنی حقیقت اور بساط ہی کیا ہے:

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند ــــ سوزِ دل پروانہ مگس را ندہند

www.maktabah.org

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار   این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

"رحمت حق بہانہ می جوید" کے مصداق بلا مبالغہ اس نادان و ناکارہ جہاں کو کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں گزارے ہوئے وہ لمحات زندگی یاد آ رہے ہیں، جن میں اس ناکارہ جہان نے کشف المحجوب حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ) کے آخر میں رسالہ ابدالیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۱ھ) کے قلمی مخطوطہ کو کچی پنسل سے صفحات لگائے تو ایک قاصد غیبی نے اس کے دل سے کہا کہ اس رسالہ کی تصحیح و تعلیقات کا کام کرنا چاہیے۔ بس یہی وہ جذبہء خیر تھا جس نے اس بے نوا کو فضل الٰہی کے قریب تر کر ڈالا۔ یہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے اور حق تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ۱۹۷۸ء میں اس رسالہ کا فارسی متن اور اردو ترجمہ الگ الگ اس بے نوا کی سعی سے منصہ شہود پر آ گئے۔ اس کے بعد قبولیت و سعادت مندی کا وہ در وا ہوا کہ جس کے طفیل آج یہ نادان اور ناکارۂ روزگار "تفسیر چرخی" حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تکمیل کا شرف حاصل کر رہا ہے:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

الحمد للہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے دستیاب آثار میں سے ابدالیہ کے علاوہ رسالہ انسیہ، حورائیہ (شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ)، شرح اسماء الحسنیٰ، طریقہ ختم احزاب (منازل قرآن مجید) کے فارسی متن اور اُردو ترجمہ پیش کیے جا چکے ہیں اور رسالہ نائیہ کا اُردو ترجمہ شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ کے نام سے جنوری ۲۰۰۴ء میں طبع ہو چکا ہے اور اب رب کریم کے فضل و کرم سے تفسیر چرخی کا اُردو ترجمہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کا ایک رسالہ در بارہ اصحاب و علامات قیامت جس کا قلمی مخطوطہ بنیاد خاور شناسی تاشکند میں زیر نمبر ۵۴۷۸ موجود ہے۔ صرف یہ باقی رہ گیا ہے۔ جس کی نقل تا حال ہاتھ نہیں لگی۔ اگر زندگی میں موقع ملا تو ان شاء اللہ اسے بھی ہدیہ قارئین کر دیا جائے گا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اس عظیم صوفی اور عارف باللہ کو اپنے پیر و مرشد خواجہ جہاں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا تھا:

تمہیں جو کچھ ہم سے ملا ہے، اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا تا کہ سعادت کا موجب بنے۔"

لہٰذا انہوں نے اس فرض منصبی کو کما حقہ ادا کرنے کی سعی فرمائی اور اپنی تصنیفات میں اپنے پیر و مرشد کے افکار و معارف اور فیوض و برکات کے انمول موتی جمع فرما دیے۔ ان کی تمام تصنیفات میں اپنے پیر و مرشد کے افکار و تعلیمات کے گوہر ہائے گرانقدر موجود ہیں۔ اس طرح تفسیر چرخی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عقیدت مندوں کے لیے روحانی فیوض و برکات کا بے مثال خزانہ ہے، جس کے ملاحظہ اور مطالعہ سے ان شاء اللہ انھیں روحانی بالیدگی اور

www.maktabah.org

آسودگی نصیب ہوگی۔

تفسیر چرخی کو انہوں نے ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء میں مکمل کیا ہے جو ان کا سال وصال ہے اور اس طرح پتہ چلتا ہے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ آخری دم تک اپنے پیرومرشد کے فرمان کی تعمیل میں مستغرق رہے:

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تفسیر چرخی میں انہوں نے تفسیر کشاف از محمود بن عمر الزمخشری (م ۵۲۸ھ) اور تفسیر کواشی از موفق الدین احمد بن یوسف الموصلی الشیبانی الشافعی (م ۶۸۰ھ) کو بنیاد بنایا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسری تفاسیر سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس نگارش کی تفسیری عبارات وتشریحات میں انہوں نے جہاں کہیں مناسب اور ضروری سمجھا علمی ودینی توضیحات کے بعد روحانی وعرفانی نکات بھی نقل کردیے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بہت بلند واعلیٰ علمی اور روحانی درجے ومرتبے پر فائز المرام تھے۔ انہوں نے جابجا تفسیری مطالب کے آخر میں لکھا ہے: ''نصیب تو اینست''، ''نصیب درویش اینست''، ''نصیب مومن اینست'' اور ''نصیب عارف اینست''۔ نیز الفاظ کی لغوی، نحوی تشریحات، قراء سبعہ کی آراء، حل اشکالات، آیات کی تشریحات اور قرآنی اعجازات کو بیان کرتے ہوئے وہ بہت ہی دقیق اور خوبصورت تعبیرات اور ارشادات بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضروری سمجھتے ہیں مفسرین کی آرا کو جمع کرنے کے بعد آخر میں اپنی رائے کا اظہار بھی فرمادیتے ہیں۔

اللہ رب العزت کی صفات توحید، قدرت کاملہ، خالقیت اور رحمت وبخشش وغیرہ کا ذکر انہوں نے بہت ہی عالیشان انداز میں کیا ہے اور رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ، محبت وعقیدت اور تعظیم وتکریم کا بیان انہوں نے آپؐ کی محبت وعقیدت میں ڈوب کر کیا ہے۔ اسی طرح عرفاء اور اولیاء کے مراتب اور ان کے احترام کا تذکرہ بھی موقع محل کی مناسبت سے جامع وخوبصورت اسلوب میں کیا ہے۔ اُنہوں نے تفسیری عبارات میں محکم اور ثقہ روایات نقل فرمائی ہیں اور کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ حسب موقع تفصیلی انداز اختیار کیا ہے اور مکررات اور غیر ضروری مقامات پر اختصار سے کام لیا ہے۔ ان کا اسلوب بیان عالمانہ، مبلغانہ اور محققانہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی سلیس، رواں اور بہت دلکش ہے۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر میں جابجا مثنوی مولانا رومؒ، کلیات شمس تبریزیؒ (از مولانا رومؒ)، حکیم غزنوی سنائیؒ اور دوسرے شعرا کے اشعار کو نقل کیا ہے، جس سے انداز بیان کی جاذبیت اور چاشنی ولذت دوچند ہوگئی ہے۔ ایک عارف باللہ، ولی کامل اور اجل عالم کے وعظ وبیان اور ارشاد وتبلیغ کی ساری خوبیاں ان کی تفسیر میں جمع ہیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانے کی بعض خامیوں کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور بعض مقامات پر اہل دنیا، مذہبی اور روحانی حلقوں کی نامناسب باتوں پر سخت گرفت کی ہے، لہٰذا بوجوہ چند

www.maktabah.org

کلمات اور ایک آدھ عبارت حذف کر کے وہاں تین نقطے لگا دیے ہیں۔

تفسیر چرخی میں تعوذ، تسمیہ اور سورۂ فاتحہ کے علاوہ قرآن مجید کے آخری دو پاروں (انتیسویں اور تیسویں) کی تفسیر موجود ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی زندگی کے آخری سال (۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء) میں مکمل کیا، گویا یہ ان کی زندگی کا نچوڑ ہے۔ اس تفسیر کے قلمی مخطوطات دنیا بھر کی اہم لائبریریوں میں موجود ہیں اور افغانستان اور پاکستان میں تو بہت زیادہ ہیں۔ اس کا فارسی متن چند بار طبع ہو چکا ہے۔ ایک بار ۱۳۰۸ھ/ ۹۱-۱۸۹۰ میں لکھنؤ (ہندوستان) سے شائع ہوئی اور ایک بار اسے حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ھ/ ۱۳-۱۹۱۲ء میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا تھا۔ اس ایڈیشن میں تفسیر کے کناروں پر تفسیر روضۃ المآرب کے نام سے مولوی ولی محمد صاحب خجندی قندھاریؒ کے گراں قدر حواشی بھی طبع ہوئے ہیں۔ حقیر نے اسی طباعت و ایڈیشن کے متن سے اُردو ترجمہ کیا ہے۔ تفسیری مطالب و عبارات میں ضمنی طور پر آنے والی آیات کے حوالے، احادیث کی تخریج، اقوال و عربی کلمات اور ابیات و اشعار کے حوالے قوسین کے اندر دیے گئے ہیں۔ نیز ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ "وَمِنَ اللّٰهِ التَّوفِيْق"۔

اس جگہ محترم و مکرم جناب محمد ریاض درانی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کی مخلصانہ کوشش سے تفسیر چرخی منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔ اللہ کریم انہیں اپنے نیک مقاصد میں کامران فرمائے اور اہل و عیال سمیت عافیت و سلامتی کے ساتھ زندگی نصیب فرمائے۔ آمین

ع بیش بہر رضایت می کشم!

آخر میں رب کریم کے حضور اور درگاہ عالی میں دعا ہے کہ وہ اپنے فضل عمیم کے صدقے حقیر کی اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور اسے آخرت میں اس کا اجر عطا فرمائے۔ نیز اس روسیاہ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت پاک کا فیض نصیب فرمائے اور آخری دم تک اپنے شیخ و مرشد عالی مرتبت حضرت خواجہ خواجگان مخدوم زمان سیدنا و مرشدنا و مخدومنا مولانا ابوالخلیل خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی نسبت پاک پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

میرے رحیم و کریم رب! تو خالق ہے اور سمیع و بصیر۔ نیتوں اور ارادوں کی حقیقت و اصلیت سے آگاہ و خبیر۔ اس ننگ جہاں کی نیت اور ارادے کی اصلاح فرما دے اور اس کی ہر نیک اور خوب کوشش و عمل کو صرف اپنی رضا و خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنا اور اس کے عزم و عمل میں جو خامیاں اور کوتاہیاں دانستہ اور نادانستہ طور پر سرزد ہو گئی ہیں، اپنی ستاری کے طفیل ان پر پردہ ڈال دے اور اپنی رحمت و کرم کے صدقے انہیں معاف فرما دے۔ آمین۔ دنیا میں اپنی فرمانبرداری کے ساتھ عافیت و سلامتی والی زندگی عطا فرما، مرتے دم خاتمہ بالخیر نصیب فرمانا اور اپنے فضل و کرم سے میری لحد کو میری مہرباں ماں کی آغوش بنانا اور قبر اور حشر کی سختیوں سے محفوظ و مامون فرمانا اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں زندگی، آپؐ کی عقیدت و محبت میں موت اور آپؐ کی اُمت میں

www.maktabah.org

حشر اور جنت میں آپ ؐ کے قدموں میں جگہ نصیب فرمانا اور اپنے پیاروں کی محبت و عقیدت میں زندگی عطا فرما اور موت اور حشر میں بھی ان کا ساتھ نصیب فرمانا۔ اے کریم اس حقیر کے مشائخ طریقت، اسلاف، آباؤ اجداد، ماں باپ، اساتذہ، بہن بھائیوں، اعزہ و اقارب، بیوی بچوں، دوست احباب، ہمسایوں اور جملہ مسلمین و مسلمات اور مومنین و مومنات کو دارین کی بھلائیاں، کامرانیاں اور خیر کثیر ارزانی فرما۔ آمین

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْاَخْطَاْنَا. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم، بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

خاک پائے اولیائے عظام
احقر العباد - محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ
۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۳-اپریل ۲۰۰۴ء
مکان نمبر سی بی-۱۳۱، غازی آباد، کمال آباد
راولپنڈی کینٹ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

کلمات تبرک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

بلاشبہ تحریر وانشاء، تصنیف وتالیف اور تحقیق وتدقیق کا ذوق وملکہ عطیہ الٰہی ہے، مگر کچھ محروم القسمت اس نعمت کو غلط استعمال کرتے ہیں، جبکہ کچھ حضرات اسے محض پیٹ پالنے اور کسب معاش کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس خداداد ملکہ کو دین و مذہب کی اشاعت اور دفاعِ دین کے اعلیٰ مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے مخلص جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم وتحقیق اور ترجمہ وتحشیہ کا پاکیزہ ذوق عطا فرمایا ہے۔ جس کی بدولت ان کی متعدد کاوشیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

موصوف کا ذوق ہے کہ مرورِ زمانہ سے پس منظر میں چلے جانے والے علمی خزانوں کی تلاش وجستجو میں رہتے ہیں۔ اگر کسی ایسے خزانہ عامرہ کی انہیں کہیں سے بھنک پڑ جائے تو اسے حاصل کر کے اس کی تصحیح ونظر ثانی کرتے ہیں، ضرورت ہوتی ہے تو اس کا ترجمہ وتشریح کرتے ہیں، اس پر مفید حواشی اور تالیقات ثبت کرتے ہیں اور پھر نہایت جاندار اور معلومات افزا تعارفی مقدمہ لکھ کر کسی طباعتی ادارہ کی وساطت سے قارئین تک پہنچاتے ہیں۔

یہ کام کہنے، سننے اور لکھنے کی حد تک جس قدر آسان معلوم ہوتا ہے تجرباتی وعملی دنیا میں اس سے کہیں زیادہ صعب ومشکل ہے۔ جن لوگوں کو اس کا کچھ ذوق ہے یا کبھی کسی ایسے تحقیقی کام کے تجربہ سے گزرے ہوں ان کو اس کا صحیح معنی میں اندازہ ہوسکتا ہے۔

پیش نظر کتاب ''تفسیر چرخی'' جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کے اسی ذوق کا مظہر ہے۔ حضرت اقدس مولانا خواجہ محمد یعقوب چرخی قدس سرہ نے اپنے احباب کی خواہش پر تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور آخری دو پاروں کی فارسی زبان میں تفسیر لکھی تھی، جس کا فارسی متن متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہوا، مگر ظاہر ہے کہ اب ہندو پاک میں فارسی سمجھنے والوں کی تعداد محدود بلکہ قریب قریب معدوم ہوتی جارہی ہے۔ اس لیے جناب محمد نذیر رانجھا صاحب نے تفسیر چرخی کو فارسی سے اردو میں منتقل کیا، اس پر بسیط مقدمہ لکھا، ابتدائیہ میں حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمہ اللہ کے احوال لکھے اور اس تفسیر کو اشاعت کے لیے جمعیۃ پبلی کیشنز لاہور کے حوالہ کردیا۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ چرخی رحمہ اللہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے صف اوّل کے بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے براہ راست کسب فیض کیا ہے، رأس الاتقیاء حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ ایسے بزرگ ان کے فیض یافتہ ہیں۔

یہ بھی جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے دلی محبت، وابستگی اور والہانہ لگاؤ کی علامت ہے کہ انہوں نے حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخیؒ کی تفسیر چرخی کے علاوہ دیگر متعدد تصانیف کی بھی خدمت کی ہے۔

مولائے کریم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کی اس محنت و کاوش کو قبول فرمائے، اس تفسیر کو اُمت کے لیے مفید و نافع بنائے اور مترجم و ناشر اور معاونین کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

فقیر ابوالخلیل خان محمد

خانقاہ سراجیہ کندیاں، میانوالی

www.maktabah.org

مقدمه

شرح احوال و آثار

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ

www.maktabah.org

نام ونسب

یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثم السررزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

والد بزرگوارؒ:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب ''تفسیر چرخی'' میں چند جگہ پر ذکر کیا ہے کہ آپ کے والد بزرگوارؒ ارباب علم ومطالعہ سے تھے اور پارسا اور صوفی تھے۔ سورہ ماعون کی آیت تین کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ ایک روز پڑوسی کے گھر سے پانی لائے چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لیے نہ پیا۔[1] مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی اپنے والد بزرگوار سے پڑھی تھی۔

جز فضل تو راہ کہ نماید ما را ‏ ‏ ‏ ‏ جز جود تو بندگی کہ شاید ما را
گرچہ ہر دو کون طاعت داریم ‏ ‏ ‏ ‏ بے لطف تو کار برنیاید ما را[2]

یعنی تیرے فضل کے سوا ہمیں راستہ کون سمجھائے؟ (اور) تیرے وجود (ذات اقدس) کے علاوہ کس کی بندگی ہمیں زیب دیتی ہے؟
خواہ ہم دو جہان کو تیری طاعت (بندگی) سے پر کردیں تو بھی تیرے لطف کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔

سورۃ النباء کے آخر میں انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کے والد بزرگوارؒ نے آپ کو وصیت فرمائی کہ اس دعا کو ہمیشہ سورۃ عم کی قرأت کے بعد پڑھیں:[3]

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

یعنی اے اللہ! ہماری گردنوں اور ہمارے ماں باپ کی گردنوں کو جہنم سے بچا، اپنی رحمت کے طفیل، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۷۶۲ھ/ ۶۰-۱۳۶۱ء میں ہوئی (تفصیل کے لیے دیکھئے عنوان ''وفات'' جو آگے آرہا ہے)۔

تعلیم وتربیت:

کچھ عرصہ جامع ہرات اور ممالک مصر میں تحصیل علم کی۔[4] حضرت شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۳ یا ۸۳۴ یا ۸۳۸ھ/ ۲۹-۱۴۳۰ء یا ۳۱-۱۴۳۱ء یا ۳۴-۱۴۳۵ء) آپ کے ہمدرس تھے اور آپ نے

www.maktabah.org

حضرت مولانا شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد سیرامی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م آخر رمضان ۸۰۴ھ/ اپریل ۱۴۰۲ء) سے جو اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے، شرف تلمذ حاصل کیا۔[۵] فتویٰ کی اجازت آپ نے علماء بخارا سے حاصل کی تھی۔[۶]

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواب میں زیارت:

آپ نے ۷۸۲ھ میں ایک صالحہ خواب دیکھا جب آپ کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ اس سلسلے میں آپ نے تفسیر چرخی میں سورہ المزمل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میں بخارا کے بلدہ فاخرہ میں داخل ہوا اور میں ہرات سے آیا تھا۔ فتح آباد کے مقام پر حضرت سیف الحق والدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر ایک حجرہ تھا، جس میں میں رہ رہا تھا۔ ایک رات میرے دل میں خیال آیا کہ میں علم کی مختلف شاخوں میں سے کس کو سیکھوں؟ حضرت (محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آہستہ آہستہ (ترتیل کے ساتھ) قرآن (مجید) کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ آپؐ آہستہ آہستہ تلاوت کیوں فرما رہے ہیں؟ پھر خواب (ہی) میں خیال آیا کہ "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا" آپؐ کے حق میں آیا ہے اور اس (آہستہ آہستہ تلاوت فرمانے) سے آپؐ نے تفسیر قاضی ناصرالدین بیضاوی کے پڑھنے (سیکھنے) کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ اس (خواب کی) متابعت میں اور تفسیر (بیضاوی کے مطالعہ) میں مشغول ہونے پر بہت زیادہ فوائد حاصل ہوئے اور (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کے اشارہ کی برکت سے قرآن (مجید) کے معانی (تفسیر چرخی کی صورت میں) ضبط (کرنے نصیب) ہوئے۔[۷]

حضرت شیخ سیف الدین باخرزیؒ کی زیارت:

انہی دنوں آپ نے حضرت شیخ العالم سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا:

"کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ."[۸]

حضرت خواجہ نقشبندؒ سے ملاقات:

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ کو ان سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ جب آپ اجازت فتویٰ حاصل کر کے بخارا سے واپس چرخ جانے لگے تو ایک دن حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی سے عرض کیا: "میری طرف بھی توجہ فرمائیں"۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہؒ نے فرمایا: ''کیا اس وقت جب کہ تم سفر کی حالت میں ہو؟''
آپ نے عاجزی سے کہا: ''میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں''۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کیوں؟ آپ نے کہا: ''اس لیے کہ آپ بزرگ ہیں اور عوام الناس میں مقبول ہیں۔''
حضرت خواجہؒ نے فرمایا: ''کوئی اچھی دلیل؟ ممکن ہے یہ قول شیطانی ہو۔'' حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے کہا: ''حدیث صحیح ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا دوست بناتا ہے' اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے۔'' حضرت خواجہؒ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا:
''ما عزیزانیم''۔ ان کے یہ فرمانے سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا حال دگرگوں ہوگیا کیونکہ اس واقعہ سے ایک ماہ قبل انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ ان سے فرماتے ہیں:
''مرید عزیزان شو'' اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب بھول چکے تھے۔ جب حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ''ما عزیزانیم'' تو حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو وہ خواب یاد آ گیا[9]۔
اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کی کہ میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا: ''ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان[10] سے توجہ طلب کی تو انہوں نے کہا: ''غیر توجہ میں نہیں رہتا' کوئی چیز ہمارے پاس رکھو تا کہ جب میں اسے دیکھوں تو تم یاد آ جاؤ[11]۔''
پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''تمہارے پاس ایسی چیز نہیں ہے جو ہمارے پاس رکھ جاؤ' لہٰذا میری ٹوپی ساتھ لے جاؤ' جب اسے دیکھ کر ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے اور اس کی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی۔'' پھر فرمایا: ''اس سفر میں مولانا تاج الدین دشتی کولکی کو ضرور ملنا کہ وہ ولی اللہ ہیں[12]۔''

بخارا سے روانگی:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سفر کی اجازت لی اور بخارا سے بلخ کی طرف چل پڑے۔ اتفاق سے انہیں کوئی ضرورت پیش آئی اور ایسا موقع آیا کہ وہ بلخ سے کولک کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں انہیں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا جس میں انہوں نے حضرت مولانا تاج الدین دشتی کولکی سے ملاقات کرنے کے لیے فرمایا تھا[13]۔

www.maktabah.org

مولانا تاج الدینؒ سے ملاقات اور بخارا کو واپسی:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش بسیار کے بعد حضرت مولانا تاج الدین دشتی کولکی رحمۃ اللہ علیہ کو پالیا۔ اس ملاقات اور مولانا دشتی کولکیؒ کا جو رابطہ محبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے تھا' نے مولانا یعقوب چرخیؒ کے دل پر اس قدر اثر کیا کہ وہ دوبارہ بخارا کی طرف چل پڑے اور ارادہ کیا کہ جا کر حضرت خواجہ نقشبندؒ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کریں گے۔ [۱۴]

ایک مجذوب سے ملاقات:

بخارا میں ایک مجذوب تھے جن سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عقیدت تھی۔ انہوں نے ان کو سرراہ بیٹھے دیکھا۔ ان سے پوچھا: ''کیا میں حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں جاؤں؟''۔ انہوں نے کہا: ''جلدی جاؤ''۔ اس مجذوب نے اپنے سامنے زمین پر بہت سی لکیریں کھینچیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سے کہا کہ ان لکیروں کو گنوں' اگر مفرد ہوئیں تو میرے ارادے کی دلیل ہوں گی کیونکہ ''ان اللہ فرد و یحب الفرد''۔ [۱۵]

چنانچہ انہوں نے لکیروں کو گنا تو یہ مفرد تھیں۔ [۱۶]

حضرت خواجہؒ سے دوبارہ ملاقات:

اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اشتیاق بڑھا کہ وہ حضرت نقشبندؒ کی خدمت میں جائیں اور ان کے مریدوں میں شامل ہو کر ان کی نظر التفات سے مشرف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرمائی اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کامل اور مکمل ولی اللہ ہیں۔ غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد انہوں نے قرآن مجید سے فال نکالی اور یہ آیت سامنے آئی: ''اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ''۔ [۱۷]

آخر روز میں وہ اپنے مسکن فتح آباد میں حضرت شیخ سیف الدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۸ھ/ ۵۹-۱۲۶۰ء) ،مزار کے طرف متوجہ بیٹھے تھے کہ اچانک قبول الٰہی کا ایک قاصد آ پہنچا اور ان کے دل میں باطنی بے قراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت حضرت خواجہ نقشبندؒ کی طرف چل پڑے جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ قصر عارفاں ،تو حضرت خواجہ سرِ راہ ان کے منتظر تھے اور وہ ان سے لطف و احسان کے ساتھ پیش آئے۔ [۱۸]

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے حلقہ ارادت میں شمولیت:

نماز کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ

www.maktabah.org

مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں ہے: ''العلم علمان، علم القلب: فذلک علم نافع، علم الانبیاء والمرسلین، وعلم اللسان: فذلک حجۃ اللہ علیٰ ابن آدم''[19]۔ امید ہے کہ علم باطنی سے تمہیں کچھ نصیب ہوگا۔'' اور فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے: ''اذا جالستم اهل الصدق فاجلسوهم بالصدق' فانهم جو اسيس القلوب يدخلون فی قلوبکم وينظرون الیٰ همکم ونياتکم''[20] اور ہم مامور ہیں، ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ آتا ہے۔ اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی تمہیں قبول کرلیں گے[21]۔

یہ رات حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بڑی بھاری تھی۔ انہیں یہ غم کھائے جارہا تھا کہ شاید حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے قبول نہ کریں۔ اگلے روز حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

> ''مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں لیکن جو آدمی جس حالت میں آئے اور جیسا وقت ہو[22]۔''

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز[23] تک بیان فرمایا اور پھر حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو وقوف عددی[24] میں مشغول کیا اور فرمایا: ''یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا[25]۔''

عطائے خلافت:

بیعت کے بعد آپ کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور اس دوران حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تعلیم و تربیت کرتے رہے۔

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور رخصت کے وقت فرمایا: ''ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگان خدا تک پہنچاؤ اور مناسب حال حاضرین کو خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا تاکہ سعادت کا موجب بنے''[26]۔ پھر تین بار فرمایا: ''ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا''[27]۔ اور ساتھ ہی حضرت علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے کا ارشاد فرمایا[28]۔

www.maktabah.org

بخارا سے روانگی:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے چل کر شہر کش (ماوراء النہر کے ایک گاؤں) میں پہنچے اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اسی اثناء حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ساتھ ہی خوف بھی کہ مبادا عالم طبیعت کی طرف پھر میلان ہو جائے اور طلب کی خواہش نہ رہے۔ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو دیکھا اور انہوں نے آپ کا وہم ایک اشارہ کے ساتھ دور کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے خیال کیا کہ درویشوں کے گروہ میں مل کر ان کے طریقہ کو اپنایا جائے۔ پھر عالم روحانی میں حضرت خواجہ نقشبندؒ کو دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو عالم روحانی میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ میں وہ کون سا عمل کروں جس کے ہونے سے آپ کو قیامت میں پا لوں؟ انہوں نے فرمایا: ''شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے سے [29]''

حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کی خدمت میں: [30]

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ عرصہ موضع کش میں قیام کرنے کے بعد آپ بدخشان چلے گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ کو چغانیان سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملا۔ جس میں انہوں نے آپ کو اپنی متابعت کا اشارہ کیا۔ آپ چغانیان کو روانہ ہو گئے اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ آپ چند برس تک ان کی صحبت میں رہے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بے حد لطف فرماتے تھے [31]۔

جب حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ ربیع الاول ۸۰۲ھ/ ۲۰ نومبر ۱۳۹۹ھ کو اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ چغانیان سے واپس حصار آ گئے اور انہوں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تعمیل کرنی چاہی کہ ''جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا'' [32]۔

وفات:

آپ نے بروز ہفتہ ۵ صفر ۸۵۱ھ/ ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء کو حصار میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۸۲ھ/ ۸۰-۱۳۸۱ء میں بخارا میں فتح آباد کے مقام پر حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ ایک حجرے میں مقیم رہتے ہوئے ایک خواب دیکھا تھا جس میں انھیں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت ہوئی تھی اور اس کا ذکر انہوں نے تفسیر چرخی میں سورہ المزمل

www.maktabah.org

کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن میں کیا ہے[۳۳]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے ۶۹ سال پہلے کا ہے اور یہ ان کے آغاز طالب علمی اور ہرات سے بخارا تک سفر کرنے کا زمانہ ہے، اس وقت آپ بیس سال کے تھے۔ اس طرح آپ نے تقریباً ۸۹ سال عمر پائی۔ دوسری طرف آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور ان سے ۶۰ برس بعد فوت ہوئے۔ اس رو سے بھی آپ نے کافی لمبی عمر پائی[۳۴]۔

قطعہ تاریخ وفات

حضرت یعقوب محبوب خدا	شد براوج چرخ چون منزل گزین
نیز (حق آمود مطلوب خدا)	رحلتش (شمس الهدایت) گفته اند
هم بدان (یعقوب محبوب خدا)[۳۵]	واصل (کامل ملک سیرت) بخوان

مزار انور:

صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر مبارک موضع ہلفتو[۳۶] میں واقع ہے جو حصار کا ایک گاؤں ہے[۳۷] اور اسی روایت کو صاحب تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نے بھی نقل کیا ہے[۳۸]۔ اس سلسلے میں معروف ایرانی محقق ودانشور سعید نفیسی مرحوم (م ۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء/ ۲۳ آبان ۱۳۴۵ھ ش) اپنی کتاب ''تاریخ نظم ونثر در ایران ودر زبان فارسی'' میں لکھتے ہیں:

> ''مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حصار شادمان میں وفات پائی۔ ان کا مزار اب تاجکستان کے دار الخلافہ دوشنبہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر چغانیاں میں واقع ہے۔ حصار شادمان شہر پہلے اسی جگہ آباد تھا اور بعد میں حصارات سے شہرت پائی۔ اس شہر کے آثار میں سے ایک حمام اور دو مزار باقی ہیں۔''[۳۹]

اولاد امجاد:

۱- جناب سعید نفیسی کے بقول:

''حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا یوسف چرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ کے جانشین تھے۔ ان کا مزار دوشنبہ سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اس جگہ موجود ہے جو چرتک کے نام سے مشہور ہے اور اس پر تیمور کے مقبرہ کی طرح کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہاں پہاڑ کے دامن میں ایک بڑی خانقاہ بنائی گئی ہے جہاں چند حجرے ہیں[۴۰]۔''

www.maktabah.org

۲- حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر چرخی میں (سورہ المعارج کی آیت پانچ کی تفسیر کے تحت) لکھا ہے کہ اس فقیر کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر ۱۶ سال اور ۸ ماہ تھی، وہ انواع کمالات سے آراستہ اور صاحب حسن صوری ومعنوی تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں اس کی قبر پر متوجہ تھا۔ اس کی روحانیت سے یہ شعر میرے خیال میں آیا:

با دو قبلہ در راہ توحید نتوان رفت راست   یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

(حکیم سنائیؒ)

یعنی دو قبلہ کے ساتھ توحید کا راستہ صحیح طریقے سے طے نہیں کیا جا سکتا، یا دوست (اللہ تعالیٰ) کی رضا پر خوش رہنا ہوگا (اور) یا اپنے نفس کی رضا پر۔

اور اس شعر کو دوسرے اشعار کے ساتھ اس نے لکھ کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور وہ اکثر اسے پڑھا کرتا تھا[۴۱]۔ راقم الحروف کے خیال میں یہ آپ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

خلیفہ وجانشین:

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ/ ۲۰ فروری ۱۴۹۰ء) اپنے وقت کے مشہور عارف آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے[۴۲]۔

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج وترقی:

سلطان الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین (نقشبند) قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تیسری شاخ حضرت مولانا معظم شیخ یعقوب چرخی قدس سرہ سے چلی۔ ان سے یہ بزرگوں کے راہنما اور دین کے حامی وناصر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو ملی اور ان سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو عجب رونق ملی اور اسی طرح حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت خواجہ یوسف بایقولی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی جو بایقول میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی جو ختلان میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ اسماعیل ختلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی[۴۳]۔

مسجد مولانا یعقوب چرخیؒ

سابق سوویت حکومت نے ۱۹۸۲ء کے لگ بھگ تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ کے نواح میں واقع ایک مسجد کا نام حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا تھا[۴۴]۔

www.maktabah.org

خواجہ احرارؒ کی مولانا یعقوب چرخیؒ سے عقیدت:

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے براستہ چل دختران حصار گئے اور اس طویل مسافت کو فرط اخلاص کے سبب اکثر پیادہ طے کیا۔

جب مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مولانا نے غصے کی نگاہ سے خواجہ احرار کی طرف دیکھا۔ نیز حضرت مولانا کی پیشانی مبارک پر سفیدی (مشابہ برص) ظاہر ہوئی جس سے خواجہ احرار کے دل میں کراہت پیدا ہوئی۔ حضرت مولانا نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ دوسری بار مولانا یعقوب چرخیؒ نے اس طرح خواجہ احرار کی طرف توجہ فرمائی کہ انہوں نے بے اختیار ہو کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ اس پر مولانا یعقوب چرخیؒ نے فرمایا:

''میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبند نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔''

اس کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو طریقہ خواجگان اور وقوف عددی کی تلقین فرمائی [۴۵]۔

شاعری:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ یہ رباعی آپ کی ہے:

تادر طلب گوہر کانی کانی   تا زندہ بوئے وصل جانی جانی
فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو   ہر چیز کو در جستن آنی آنی [۴۶]

ترجمہ: اگر تو کان سے ہیرے حاصل کرنا چاہتا ہے تو (خود) کان بن جا، اگر تو محبوب کے وصال کی خوشبو سے زندگی پانا چاہتا ہے تو (خود) محبوب بن جا۔
مختصر طور پر یہ پکی بات مجھ سے سن لے کہ تو جس چیز کی جستجو میں ہے تو (خود) وہی بن جا۔

ملفوظات گرامی:

۱- حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مصر میں مولانا شہاب الدین سیرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم درس تھے۔ ایک روز آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین خوافی حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل فرماتے ہیں اور اس کا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ''جی درست ہے''۔ پھر آپ ساعت بھر عالم بے خودی

www.maktabah.org

میں چلے گئے۔ آپ کا معمول تھا کہ ساعت بہ ساعت عالم بے خودی میں چلے جاتے تھے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آپ کی زبان پر یہ بیت جاری تھا:

چون غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم　　نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

۲- حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شہر ہرات کے اوقاف میں سے تین جگہوں کے علاوہ کہیں کوئی چیز نہیں کھا سکتے۔ یعنی (الف) خانقاہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ (ب) خانقاہ ملک اور (ج) مدرسہ غیاثیہ میں۔ ان تین مقامات کے علاوہ کوئی اور جگہ ایسی وقف نہیں ہے جس میں شک نہ ہو۔

اسی وجہ سے ماوراء النہر کے اکابرین قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے اپنے مریدوں کو ہرات کے سفر سے منع کیا ہے، کیونکہ وہاں حلال کم ہے۔ جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عالم طبیعت کی طرف الٹے پاؤں چلنے لگتا ہے اور سلوک کے راہِ مستقیم سے منحرف ہو جاتا ہے۔[۴۷]

۳- فرمایا: میں بخارا میں تھا۔ اپنے اندر کاہلی اور دل کی کدورت مشاہدہ کی۔ میں نے کہا کہ چند دن روزہ رکھوں، تا کہ دل کی یہ کدورت دور ہو جائے۔ میں نے روزہ کی نیت کی اور اپنے شیخ (حضرت) خواجہ بہاء الدین (نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کھانا لایا جائے اور (پھر) مجھ ناتواں کو فرمایا کہ کھاؤ اور یہ حدیث: قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام: بئس العبد عبدھوی یضلہ (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برا آدمی وہ ہے جو گمراہ کرنے والی خواہش کا غلام ہو) آخر تک پڑھی اور اس کی شرح بیان فرمائی اور فرمایا: ''ہم نے تجربہ کیا ہے کہ نفس کی خواہش پر روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر کھانا ہے۔''[۴۸]

۴- آپ (خواجہ نقشبندؒ) نے فرمایا: ''زندگی دوبار ہونی چاہیے، تا کہ بندہ ایک بار تجربہ کرے اور دوسری مرتبہ اس پر عمل کرے۔'' آپ کے اس ارشاد سے سمجھ آئی کہ نفلی عبادت میں بھی ہوا (خواہش نفس) ہوتی ہے۔ آپ (خواجہ نقشبندؒ) نے فرمایا کہ نفلی عبادت شیخ فنا فی اللہ کی اجازت سے ہونی چاہیے، کیونکہ وہ ہوا (خواہش نفس) سے پاک ہو جاتی ہے اور ہوا (خواہش نفس) کو رد نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ کوئی پختہ انگور ترش نہیں ہوتا اور کوئی پختہ میوہ دوبارہ نیا پھل نہیں بنتا، اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ یعنی فانی لوٹایا نہیں جا سکتا۔

اس فقیر نے حضرت خواجہ (نقشبندؒ) سے پوچھا کہ اگر ایسا شیخ کہیں نہ ملے تو میں کیا کروں؟ (آپ نے) فرمایا: ''جب بھی عبادت کرو تو اس کے بعد استغفار کرو۔''[۴۹]

www.maktabah.org

۵- حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کو بیعت کرتے وقت فرمایا: ''میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔''[۵۰]

تصنیفات

۱-ابدالیہ (فارسی):

اس کا موضوع اثبات وجود اولیاء اور ان کے مراتب ہے۔ اس کا اردو ترجمہ خاکسار نے پہلی بار کیا جو اپریل ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے چھپ چکا ہے۔ احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح و تعلیقات کا کام کیا جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کی طرف سے ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا ہے۔

۲-اُنسیہ (فارسی):

یہ رسالہ بہ تصحیح جناب اعجاز احمد بدایونی مجموعہ ستہ ضروریہ (مجموعہ رسائل حضرات نقشبندیہ) میں (ص ۱۵ تا ۳۷) مطبع مجتبائی۔ دہلی (ہند) سے ۱۳۱۲ھ/ ۹۵-۱۸۹۵ء میں چھپ چکا ہے اور چند فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ جو یہ ہیں:

(۱) فصل: فضیلت دوام وضو (۲) فصل: ذکر خفی (۳) فصل: نفلی نمازیں

(۴) خاتمہ: بعض فوائد جو مصنف کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچے۔

جناب علامہ اقبال احمد فاروقی نے رسائل نقشبندیہ میں اس کا اردو ترجمہ کر کے مکتبہ نبویہ لاہور سے ۱۹۸۱ء/۱۴۰۲ھ میں شائع کیا تھا۔

اس ناچیز نے اُنسیہ کا فارسی متن جناب اعجاز احمد بدایونی والے ایڈیشن اور کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد میں مخزونہ قلمی مخطوطہ نمبر ۳۹۳، مکتوبہ ۹۱۰ھ/ ۰۵-۱۵۰۴ء سے مقابلہ کر کے تصحیح و حواشی و تعلقات اور مقدمہ در احوال و آثار مصنف مدون کیا اور اس کا اردو ترجمہ بھی تیار کیا جو ۱۹۸۳ء/۱۴۰۴ھ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد اور مکتبہ دائرہ ادبیات، ڈیرہ اسماعیل خان کے اشتراک سے طبع ہوا۔ یہ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ خاکسار کے تصحیح و ترجمہ کردہ اسی فارسی متن و ترجمہ کو دوبارہ ۱۹۸۴ء/ ۱۴۰۵ھ میں مکتبہ سراجیہ خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے طبع کیا۔

www.maktabah.org

۳-تفسیر چرخی (فارسی):

آپ نے تفسیر چرخی میں سورہ المزمل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن میں اپنے ایک صالحہ خواب کا ذکر کیا ہے جو فتح آباد (بخارا) میں آپ کو ۷۸۲ھ/۱۳۸۰-۱۳۸۱ء کی ایک رات میں آیا تھا اور اس میں آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تفسیر بیضاوی پڑھنے (سیکھنے) کا اشارہ فرمایا تھا۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی برکت سے (مجھے) قرآن (مجید) کے معانی (تفسیر چرخی کی صورت میں) ضبط (کرنے نصیب) ہوئے۔

اس تفسیر میں تسمیہ، تعوذ اور فاتحہ کے علاوہ آخری دو پاروں کی تفسیر موجود ہے۔ یہ ۸۵۱ھ/۱۴۴۷ء (جو مصنف کا سال وفات ہے) میں مکمل ہوئی [۵۱]۔ فارسی متن بارہا چھپ چکا ہے۔ ایک بار ۱۳۰۸ھ/۹۰-۱۸۹۱ء میں لکھنؤ (ہند) سے شائع ہوئی [۵۲] اور ایک دفعہ اسے حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ھ/۱۲-۱۹۱۳ء میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا ہے اور اس ایڈیشن میں تفسیر کے کناروں پر ''تفسیر روضۃ المارب'' کے نام سے مولوی ولی محمد صاحب خجندی قندھاریؒ کے گراں قدر حواشی بھی طبع ہوئے ہیں۔ اس سال (۲۰۰۴ء) میں اس تفسیر کا فارسی متن الرحیم اکیڈمی، اعظم نگر، لیاقت آباد، کراچی نے طبع کیا ہے جو ۲۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ [۵۳] یہ تفسیر تاجکستان میں قرآن شریف کے تاجک زبان میں ترجمے کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس کے قلمی مخطوطات اکثر کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ [۵۴] اس کا ترجمہ پہلی بار از احقر راقم الحروف ۲۰۰۵ء میں جمعیۃ پبلی کیشنز لاہور کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔

۴-حورائیہ: جمالیہ: شرح رباعی ابوسعید ابی الخیرؒ (فارسی):

کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں مخزونہ ایک قلمی مخطوطہ ''مجموعہ رسائل'' نمبر ۴۴۸۴ کے صفحہ ۱۵۴-۱۶۱ پر یہ رسالہ موجود ہے۔ کاتب نے اس کے آخر میں رسالہ کا نام ''جمالیہ'' لکھا ہے اور اس کی تاریخ کتابت ۱۱۰۰ھ/ ۸۸-۱۶۸۹ء ہے۔ [۵۵]

احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح و تعلیقات کا کام کیا اور یہ پہلی بار دانش (شمارہ ۱ بہار ۱۳۶۴ھ ش/ ۱۴۰۵ھ) فصل نامہ رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد میں (ص ۳۴-۳۹) زیر عنوان ''دو اثر غیر چاپی یعقوب چرخیؒ جمالیہ: حورائیہ (شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر قدس سرہ) طبع ہوا تھا۔ بعد ازاں احقر نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ میں (ص ۵۲-۶۲) میاں اخلاق احمد اکیڈمی-لاہور سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔

www.maktabah.org

۵-رسالہ درباره اصحاب وعلامات قیامت (فارسی):

اس کا قلمی مخطوطہ موجود ہے۔ بخط نستعلیق تیرہویں صدی ہجری کاتب محمد بن داملا آدینہ محمد خواجہ ایستر خانی مجال سرای، بروز چہار شنبہ صفر، آغاز ناقص (مجموعہ مخطوطات نمبر ۵۴۷۸، بنیاد خاور شناسی تاشکند، نسخہ ہائے خطی، جلد ۹،ص ۱۷۸) زیرنظر: محمد تقی دانش پژوہ، تہران، ۱۳۵۸ھ ش۔[۵۶]

۶-شرح اسماء الحسنٰی (فارسی):

اس کے دیباچے میں آپ نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے علمائے طریقت نے اسماء اللہ کی عربی و فارسی میں متعدد شروح لکھی ہیں، میں نے ان کے فوائد فارسی میں اکٹھے کیے ہیں تا کہ خاص و عام کو اس سے فائدہ پہنچے۔اس کے مخطوطات چند کتب خانوں میں محفوظ ہیں:

الف- راولپنڈی، گولڑہ شریف، کتاب خانہ دربار عالیہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بخط نستعلیق، کتابت تیرہویں صدی ہجری، ۲۸ص، ۱۵س۔

ب- اٹک، مکھڈ شریف، کتاب خانہ مولانا محمد علی صاحب (در ملک جناب محمد صالح)، بخط نستعلیق، کتابت گیارہویں صدی ہجری، ۲۲ص (دیکھئے فہرست مشترک ۱:۲۴، ۳:۱۲۹۱، ۱۴۸۱، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳)

ج- جناب سید وحید اشرف (مدراس- بھارت) نے مجلہ دانش (۲:۱۷۲) میں لکھا ہے کہ اس شرح کے تین نسخے مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (ہندوستان) میں محفوظ ہیں۔انہوں نے ان کا کوئی تعارف نہیں لکھا۔احقر نے ذاتی طور پر مذکورہ نسخوں کی فوٹو کاپی کے حصول کی کوشش کی تھی کامیابی نہیں ہوئی۔

د- خاکسار کے مہربان جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی کے ہاتھ "کفایۃ العباد فی شرح الاوراد" (در شرح اورادفتحیہ میر سید علی ہمدانیؒ) نگاشتہ: عبدالملک بن قاضی قاسم بن قاضی محمد ملقب بہ غیاث المباریکلی معروف بہ قاضی زادہ، نوشتہ بسال ۸۶۹ھ، مکتوبہ بدست نگارندہ (قاضی زادہ) در ۸۷۰ھ آیا تھا جس کے ساتھ (برگ ۱۰۲-۱۰۸ تک) شرح اسماء الحسنی مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز کا نسخہ موجود تھا۔مولانا چرخی قدس سرہ العزیز کا وصال ۸۵۱ھ میں ہوا۔لہٰذا یہ نسخہ ۱۹ برس بعد کتابت ہوا جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب نوشاہی صاحب نے خاکسار کے تصحیح کردہ متن (فارسی) شرح اسماء الحسنٰی (جو مجلہ دانش ۱،ص ۱۵-۲۲

میں طبع ہوا تھا) کے ساتھ مذکورہ نسخے کا مقابلہ کیا اور اختلافات کو مجلّہ دانش ۳:۲۰۴-۲۰۸ (پائیز ۱۳۲۴ھ ش) میں شامل اشاعت کر دیا۔ احقر نے اپنے تصحیح کردہ متن اور جناب نوشاہی صاحب کے تحریر کردہ اختلافات کو مدنظر رکھ کر شرح اسماء الٰہی کا اردو ترجمہ کیا اور یہ میاں اخلاق احمد اکیڈمی لاہور کی طرف سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہونے والے ''سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ'' کے آغاز میں (ص ۲۳-۵۱) شامل ہے۔

۷-طریقہ ختم احزاب (یعنی منازل تلاوت قرآن مجید) (فارسی):

قرآن مجید کے ختم پاک کی تکمیل کا یہ طریقہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ الدین بخاریؒ کی روایت سے کتابت کیا ہے اور ملا جمیل رشتیؒ نے اسے نظم کا روپ دیا ہے۔

احقر کو یہ ''طریقہ ختم احزاب'' کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام میں موجود قرآن مجید کے مخطوطات کی فہرست تالیف کرتے ہوئے ہاتھ لگا۔ یہ نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۲۰۳) کے شروع میں (ص ۱۳) اور نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۳۴۴۴) کے آخر میں (ص ۶۸۰) موجود ہے۔ نسخہ دوم بدست عبداللہ ابن عبدالعزیز ابن حقیر احمد متوطن قریہ پلیانہ، بروز پنج شنبہ بوقت ظہر سنہ ۱۲۱۴ھ کا کتاب شدہ ہے اور پہلے نسخے (جو قرآن مجید نمبر ۲۰۳ کے شروع میں ص ۱۳ پر ہے) سے صحیح تر ہے[۵۷]۔ (دیکھئے فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش، ص ۴۵، ۱۵۲، ۱۶۷، ۱۷۴ کہ وہاں مندرج نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کے آخر میں یہ دعا ختم احزاب موجود ہے)۔ خاکسار نے ان دونوں نسخوں (قرآن مجید نمبر ۳۴۴۴، ۲۰۳ میں مندرج) کا مقابلہ کر کے ایک فارسی متن تیار کیا جو مجلّہ دانش شمارہ ۱۱ (ص ۴۰-۴۱) میں طبع ہوا ہے۔

بعد ازاں احقر نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو اپنے فارسی متن کے ہمراہ ''سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ'' میں (ص ۶۳-۶۶) شامل ہے اور میاں اخلاق احمد اکیڈمی، لاہور سے ۱۹۹۸ء میں طبع ہوا ہے۔

۸-نائیہ، رسالہ (فارسی):

اس کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی مولوی معنوی مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور اس کے آخر میں مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بادشاہ و کنیزک، قصہ شیخ دقوقیؒ، شیخ محمد سرزیؒ، حکایت بایزید بسطامیؒ، کرامات درویشؒ، واقعہ حضرت بہلولؒ، حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام، مسئلہ فنا و بقاء درویش کامل اور قصہ وکیل صدر جہان کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شرح نائیہ معارف و عرفان الٰہی کا خزینہ ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں آپ نے اولیائے کرام کے مراتب و درجات اور ان کے ادب و احترام کا ذکر انتہائی خوبصورت اور مدلل انداز میں کیا ہے۔

www.maktabah.org

یہ رسالہ معروف افغانی محقق جناب (استاد) خلیل اللہ خلیلی مرحوم (م ۴مئی ۱۹۸۷ء) کی تصحیح وتعلیقات اور مقدمہ سے رسالہ نائیہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ (ص۹۵-۱۵۸) انجمن تاریخ افغانستان کابل کی جانب سے ۱۳۳۶ھ ش میں طبع ہوا تھا [۵۸]۔ احقر نے فضل ربی سے اس متن کا اردو ترجمہ ۱۹۷۸ء میں کیا تھا۔ بعدازاں مصنفؒ کے احوال وآثار میں ایک تحقیقی مقدمہ مع حواشی کا اضافہ کیا اور بحمد للہ جنوری ۲۰۰۴ء میں جمعیۃ پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے ''شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ المعروف رسالہ نائیہ'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے جو ۷۶ اصفحات پر مشتمل ہے۔

www.maktabah.org

حواشی مقدمہ رسالہ نائیہ

۱- تفسیر چرخی، ص ۳۳۳

۲- تفسیر چرخی، ص ۲۴۰، مقدمہ نائیہ، ص ۹۷ نیز ترجمہ اُردو نائیہ ۱۰۵

۳- تفسیر چرخی، ص ۲۱۲، مقدمہ نائیہ ۹۷

۴- رشحات، ص ۷۹، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۵- رشحات، ص ۷۶، شذرات الذہب ۷: ۴۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲

۶- رشحات، ص ۷۶، نفحات الانس ۵۹۳

۷- تفسیر چرخی، ص ۱۴۸

۸- تفسیر چرخی، ص ۱۴۸

۹- رشحات، ص ۷۶

۱۰- حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزان علی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۱-۷۲۱ھ/ ۹۴-۱۱۹۵-۱۳۲۱ء) خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۷ھ/ ۱۳۱۷ء) کے خلیفہ اور حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء) کے پیرومرشد ہیں (دیکھئے تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص ۴۱۵-۴۲۶)

۱۱- رشحات، ص ۷۷

۱۲- رشحات، ص ۷۷

۱۳- رشحات، ص ۷۷

۱۴- رشحات، ص ۷۷

۱۵- ترجمہ: خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے۔

۱۶- رشحات، ص ۷۷

۱۷- سورہ الانعام ۹۰ ترجمہ: یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی۔ سو

www.maktabah.org

آپ بھی انہی کے طریق پر چلیے۔تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۰

۱۸- رشحات،ص ۸۷،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۰

۱۹- ترجمہ: ''علم دو ہیں، ایک دل کا علم ہے جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم ہے اور یہ بنی آدم پر حجت ہے''،رسالہ قدسیہ،ص ۱۰۸،بحوالہ کنز الہدایات، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۰

۲۰- ترجمہ: جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں، وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

۲۱- رشحات،ص ۸۷،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۰

۲۲- رشحات،ص ۸۷،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۰، نفحات الانس ۵۹۳

۲۳- حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۳۵-۵۷۵ھ/ ۱۰۴۴-۱۱۷۹ء) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۶ھ/ ۱۱۴۲ء) کے خلیفہ اور حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۵ھ/ ۱۳۱۵ء) کے پیرو مرشد ہیں (دیکھئے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ،ص ۳۸۷-۴۰۱)

۲۴- وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر میں واقف رہنا ہے۔جب ذکر کرے تو طاق یعنی وتر کرے جیسے ۱،۳،۵،۷،۹،۱۱ وغیرہ۔اس میں ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مناسبت ہے۔کیونکہ ارشاد ہے: ''الله وتر ويحب الوتر'' یعنی خدا ایک (طاق) ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے، دیکھئے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ۱۷۷)

۲۵- رشحات،ص ۸۷،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۰،۱۴۱

۲۶- انسیہ ۵،رشحات،ص ۸۷،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۱

۲۷- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۱

۲۸- رشحات،ص ۸۷،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۲،خزینۃ الاصفیاء ۱: ۵۶۷۔

۲۹- رشحات،ص ۸۷،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۱۴۱

۳۰- حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۲ھ/ ۱۴۰۰ء) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) کے خلیفہ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد۔(دیکھئے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ،ص ۵۲۷-۵۳۴)

www.maktabah.org

۳۱- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۱۴۲، نفحات الانس ۵۹۳
۳۲- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۱۴۲۔
۳۳- تفسیر چرخی ۷۷۔
۳۴- مقدمہ نائیہ ۹۹، تفسیر چرخی، ص۱۴۸
۳۵- گنج تاریخ، بحوالہ آریانہ ۲:۱۴
۳۶- ھلفتو کا موجودہ نام ''گلستان'' ہے۔ (دیکھئے تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ۵۳۷، ۵۴۵)، خزینۃ الاصفیاء ۱:۵۶۶-۵۶۷، آریانہ ۲:۱۲، سلسلہ نقشبندیہ ۱۱۶-۱۱۷، مطلب الطالبین ۲۴-۲۵، سفینۃ الاولیاء ۸۰، Encyclopaedia iranica, 4:819-820. Le Soufi Et Le Commissair, 194-210
۳۷- رشحات، ص۷۶
۳۸- رشحات، ص۱۴۲۔
۳۹- تاریخ نظم ونثر درایران ودرزبان فارسی ۲:۷۷۸-۷۷۹
۴۰- ایضاً
۴۱- مقدمہ نائیہ، ص۹۷، تفسیر چرخیؒ، ص۱۰۶
۴۲- تاریخ نظم ونثر درایران ۱:۲۶۵
۴۳- نسمات القدس ۶۹
۴۴- روز نامہ جنگ کراچی، ۹ جنوری ۱۹۸۲ء، بشکریہ دوست محترم جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد
۴۵- مقدمہ نائیہ ۱۰۷، ۱۰۸، نفحات الانس ۵۹۳
۴۶- ہفت اقلیم ۱:۳۳۴، نائیہ ۱۲۶، تفسیر چرخیؒ، ۲۷، ۲۲۶
۴۷- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۵۴۷-۵۴۸
۴۸- تفسیر چرخی، ص۲۲۳
۴۹- تفسیر چرخی، ص۲۲۳-۲۲۴
۵۰- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۵۴۸
۵۱- تاریخ نظم ونثر درایران ۱:۶۶۵، تفسیر چرخی، ص۱۴۸
۵۲- فہرست مشترک ۱:۳۰-۳۲

www.maktabah.org

۵۳- ماہنامہ الخیر، اکتوبر ۲۰۰۴ء، ص۵۲

۵۴- فہرست مشترک ۳: ۱۴۲۳

۵۵- ایضاً

۵۶- بشکریہ دانشمند محترم ایرانی جناب آقای استاد احمد منزوی۔

۵۷- نسمات القدس (ص۳۲۳) کے نسخہ خطی مخزومہ کتابخانہ گنج بخش کے آخر میں مذکور ہے: اور (شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۰۳۴ھ نے) فرمایا کہ: ایک عزیز نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے خط میں ''ختم احزاب'' پڑھا ہے کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کیا کرتے تھے:

''فاتحہ'' ''انعام'' ''یونس'' ''گیرو'' ''طہٰ'' اے ہمام ''عنکبوت'' ''آنکہ'' ''زمر'' ''یٰس'' ''واقعہ'' دان''

۵۸- فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی ۲: ۲۹۱۱، مولانا یعقوب چرخیؒ کے احوال و آثار کے لیے دیکھیے:

Bahaeddin Naksbend. By Necdet Tosun, 147-154

www.maktabah.org

متن

تفسیر چرخی

www.maktabah.org

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دیباچہ

لَکَ الۡحَمۡدُ یَامَنۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡکُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَّالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیۡعِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ خُصُوۡصاً عَلٰی رَسُوۡلِنَا وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السِّرَاجِ الۡمُنِیۡرِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَتَابِعِیۡهِ اَجۡمَعِیۡنَ.

ترجمہ: ''سب تعریفیں آپ کے لیے ہیں، اے وہ ہستی جس کے ہاتھ میں (حقیقی) بادشاہت ہے اور وہ (ذات جو) ہر چیز پر قادر ہے اور درود وسلام تمام نبیوں اور رسولوں پر، خاص کر ہمارے رسول اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو ایک روشن چراغ ہیں اور آپ کی آل (اطہارؓ)، آپ کے صحابہ (کرامؓ) اور آپ کے جملہ پیروی کرنے والوں پر ہو۔''

امابعد، پس بندہ فقیر حقیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد غزنوی چرخی سررزی رحمہم اللہ الرحمٰن کہتا ہے کہ میرے ساتھیوں اور دوستوں کی ایک جماعت نے مجھ سے التماس کی کہ میں ان کے لیے سورہ الفاتحہ اور سورہ الملک سے لے کر قرآن مجید کے آخر تک تفسیر الکشاف اور الکواشی وغیرہ سے انتخاب کر کے فارسی زبان میں ایک تفسیر لکھوں، جس سے خواص وعوام لوگ نفع حاصل کریں۔ لہٰذا میں نے ان کی اس التماس کو قبول کیا۔ اگرچہ میں اس کے قابل نہیں تھا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الۡمُسۡتَعَانُ وَعَلَیۡهِ التُّکۡلَانُ۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس سے مدد مانگی جائے اور اسی پر بھروسہ ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مفتاح القرآن التسمیۃ'' یعنی قرآن مجید کی چابی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اجلال القرآن اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ، یعنی قرآن مجید کی تعظیم اور تکریم ''اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ'' پڑھنا ہے۔

فضائل اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اے عزیز! جان لے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو مفسروں کے بادشاہ ہیں، روایت فرماتے ہیں کہ اجلال القرآن یعنی قرآن مجید کو قابل تعظیم سمجھنا اَعُوۡذُ بِاللّٰہ پڑھنا ہے اور قرآن کی چابی بسم اللہ پڑھنا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کی چابی خدا کا نام لینا یعنی بسم اللہ پڑھنا ہے۔ یہ فقیر چاہتا ہے

www.maktabah.org

کہ اپنی تفسیر، جس کے لکھنے کا میں نے وعدہ کیا ہے، اسے ان دو (کلمات کی تشریح) سے مزین کرے اور اَعُوذُ بِاللّٰہ اور بِسْمِ اللّٰہ کے جو دوسرے فوائد (مذکور) ہیں، وہ بھی اللہ کے بندوں اور نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی اُمت تک پہنچائے جائیں۔

اہل معرفت (اولیاء اللہ) نے کہا ہے کہ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ایک ایسا کلمہ ہے کہ مقربان (درگاہ الٰہی) اس کے ذریعہ خدا کا قرب تلاش کرتے ہیں اور خدا سے ڈرنے والے اس کے ذریعے پاک دامنی حاصل کرتے ہیں اور گنہگار اس کے ذریعے پناہ ڈھونڈتے ہیں اور (اللہ کی اطاعت سے) گریزاں اس کے ذریعے معبود حقیقی کی بندگی میں لگ جاتے ہیں اور محبین اس کے سبب خدا کی دوستی میں آ جاتے ہیں اور اللہ رب العزت جل ذکرہ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (سورہ النحل ۹۸):

یعنی "اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جب آپ قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگیں تو پڑھ لیا کریں اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمُ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں اور حفاظت چاہتا ہوں اور مدد چاہتا ہوں اور فریاد رسی چاہتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی، شیطان سے، جو خدا کی رحمت سے دور ہے۔ اگر شیطان شَطَن سے مشتق ہو تو اس کا معنی بعد ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔ شعر:

فاصبحت بعد ما وصلت بدارہ   شطونا لا تعاد ولا تعود

یعنی میری محبوبہ غیر کے گھر پہنچ کر مجھ سے اتنی دور ہوگئی ہے کہ اب نہ اسے لوٹایا جا سکتا ہے اور نہ وہ خود لوٹ سکتی ہے۔

اس طرح شیطان کا معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ جن جو رحمت سے دور جا پڑا ہے اور اگر شاط سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے ہلاک یعنی ہلاک ہونے والا، خدا تعالیٰ کے غضب سے، دنیا اور آخرت میں۔ جیسے شاعر نے کہا ہے۔ مصرع:

ویشط علی الرجال البطن

یعنی ہلاکت لاتا ہے لوگوں پر ان کا پیٹ۔

الرَّجِیْمِ: راندہ شدہ یا جس پر لعنت کی گئی ہو۔

فضایل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اِنَّ الْمُعَلِّمَ اِذَا قَالَ لِلصَّبِيِّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَقَالَ الصَّبِيُّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كَتَبَ اللّٰهُ بَرَاءَةً لِلصَّبِيِّ وَبَرَاءَةً لِاَبَوَيْهِ وَبَرَاءَةً لِلْمُعَلِّمِ مِنَ النَّارِ،

یعنی "جب استاد ایک لڑکے سے کہتا ہے کہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور لڑکا

www.maktabah.org

پڑھتا ہے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس بچے کے لیے جہنم کی آگ سے خلاصی لکھ دو، اس کا وہاں کوئی کام نہیں ہوگا۔ نیز اس کے استاد اور اس کے ماں باپ کے لیے بھی جہنم سے رہائی لکھ دو۔ (یوں) ایک بار بِسۡمِ اللّٰهِ پڑھنے سے چار آدمی جہنم سے چھٹکارا پائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں:

''جو کوئی عذاب کے انیس فرشتوں سے، جو دوزخ پر موکل ہیں، جیسے کہ آیا ہے کہ عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ۝ (یعنی اس میں انیس فرشتے ہیں۔ سورہ المدثر ۳۰) سے نجات پانا چاہتا ہے وہ پڑھے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ لوح محفوظ میں جو پہلی چیز لکھی گئی وہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تھی اور حضرت آدم (علیہ السلام) کو جو پہلی چیز ملی وہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تھی اور بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اہل آسمان اور اہل زمین کے لیے آفتوں اور بلاؤں سے پناہ کا ذریعہ ہے اور کلمہ جواز (اجازت نامہ) ہے، یعنی اس کی برکت سے ایماندار آدمی پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا اور بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ موحدوں کے لیے قبولیت حق کی مہر ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی گئی ہے کہ جب بسم اللہ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تو آسمان کے چہرے سے بادل ہٹ گئے اور مشرق کی طرف چلے گئے اور جو ہوائیں سرد اور مخالف تھیں، وہ رک گئیں۔ دریا رواں ہو گئے اور چوپائے مطیع وفرمانبردار ہو گئے اور جنوں کو آسمانوں سے نکال دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے قسم اٹھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم کہ جس بیمار پر میرا نام پڑھیں گے، اسے شفا دوں گا اور جس چیز پر میرا نام اخلاص کے ساتھ پڑھیں گے، اس میں برکت بھر دوں گا۔ جو کوئی اخلاص کے ساتھ بِسۡمِ اللّٰهِ پڑھے گا، وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

اہل معرفت نے کہا ہے کہ بِسۡمِ اللّٰهِ ہدایت کے خزانہ کے گوشہ کا ایک متبرک کلمہ ہے اور ملک ولایت سے ربوبیت کی پوشاک ہے اور اہل کنایت (اولیاء اللہ) کے لیے وصل وقرب (الٰہی کا زینہ) ہے اور اہل حقائق (اہل معرفت) کے لیے رحمت خاص (خداوندی) ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ قرآن مجید میں موجود ہے اور سارے قرآن کریم کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں ہے اور پوری فاتحہ کا خلاصہ بِسۡمِ اللّٰهِ میں ہے اور تمام بِسۡمِ اللّٰهِ کا خلاصہ بِسۡمِ اللّٰهِ کی ''ب'' میں موجود ہے۔ ای بِیۡ کَانَ مَا کَانَ وَبِیۡ یَکُوۡنُ مَا یَکُوۡنُ یعنی جو کچھ ہوا ہے، وہ مجھ سے ہوا ہے اور جو کچھ ہوگا وہ مجھ سے ہوگا۔ پس جانب اشارہ ہے کہ یہ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

www.maktabah.org

شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کے تحت انجام پایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ بہشت میں چار دریا ہیں۔ ایک دریا دودھ کا' ایک دریا پانی کا' ایک دریا شہد کا اور ایک دریا شراب کا اور ان دریاؤں سے اہل بہشت کے محلات میں نہریں جاری ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ (سورہ محمد ۱۵)

یعنی ''اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بونہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں' جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں جو حلاوت ہی حلاوت ہے۔

مروی ہے کہ ساق عرش پر لکھا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پانی کا چشمہ بِسْمِ کی میم سے، دودھ کا چشمہ اللہ کی ھا سے، شراب کا چشمہ الرحمٰن کی نون سے اور شہد کا چشمہ الرحیم کی میم سے بنایا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی آسان تفسیر

ترجمہ: شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت بخشنے والا ہے۔ اللہ یعنی جسے عرفاء نے اس کی الوہیت سے پہچانا۔ الرحمٰن یعنی جس کی مہربانی سے اہل جہان نے رزق پایا۔ الرحیم یعنی جس کی بخشش سے گنہگاروں نے نجات پائی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کا آغاز ان تین اسماء (گرامی) سے ہوتا ہے۔ کیونکہ بندہ کی تین حالتیں ہیں۔ یہ جہان' قبر اور آخرت۔ جب اس کا معبود اللہ ہے تو اس جہان میں اس کا کارساز (کام بنانے والا) بھی وہی ہے اور رحمٰن اس پر قبر میں مہربان ہے اور رحیم آخرت میں اس کے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ شعر:

نام او را بگور خواہم برد زانکہ او یار مہربان من است

یعنی میں اس کا نام قبر میں لے جاؤں گا، اس لیے کہ وہ مرا مہربان محبوب ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں اور ان میں سے صرف ایک ہزار نام فرشتے جانتے ہیں اور ان میں ایک ہزار مزید نام پیغمبر جانتے ہیں اور تین سو نام تورات میں ہیں اور تین سو انجیل میں ہیں اور تین سو زبور میں ہیں اور ننانوے نام قرآن مجید میں ہیں اور ایک نام ایسا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور ان تین ہزار ناموں کا خلاصہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں مذکور تین ناموں میں موجود ہے۔ پس جو آدمی ان تین ناموں کو سمجھے اور خدا تعالیٰ کو ان تین ناموں سے یاد کرے، وہ (ایسے ہے جیسے اس نے) ان تین ہزار ناموں سے (خدا کو) یاد کیا ہے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

یہ سورہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

جاننا چاہیے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو سکھایا گیا ہے کہ کس طرح اس کی حمد اور ثنا بیان کریں اسے اس طرح کہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنی یہ ہیں کہ تمام تعریف اور ستائش یعنی صفت بیان کرنا صرف خدا تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے۔ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جو (تمام) مخلوقات کا پالنے والا ہے۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس چیز کی خبر ہے کہ تمام تعریفیں اور ثنائیں خدا تعالیٰ ہی کو سزاوار ہیں۔

جاننا چاہیے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بقول اس سورت کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا اور مکہ معظمہ میں جو سورہ سب سے پہلے نازل ہوئی، وہ یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں صحرا میں جاتا تھا تو میں ایک آواز سنتا تھا:

يَا مُحَمَّد اَنَا جِبْرِيْلُ وَاَنْتَ نَبِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرٰى شَخْصًا نُوْرَانِيًّا عَلٰى سَرِيْرٍ مِنْ ذَهَبٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (دیکھئے: صحیح بخاری ج۱ ص۲):

(یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جبرئیل ہوں اور آپ اس امت کے نبی ہیں اور میں دیکھتا تھا ایک نورانی شخصیت سونے کے تخت پر آسمان وزمین کے درمیان)

www.maktabah.org

اور میں بھاگ پڑتا تھا، یہاں تک کہ ورقہ بن نوفل نے مجھے کہا: جب آپ آواز سنیں تو بھاگیں نہیں اور غور سے سنیں، تا کہ جو کچھ (جبرئیلؑ) کہتے ہیں، آپ وہ کریں۔ (پھر ایک روز) آواز آئی کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہیے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه'۔ پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تا آخر سورت۔ اور یہ آواز دینے والے جبرئیل علیہ السلام تھے۔

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ان فی سورۃ فاتحہ الکتاب سبعین شفاء وفی روایۃ فاتحہ الکتاب شفاء من کل داءٍ الا السّام ای الموت (رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)، یعنی سورہ فاتحہ الکتاب (قرآن مجید) میں ستر شفائیں ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ فاتحہ میں تمام بیماریوں کی شفا موجود ہے، سوائے موت کے۔ اس سورہ کی فضیلت میں بہت ساری حدیثیں ہیں۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر یہ سورت تورات میں ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی قوم گمراہ نہ ہوتی اور اگر انجیل میں ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم گمراہ نہ ہوتی، یعنی خنزیر اور بندر نہ بنتے اور جو مسلمان اس سورت کو ایک بار پڑھے، وہ ایسے ہے کہ جیسے اس نے پورا قرآن پڑھا ہے اور گویا یہ کہ اس نے تمام مومنوں اور مسلمانوں کو صدقہ دیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ تمام تعریفوں کے لائق وہ خدا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے، وہ حکمت والا ہے اور اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اس کی (ہم پر) بیشمار نعمتیں ہیں۔ اے بندے تو اس کی ثنا بیان کرتا کہ تیری شان بلند ہو جائے اور اس کا شکر ادا کرتا کہ اس کی عطا پائے۔ تو صحیح (فرمانبردار) بن جاتا کہ (کل جنت میں) اس کی زیارت نصیب ہو جائے، جو دونوں جہانوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور بہشت جاویداں میں دوستوں پر مہربانی فرمانے والا ہے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ روز جزا یعنی قیامت کا بادشاہ ہے جو جزا اور سزا دینے کے وقت دوستوں کو (اپنے) لطف سے نوازے گا اور دشمنوں کو اپنے قہر سے پگھلائے گا۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔ اے بندو! تم کہو کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اہل معرفت (اولیاء اللہ) نے کہا ہے:

"اَلْعِبَادَةُ شُغْلُ كُلِّكَ بِهٖ وَهُوَ شُغْلُ الْقَلْبِ بِمَعْرِفَتِهٖ وَشُغْلُ الرُّوْحِ بِمُشَاهِدَتِهٖ وَشُغْلُ النَّفْسِ بِخِدْمَتِهٖ وَشُغْلُ اللِّسَانِ بِمَدْحَتِهٖ"۔

یعنی "عبادت کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رکھے، دل کو اس کی معرفت، روح کو اس کے مشاہدہ، نفس کو اس کی خدمت اور زبان کو اس کی ستائش میں۔

نَعْبُدُ۔ عبادت سے ہے، یعنی بندگی کرنا اور یا عبودیت یعنی بندہ ہونا، سے بھی ممکن ہے۔

www.maktabah.org

یعنی ہم صرف تیرے ہی بندے ہیں۔ بس زکوٰۃ کے لیے مال دینا اور صدقہ دینا عبادت ہے۔ بندے کا خود سے زبردستی مال چھن جانے پر رضامند ہونا عبودیت ہے۔

عبودیت کے بہت زیادہ درجات ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک درم جو ظالم ظلم سے لے لیتا ہے، اس کا ثواب ان تیس ہزار درم سے زیادہ ہے جو وہ خود صدقہ کرتا ہے۔ بس عبودیت بندہ ہونا ہے۔ (جیسے ارشاد الٰہی ہے):

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (سورۃ الحجر ۹۹)

ترجمہ: ''اور اپنے پروردگار کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ موت (کا وقت) آ جائے۔

علمائے ظاہر کا کہنا ہے کہ تو بندگی کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے اور علمائے باطن کہتے ہیں کہ تو بندگی کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے۔ اس کے بعد تو بندہ ہوگا اور مولیٰ تعالیٰ (مالک حقیقی) تیرے ساتھ جو کچھ کرے، تجھے بندے (غلام) کی مانند اس پر خوش رہنا چاہیے۔ شعر:

بادو قبلہ در رہ توحید نتوان برد راہ　　　یارضائے دوست باشد یارضائے خویشتن

یعنی دو قبلہ کے ساتھ توحید کا راستہ طے نہیں کیا جا سکتا، یا دوست (اللہ تعالیٰ) کی رضا پر خوش رہنا ہوگا (اور) یا اپنے نفس کی رضا پر۔

اور محبوب حقیقی کے غصہ اور مہربانی کی لذت یکساں ہے۔ شعر:

عاشقم برقہر و لطفش من بجد　　　اے عجب من عاشق این ہر دو ضد

یعنی میں اس کے غصہ اور مہربانی پر خوب عاشق ہوں، ان دو متضاد چیزوں کا میں کیسا عجیب عاشق ہوں۔

شیخ محقق سعید کابلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، شعر:

گر مرا دوزخ بسوزد خاکسارے گو بسوز　　　ور مرا جنت نباشد بوستانے گومباش

من سگِ اصحاب کہفم بردرِ مردان مقیم　　　گرد ہر درمی نگردم استخوانے گومباش

یعنی اگر دوزخ مجھے جلاتی ہے تو (یہ) خاکساری ہے، شاید جلا دے اور اگر جنت مجھے نہ ملے تو (یہ) ایک باغ ہے، شاید نہ ملے۔

میں اصحاب کہف کا کتا ہوں (نیک) مردوں کے در پر مقیم ہوں۔ ہر دروازے کے گرد نہیں گھومتا خواہ مجھے ایک ہڈی بھی نہ ملے۔

اور یہ مرتبہ (اللہ تعالیٰ کی) محبت ذاتی کا ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اور عبودیت قضاء (الٰہی) پر راضی رہنے کا مقام ہے، شعر:

اگر کمال طلب می کنی چو کار افتاد　　　قضائے عمر کنی و رضا دہی بقضاء

www.maktabah.org

یعنی اگر تم کمال چاہتے ہو تو یہ کام کرو کہ عمر ایسی گزارو کہ قضا (الٰہی) پر راضی رہو۔
اور تو چوں و چرا کرنا چھوڑ دے۔ جب بندہ بننے کا مقام حاصل ہو جائے تو کرامت کا تاج اور امامت کی پوشاک زیب تن کرنے کا موقع نصیب ہو جاتا ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا (سورہ بنی اسرائیل ۱)

ترجمہ: "وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) لے گئی میں اسی طرف اشارہ ہے (اور):

یٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۸﴾ (سورہ الزخرف ۶۸)

ترجمہ: "اے میرے بندو آج تمہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ تم غمناک ہو گے۔"

اسی کا نتیجہ ہے۔ حکیم سنائی غزنویؒ کہتے ہیں:

رباعی

در گہِ خلق ہمہ زرق وفسون است وہوس — کار درگاہ خداوند جہان دارد و بس
بندہ خاص ملک باش کہ با داغِ ملک — روزہا ایمنی از شحنہ و شبہاز عسس

ترجمہ: "دنیاوی دربار میں صرف چمک، جادو اور ہوس ہے جبکہ اللہ رب العزت کی درگاہ میں کام ہی کام ہے تو بادشاہ (حقیقی) کا خاص بندہ بن جا کہ اس کی بندگی کے داغ کی بدولت دن میں کوتوال اور رات میں محافظ کی ضرورت سے بے نیاز ہو جائے گا۔"

وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ (یہ) جبری اور معتزلی (عقیدے) کا ردّ ہے۔
جبری کہتا ہے کہ میں (اپنے فعل پر) اختیار نہیں رکھتا اور معتزلی کہتا ہے کہ میں مکمل اختیار رکھتا ہوں اور میں اپنے افعال کا خود موجد ہوں۔ سنی کہتا ہے کہ بندگی کرتا ہوں اور توفیق تجھی سے مانگتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے:

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ

اور (اے اللہ) سب عقلی اور نقلی دلائل بھی تجھی سے جانتا ہوں اور میں فلسفی؛ جبری اور معتزلی (کے عقیدہ) سے بیزار ہوں۔

مثنوی

اے بسا علم و ذکاوات وفطن — گشتہ رہرو راچو غول و راہزن
بیشتر اصحابِ جنت ابلہ اند — تا ز شرِ فیلسوفی می رہند

www.maktabah.org

خویش را عریان کن از فضل وفضول　　　تا کند رحمت ترا ہر دم نزول
زیرکی ضد شکست است و نیاز　　　زیرکی بگذار و با گولی بساز
زیرکی داں دام برد و طمع گاز　　　تاچہ خواہد زیرکی را پاک باز
زیرکان باصنعتے قانع شدند　　　ابلہان از صنع در صانع شدند

زانکہ طفل خرد را مادر نہار
دست و پا باشد نہادہ در کنار
(مثنوی ۶: ۲۳۴)

ترجمہ: ''اے (مخاطب)! بہت سے علم اور ذہانتیں اور سمجھ داری، سالک کے لیے چھلاوا اور راہزن بنی ہیں۔
اہل جنت زیادہ تر بھولے ہیں، جب ہی تو فلسفی کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔
اپنے آپ کو فضول اور فضیلت سے عاری کر لے، تا کہ ہر وقت تجھ پر رحمت نازل ہو۔
ذہانت، تواضع اور عاجزی کی ضد ہے، ذہانت چھوڑ اور بھولا پن اختیار کر۔
ذہانت کو سوہان سائی کا جال اور حرص کا گائتی سمجھ، پھر ذہانت کو پاکباز کیا چاہے گا؟
ذہین، کاریگری پر بس کرنے والے ہوگئے۔ بھولے، کاریگری سے کاریگر تک پہنچ گئے۔
کیونکہ چھوٹے بچے کے لیے ماں دن میں، بغل میں لیے ہوئے ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہوتی ہے۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

''وَالْحَصْرُ مُسْتَفَادُ مِنَ التَّقْدِيْمِ اَىْ نَطْلُبُ مِنْكَ الْعَوْنَ وَقَالَ بَعْضَ اَهْلُ الْمَعْرِفَةِ الْاِسْتِعَانَةَ طلب العين، اى نَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلْنَا عَابِدِيْنَ لَكَ كَاَنَّنَا نُعَايِنُكَ''

حصر (یعنی عبادت کو صرف اللہ کے ساتھ مخصوص کرنا) اِیَّاکَ کے مقدم ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے، یعنی ہم صرف تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں اور بعض اہل معرفت کہتے ہیں کہ استعانہ کا مطلب ہے: ذات الٰہی کا مشاہدہ طلب کرنا، یعنی ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں اس طرح عبادت گزار بنا کہ گویا ہم تجھ کو دیکھ رہے ہیں۔
یعنی میں تجھ سے عین الیقین کا سوال کرتا ہوں، جب تو نے مجھے علم الیقین نصیب فرمایا ہے تو عین الیقین تک بھی پہنچا دے۔ مثنوی:

گوش دلال است و چشم اہل وصال　　　چشم صاحب حال و گوش اصحاب قال
در شنید گوش تبدیل صفات　　　در عیان دیدہا تبدیل ذات

www.maktabah.org

زآتش ار علمت یقین شد بے سخن — پختگی جو در یقین منزل مکن
تانسوزی نیست آن عین الیقین۔ — آن یقین خواہی در آتش در نشین

(مثنوی ۲:۹۱)

ترجمہ: ”کان (تو) دلال ہے اور چشم (بصیرت خود) صاحب وصل ہے، چشم (بصیرت) صاحب حال ہے اور کان زبانی بات کرنے والوں میں سے ہے۔
کان سے سننے میں صفات کی تبدیلی ہے، مشاہدوں سے ذات کی تبدیلی ہے۔
بلاشبہ اگر آگ کا تجھے علم الیقین ہوگیا ہے، یقین میں پختگی طلب کر، ٹکاؤ نہ کر۔
جب تک آگ تجھے جلا نہ دے عین الیقین نہیں ہے، تو یہ یقین چاہتا ہے تو آگ میں بیٹھ۔“

حضرت شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نماز شام کی امامت کرا رہے تھے اور جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ پڑھا تو بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ اے شیخ یہ کیسی حالت تھی؟ فرمایا: ”میں ڈر گیا تھا کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ جب تو صرف ہماری ہی بندگی کرتا ہے اور صرف ہم ہی سے مدد مانگتا ہے تو پھر طبیب سے دوا کیوں لیتا ہے؟ اور بادشاہ سے مدد کیوں مانگتا ہے؟ تو جھوٹ کیوں بولتا ہے؟“

اہل معانی و بیان کہتے ہیں کہ اس آیت میں صیغہ غائب سے صیغہ حاضر کی طرف التفات ہے اور اہل شوق کہتے ہیں کہ اس التفات میں اہل طلب کو اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ نا اُمید نہ ہوں، کیونکہ میرا اکرم غیب سے خطاب کی صدا دیتا ہے۔ شعر:

ہلہ نومید نباشی کہ ترا یار براند — گرت امروز براند نہ کہ فردات بخواند

یعنی ”(اے عاشق) خبردار تو نا اُمید نہ ہو کہ محبوب نے تجھے دیدار نہیں کرایا، اگر آج محروم کر رہا ہے تو یقیناً کل جلوہ دکھائے گا۔“

عجیب حیرت کی بات ہے کہ اگر عاشق ”رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ“ (ترجمہ: کہا کہ اے پروردگار مجھے جلوہ دکھا کر میں تیرا دیدار بھی دیکھوں۔ سورہ الاعراف ۱۴۳) کہتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ لَنْ تَرٰىنِيْ (ایضاً: ترجمہ: تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے)۔ اور اگر نا اُمید ہوکر کونے میں بیٹھ رہے تو کہتا ہے کہ اے نفس کیسی بے وقوفی کر رہا ہے، مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ (یعنی خاک اور حق تعالیٰ میں کیا مناسبت؟) تو ندا آتی ہے کہ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (یعنی تم مجھ سے دُعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ سورہ المومن ۶۰)۔ سو اولیاء اللہ کی ارواح وصال سے انکار و قبول اور روگردانی و وصال کے درمیان رہتی ہیں۔

www.maktabah.org

شعر:

چند روزے میبرد بخت بداز کوئے توام | سوئے خود میخوانیم چون آمدم می رانیم
من خود ندانم چون کنم در ماندہ کوئے توام | درخم می غرقم کنی گر قصد ہشیاری کنم

یعنی کچھ دنوں کے لیے میرا سیاہ مقدر مجھے تیرے کوچے سے دور لے جاتا ہے۔ تو مجھے اپنی طرف بلاتا ہے، جب میں تیرے پاس آتا ہوں تو تو مجھے ٹھکرا دیتا ہے۔

میں خود نہیں جانتا کہ کیا کروں؟ تیرے کوچہ میں محتاج پڑا ہوں۔ تو مجھے شراب (عشق) کے مٹکے میں غرق کر دیتا ہے جب میں ہوش میں آنے کا ارادہ کرتا ہوں۔

اگر میں کوئی کام کرنا چاہوں تو وہ میرے ہاتھ باندھ دیتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ تو ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ یعنی ہمیں استقامت اور پائیداری سے اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما، جو تو نے ہمیں دکھایا ہے اور (یہ) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

قال امام القشیری رحمة اللّٰه علیه: اهدنا الیک واجعل اقبالنا علیک وکن علیک دلیلنا ویسر الیک سبیلنا:

یعنی ”امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو ہمیں اپنے مشاہدہ جمال کا راستہ سلجھا اور اپنے جلال مقدس کی جانب ہمیں متوجہ فرما اور اپنے لیے خود ہی ہمارا راہنما بن جا اور ہمارے لیے اپنے تک پہنچنے کا راستہ آسان فرما۔“

وقال علماء المعانی والبیان: المراد بالصراط المستقیم دین الاسلام علی طریق الاستعارة المصرحة. وقال اهل المعرفة الاستقامة علی ثلاثة اقسام: الاقوال والافعال والاحوال، وقال سید الطائفة جنید رحمة اللّٰه علیه: کن طالب الاستقامة ولا تکن طالب الکرامة، فان الربّ تعالٰی یطلب الاستقامة لقوله تعالٰی: فاستقم کما امرت والنفس تطلب الکرامة“۔

ترجمہ: ”علم معانی اور بیان کے ماہرین کہتے ہیں کہ الصراط المستقیم سے مراد دین اسلام ہے اور یہ استعارہ مصرحہ ہے اور اہل معرفت کہتے ہیں کہ استقامت (سیدھا ہونا) کی تین اقسام ہیں: قول، فعل اور حالت۔ اور سید الطائفہ (حضرت) جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: تو استقامت کا طالب بن اور کرامت کا طالب نہ بن، اس لیے کہ اللہ رب العزت استقامت چاہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تو استقامت اختیار کر، جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے“ اور نفس کرامت چاہتا ہے۔“

www.maktabah.org

استقامت ظاہری سے مراد شرعی حدود کی رعایت کرنا ہے اور استقامت باطنی سے مراد ماسوی اللہ کی نفی کرنا ہے۔اہل استقامت کے لیے اس آیت میں بہت بڑی خوشخبری ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورہ الاحقاف ۱۳)

ترجمہ: ”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے، پھر وہ (اس پر) قائم رہے، تو ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔“

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (اللہ تعالیٰ) کے ارشاد الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے بدل ہے۔یعنی ہم کو ان لوگوں کا راستہ دکھا جن کو ایمان وعرفان دے کر تو نے ان پر اپنا فضل وکرم فرمایا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ نہ ان کا، جن پر تیرا غضب ہوا، سیدھا راستہ پانے کے بعد، یعنی یہودیوں کی طرح ہمیں نہ کر، جن کو شروع میں سیدھا راستہ ملا، اور آخر میں ان کے قرآن مجید اور سردار الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان پر غضب ہوا۔

وَلَا الضَّالِّينَ نہ گمراہوں اور بے راہوں کا۔یعنی ہمیں عیسائیوں کی طرح مت کر، جنہوں نے شروع میں سیدھا راستہ پایا اور آخر میں گمراہ ہو گئے، جب وہ قرآن مجید پر ایمان نہ لائے۔

یہ فقیر (مولانا یعقوب چرخیؒ) کہتا ہے کہ واللہ اعلم اس دُعا کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں ایسا سیدھا راستہ دکھا جس پر خوف وخطر نہ ہو اور یہ اللہ رب العزت کے عاشقوں اور دوستوں کا راستہ ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورہ یونس ۶۲)

جب ان کا مقصود محبوب حقیقی کے سوا کوئی اور نہیں ہے تو (اللہ تعالیٰ نے) عرش سے تحت الثریٰ تک (سب کچھ) ان پر نثار کر دیا (لیکن) انہوں نے اس پر التفات نہیں کیا ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ“ (سورہ النجم ۱۷)

ترجمہ: ”ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔“ میں اسی جانب اشارہ ہے۔

شیخ محمد غزنوی سررزی رحمۃ اللہ علیہ، جو آٹھ سال تک جنگلوں میں گھومتے رہے اور سبزہ اور گھاس کھاتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کے متلاشی تھے، کے حالات میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں:

مثنوی:

گنجہائے خاک با ہفتم طبق — عرضہ کردہ بود پیش شیخ حق
شیخ گفتا خالقا من عاشقم — در بجویم غیر تو من فاسقم
ہشت جنت گر در آرم در نظر — ور کنم خدمت من از خوف سقر

www.maktabah.org

مومنے باشم سلامت جوئے من | زانکہ این ہر دو بود حظ بدن
عاشقے کز عشق رحمان خورد قوت | صد بدن پیشش نیرزد ترہ توت

بندہ دائم خلعت وادرار جوست
خلعت عاشق ہمہ دیدار اوست

(مثنوی ۵:۲۷۶-۲۷۷)

ترجمہ: زمین کے خزانے ساتویں طبقہ تک اللہ (تعالیٰ) نے شیخ کے سامنے کردیے تھے۔
شیخ نے کہا، اے خالق! میں تو عاشق ہوں، اگر میں تیرے غیر کی جستجو کروں تو میں فاسق ہوں۔
اگر میں آٹھوں جنتوں کو نظر میں لاؤں، اگر میں دوزخ کے ڈر سے عبادت کروں۔
میں سلامتی کا طالب ہوں، ایک مومن بنوں گا، کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کا حصہ ہیں۔
وہ عاشق جس نے خدا کے عشق کی روزی کھالی، اس کے آگے سینکڑوں بدن، شہتوت کے پتے کی قیمت نہیں رکھتے ہیں۔
بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جویاں ہے، عاشق کی سب خلعت اس کا دیدار ہے۔

نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے واجب ہونے میں یہ حکمت ہے کہ بندہ ہمیشہ طالب وصال (الٰہی) رہے اور عاشقوں کے راستے پر چلے تا کہ ان میں شامل ہو جائے:

رباعی

تادر طلب گوہر کانی کانی | زندہ بوئے وصل جانی جانی
فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو | ہر چیز کہ در جستن آنی آنی

(مولانا یعقوب چرخیؒ)

ترجمہ: ''اگر تو کان سے ہیرے حاصل کرنا چاہتا ہے تو تو (خود) کان بن جا، اگر تو محبوب کے وصال کی خوشبو سے زندگی پانا چاہتا ہے تو تو (خود) محبوب بن جا۔
مختصر طور پر یہ پکی بات مجھ سے سن لے کہ تو جس چیز کی جستجو میں ہے، تو (خود) وہی بن جا۔
وَاللہ اعلم (اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے)۔

الٰہی ہمیں اپنے جمال وجلال کے عاشقوں میں سے بنا۔ کوفہ والوں کی روایت میں ہے: ''آمین قرآن مجید میں سے نہیں ہے اور اسے مصحف میں نہیں لکھنا چاہیے۔'' پس یہ قرآن مجید کے الفاظ میں نہیں، لہٰذا مصحفؐ میں نہ لکھی جائے۔

www.maktabah.org

آمین۔ایسے ہی ہو۔

توفنا مسلمین و الحقنا بالصالحین و صلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ترجمہ: اے اللہ تو ہمیں دنیا سے اپنی اطاعت کی حالت میں اُٹھانا اور آخرت میں اپنے نیک بندوں میں داخل کرنا اور درود ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور آپ کی تمام آل (اطہارؓ) پر اور صحابہ (کرامؓ) پر، تیری رحمت کے صدقے جو تمام مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ
نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ
عَمَلًا وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝٢ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
طِبَاقًا مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ
الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝٣ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ
یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ۝٤ وَ لَقَدْ زَیَّنَّا
السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَ
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ۝٥ وَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ
عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝٦ اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا
لَهَا شَهِیْقًا وَّ هِیَ تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ كُلَّمَا
اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۝٨ قَالُوْا
بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۵ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ
شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝٩ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

www.maktabah.org

أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۰ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ
فَسُحْقًا لِّأَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۱ إِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۲ وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ
اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ إِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۳ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ
خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝۱۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ
ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَإِلَيْهِ
النُّشُوْرُ ۝۱۵ ءَأَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ
الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝۱۶ أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ
يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝۱۷ وَلَقَدْ
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝۱۸ أَوَلَمْ يَرَوْا
إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا
الرَّحْمٰنُ ۭ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝۱۹ أَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ
جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ إِنِ الْكٰفِرُوْنَ إِلَّا
فِيْ غُرُوْرٍ ۝۲۰ أَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ
بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝۲۱ أَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ

www.maktabah.org

أَهْدٰى أَمَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ
هُوَ الَّذِىْ أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ
الْأَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِىْ ذَرَأَكُمْ
فِى الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ
اللّٰهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ
وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ
تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِىَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِىَ
أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ
هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ
غَوْرًا فَمَنْ يَّأْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾

سورہ ملک مکی ہے اور اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

تَبٰرَكَ بزرگ ہے اور قائم ہے، بہت ہی بڑا مہربان ہے اور سب کچھ اسی کا ہے۔

الَّذِىْ وہ اللہ کہ بِيَدِهِ اس کے فرمان اور قدرت میں ہے، الْمُلْكُ بادشاہی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں يَدٌ (ہاتھ) سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور یہ متشابہات میں سے ہے۔ ہمیں اس پر ایمان لے آنا چاہیے اور اس کی کیفیت کے بارے میں زیادہ کھوج نہیں لگانا چاہیے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ تصرف اور قدرت سے عبارت ہے۔ یعنی دنیا و آخرت کی سلطنت اس کے تصرف و قدرت میں ہے۔

اس سے درویش کے لیے یہ نصیب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے اور اس کے سوا کسی کی

www.maktabah.org

بندگی نہ کرے اور اس کے علاوہ کسی سے طمع نہ رکھے اور ارباب سلطنت کو اس کے مقہور (محکوم) سمجھے اور عطائیں اسی سے مانگے اور صرف اسی کا غلام بنے تا کہ مجازی بادشاہوں کے شر سے خلاصی پائے۔ حکیم سنائی غزنویؒ فرماتے ہیں، شعر:

بندہ خاص ملک باش کہ با داغِ ملک
روزہا ایمنی از شحنہ و شبہا ز عسس

ترجمہ: ''تو بادشاہ کا خاص غلام بن جا کہ اس کی بندگی کے داغ کی بدولت تو دن میں محافظ اور راتوں کو پاسبان کی ضرورت سے بے نیاز ہو جائے گا۔''

وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وہ سب چیزوں پر قادر ہے۔ اے مومن تو اس پر توکل کر، جب تو نے سمجھ لیا ہے کہ اس طرح کا معبود رکھتا ہے تو پھر زہد، تقویٰ اور فتویٰ کو دنیا کے بے حقیقت مال کے لیے مت بیچ اور دنیاوی مناصب کی طرف التفات نہ کر۔ حکیم غزنویؒ کہتے ہیں، شعر:

مسا زید از برائے نام و دام کام چون مردان
جمال نقش آدم را نقاب نفس شیطانی

یعنی ''تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرح نام اور دنیاوی مقصد کے حصول کے لیے سرگرم مت بنو، انسانی شکل کو شیطانی نفس کے لیے نقاب اور پردہ مت بناؤ۔''

شعر:

منگر بہر گدائی کہ تو خاص ازان مائی
مفروش خویش ارزان کہ تو بس گران بہائی

یعنی ''تو ہر محتاج کی طرف مت دیکھ کہ تو ہمارے خاصوں میں سے ہے۔ تو خود کو اتنا ارزاں مت بیچ کہ تیری بہت زیادہ قیمت ہے۔''

بعد ازاں اپنی دوسری صفت کو بیان کیا ہے: الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ وہ اللہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا، لِیَبْلُوَكُمْ تا کہ تمہیں آزمائے، اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تم میں زیادہ اچھے عمل کون کرتا ہے۔ موت اور زندگی کی پیدائش خدا تعالیٰ کی ہستی کے قاہر، حکیم، علیم اور قادر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ دنیا بلاؤں کا گھر اور قبر مٹی ہو جانے کی جگہ اور قیامت جزا و سزا کا مقام ہے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ رب العزت جل قدرتہ آزمانے سے منزہ ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ اس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تا کہ تم سے تمہارے اختیار کے ذریعے وہ اعمال ظاہر ہوں، جن کو وہ اپنے علم قدیم سے جانتا ہے۔ جو شخص نیک عمل کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو برے کام کرے گا وہ دوزخ میں گرے گا۔

www.maktabah.org

اس (آیت) سے مومن کا نصیب یہ ہے کہ موت کو ہمیشہ نظر میں رکھے اور اس کی تیاری کرے اور غرور کی سرا سے بھاگ جائے۔ اس فقیر کے حضرت شیخ (خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر روز خود کو چالیس بار قبرستان میں پہنچاتا ہوں اور اپنا محاسبہ کرتا ہوں۔

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ نَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى وَبِئْسَ الْعَبْدُ نَسِيَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى":

ترجمہ: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برا آدمی وہ ہے جو قبروں کو اور خاک ہو جانے کو بھلا دے اور برا آدمی وہ ہے جو رب جبار واعلیٰ کو بھلا دے۔"

موت کو زندگی سے پہلے ذکر کرنے میں شاید یہی نکتہ پوشیدہ ہے، وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ کہ اللہ جل جلالہ نے اپنی دوسری صفت پھر بیان کی ہے اور فرمایا ہے: وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ تمام چیزوں پر یوں غالب ہے کہ اس سے کسی کو فرار حاصل نہیں۔

اس (نام سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ اللہ کا فرمانبردار بن جائے اور عزت اور مدد اسی سے مانگے۔
الْغَفُوْرُ اور وہی ہے جو گناہگار ایمان والوں کے گناہ بخشنے والا ہے، خواہ وہ بیشمار ہوں، جس قدر چاہے۔
اس (نام) سے تیرا نصیب یہ ہے کہ تو جتنے بھی گناہ رکھتا ہے، اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو۔

شعر:

الٰہی رحمت دریائے عام است — از آنجا قطرۂ مارا تمام است
اگر آلایش خلق گنہ گار — فرو شوئی ازین دریا بیک بار
نگردد تیرہ آن دریا زمانی — ولے روشن شود کار جہانی

یعنی الٰہی تیری رحمت کا دریا عام ہے، اس میں سے ہمیں ایک ہی قطرہ کافی ہے۔
اگر تو ساری مخلوق کے گناہوں کی آلائش ایک ہی بار اس سے دھو ڈالے۔
تو یہ دریا ذرا بھر بھی میلا نہیں ہوگا لیکن اس طرح سارے جہان کا کام بن جائے گا۔
اس کے کرم کے سوا ہمارے پاس کیا ہے؟

اس کے بعد (اللہ تعالیٰ نے) اپنی دوسری صفت کو بیان کیا ہے کہ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وہ اللہ تعالیٰ جس نے سات آسمان ایک دوسرے کے نیچے پیدا کیے، اوپر تلے۔

(حضرت) کعب الاحبارؓ نے کہا ہے کہ آسمان دنیا (پہلا آسمان) پانی کی لہر سے، دوسرا اسفید جواہرت سے، تیسرا لوہے سے، چوتھا تانبے سے، پانچواں چاندی سے، چھٹا سونے سے اور ساتواں سرخ یاقوت سے بنا ہے۔

www.maktabah.org

مَا تَرٰى فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ یا کوئی بھی دیکھنے والا خدائے رحمٰن کی آفرینش میں کوئی نقص نہیں پائیں گے، یعنی آسمانوں میں یا خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کسی مخلوق میں کوئی عیب اور خلل نہیں دیکھیں گے۔

(بندہ کو چاہیے کہ) تمام مخلوقات (کی تخلیق کو) اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ کے سپرد کرے، خواہ اس کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔

(اے درویش) اس سے تیرا نصیب یہ ہے کہ تو یقین رکھے کہ سات آسمانوں کو ایک دوسرے کے اوپر نیچے بغیر ستون اور قدرت کاملہ سے پیدا فرمانے والا تجھے ضائع نہیں کرے گا اور تیرے اوپر اپنی رحمت فرمائے گا۔

امام حمزہؒ اور کسائیؒ نے مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ قرأت کی ہے۔ تفاوت الامر وتفوت یعنی مفید ومخالف ہونا، یعنی تو اللہ رب العزت کی مخلوقات میں کوئی اضطراب، تناقض اور اختلاف نہیں پائے گا۔ اس نے جسے نبی بنایا، ولی، مومن یا کافر، فقیر یا غنی بنایا، یا اس کے علاوہ کسی کو مختلف رنگوں، صحیح بدنوں اور معیوب اعضاء میں پیدا فرمایا، (یہ) سب حکمت کی بنا پر ہے اور اسی طرح دنیا، بہشت و دوزخ اور ان میں رہنے والوں کی حالتیں ہیں۔

عارف کو چاہیے کہ سب کو اللہ تعالیٰ کی حکمت کے حوالے کرے اور اس کی خلقت میں نگاہ انکار سے نہ دیکھے۔

شعر:

ہر آن نقشے کہ در عالم نہادیم — تو زیبا بین کہ ما زیبا نہادیم
ز زلف خود سر موئے نمودیم — جہان اندر پئے غوغا نہادیم

یعنی ہم نے دنیا میں جو بھی صورت پیدا کی ہے، تو اسے خوبصورت سمجھ کیونکہ ہم نے اُسے خوبصورت ہی پیدا کیا ہے۔

ہم نے اپنی زلف کے ایک سرے کا جلوہ دکھایا ہے اور (اس کے اسرار سے) دنیا کو ایک شور میں ڈال دیا ہے۔

(اور عارف) پڑھتا ہے: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

(سورہ آل عمران ۱۹۱)

ترجمہ: "(کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا، تو پاک ہے، (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو اس کی مخلوقات میں کوئی تفاوت اور عیب نہیں پائے گا۔

بعد ازاں فرمایا ہے: فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ پس آنکھ کو آسمان کی تخلیق کی جانب لے جا، هَلْ تَرٰى کیا تو دیکھتا ہے کوئی (چیز)، مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ شگافوں سے، ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ پس ایک بار پھر نظر اُٹھا، یعنی کئی بار غور کر

www.maktabah.org

آسمانوں میں، خواہ تو جتنا بھی غور اور نظر کرے، یَنْقَلِبْ لوٹ آئے، اِلَیْكَ تیری طرف، الْبَصَرُ تیری آنکھ، خَاسِئًا خوار ہو کر اور بغیر عیب دیکھے، وَّهُوَ حَسِيْرٌ۝ اور وہ آنکھ تھک اور ہار جائے گی، آسمان میں کوئی عیب دیکھنے سے۔

بعض کہتے ہیں: ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ پھر دوبارہ زمین اور تمام مخلوقات میں نظر دوڑا، یہاں تک کہ تو کوئی عیب نہیں پائے گا، بلکہ سب (مخلوقات) حکمت کے مطابق ہے اور یہ واجب الوجود کے وجود اور اس کی وحدانیت، قدرت، علم اور ارادت پر دلالت کرتی ہیں۔ پس تو صفات ظاہری سے عالم شہادت وملکوت کا عارف بن اور یوں عالم جبروت تک راستہ پالے گا۔

بعد ازاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے (اپنی ہستی وقدرت کاملہ) کی ایک اور صفت کا بیان فرمایا ہے: وَلَقَدْ زَيَّنَّا اور تحقیق کہ یقیناً ہم نے آراستہ کیا، السَّمَآءَ الدُّنْيَا آسمان کو جو زمین کے زیادہ نزدیک ہے، بِمَصَابِيْحَ ایسے ستاروں سے جو روشن چراغوں کی مانند ہیں، وَجَعَلْنٰهَا اور ہم نے ان ستاروں کو بنایا ہے، رُجُوْمًا مارنے کا آلہ، جمع رجم، مراجم کے معنی میں ہے، جو اس سے مارتے ہیں، یعنی تیر، لِّلشَّيٰطِيْنِ شیطانوں کے لیے، جب وہ آسمان پر آنا چاہتے ہیں، تاکہ فرشتوں کی باتوں کو سنیں۔

جاننا چاہیے کہ شروع سورت سے لے کر یہاں تک اللہ کریم نے اپنی کاریگری کی صفات کا ذکر کیا ہے، یعنی سب سے بڑا بادشاہ اور (حقیقی) جہاندار، قادر، قہار، عزیز اور غفار میں ہوں۔ سات آسمانوں کو بے عیب ونقص پیدا کرنے والا اور آسمان دنیا (پہلے آسمان) کو بے شمار ستاروں سے مزین کرنے والا اور ان کو شیطانوں کے مارنے کا آلہ بنانے والا، ان کو رُسوا کرنے کے لیے۔ یہ عظیم صفات اللہ تعالیٰ کے ذات ذوالجلال والاکرام (صاحب عظمت اور احسان کرنے والی ہستی) ہونے پر دلالت کرتی ہیں، جس نے (اپنی) قدرت (کاملہ) سے آسمانوں کو بلند فرمایا اور لاکھوں روشن ستاروں (سے اس) کو آراستہ کیا ہے۔ عرفاء ان تمام ستاروں کو (اللہ تبارک وتعالیٰ کے) نور کا مظہر سمجھتے ہیں۔ مصرعہ:

اے تابش نور از تو وے نازش حور از تو

یعنی اے وہ ہستی کہ نور کی چمک تیری قدرت سے ہے اور حور کا ناز بھی تیرے کرم وعطا سے ہے۔

اے درویش! جب قید خانہ (دنیا) کی چھت (آسمان) کا حسن اس قدر ہے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں (اولیاء وعرفاء) کے دل کی زینت آفتاب عرفان (الٰہی) سے کتنی (خوبصورت) ہوگی۔

جاننا چاہیے کہ علم ہیئت ونجوم کے ماہرین نو آسمان ثابت کرتے ہیں اور قرآن مجید میں سات آسمان، عرش اور کرسی کا ذکر آیا ہے۔ کہتے ہیں سیارے (متحرک ستارے) سات ہیں: زحل، مشتری، مریخ، شمس، زہرہ، عطارد

www.maktabah.org

اور چاند اوران میں سے ہرایک، مذکورہ ترتیب سے الگ الگ آسمان پر موجود ہے اوران سات کے علاوہ دوسروں کو ثابتات (غیر متحرک) کہتے ہیں اور ان (اہل نجوم) کا گمان یہ ہے کہ ثابتات آٹھویں آسمان پر ہیں۔امام ابوالمعین نسفی صاحب تبصرۃ الادلہ نے کہا ہے کہ ان (اہل نجوم) کا یہ گمان ظاہری طور پر اس آیت وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ کے خلاف ہے اور کہتے ہیں اہل تفسیر کا مذہب یہ ہے کہ تمام (ستارے) آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر (واقع) ہیں۔بعض تفاسیر میں مذکور ہے کہ یہ آیت ظاہراً اہل نجوم کے قول کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔اس بنا پر کہ ستارے آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر شیاطین کو مارنے کا آلہ ہیں، اگر یہ آٹھویں آسمان پر ہوں، تو ان سے مارانہیں جاسکتا۔تفسیر لسان التنزیل میں آیا ہے کہ فلک چرخ (آسمان گول دائرہ) ہے، جس میں ستارے گھومتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے:

وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۝ (سورہ یٰسین ۴۰)

یعنی ''سب اپنے اپنے دائرہ میں تیر رہے ہیں۔''

لیکن یہ بات کہ وہ کہتے ہیں آسمان گھومتا ہے، قرآن مجید کی نص کے خلاف اور باطل ہے۔

جاننا چاہیے کہ زیادہ تر مفسرین کا خیال ہے کہ ستارہ سے آگ کے شعلہ کی مانند ایک نور الگ ہوتا ہے اور شیطانوں کو مارا جاتا ہے اور ستارہ اپنی جگہ (قائم) رہتا ہے۔

امام قتادہؒ کہتے ہیں: ''ستارے آسمان کی زینت اور شیطانوں کو مارنے اور (جنگلوں میں) راستوں کو جاننے اور قبلہ کو پہچاننے کے لیے ہیں۔''

لیکن اہل نجوم یہ کہتے ہیں کہ ستارے خوش قسمتی اور بد قسمتی کا اختیار اور اثرات رکھتے ہیں اور یہ ایک ایسا گمان ہے جو اس کی حقیقت سے بے خبر ہونے کے مترادف ہے۔

جاننا چاہیے کہ معانی و بیان کے علماء کلام میں غیب سے خطاب کی طرف یا متکلم کی طرف، یا اس کے برعکس کو صنعت التفات کہتے ہیں، جیسا کہ اس آیت: وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ میں اس سے پہلے والی آیت کی نسبت سے ہے۔ چراغ کا ذکر کر کے نجوم وغیرہ مراد لینا استعارہ مصرحہ کہلاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے واجب الوجود کے موجود ہونے پر وہ بڑے بڑے دلائل جن وانس کے اس گروہ کے سامنے بیان کیے، جنہوں نے ان دلائل کا اقرار نہیں کیا اور ان سے روگردانی کی اور کفران نعمت کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ (جہنم) کے عذاب کا مستحق ٹھہرایا اور ان کے حق میں فرمایا کہ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ اور ان کے لیے ہم نے تیار کر رکھا ہے، یعنی شیطانوں کے لیے، عَذَابَ السَّعِيْرِ۝ دہکتی آگ کا عذاب۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دوزخ اس وقت بھی موجود ہے۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اور وہ لوگ جو باوجود اتنے دلائل کے اپنے اللہ رب العزت کے منکر ہوگئے، ان

www.maktabah.org

کے لیے: عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ دوزخ کا عذاب ہے۔ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۝ اور وہ لوٹنے کی ایک بری جگہ ہے، جو دوزخ ہے۔ اَلْمَصِیْرُ۝ لوٹنا، اس کی برائی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان کیا اور فرمایا:

اِذَآ اُلْقُوْا جب کافر ڈالے جائیں گے، فِيْهَا اس دوزخ میں، سَمِعُوْا وہ سنیں گے، لَهَا اس دوزخ کو، شَهِيْقًا بری ڈرانے والی چیخ مارتے ہوئے، جیسے گدھے کی چیخ، یعنی ان دوزخیوں سے سنیں گے، جو ان سے پہلے اس میں داخل ہو چکے ہوں گے، یا اپنے سے، یا دوزخ سے، وَّهِيَ اور یہ دوزخ، تَفُوْرُ۝ ان کافروں پر جوش مار رہی ہوگی، جیسے تانبے کی دیگ اُبلتی ہے، جس کی آگ تیز ہو اور اس میں دانہ کم اور پانی زیادہ ہو۔

تَكَادُ قریب ہے کہ یہ دوزخ، تَمَيَّزُ پھٹ پڑے، مِنَ الْغَيْظِ ؕ غضب سے، یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب سے، یا داروغہ جہنم اور عذاب کے فرشتوں کے غضب سے، یا اپنے غضب سے، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر، كُلَّمَآ اُلْقِيَ جب بھی ڈالا جائے گا، فِيْهَا دوزخ میں، فَوْجٌ ایک گروہ سَاَلَهُمْ پوچھیں گے ان سے، خَزَنَتُهَآ جمع خازن، یعنی دوزخ کے محافظ۔ دوزخ کے داروغہ اور دربان اَلَمْ يَاْتِكُمْ کیا نہیں آیا تھا تمہارے پاس، نَذِيْرٌ۝ ڈرانے والا۔ نذیر بمعنی مُنْذِر (ڈرانے والا) ہے۔

یعنی کوئی پیغمبر تمہارے پاس نہیں آیا تھا، تاکہ وہ تمہیں اس دن (قیامت) اور دوزخ کے عذاب کی خبر دیتا، تاکہ تمہیں ایمان نصیب ہوتا اور تم نیک عمل کرتے اور اس دوزخ سے چھٹکارا پاتے۔ یہ پوچھنا ان کی سرزنش کے لیے ہوگا۔

قَالُوْا اہل دوزخ جواب میں کہیں گے، بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ ہاں آئے تھے ہمارے پاس پیغمبر ڈرانے والے اور انہوں نے ہمیں اس دن اور اس عذاب سے آگاہ کیا تھا، فَكَذَّبْنَا سو ہم نے انہیں جھٹلایا اور ان پر ایمان نہ لائے، وَقُلْنَا اور ہم نے کہا، مَا نَزَّلَ اللّٰهُ نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے، مِنْ شَيْءٍ ۚۖ کوئی چیز جو تم کہتے ہو اور ہم نے ان پیغمبروں سے کہا۔ اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم، اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مگر گمراہی میں، كَبِيْرٍ۝ بڑی۔ اس وجہ سے ہم آخرت میں بڑے عذاب میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

اے بھائی! آپ سے بھی پوچھا جائے گا کہ کوئی واعظ اور نصیحت دینے والا تیرے پاس نہیں آیا تھا اور تجھے نہیں بتایا تھا کہ حرام کیا ہے؟ اور حلال کیا ہے؟ اور کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ تو جس قدر وعظ بہت زیادہ سنتا ہے اور عمل نہیں کرتا، تیرا معاملہ مشکل تر ہو جاتا ہے اور علم تو بہت زیادہ حاصل کر لیا ہے، اور عمل کے بغیر تیرے اوپر افسوس ہے، کب تک تو ظالموں کے دربار میں جائے گا اور ہمیشہ اہل دنیا کے ساتھ رہے گا۔

وَقَالُوْا اور دوزخی کہیں گے، لَوْ كُنَّا اگر ہم ہوتے، نَسْمَعُ سننے والے پیغمبروں کی بات کو اور علمائے حق کی فرمانبرداری کرتے اور ان کی پیروی کرتے، اَوْ نَعْقِلُ یا ہم سمجھتے ان کی بات کو، یا عقل سے کام لیتے، مَا كُنَّا تو ہم نہ ہوتے، فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۝ یاران دوزخ میں سے، یعنی ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔ اگر

www.maktabah.org

اہل حق کی بات کو سنتے اور توحید کی سمعی و عقلی دلیلوں (آیات واحادیث) میں غور کرتے اور ایمان لے آتے اور عمل نیک کرتے، تو (آج) ہم دوزخی نہ ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فَاعْتَرَفُوْا سو اقرار کرلیا دوزخیوں نے، بِذَنْۢبِهِمْ اپنے گناہوں کا اور (یہ) انہیں کچھ فائدہ نہیں دے گا، فَسُحْقًا سو دوری ہے، رحمت خدا تعالیٰ سے، لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۱۱﴾ دوزخیوں کے لیے۔ امام کسائیؒ نے فَسُحْقًا کو س اور ح کے پیش (فَسُحُقًا) کے ساتھ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دوری لازم کردی، یا ان کو دور کردیا دور کرنا۔ التسحیق: دور یعنی دور کردیا اللہ تعالیٰ نے ان کو دور کرنا۔

(اے درویش) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو ایمان لے آئے، جیسا کہ اس کی شرط ہے اور اہل حق کی بات کو سنے اور قبول کرے اور دنیا اور کائنات میں غور کرے اور خلق سے خالق تک راستہ پائے اور دل کو نور قرآن اور ذکر رحمٰن سے منور کرے اور مرنے سے پہلے دنیا میں توبہ اور استغفار سے معافی طلب کرے اور (اپنے) ظلموں کا رد کرے، تا کہ آخرت کے عذاب سے چھٹکارا پائے۔ شعر:

گفتند و شنودیم و بکردیم بہ آمد گفتیم و شنودند نکردند بد آمد

یعنی لوگوں نے کہا اور ہم نے سُنا اور ہم نے کیا اور (نتیجہ) اچھا پیش آیا۔ ہم نے کہا اور لوگوں نے سُنا انہوں نے نہ کیا اور (نتیجہ) برا پیش آیا۔

اللہ تعالیٰ نے (اس) سورت کے شروع سے اپنی ہستی اور قدرت کے عظیم ثبوت بیان فرمائے، جیسے کہ گزر چکے ہیں اور پھر گروہ منکرین جو اس پر ایمان نہ لائے، ان کے عذاب کا ذکر کیا ہے اور ان کی بری حالت کی خبر دی ہے، اب اس کے بعد ایمان داروں اور ڈرنے والوں کا حال بیان فرمایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ بلاشک وشبہ، الَّذِیْنَ جو لوگ، یَخْشَوْنَ ڈرتے ہیں، رَبَّهُمْ اپنے پالنے والے سے، بِالْغَیْبِ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کو نہ دیکھتے ہوئے اس سے ڈرتے ہیں۔ لَهُمْ ان کے لیے ہے، مَّغْفِرَةٌ گناہوں کی بخشش، وَّاَجْرٌ اور اجر، كَبِیْرٌ ﴿۱۲﴾ بڑا، یعنی بہشت جاویداں۔ بعض کہتے ہیں: ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ظاہر میں اور پوشیدہ، یعنی لوگوں کے سامنے اور تنہائی میں۔

جاننا چاہیے کہ ان اہل بہشت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان کے ڈرنے (کی صفت) سے کیا ہے، نہ کہ ان کے ایمان سے، یعنی فرمایا ہے: ''الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ'' اور نہیں فرمایا: الَّذِیْنَ آمَنُوْا۔ تا کہ تو یقین کرے کہ ایمان سے بھی بڑا مقصود اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قَالُوْا وَمَا اِخْلَاصُها؟ قَالَ: اَنْ تَحْجُزَهُ عَنِ الْمَحَارِمِ'': (ترغیب ۲:۴۱۲، رواہ الطبرانی فی الاوسط، وفی الکبیر)۔

(یعنی) جس نے اخلاص سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کہا، وہ جنت میں داخل

www.maktabah.org

ہوگا، (صحابہ کرامؓ نے) عرض کیا کہ اس کا اخلاص کیا ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا: یہ کہ تو حرام چیزوں سے باز رہے۔

(یہ اس لیے) تاکہ معلوم ہو جائے کہ اخلاص کے بغیر ایمان لانا ثمر بخش نہیں ہوتا اور کلمہ طیبہ کا اخلاص، خوف خدا تعالیٰ کی وجہ سے حرام کاموں سے رک جانا ہے۔

(اے درویش) اس سے تیرا نصیب یہ ہے کہ تو خوف الٰہی کو اپنا شعار بنائے اور قرآن (مجید) کے شروع سے لے کر اس کے آخر تک غور و فکر کرے، تاکہ تو اللہ سے ڈرنے والوں کے مرتبہ سے آگاہ ہو سکے۔ (کیونکہ) نہیں کہا گیا کہ دانشمندوں کے لیے، یا شیوخ کے لیے، یا تاجروں کے لیے بڑا اجر ہے۔

پھر رب العزت اپنے علم کا تذکرہ کرتا ہے اور فرماتا ہے: وَاَسِرُّوْا اور تم چھپاؤ اے مومنو اور اے کافرو، قَوْلَكُمْ اپنی بات اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ یا بلند آواز سے کہو اپنی بات، جس حال میں رہو، وہ بلند ذات جانتی ہے، اِنَّهٗ بلاشک کہ اللہ تعالیٰ، عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے، بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اس کو جو کچھ سینوں اور دلوں میں ہے۔ سو وہ مومنوں اور کافروں کے بھیدوں اور ان کے حالات کو (خوب) جانتا ہے اور اس کی جزا اُن کو دیتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اَسِرُّوْا لفظاً امر ہے اور معنی کے لحاظ سے خبر ہے۔ یعنی اِنْ اَخْفَيْتُمْ كَلَامَكُمْ اَوْ اَعْلَنْتُمْ، فَاِنَّهٗ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ: ''خواہ تم خفیہ بات کرو یا علانیہ پس اللہ اسے جانتا ہے۔''

بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت قریشی کافروں کے حق میں نازل ہوئی تھی جو زبان و دل سے اور پوشیدہ و ظاہری طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن سمجھتے تھے اور آپؐ سے برائی کا ارادہ کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی اور بری باتیں آہستہ اور چھپ کر کہو، تاکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا نہ سنے اور نہ جانے۔ سو یہ آیت نازل ہوئی کہ میں خدا پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہوں۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اَلَا يَعْلَمُ کیا نہیں جانتا، مَنْ وہ اللہ کہ، خَلَقَ جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا، وہ ان کی حالت کو کیسے نہیں جانتا، یا وہ اپنی مخلوق کو کس طرح نہیں جانتا۔ حقیقت یہ ہے کہ، وَهُوَ اللَّطِيْفُ اور وہ جاننے والا ہے پوشیدہ کاموں کو، اور بندوں کو بھلائی عطا فرمانے والا ہے۔ کہا گیا ہے اللَّطِيْفُ دور بیں، نیز کہا گیا ہے: باریک بیں اور عمدگی سے کام کرنے والا، الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ آگاہ ہے تمام چیزوں سے اور آگاہ کرنے والا ہے، ان سے۔

اس بنا پر عارف کو چاہیے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو پاکیزہ بنائے اور اللہ رب العزت کے علاوہ دوسروں سے التفات نہ کرے، تاکہ اس کا باطن اس کے ظاہر کے مطابق مکر، حسد اور فریب سے پاک ہو جائے۔

جاننا چاہیے کہ (اللہ تعالیٰ نے) اوّل اس دلیل کی طرف اشارہ کیا ہے جو آسمانوں کی پیدائش میں تھی اور فرمایا: الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ، تا آخر۔ پھر منکرین کا عذاب اور ان کی جگہ کا ذکر کیا ہے اور مومنوں کی حالت

maktabah.org

بھی بیان فرمائی ہے اور اپنے علم کا تذکرہ فرمایا ہے اور پھر اس دلیل کی جانب اشارہ کیا ہے جو زمین سے متعلق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا هُوَالَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ یعنی اللہ تعالیٰ ایسا خدا ہے، جس نے بنایا تمہارے لیے، الْاَرْضَ زمین کو، ذَلُوْلًا نرم اور فرمانبردار۔ اَلـذُّل: مطیع ہونا، یعنی تابعدار بنایا کہ چلا جا سکے اس پر، جب (وہ) ایسے ہے، فَامْشُوْا سو تم چلو، فِیْ مَنَاكِبِهَا اس کے کناروں پر، یا اس کے بلند پہاڑوں پر، یا اس کے راستوں پر۔ کہا جاتا ہے: ''ذل البعیر ذلاً (اونٹ) مطیع ہوا، وَهُوَ ذولٌ (اور وہ مطیع ہے) اور منکب غارب (کندھا) ہے۔

وَكُلُوْا اور تم کھاؤ، مِنْ رِّزْقِهٖ اللہ تعالیٰ کے رزق سے، جو وہ زمین سے تمہارے لیے باہر لاتا ہے۔ وَاِلَيْهِ اور اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہے، النُّشُوْرُ۝ زندہ کرنا تمہار اور نشر کرنا قبر سے، قیامت میں، جزا کے لیے۔

یعنی میری ہستی کی دلیل کہ میں خدا ہوں، یہ ہے کہ میں نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے، تا کہ تم اسے دیکھو اور میں نے زمین کو تمہارے لیے مطیع بنا دیا، تا کہ اس میں رہو اور کھیتی باڑی کر سکو، اور تجارت کی غرض سے اس پر چل سکو اور اس کی نعمتوں میں سے کھاؤ۔ پھر میں تم سب کو مرنے کے بعد اس میں جمع کروں گا اور تمہیں اس سے زندہ اٹھاؤں گا۔ کیونکہ میں قادر حی ہوں اور (لہٰذا) تمہارے اوپر آسمان اور ستارے دلیل (ہیں) اور تمہارے پاؤں کے نیچے زمیں (اس کی) دلیل ہے اور اس سے نعمتوں (نباتات) کا باہر لانا دلیل ہے اور کھانا اس کی نعمتوں کو اور اس کا تمہارے لیے نرم ہونا (بھی) دلیل ہے۔ سو تمہیں زندہ کرنا آسان ہے۔

(اے بندے) تو رب جلیل پر ایمان لا اور عارف بن جا تا کہ عزیز بن جائے اور کافر و فاسق مت بن، تا کہ تو ذلیل نہ ہو۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، حکمت، علم اور انعام واکرام کے عظیم دلائل پیش کیے اور کافروں نے ان کو قبول نہ کیا تو اس نے اپنے عذاب کا ذکر بیان کیا کہ اگر وہ چاہے تو ان کو زمین میں دھنسا دے، یا آسمان سے کوئی بلا ان پر نازل کر دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ءَاَمِنْتُمْ کیا بے خوف ہو گئے تم، مَّنْ فِی السَّمَآءِ اس اللہ سے جس کی قدرت اور سلطنت آسمان میں ہے، نیز کہا گیا ہے کہ اس کی بادشاہی عرش اور کرسی آسمان میں ہے، یا اس کے عذاب ورحمت کے فرشتوں سے (بے خوف ہو گئے ہو)، اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ کہ وہ دھنسا دے تمہیں، الْاَرْضَ زمین میں، فَاِذَا هِیَ تو ناگہاں زمین، تَمُوْرُ۝ جنبش کرے گی اور تمہیں اپنے اندر دھنسا لے گی اور تمہارے لیے وہ پانی بن جائے گی، جو غرق کر ڈالتا ہے، یعنی وہ تم کافروں کو عذاب دے، جیسے کہ اس نے قارون کو دیا، اور اسے زمین میں دھنسا دیا۔

اَمْ اَمِنْتُمْ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو، مَّنْ فِی السَّمَآءِ اس اللہ سے کہ آسمانوں میں قہر اور قدرت اسی کی

www.maktabah.org

ہے، اَنۡ یُّرۡسِلَ یہ کہ بھیجے، عَلَیۡکُمۡ تمہارے اوپر، حَاصِبًا بادل یا ہوا جس میں کنکر ہوں، یعنی سنگریزے یا پتھر تمہارے اوپر برسائے، فَسَتَعۡلَمُوۡنَ سو تم جلد جان لو گے، کَیۡفَ۔ کیسا ہے، نَذِیۡرِ﴿۱۷﴾ میرا ڈرانا اور میرا عذاب۔

پھر منکروں کا حال بیان کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدۡ کَذَّبَ اور بلاشک و شبہ کہ جھٹلایا، الَّذِیۡنَ ان کافروں نے جو، مِنۡ قَبۡلِهِمۡ اس سے پہلے اپنے (زمانے کے) نبیوں کے منکر تھے، جیسا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کافر آپ کو جھٹلا رہے ہیں، فَکَیۡفَ کَانَ تو کیسا ہوا، نَکِیۡرِ﴿۱۸﴾ میرا عذاب، ان پر۔ میرے رسولوں کا انکار کرنے کی وجہ سے، اور میرے حکم نہ ماننے کی بنا پر ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ نکیری ہے، یعنی میرا انکار ان کے اعمال سے اور میرا ان کے احوال کو بدل دینا، یعنی بعض کو زمین میں دھنسا دیا اور بعض کے لیے آسمان سے بلا نازل ہوئی، پتھروں اور پتھر والے بادلوں کی صورت میں۔ بعض کو ہم نے بندر بنا دیا اور بعض کو خنزیر بنا ڈالا۔ سوائے مکہ کے کافرو! تم جلد ہی میرا عذاب دنیا میں دیکھ لو گے۔

بعدازاں (اللہ تعالیٰ نے) اپنی قدرت کی اس دلیل کا ذکر کیا ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان (فضا میں) ہے اور فرمایا ہے اَوَلَمۡ یَرَوۡا کیا وہ نہیں دیکھتے، اِلَی الطَّیۡرِ پرندوں کو، فَوۡقَهُمۡ جو ان کے (سروں کے) اوپر اُڑتے ہیں، صٰٓفّٰتٍ ای باسطات اجنحتهن، یعنی اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے، اور اپنے پروں کو ہوا میں پھیلاتے ہوئے، یعنی کبھی پر کھول کر یوں اڑتے ہوں کہ پر کو حرکت نہیں دیتے اور کبھی پر کو حرکت دیتے ہیں اور اُڑتے ہیں اور اُڑنے میں پروں کو جھٹکا دیتے رہتے ہیں، وَّیَقۡبِضۡنَ ؕ وَقَابِضَاتٍ۔ اور سکیڑنے والے اپنے پروں کو، اُڑان میں۔ یہ عطف ہے اس فعل پر، جس پر صٰٓفّٰتٍ کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ اس کی تقدیر یہ ہے کہ ہوا میں پر پھیلاتے ہیں اور پھر سکیڑ لیتے ہیں۔

مَا یُمۡسِکُهُنَّ نہیں تھام سکتا ان پرندوں کو اور نہیں رکھتا ان کو ہوا میں، جب یہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور جب یہ اپنے پروں کو سکیڑ لیتے ہیں، اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ مگر خدائے مہربان، اِنَّهٗ بلاشک کہ اللہ تعالیٰ، بِکُلِّ شَیۡءٍۭ بَصِیۡرٌ﴿۱۹﴾ دیکھنے والا ہے، تمام چیزوں کو، اور ہر چیز سے پوری طرح آگاہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پرندوں کو ہوا میں رکھ سکتا ہے، اگر اس کا سبب پر ہی ہوتا تو پھر گھریلو مرغی بھی ایسے ہی (اڑتی) ہوتی اور چمگادڑ یوں نہ (اڑتی) ہوتی جس کے پر نہیں۔ سو اللہ تعالیٰ تمام چیزوں پر قادر ہے۔ کون اختیار رکھتا ہے عذاب و رحمت کا اور مرنے کے بعد زندہ کر لینے کا؟ اگر اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہے، تو کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے؟

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اَمَّنۡ بھلا کون ہے، هٰذَا الَّذِیۡ وہ جو، هُوَ جُنۡدٌ لَّکُمۡ لشکر ہے تمہارے لیے، یَنۡصُرُکُمۡ کہ مدد کرے وہ تمہاری، مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ؕ سوائے خدائے مہربان کے، اِنِ الۡکٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِیۡ غُرُوۡرٍ﴿۲۰﴾ۚ نہیں ہیں کافر مگر اپنے نفس، شیطان اور دنیا نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے۔

www.maktabah.org

پھر فرمایا اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ بھلا کون ہے وہ، یَرْزُقُكُمْ کہ روزی دیتا ہے تم کو، اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ اگر روک لے اللہ تعالیٰ اپنے رزق کو تم سے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصیبت تمہارے اوپر آ پڑے تو تمہارے بتوں میں سے کون ہے، جو تمہارا لشکر بن جائے اور تمہاری مدد کرے؟ اور اگر اللہ تعالیٰ رزق کو تم سے روک لے تو تمہارے بتوں میں سے کون ہے جو تمہیں رزق دے؟ جب (کافر) جواب دینے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے حق کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ۝۲۱ بلکہ وہ جمے ہوئے ہیں سرکشی میں اور حق سے بھاگنے میں اور حق کا اقرار کرنے سے۔

اے درویش! اہل حق سے حق کو قبول کر اور عناد اور سرکشی چھوڑ دے، تا کہ تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شامل ہو جائے اور اگر تو (حق کو) قبول نہیں کرے گا تو اس کے دشمنوں میں شمار ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے بارے میں بیان کیا ہے۔ بعض نے حق کو قبول کیا اور بعض نے نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بیان کیا اور فرمایا اَفَمَنْ بھلا سو وہ آدمی جو، یَّمْشِیْ چلتا ہے، مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ منہ کے بل گرتا ہوا، الاکباب: منہ کے بل گرنا، اَهْدٰٓى زیادہ ہدایت یافتہ ہے، اَمَّنْ یَّمْشِیْ یا وہ جو چلتا ہے، سَوِیًّا سیدھا اور پاؤں پر کھڑا ہوا، بغیر کسی تکلیف کے، عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝۲۲ سیدھے راستے پر۔

یعنی کافر برابر نہیں اس مومن کے جس نے سیدھا راستہ (ایمان) پالیا۔ مومن کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی آدمی سیدھے راستے پر اپنے پاؤں سے چلتا ہے اور منہ کے بل نہیں گر پڑتا اور کافر کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کوئی آدمی ناہموار راستے پر چلتا ہے اور منہ کے بل گر پڑتا ہے اور لڑکھڑاتا ہے اور مومن کا حال اس بندے کی طرح ہے جو دیکھنے والا ہے اور سیدھے راستے پر چلتا ہے اور کافر کا حال اس اندھے جیسا ہے جو ناہموار راستے پر چلتا ہے اور گر پڑتا ہے۔ یا (یہ کہ) جو کافر دنیا میں ایمان نہیں لایا، اللہ تعالیٰ قیامت میں اسے منہ کے بل دوزخ کی طرف روانہ کرے گا اور مومن ٹہلتا ٹہلتا بہشت میں جائے گا۔

بعض کہتے ہیں اس آیت میں ابوجہل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا سب کافر اور مومن مراد ہیں۔ اس کلام میں عارف، زاہد اہل ہوا اور اہل رضا کے حال کی مثال موجود ہے اور تو متشرع، مبتدع، عالم اور جاہل کے حال کو اسی طرح سمجھ لے۔ شعر:

سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ　　　سیر زاہد ہر مہے یک روزہ راہ

(مثنوی ۵:۲۲۳)

ترجمہ: ''عارف کی سیر، ہر منٹ شاہ کے تخت تک ہے، زاہد کی سیر ہر مہینہ ایک دن کے راستہ پر ہے۔''

کیونکہ عارف محبت وشوق سے بندگی کرتا ہے اور زاہد خوف وطمع سے۔ مثنوی:

www.maktabah.org

چون یُحِبُّوْنَہٗ بخواندی از نبے   بایُحِبُّھُمْ شوقرین در مطلبے
پس محبت وصف حق دان عشق نیز   خوف نبود وصف یزدان اے عزیز
وصف حق کو وصف مشت خاک کو   وصف حادث کو و وصف پاک کو

(مثنوی ۵:۲۲۳)

ترجمہ: "جب تونے قرآن میں یُحِبُّوْنَہٗ پڑھا ہے تو مطلب کے بارے میں یُحِبُّھُمْ کا ساتھی بن جا۔

پس محبت کو اللہ (تعالیٰ) کی صفت سمجھ، عشق کو بھی، اے پیارے! خوف اللہ (تعالیٰ) کی صفت نہیں ہوتی ہے۔

کہاں اللہ تعالیٰ کی صفت، کہاں خاک کی مٹھی کی صفت، کہاں حادث کا وصف، کہاں پاک کا وصف۔

اس سے واعظ کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلائے اور اپنے انکار کرنے والے پر رحم کرے، جیسے آنکھوں والا کہ وہ اندھے پر رحم کرتا ہے۔ اسی طرح معنوی اندھوں کی مدد وعظ و نصیحت کی لاٹھی پکڑ کر کرے اور اس (محنت) کا بار اُٹھائے۔ جیسا کہ پہلی آیت میں گزرا ہے کہ کون ہے جو تمہارا لشکر اور مددگار بنے؟ اور کون ہے جو تمہیں روزی دے؟ اس آیت میں اپنے حبیب (مکرم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا ہے کہ جواب دیں: قُلْ۔ کہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، هُوَ وہ مددگار تمہارا، الَّذِیٓ اللہ ہی ہے، اَنْشَاَکُمْ جس نے اپنی قدرت سے تمہیں پیدا فرمایا ہے۔ اَلْاَنْشَاء، پیدا کرنا، ابتدا کرنا، ظاہر کرنا۔ وَجَعَلَ اور بنائے، لَکُمُ تمہارے لیے، السَّمْعَ کان سننے والے، وَالْاَبْصَارَ اور آنکھیں دیکھنے والی، وَالْاَفْـِٕدَةَ اور دل تفکر کرنے والے، (یہ سب) تمہارے تن کے اندر اس کی ہستی کی دلیل ہیں۔ اس نے بعض کو بہرہ، اندھا اور احمق پیدا کیا اور بعض کو حق کو سننے والا، دیکھنے والا اور عقلمند پیدا کیا، تا کہ وہ اپنے خالق کا بہت زیادہ شکر ادا کریں۔ سو تم، قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ تھوڑا شکر ادا کرتے ہو، یا تم کوئی شکر ادا نہیں کرتے۔ قلت بمعنی عدم ہے۔

(اے درویش) تیرا نصیب یہ ہے کہ اپنے وجود، اور اپنے تمام اعضا کے وجود کو، اور سب چیزوں اور اپنے علم کو اللہ رب العزت کی عطا سمجھے، مثنوی:

از کجا جوئیم علم از ترک علم   از کجا جوئیم سلم از ترک سلم
از کجا جوئیم هست از ترک هست   از کجا جوئیم سلم از ترک دست
هم تو تانی کرد یا نعم المعین   دیده معدوم بین را هست بین

(مثنوی ۶:۹۴-۹۵)

www.maktabah.org

ترجمہ: ''ہم علم کہاں سے تلاش کریں، علم کو ترک کرنے سے، صلح کو کہاں سے تلاش کریں، صلح کو ترک کرنے سے۔
وجود کو کہاں سے تلاش کریں، وجود کو چھوڑنے سے، قدرت کو کہاں سے تلاش کریں، قدرت کو ترک کرنے سے۔
اے بہترین مددگار! تو ہی کرسکتا ہے، معدوم کو دیکھنے والی آنکھ کو موجود کو دیکھنے والی۔

چونکہ وہ کافر ہوگئے اور بتوں کی پوجا کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی شکر ادا نہ کیا لہٰذا (اللہ تبارک وتعالیٰ نے) اپنے حبیب (مکرم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ وہ واضح تر جواب دیں۔ سو فرمایا: قُلْ هُوَ الَّذِيْ کہیں جو مددگار ہے تمہارا جنگوں میں، اور رزق دینے والا ہے تمہیں دنیا میں، وہی خدا ہے تمہارا کہ، ذَرَاَكُمْ جس نے تمہیں عدم سے پیدا کیا، فِي الْاَرْضِ زمین میں۔ اور وہی خدا ہے، وَاِلَيْهِ اور اسی کی طرف، تُحْشَرُوْنَ۝ تم اُٹھائے جاؤ گے مرنے کے بعد اور زندہ ہونے پر تمہاری مراجعت اس کی رحمت یا اس کے عذاب کی طرف ہوگی۔ وہ دوستوں اور مومنوں کو بہشت میں داخل کرے گا اور کافروں اور دشمنوں کو دوزخ میں۔

(اس سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ شنوائی، بینائی، دانائی، زندگی اور موت سب کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور مخلوقات کو مظاہر خیال کرے، جیسا کہ عارف رومیؒ فرماتے ہیں، شعر:

تو چو سرنائے منی بے دم من نالہ مکن — تا چو چنگت ننو ازم ،ز نوا ہیچ مگو
(کلیات شمس ۵:۶۴)

ترجمہ: ''تو بانسری کی طرح میرا راز ہے (لہٰذا) میری پھونک کے بغیر فریاد مت کر، جب تک میں تجھے چنگ (بربط) کی طرح نہ بجاؤں، تو نغمہ سرائی مت کر۔

مثنوی

ذرّہ کو محو شد در آفتاب — جنگ او بیرون شد از وصف حساب
چون ز ذرّہ محو شد نفس و نفس — جنگش اکنون جنگ خورشید ست وبس
رفت از وے جنبش طبع و سکون — از چہ از اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن
ما بہ بحر نور خود راجع شدیم — وز رضاع اصل مسترضع شدیم
در فروع راہ اے ماندہ زغول — لاف کم زن از اصول اے بے اصول
جنگ ما و صلح ما در نور عین — نیست از ما ،ہست بین الاصبعین
(مثنوی ۶:۱۸-۱۹)

www.maktabah.org

ترجمہ: ''وہ ذرہ جو سورج میں فنا ہو گیا، اس کی جنگ حساب سے خارج ہو گئی۔
جب ذرے کا نفس اور سانس فنا ہو گیا، اس کی جنگ اب محض سورج کی جنگ ہے۔
اس میں طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا، کیوں؟ ہم اس ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں، کی وجہ سے۔
ہم اپنے نور کے سمندر کی جانب لوٹ آئے، اور ہم اصل کی رضاعت سے دودھ پینے والے بن گئے۔
اے چھلاوے کی وجہ سے راستہ کی پگڈنڈیوں میں بھٹکے، اے بے اصول! اصول کی شیخی نہ بگھار۔
نورعین، عملی جنگ اور صلح، ہماری جانب سے نہیں ہے، دو انگلیوں کے درمیان کی وجہ سے ہے۔

شروع سورت سے لے کر یہاں تک کافروں کے عذاب، مومنوں کے عیش اور ان کے قیامت کے روز زندہ ہونے کی خبر دی ہے۔ چونکہ کافر (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور محمدیوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا تمسخر اُڑانے اور قیامت کا منکر ہونے کی وجہ سے (قیامت کے آنے کے بارے میں) پوچھتے تھے، لہٰذا اس کی اطلاع بھی دی ہے اور فرمایا وَيَقُولُونَ اور کافر کہتے ہیں، مَتٰى کب آئے گی، هٰذَا یہ، الْوَعْدُ وعدہ کی ہوئی اور قیامت کا آنا (کب ہے؟)، ہمیں اس کی خبر بتائیں، اِنْ كُنْتُمْ اگر ہیں آپ، صٰدِقِيْنَ ۝۲۵ سچے۔

(اس سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ منکرین کے انکار کرنے سے شکستہ دل نہ ہو، جیسا کہ پہلے گزرا ہے کہ ہمارے بہترین لوگوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے وہ اس سے بھی بدتر کیا گیا ہے۔ اور (عارف) شکر ادا کرے کہ وہ منکرین میں سے نہیں ہے۔

(پھر) حبیب (خدا) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہے، تاکہ ان کو جواب دیں قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ کہیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بلاشک وشبہ روز قیامت کے آنے کا علم، کوئی آدمی نہیں جانتا، مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے، وَاِنَّمَآ اَنَا اور بلاشک وشبہ نہیں ہوں میں مگر، نَذِيْرٌ ڈرانے والا اور اطلاع دینے والا قیامت کی، مُّبِيْنٌ ۝۲۶ واضح کرنے والا جو کچھ وہ مجھ پر بھیجتا ہے اور مجھے فرماتا ہے، تاکہ میں کہوں کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کب آئے گی، یا نہیں ہوں میں مگر رسول واضح ورسول ظاہر۔

کلمہ مبین لازم اور متعدی ہے، یعنی میری ذات تمہارے درمیان واضح صورت میں موجود ہے اور وہ جھوٹ بولنے اور خیانت کرنے سے مبرا ہے۔ میں محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) امین ہوں اور بین (روشن وواضح) رسول ہوں، شمع کی مانند منور ہوں، منکرین کی پھونک انکار سے بجھ نہیں سکتا۔ شعر:

چراغی کہ ایزد بر فروزد　　　　ہر آنکس فف زند ریشش بسوزد

یعنی جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرتا ہے، اُسے پھونک مار کر جو بجھانا چاہے، اس کی ڈاڑھی

www.maktabah.org

(صورت) جل جاتی ہے۔

فَلَمَّا سو جب، رَاَوْهُ وہ اس وعدہ کو دیکھیں گے، یعنی قیامت کے عذاب کو، زُلْفَةً یعنی مُـزلِفـا، یعنی نزدیک، سِيْٓـَٔتْ غمگین ہو جائیں گے، نیز کہا گیا ہے: بدصورت ہو جائیں گے، یعنی سیاہ ہو جائیں گے، السوء والمساءة: غمگین کرنا، وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا چہرے ان لوگوں کے جو کافر ہو گئے تھے، وَقِيْلَ اور کہا جائے گا ان سے، هٰذَا الَّذِيْ یہ وہ عذاب ہے، كُنْتُمْ کہ تھے تم، بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۞ اس کی تمنا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ کب (پورا) ہوگا یہ قیامت کا وعدہ؟ (اور تمہارا اور کوئی کام نہیں تھا) مگر مانگنا اور طلب کرنا اور آرزو کرنا (قیامت کی)۔

بعض کہتے ہیں: چونکہ مومن کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہماری مدد کرے گا اور تمہیں دنیا میں ہمارے ہاتھ سے اور قیامت میں جہنم کے ذریعے عذاب دے گا تو وہ (کافر) تمسخر اُڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ عذاب کب آئے گا؟

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جب کافر دنیا میں اس عذاب کو دیکھیں گے، جیسا کہ بدر کے روز انہوں نے دیکھا، تو غمگین ہو جائیں گے اور ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور جو فرشتے ان کے روحوں کو قبض کریں گے، وہ کہیں گے کہ یہ وہ عذاب ہے جس کی وجہ سے تم مسلمانوں کا تمسخر اُڑایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کب آئے گا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ کہیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ان کافروں کو جو آپؐ کا اور آپؐ کے اصحابؓ کا تمسخر اُڑاتے ہیں اور آپؐ کی اور ان کی ہلاکت چاہتے ہیں، اَرَءَيْتُمْ کیا تم دیکھتے ہو، اِنْ اگر، اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ ہلاک کرے مجھے اللہ تعالیٰ، وَمَنْ اور ہر آدمی کو جو، مَّعِيَ میرے ساتھ ہے مومنوں میں سے اور فتح وغلبہ نہ دے ہمیں تمہارے اوپر، اَوْ رَحِمَنَا یا وہ رحم فرمائے ہمارے اوپر آخرت میں اور فتح دے ہمیں تمہارے اوپر دنیا میں، فَمَنْ سو کون ہے جو، يُّجِيْرُ بچائے اور پناہ دے، الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو، مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ درد ناک عذاب سے دنیا اور آخرت میں، یعنی ہمارا معبود اللہ ہے جو قادر اور رحیم ہے۔ اگر وہ دنیا اور آخرت میں تمہارا مددگار نہ بنے تو تمہارے معیوب معبود، جو اپنے وجود سے مکھی نہیں اُڑا سکتے، تمہاری مدد کس طرح کریں گے؟

پھر (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ، قُلْ کہیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، هُوَ الرَّحْمٰنُ وہی ہمارا معبود ہے نہایت رحم کرنے والا، اٰمَنَّا بِهٖ ہم لائے ایمان اس پر، وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور اپنے کام کو اس کے سپرد کر دیا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ ہمیں فراموش نہیں فرمائے گا اور ہمیں دشمنوں پر فتح وغلبہ عطا کرے گا، جیسا کہ وہ مومنوں پر مہربان ہے اور دوستوں کے کام بنانے والا ہے۔

التوکل: تکیہ کرنا (سہارا لینا)، یعنی پیٹھ کو کسی کے ساتھ لگانا۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے منہ نہ پھیرے اور کسی سے پناہ حاصل نہ کرے

www.maktabah.org

اور یقین بنائے کہ وہ رحیم ہے، دوستوں کو فراموش نہیں فرماتا۔ شعر:

نقش جفا کی کند پشت بما کی کند　　　　پشت ندارد چو شمع چون ہمگی رواست او

یعنی ''وہ جفا کب کرتا ہے، ہماری طرف پشت کب کرتا ہے؟ شمع کی مانند وہ پشت نہیں رکھتا، ہمیشہ ہر طرف اس کا چہرہ ہی (جلوہ زن) ہوتا ہے۔

فَسَتَعْلَمُوْنَ سوتم جلد ہی جان لوگے اے کفار مکہ! کہ، مَنْ هُوَ کون ہے وہ، فِیْ ضَلٰلٍ گمراہی میں، مُّبِیْنٍ۝ کھلی، یعنی جلد ہی ہوگا کہ ہم (اپنے) دوستوں کو دنیا میں دشمنوں پر غلبہ دیں گے اور آخرت میں (اپنی) رحمت سے مشرف کریں گے۔ جیسا کہ ہم نے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور محمدیوں (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ بدر کے روز کیا۔ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اور (حضرت) میکائیل (علیہ السلام) کو دوسرے فرشتوں کے ہمراہ ان کی مدد کو بھیجا اور ہم نے ابوجہل اور ان کے ساتھیوں کو قتل و غارت کردیا۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ منکرین کی جفا پر صبر کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے اور تمام منکرین (اسے) دیکھ لیں اور (یوں) راہِ راست پر آجائیں۔ بعضی تحقیق اور صدق سے اور بعضی تقلید، دنیا کے طمع و رزق اور سنت الٰہی کی بدولت اس طرف آئے ہیں، جیسا کہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور اولیا (علیہم الرحمہ) کے زمانے میں مشاہدہ کیا گیا ہے۔

بعدازاں حضرت مولیٰ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اَرَءَيْتُمْ کہیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ان دشمنوں سے، اور ان کے سامنے ہماری نعمت اور ہماری ہستی و قدرت کی دلیل بیان کریں، اِنْ اگر اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ ہو جائے پانی تمہاری نہروں، چشموں اور کنوؤں کا، غَوْرًا یعنی نیچے کو اُترا ہوا زمین کی طرف اور خشک ہو جائے، فَمَنْ سو کون ہے جو، يَّاْتِيْكُمْ لے آئے تمہارے پاس، بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۝ رواں اور ظاہر پانی، یعنی اگر ہمارا معبود تمہارا پانی نیچے زمین میں لے جائے، تو کون سا تمہارا معیوب بت تمہارے لیے پانی (اوپر) لائے اور وہ خدا جو باوجود تمہارے کفر اور کافری کے تمہیں کنوؤں اور نہروں سے میٹھا پانی دیتا ہے۔ ہم جو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اس پر بھروسہ کر چکے ہیں، (وہ ہمیں) کس طرح محروم رکھے گا، نیز کہا گیا ہے اگر تمہارے چشموں کا پانی خشک کردے تو کون ہے جو اس کو لے آئے؟

نڈروں اور ناپاکوں میں سے ایک ناداں آدمی طبیب تھا، یہ آیت پڑھ کر کہنے لگا: ہم پانی کو زمین سے بیلوں اور پٹھوں سے اُٹھالائیں گے اور کنویں کھود لیں گے۔ (یہ آدمی) فوراً اندھا ہو گیا اور (اس نے) ایک آواز سُنی کہ اپنی آنکھ سے سیاہ پانی نکال دے اور اس میں سفید پانی بیل اور پشت سے پیدا کرلے۔ شرح کشاف میں سید یمنی نے لکھا ہے کہ اس طبیب کا نام محمد ابن زکریا تھا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ (یعنی ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے)۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ مخلوق کے قبول اور رد کو منجانب اللہ تعالیٰ سمجھے اور عزت اس کی

www.maktabah.org

فرمانبرداری کرنے سے جانے۔ خواری اور ذلت اس کی نافرمانی کرنے سے سمجھے۔

جاننا چاہیے کہ رسول (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ سُوْرَةً فِیْ الْقُرْآنِ ثَلاثُوْنَ آیَةً شَفَعَتْ لِرُجِلٍ حَتّٰی غُفِرَلَه' وَھِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ (رواہ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، الحاکم، صحیح ابن حبان)۔

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ھِیَ الْمَانِعَةُ ھِیَ الْمُنْجِیَةُ تُنْجِیْهِ اَیِ الْقَارِیْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی، یَعْنِیْ فِی الْقَبْرِ۔

وَرُوِیَ اَنَّه عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کَانَ لَا یَنَامُ حَتّٰی یَقْرَءَ الٓمّٓ تَنْزِیْلٌ وَتَبَارَکَ الَّذِیْ ھٰکَذَا فِی الْمَصَابِیْحَ. وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

ترجمہ: ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید میں ایک سورت تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کی مغفرت کرا دے، وہ سورت تَبَارَکَ الَّذِیْ ہے۔

نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا: یہ سورت اللہ کے عذاب سے روکنے والی ہے اور نجات دینے والی ہے۔ یعنی یہ اپنے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاتی ہے، یعنی قبر میں۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے) روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت تک نہ سوتے تھے، جب تک الم سجدہ اور سورت تبارک الذی نہ پڑھ لیتے۔ المصابیح میں ایسے ہی آیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ
لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَيِّكُمُ
الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا
لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰
هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّۭ
بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵ سَنَسِمُهٗ
عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ
اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝۱۷ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝۱۸ فَطَافَ
عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝۱۹ فَاَصْبَحَتْ
كَالصَّرِيْمِ ۝۲۰ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝۲۱ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝۲۲ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝۲۳ اَنْ
لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝۲۴ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ

www.maktabah.org

قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ
مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾
قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾
عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾
كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾
اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ؕ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ۚ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ۙ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ
لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ۚ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ۚ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ
زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ۛ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۛۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ۙ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ
وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾
فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ

www.maktabah.org

حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ
تَسْـَٔــلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ
الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ
كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ
نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَاۗءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ
رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ
لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

سورہ قلم مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

نٓ جاننا چاہیے کہ جو حروف قرآن مجید کی سورتوں کے شروع میں ہیں، ان کے بارے میں دو رائے ہیں۔ ایک یہ کہ متشابہات ہیں اور اسرار الٰہی میں سے ایک راز ہیں۔ ہمیں ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کے بارے میں کھوج نہ لگائیں اور یہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان حروف کی تاویل کی گئی ہے جو علما و عرفا نے کتابوں میں لکھی ہے۔ (حضرت) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ نون سے مراد وہ مچھلی ہے، جس کی پشت پر زمین ہے اور اس کا نام یہموت ہے اور ضحاکؒ کہتے ہیں کہ (یہ) دوات ہے، اور علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جاننا چاہیے آسمان سات ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن (مجید) میں فرمایا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ (سورہ الطلاق ۱۲):

یعنی ''اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور اس کی طرح زمینیں بھی۔

(تفسیر) کشاف میں آیا ہے کہ ہر آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ ہر آسمان کی موٹائی نیز پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور زمینیں بھی ایسی ہی ہیں۔ (حضرت) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ (سب) زمینوں میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں۔ دوسری تفسیر میں آیا ہے کہ ضحاکؒ نے کہا ہے کہ ان

زمینوں میں کوئی آدمی نہیں ہے، سوائے اس زمین کے، جو ظاہر ہے۔ ایک اور تفسیر میں آیا ہے کہ یہ زمین ایک فرشتہ کے سر پر ہے، جس کا ایک ہاتھ مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے اور زمین کے کنارے، اس کے دونوں ہاتھوں پر ہیں اور اس فرشتے کے دونوں پاؤں زمرد کے ایک ٹکڑے پر ہیں اور اس زمرد کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور زمرد کا یہ ٹکڑا ایک گائے کے اوپر ہے اور اس گائے کے پاؤں ایک پتھر پر ہیں اور اس پتھر کی جسامت اور موٹائی سات آسمان اور زمین کی مانند ہے۔ قرآن مجید میں (حضرت) لقمان کے قصہ میں مذکور ہے:

یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَكُنۡ فِیۡ صَخۡرَةٍ اَوۡ فِی السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِی الۡاَرۡضِ یَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ (سورہ لقمان ۱۶):

یعنی اے میرے بیٹا اگر نیکی و بدی رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹی) ہوں اور وہ رائی کا دانہ کسی پتھر کے اندر ہو، یا آسمان میں (مخفی) ہو، یا زمین میں، اللہ تعالیٰ اسے حساب کے لیے لاکر حاضر کردے گا۔

(تفسیر) کشاف اور (تفسیر) کواشی میں آیا ہے کہ وہ صخرہ ساتویں زمین کے نیچے ایک پتھر ہے جس پر کافروں اور فاجروں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور اس کا نام سجین ہے:

وَفِی الْحَدِیْثِ اِنَّ سِجِّیْنًا اَسْفَلُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ:

یعنی "اور حدیث میں آیا ہے کہ بلاشبہ سجین سات زمینوں کے نیچے ہے۔"

یہ پتھر اس بزرگی کے باوجود ایک مچھلی کی گردن پر ہے اور مچھلی کی باقی پشت خالی ہے اور اس مچھلی کے نیچے ایک بہت بڑا دریا کھڑا ہے اور اس دریا کے نیچے ہوا ہے اور اس ہوا کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس طرح تو جان لے کہ دنیا کی بنیاد ہوا پر ہے۔

وَالْقَلَمِ اور قسم ہے اس قلم کی کہ جس سے لوح محفوظ (میں) لکھا گیا ہے، جو کچھ ہے اور قیامت تک ہوگا۔ یہ قلم نور سے (پیدا ہوا) ہے۔ اس کے اوپر پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ لوح سفید مروارید کے دانے کا (ایک) تختہ ہے اور اس کی لمبائی اتنی، جتنا آسمان سے زمین تک کا فاصلہ ہے اور اس کی چوڑائی مشرق سے مغرب تک، اور اس کے کنارے جواہرات سے مرصع اور اس کا غلاف سرخ یاقوت کا ہے جس کا سر عرش سے ملا ہوا ہے۔ اس کا آخر ایک فرشتے کی بغل میں ہے، جس کا نام طریون ہے۔ (تفسیر) کشاف اور (تفسیر) کواشی میں لکھا ہے کہ لوح ساتویں آسمان پر ہے۔

یا اس قلم کی قسم جس سے لوگ لکھتے ہیں۔

وَمَا اور قسم اس کی جو یَسْطُرُوْنَ ۝۱ لکھتے ہیں فرشتے نیکی اور بھلائی سے، یا تمام لکھنے والے بھلائی کے، جیسے قرآن، حدیث، شرعی علوم اور دینی فوائد۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم اُٹھائی ہے اور فرمایا ہے نون کی قسم، یعنی مچھلی معین (مخصوص) اور قلم کی قسم اور قسم لکھے گئے کی کہ مَاۤ اَنۡتَ نہیں ہیں آپ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، بِنِعۡمَةِ

www.maktabah.org

رَبِّكَ یعنی اپنے پروردگار کے انعام سے، جو اس نے نبوت، سرداری اور بزرگی کی صورت میں آپ پر کیا ہے، بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ آپ (ہرگز) دیوانے نہیں، بلکہ ہمارے برگزیدہ ہیں۔ وَاِنَّ لَكَ اور بلاشبہ آپ کے لیے ہے، لَاَجۡرًا اجر، غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۚ ختم نہ ہونے والا اور بے انتہا، یعنی آپ کے لیے ایک اجر ہے اور ایک کمال (مرتبہ) ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ۞ اور بلاشبہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اخلاق بہت عالی ہیں اور آپ کا اخلاق قرآن (مجید) کے موافق ہے، یعنی قرآن (مجید) پر عمل کرنے سے اخلاق (حضرت) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام عالی ہے اور تمام ستودہ صفات جو قرآن (مجید) میں مذکور ہیں، امر و نہی (وغیرہ) اور آداب و مکارم اخلاق پیغمبرانِ (گرامی)، جیسے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی صفوت (برگزیدگی)، (حضرت) ادریس (علیہ السلام) کا فہم، (حضرت) نوح (علیہ السلام) کا شکر، (حضرت) ہود (علیہ السلام) کی سخاوت، (حضرت ابراہیم) خلیل (علیہ السلام) کی دوستی اور اس سے بھی زیادہ، آپ رکھتے ہیں۔ جیسے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ" (الفوائد المجموعہ ۳۲۷، کشف الخفا ۱:۷۲، کنز العمال، ۳۱۸۹۵ ج ۱۱:۴۰۶):

یعنی "یقیناً میری تربیت میرے رب نے فرمائی اور بہت ہی اچھی تربیت فرمائی۔"

ع۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یعنی "جو خوبیاں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رکھتے ہیں۔"

شیخ جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خلق عظیم یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) رضائے الٰہی کے علاوہ کچھ نہیں کرتے تھے۔ (حضرت) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز بندے کی ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ (حضرت) جبرئیل علیہ السلام نے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں (اللہ کا یہ پیغام) پہنچایا:

"اَتَیْتُکَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَکَ وَتُعْطِیَ مَنْ حَرَمَکَ وَاَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَکَ" (الترغیب والترہیب ۳:۳۴۲):

یعنی "میں نے آپ کو اچھے اخلاق دیے ہیں آپ اس کے ساتھ (تعلق) جوڑیں جو آپ سے قطع (تعلق) کرے اور آپ اس کو عطا فرمائیں جو آپ کو محروم رکھے اور آپ اس کو معاف فرمائیں جو آپ پر زیادتی کرے۔"

اور اس حدیث میں بہت زیادہ فوائد ہیں۔

اس سورت کا شانِ نزول یہ تھا کہ جب (پہلی) وحی آئی اور (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دین (و نبوت) کا اظہار فرمایا اور (حضرت) خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، (حضرت) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

www.maktabah.org

(حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے اور نماز پڑھنا شروع کیا تو کافروں نے کہا کہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) دیوانے ہو گئے ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ)۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور تین قسمیں کھا کر (ارشاد) فرمایا کہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) دیوانے نہیں ہیں، بلکہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میرے برگزیدہ ہیں اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہمارے انعام عام، اخلاق کرام اور اجر تمام کے لیے مخصوص شدہ ہیں۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ مچھلی کی طرح خاموش اور قلم کی طرح شکستہ قلب رہے، تا علوم اور غیبی اسرار کا مظہر بن جائے۔ شعر:

خاموش شو چو ماہی وصافی چو آب بحر ‏ ‏ تا زود بر خزینہ گوہر شوی امین

یعنی ''مچھلی کی طرح خاموش اور سمندر کے پانی کی مانند صاف ہو جا، تا کہ تو فوری اسرار (الٰہی) کے خزینہ کا امین وواقف بن جائے۔''

(اے درویش) تجھے دیوانوں کی مانند دنیا والوں کی رسموں کے آگے سر نہیں جھکانا چاہیے۔ شعر:

باخلائق چون ندارم اُلفتے ‏ ‏ خلق پندارد کہ ما دیوانہ ایم

یعنی ''جب میں مخلوق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تو لوگ سمجھنے لگے ہیں کہ ہم دیوانے ہو گئے ہیں۔''

مولیٰ تعالیٰ (اللہ رب العزت) کے علاوہ اس (درویش) کا کوئی مطلوب (محبوب) نہیں ہونا چاہیے، تا کہ وہ اس سیر فی اللہ سے مشرف ہو جائے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور محمدی (یعنی آپ کے ماننے والے) آخرت میں دائمی زندگی پا کر صفات وذات الٰہی کی سیر وسلوک میں مشغول ومصروف رہیں گے۔ (وہ شخص) نادان مسکین ہے جو حضرت (حق سبحانہ وتعالیٰ) جیسی ذات کے مقابلے میں فانی دنیا کے حقیر مال پر قناعت کر بیٹھے اور اس سیر وسلوک سے محروم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ (سورہ بنی اسرائیل ۷۲):

یعنی ''جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو، وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) رستے سے بہت دور۔''

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْوَاصِلِیْنَ الْمُشَاھِدِیْنَ:

یعنی ''اے ہمارے اللہ ہمیں واصلین مشاہدین سے بنا دے۔''

فَسَتُبْصِرُ پس جلد دیکھ لیں گے اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ، وَيُبْصِرُوْنَ ﴿۵﴾ اور دیکھ لیں وہ آدمی بھی جو آپ کو دیوانہ کہتے ہیں اور جان جائیں گے کہ، بِاَيِّكُمُ تم میں کون، الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ دیوانہ ہے۔ کلمہ ب زائد

ہے، یا مفتون بمعنی فتون ہے اور فتون جنون ہے اور معنی یہ ہے کہ جلد ہی آپ جان جائیں گے اور وہ (بھی) کہ تم میں کون جنون کا شکار ہے؟ یعنی وہ دیوانے ہیں یا آپ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ منکرین کے انکار پر صبر کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزادے۔

شعر:

خرمی بوستان عارفان ہست ز آب جویبار منکران

یعنی ''عرفاء کے بوستان کی شادابی وترقی، منکرین (کے انکار) کی نہر کے پانی سے ہوتی ہے۔''

اِنَّ رَبَّكَ بے شک آپ کا رب، هُوَ اَعْلَمُ وہ خوب جانتا ہے، بِمَنْ ضَلَّ اس آدمی کو جو گمراہ ہو گیا ہے، عَنْ سَبِيْلِهٖ سیدھے راستے اور دین حق سے، جو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے، وَهُوَ اَعْلَمُ اور وہ خوب جانتا ہے، بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ ان لوگوں کو جنھوں نے ہدایت پائی ہے۔ الاهتداء: سیدھا راستہ (ہدایت) پانا۔ یعنی وہ علم قدیم سے جانتا ہے کہ گمراہی کون اختیار کرے گا اور دوزخ میں کون جائے گا اور بہشت میں کون جائے گا۔

پیر ہرات (خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے: ''ہر آدمی روز آخرت سے ڈرتا ہے اور عبداللہ روز اوّل سے، سب تجھ سے ڈرتے ہیں اور عبداللہ خود سے، کیونکہ میں نے ہمیشہ تجھ سے بھلائی دیکھی ہے اور خود سے برائی۔''

فَلَا تُطِعِ جب بات ایسی ہے، جیسے کہ آپ نے سنا ہے تو آپ کہانہ مانیں، الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ جھٹلانے والوں کا اور کافروں کا اور ان کی خواہش کے مطابق عمل نہ کریں۔ جب کافروں نے کہا: ''اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ ہمارے دین کو اختیار کر لیں اور ہمارے بتوں کو سجدہ کریں، تاکہ ہم آپ کو بہت سارا مال دیں اور آپ کو اپنا سردار بنائیں اور حسین عورتوں کو آپ کی بیویاں بنادیں'' تو یہ آیت نازل ہوئی کہ، وَدُّوْا چاہتے ہیں یہ کافر، لَوْ تُدْهِنُ کہ کاش آپ ان سے ملائمت اور نرمی برتیں اور آپ ان کی تواضع کریں، فَيُدْهِنُوْنَ ۝ سو وہ آپ سے ملائمت اور نرمی برتیں اور آپ کی تواضع کریں۔ مداھنت کو دہن سے لیا گیا ہے، یعنی نرم کرنا بات، خوشامد سے بات کرنا اور حق کو چھپانا۔

متشرع (آدمی) کا نصیب یہ ہے کہ وہ فاجروں اور اہل بدعت وضلالت کے ساتھ ملائمت اور نرمی نہ کرے۔

قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم: اذا لقیت الفاجر فالقہ بوجہ مکفھر:

یعنی ''نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تم کسی فاسق آدمی سے ملو تو اس کے ساتھ ترش روئی سے پیش آؤ۔''

حقائق التفسیر میں آیا ہے:

www.maktabah.org

"قال سهیل ابن عبدالله من صحح ایمانه و اخلص توحیده، فانه لا یانس الی مبتدع ولا یجالسه ولا یوا کله ولا یشاربه و یظهر له من نفسه العداوة ومن داهن مبتدعاً سلبه اللّٰه تعالیٰ حلاوة السنن ومن تحبّب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبه."

یعنی "(حضرت) سہیل ابن عبداللہ نے فرمایا کہ جو ایمان کو صحیح بنانا چاہے اور توحید میں اخلاص پیدا کرنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ بدعتی سے محبت نہ کرے اور اس کے ساتھ نہ بیٹھے اور اس کے ساتھ نہ کھائے اور نہ پیے اور اس کے ساتھ مخالفت کا اظہار کرے۔ جو آدمی بدعتی سے نرمی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے سنت کی لذت چھین لیتا ہے اور جو بدعتی سے محبت کرتا ہے اس کے دل سے نور ایمان سلب کر لیتا ہے۔"

حکیم غزنوی فرماتے ہیں:

شعر:

گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمہ کن تابود نور الٰہی بادو چشمت مقترن
مژہ در چشم سنائی تیز بادہ چون سنان گر زمانی زندگی خواہد سنائی بے سنن

(دیوان حکیم سنائی، ص۲۵۹-۲۶۰)

ترجمہ "تو سلطان شریعت (نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کی خاک کو سرمہ بنالے، تاکہ تیری دونوں آنکھیں نور الٰہی سے منور ہو جائیں۔

سنائی کی آنکھ کی پلک تیز تیر بن جائے، اگر وہ زندگی کا ایک لمحہ بھی (نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی) سنت کے بغیر گزارنا چاہے۔

چونکہ ولید ابن مغیرہ کافروں کا امیر ترین آدمی اور ان کا بڑا سردار تھا۔ عمومیت کے بعد اس کی تخصیص کی اور فرمایا: وَلَا تُطِعْ اور آپ کہنا نہ مانیں اے محمد (صلّی للہ علیہ وسلّم)، كُلَّ حَلَّافٍ ہر (بڑی) قسم کھانے والے کا، مَّهِينٍ۝ جو خوار، حقیر، جھٹلانے والا اور ضعیف ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں، هَمَّازٍ عیب نکالنے والا اور لوگوں کے عیب نکالنے والا اور ان کی غیبت کرنے والا ہے، مَّشَّآءٍ زیادہ پھرنے والا لوگوں میں، بِنَمِيمٍ۝ عیب جوئی کرتا ہوا، یعنی لوگوں میں چغلخوری کرتا ہے اور خلقت کو آپس میں لڑاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ (صحیح مسلم ۲۹۰، ص۵۹):

یعنی "چغلخور کو جنت میں داخل نہیں کریں گے۔

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ سخت روکنے والا نیکی سے، یعنی سخت بخیل اور لوگوں کو ایمان لانے سے روکنے والا، مُعْتَدٍ سخت حد سے بڑھنے والا ظلم وستم میں، أَثِيمٍ۝ سخت گنہگار، عُتُلٍّ سخت بدخو اور ناپاک، بَعْدَ ذَٰلِكَ ان عیبوں

www.maktabah.org

کے بعد ایک اور عیب رکھتا ہے، جو یہ ہے، زَنِیۡمٍ حرامزادہ، ایسی ماں سے پیدا ہوا ہے، جس نے اس کے باپ کو معین نہیں کیا۔ اٹھارہ برس کے بعد مغیرہ نے اسے بیٹا بنایا اور کہا کہ میں نے اس کی ماں سے زنا کیا تھا۔ یہ ولید اس سے پیدا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب (مکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو فرماتے ہیں کہ میرے اس دشمن، جس کے عیب (ابھی) سنے ہیں، کا کہنا نہ مانیں، اَنۡ کَانَ اس لیے کہ ہے وہ، ذَا مَالٍ مال والا، وَّ بَنِیۡنَ اور بیٹوں والا۔ یعنی اس کی مالداری، طاقت وشوکت اور طاقتور بیٹوں، جن کی تعداد دس ہے، کی بنا پر، اس کا کہنا مت مانیں، اور اس سے نہ ملیں کیونکہ وہ ہمارا دشمن ہے، جیسا کہ وہ ہماری کتاب (قرآن مجید) پر ایمان نہیں لاتا۔

اِذَا تُتۡلٰی جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، عَلَیۡهِ اسے، اٰیٰتُنَا آیتیں قرآن کی، جو ہماری بھیجی ہوئی ہیں، قَالَ اَسَاطِیۡرُ وہ کہتا ہے کہ کہانیاں ہیں اور لکھی ہوئی، الۡاَوَّلِیۡنَ اگلے لوگوں کی اور جھوٹ ہے۔

امام حمزہؒ اور امام عاصمؒ کے راوی ابوبکرؒ نے ءَاَنۡ کَانَ کو دو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی قراء نے اسے ایک ہمزہ سے پڑھا ہے۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کیا اس وجہ سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہے آپ اس کا کہنا مانیں گے؟ یعنی ایسا مت کریں اور دوسری صورت میں مطلب یوں ہوگا کہ آپ اس کا کہنا نہ مانیں کیونکہ وہ مال اور اولاد والا ہے۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کافر کا ذکر کیا اور اس کے برے عیبوں کو بیان کیا اور اس کی جزا کا تذکرہ کیا تو فرمایا سَنَسِمُهٗ یقیناً ہم جلد داغ دیں گے، اسے، عَلَی الۡخُرۡطُوۡمِ اس کی ناک پر قیامت میں، یعنی ہم اس کے چہرے کو سیاہ کر دیں گے، خرطوم کہہ کر سب چہرہ مراد ہے۔

جاننا چاہیے کہ اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ کافر ولید ابن مغیرہ ہے۔ بعض نے ابوجہل کہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد سبھی کافر ہیں۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ جن عیوب کا ذکر اس آیت میں آیا ہے، ان سے دور رہے۔ زیادہ قسمیں نہ کھائے اور جھوٹ نہ بولے۔ کسی کی غیبت نہ کرے اور چغلخوری نہ کرے۔ بخیل نہ بنے اور شرمندہ نہ ہونے والا گنہگار اور زانی نہ بنے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں سے سرکشی نہ کرے۔ کسی کے مال وقوت کی وجہ سے ایسی بات نہ مانے، جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو اور سچ کہنے سے باز نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی دشمنی نہ کرے، کیونکہ اس طرح وہ ابدی ملعون بن جائے گا اور دنیا وآخرت میں اس کی رسوائی ہوگی۔

شعر:

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ‏ ‏ ‏ کم کسی ز ابدال حق آگاہ شد

(مثنوی ۱:۵۸)

www.maktabah.org

یعنی ''اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا، بہت کم کوئی خدا کے ابدال سے واقف ہوا۔''

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی برکت سے روئے زمین پر اہل مکہ کو عزت بخشی اور اصحاب فیل وغیرہ جیسی بلا سے انہیں محفوظ رکھا۔ کعبہ کو قبلہ بنایا اور ان پر بہت زیادہ نعمتیں نازل فرمائیں۔ جب انہوں نے اس کا شکر ادا نہ کیا اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قدر نہ کی اور آپ پر ایمان نہ لائے، تو اللہ تعالیٰ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو ان سے جدا کر کے مدینہ منورہ لے گیا اور قبلہ کو بدل دیا اور مسجد اقصیٰ کو قبلہ بنا دیا اور ان سے اپنی نعمتیں اُٹھا لیں اور ان کو جنگ بدر میں ہلاک کر دیا۔ سات سال کے بعد ان پر قحط نازل ہوا، حالت یہاں تک آ پہنچی کہ ہڈیوں کو پیس کر کھانے لگے اور جہاں کہیں جاتے تھے، بے عزت، رسوا اور خوف زدہ ہو جاتے تھے اور ان کو لوٹ لیا جاتا تھا اور ان میں بیماری زیادہ پھیل گئی تھی۔

اللہ رب العزت نے اس حالت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا ہے اِنَّا بلاشک وشبہ ہم نے، بَلَوْنٰهُمْ آزمایا ہے اہل مکہ کو اور ان کو ہم نے نعمتیں دی ہیں اور پھر ان سے واپس لے لی ہیں، یعنی ہم اپنے علم قدیم سے جو کچھ ان کے بارے میں جانتے تھے، اسے ظاہر کیا ہے، كَمَا بَلَوْنَآ جیسے ہم نے آزمایا، اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اس مقررہ باغ کے مالکوں کو، جو یمن کے ملک میں تھا، کہ شروع میں ان کو عطا فرمایا، جب انہوں نے شکر ادا نہ کیا تو (ان پر) اہل مکہ کی طرح ہم نے مصیبت بھیجی۔

قصہ باغ

اس باغ کا قصہ یوں ہے کہ ایک بوڑھا صالح مسلمان آدمی تھا جو یمن کے ملک میں ایک جگہ رہتا تھا، جسے ضروان کہتے ہیں، یہ یمن کے شہر صنعا سے دو فرسنگ (چھ میل) کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس کا ایک باغ تھا، جس میں ہر قسم کے میوے اور نعمتیں موجود تھیں اور اس کی کھیتی ہوتی تھی۔ جب ان میووں کے چننے اور کھیتی کے کاٹنے کا وقت آتا تھا تو وہ مسکینوں کو بہت زیادہ دیتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا تھا اور فصل کاٹتے، غلہ اُٹھاتے، اسے پیتے اور اسے پکاتے وقت، چار مرتبہ عشر نکالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس میں برکت دیتا تھا اور آئندہ سال تک اس کی نعمتیں کافی ہو جایا کرتی تھیں۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے تین بیٹے رہ گئے۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہم کافی عیالدار ہیں، لہٰذا ہم اپنے باپ کی طرح (خیرات) نہیں کر سکتے۔ ان کے درمیانی بھائی، جو ان میں زیادہ نیک تھا، نے کہا کہ یوں مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور باپ کے طریقے پر چلتے رہو۔ انہوں نے اس کی بات کو نہ مانا اور پھر سب نے متفق ہو کر قسم کھائی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ اَقْسَمُوْا جب انہوں نے قسم کھائی کہ لَيَصْرِمُنَّهَا ہم ضرور توڑ لیں گے اس باغ کے پھل کو اور اس کی فصل کو کاٹ لیں گے، مُصْبِحِيْنَ۝ جب ہم اُٹھیں گے، یعنی صبح سحری کے وقت،

www.maktabah.org

تاکہ فقیروں اور سوالیوں کو خبر نہ ہو، ہم ان سے چھپ کر یوں کریں گے، وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝ اور انہوں نے اِنْ شَاءَ اللّٰه نہ کہا۔ اپنے نفع کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو نہ طلب کیا، فَطَافَ سو پھر گیا، عَلَيْهَا اس بوستان اور باغ پر اور ان کی فصلوں پر، طَآئِفٌ ایک پھرنے والا، مِّنْ رَّبِّكَ تیرے پروردگار کے عذابوں میں سے، یعنی اللہ تعالیٰ کی بلائیں اسے پہنچیں، وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اور وہ سوئے ہوئے تھے، فَاَصْبَحَتْ سو ہو گیا وہ باغ، كَالصَّرِيْمِ ۝ جیسے رات اندھیری، آسمانی آگ سے جل گیا اور کوئی درخت، میوہ اور غلہ نہ رہا اور یا راکھ کی مانند سیاہ ہو گیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق، فَتَنَادَوْا سو وہ ایک دوسرے کو آہستہ آواز سے پکارنے لگے، مُصْبِحِيْنَ ۝ صبح کے وقت اس میں داخل ہوئے، یعنی صبح سویرے، اَنِ اغْدُوْا کہ صبح سویرے چلو اور سحری کے وقت نکلو، عَلٰى حَرْثِكُمْ اپنے کھیت پر اور باغ میں، اِنْ كُنْتُمْ اگر تم ہو، صٰرِمِيْنَ ۝ کاٹنے والے اپنے پھلوں اور فصلوں کو۔ سحری کے وقت چلو تاکہ سوالی اور مسکین نہ آئیں، جیسے کہ وہ اس سے پہلے عادی ہو چکے ہیں۔ ان کا باپ اپنی سالانہ ضرورت کے لیے رکھ لیتا تھا اور باقی ان کو دے دیتا تھا اور جو بیل پر رہ جاتا، اور خوشہ بننے والا ہوتا اور ڈھیر کے نیچے بچ رہتا، وہ سب (بھی) مسکینوں کو دے دیتا تھا۔ اور (اس طرح) فقیروں کے لیے بہت کچھ جمع ہو جاتا تھا۔

فَانْطَلَقُوْا سو اکٹھے ہو گئے وہ رات کے آخر میں، اور صبح کے وقت اپنے اس باغ کی طرف چل پڑے، وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اور وہ آپس میں چپکے چپکے اور آہستہ آہستہ کہتے تھے، التخافت: چپکے سے اور آہستہ بات کہنا، اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا کہ داخل نہ ہونے پائے اس باغ میں، الْيَوْمَ آج، عَلَيْكُمْ تم پر، مِّسْكِيْنٌ ۝ کوئی مسکین، یعنی چل رہے تھے اور آپس میں رات کے وقت آہستہ آہستہ بات کرتے تھے، تاکہ مسکین نہ سنیں اور وہ ان کے ساتھ اکٹھے اس باغ میں نہ پہنچ جائیں اور ان پھلوں میں سے کچھ لے نہ لیں اور مقصد یہ تھا کہ فقیروں کو اس باغ میں جانے نہ دیں تاکہ ان کو انہیں کچھ دینا نہ پڑے۔

وَّغَدَوْا اور صبح سویرے ہی وہ چل پڑے، عَلٰى حَرْدٍ فقیروں کو باز رکھنے، اس باغ کے پھلوں سے، یا فقیروں پر غصہ کرنے اور ان سے کینہ رکھنے پر، قٰدِرِيْنَ ۝ (گویا) وہ قادر ہیں۔ الحرد: باز رکھنا اور غصہ کرنا اور ارادہ کرنا۔ یعنی صبح سویرے اپنے اس باغ کی جانب چلے، اس ارادے سے کہ مانگنے والوں کو ان پھلوں اور غلہ سے کچھ نہ دینا پڑے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

فَلَمَّا سو جب، رَاَوْهَا دیکھا انہوں نے اس باغ کو جلا ہوا اور سیاہ شدہ، قَالُوْٓا وہ بولے، اِنَّا کہ بے شک ہم، لَضَآلُّوْنَ ۝ بھول گئے ہیں راستہ باغ کا اور یہ ہمارا باغ نہیں ہے، کیونکہ ہم کل جس وقت اپنے اس باغ سے اپنے گھر گئے ہیں تو یہ پھلوں سے بھرا ہوا تھا اور جلا ہوا اور سیاہ شدہ نہ تھا۔ سو یہ باغ ہمارا نہیں ہے۔

جب تحقیق کی تو اپنے باغ کی نشانیوں کو پہچان لیا کہ یہ تو ہمارا ہی باغ ہے اور ہم راستہ نہیں بھولے ہیں۔ وہ

www.maktabah.org

کہنے لگے، بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ۝ ایسا نہیں ہوا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں، بلکہ ہم اس باغ کی نعمتوں سے محروم ہو گئے ہیں، اپنی اس بری نیت کی بنا پر جو ہم نے کی تھی کہ فقیروں پر رحم نہیں کھائیں گے اور جس طرح ہمارا باپ کیا کرتا ہے، ویسا نہیں کریں گے اور بخیلی کریں گے۔

ان کا نیک تر بھائی، جس نے انہیں کہا تھا کہ ایسا نہ کرو، اور انہوں نے اس کی بات پر کان نہیں دھرے تھے، انہیں (اپنی بات) یاد دلانے لگا، قَالَ کہا، اَوْسَطُهُمْ ان کے بہترین، یا ان کے درمیانے (بھائی) نے، اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں اس سے پہلے، لَوْلَا کیوں نہیں، تُسَبِّحُوْنَ۝ تسبیح نہیں کرتے تم اللہ تعالیٰ کی اور اِنْ شَاءَ اللہ اور سُبْحَانَ اللہ نہیں کہتے اور کام کو اللہ کے حوالے نہیں کرتے اور کیوں نماز نہیں پڑھتے۔ (اللہ تعالیٰ نے) تمہیں اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے کیونکہ تم نے بخیلی کی ہے اور نماز نہیں پڑھی۔

اس فقیر کے خیال میں آتا ہے کہ شاید معنی یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ برا گمان کیوں کرتے ہو کہ وہ تمہیں بدلہ نہیں دے گا، اس چیز کا جو سوالی لے جائیں گے، جیسا کہ وہ تمہارے باپ کو دیتا تھا۔ تم نے اس رب العزت کو اس برے گمان سے پاک کیوں نہیں سمجھا؟ کیونکہ جوان آدمی اللہ تعالیٰ کے کرم کا بھروسہ رکھتا ہے کہ وہ اسے بدلہ دے گا ایک کا سات سو، یا اگر چاہے گا تو اس سے بھی زیادہ۔ اور بخیل آدمی ذات کبریا (اللہ تبارک وتعالیٰ) سے برا گمان کرتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے:

"قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْبَخِيْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَوْ كَانَ عَابِدًا وَالسَّخِيُّ لَا يَدْخُلُ النَّارَ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا۔"

یعنی "نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بخیل آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، خواہ وہ عبادت گزار ہو، اور سخی آدمی جہنم میں نہیں جائے گا، خواہ وہ فاسق ہی ہو۔"

سو جب انہوں نے اپنے نیک بھائی کی بات سنی، قَالُوْا کہنے لگے، سُبْحٰنَ پاکی سب عیبوں سے، اور اس سے (بھی) کہ جزا نہیں دیتا جوانوں کو، رَبِّنَآ ہمارے پروردگار کے لائق ہے، اِنَّا كُنَّا بے شک ہم گنہگار تھے، اس سے پہلے بری نیت کرنے کی وجہ سے، ظٰلِمِيْنَ۝ ہم ظالم اور ظلم کرنے والے تھے درویشوں پر بری نیت کرنے کی وجہ سے اور اپنے باپ کا طریقہ چھوڑنے اور اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کرنے کی بنا پر، جب انہوں نے اپنی برائی کا اقرار کر لیا، فَاَقْبَلَ پھر متوجہ ہوا، بَعْضُهُمْ ان کا بعض (ایک)، عَلٰى بَعْضٍ بعض دوسرے پر، يَّتَلَاوَمُوْنَ۝ ایک دوسرے کو ملامت کرتے تھے کہ یہ کیسا برا کام تھا جو ہم نے کیا ہے اور باپ کے عمل (نیک) کو چھوڑ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ جب شرمندہ ہو گئے، قَالُوْا وہ بولے، يٰوَيْلَنَآ ہائے ہماری خرابی اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ۝ ہم حد بندگی سے گزرے ہوئے (یعنی سرکش)، ظالم، گنہگار اور نافرمان تھے، جب انہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا اور پشیمان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار بن گئے تو کہنے لگے، عَسٰى شاید

www.maktabah.org

وبایداور کہا گیا مگر کہ، رَبَّنَآ ہم اپنے پروردگار سے اُمید رکھتے ہیں، اَنۡ يُّبۡدِلَنَا کہ وہ ہمیں بدلے میں دے، خَيۡرًا بہتر، مِّنۡهَآ اس باغ سے اور اس کے پھلوں سے، اِنَّآ بے شک، اِلٰى رَبِّنَا اپنے پروردگار کی رحمت کی طرف، یا اپنے پروردگار کی جانب، رٰغِبُوۡنَ۝ ہم رجوع کرنے والے ہیں، اس کی رحمت کی طرف اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور انہوں نے سچی توبہ کی اور صدق سے اُمید رکھتے تھے کہ وہ انہیں پھلوں سے لدا ہوا، اس سے بہتر باغ عنایت فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ جب انہوں نے اخلاص کے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بدلے میں دوسرا باغ عطا فرمایا جس کے سیاہ انگور کا خوشہ پاؤں پر کھڑے ہوئے آدمی کے برابر تھا۔ (تفسیر) بصائر میں آیا ہے کہ جس رات انہوں نے توبہ کی، تو اللہ تعالیٰ نے (اسی رات) ان کے اس باغ کو پہلے سے عمدہ بنا ڈالا۔

اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کو دُنیا میں خبردار کیا اور فرمایا كَذٰلِكَ اسی طرح ان کے لیے عذاب ہے، الۡعَذَابُ (اور) عذاب ہے اس کے لیے جو میری نعمت کا شکر ادا نہ کرے اور دنیا میں میرا انکار کرے، میں اسے اسی طرح عذاب میں مبتلا کرتا ہوں، وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اور البتہ آخرت کا عذاب کافروں اور گنہگاروں کے لیے، اَكۡبَرُ‌ۘ بہت بڑا ہے اس عذاب سے، جو کہ میں نے اہل مکہ اور اہل باغ کو دنیا میں دیا ہے، لَوۡ كَانُوۡا کاش وہ، يَعۡلَمُوۡنَ۝ جان لیں اس کی حقیقت کو، وہ گناہوں سے باز آ جائیں اور اللہ تعالیٰ کا حق مسکینوں کو ادا کریں اور اس کے حکموں کو مان لیں۔

اس قصہ سے درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا شکر ادا کرے، تا کہ اسے زوال نہ آئے اور نعمت زحمت میں نہ تبدیل ہو جائے۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے کافروں اور گناہگاروں کے لیے دنیا و آخرت کے عذاب کا ذکر کیا تو پرہیز گاروں کے حال سے بھی آگاہ کیا اور فرمایا اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ بے شک خدا سے ڈرنے والوں کے لیے، عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ان کے پروردگار کے پاس آخرت میں۔ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ۝ نعمتوں سے پُر باغ ہیں، جن کی حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس کا خیال تک کسی کو نہیں آیا اور کسی آدمی نے بھی دنیا میں اس جیسا باغ نہیں دیکھا۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ تقویٰ کو اپنا شعار بنائے اور جان لے کہ تمام قرآن (مجید) میں بھلائیوں کے وعدے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے ہیں اور ان عالموں مفتیوں، مشائخوں، زاہدوں، حاجیوں، نمازیوں اور خواجگان کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں ہے جو حرام مال لیتے ہیں، دھوکہ کرتے ہیں، کھانا کھلاتے ہیں اور لوگوں کو شکار کرتے ہیں۔

مکہ (مکرمہ) کے کافر کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی اور جنت و دوزخ ہوئی، جیسا کہ (حضرت) محمد علیہ

www.maktabah.org

الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، تو پھر ہمارے لیے بہت اچھی جنت ہوگی، جس طرح کہ دنیا میں ہماری حالت مومنوں سے اچھی ہے۔ اگر ہماری حالت اچھی نہ ہوئی تو پھر ان کے برابر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَفَنَجْعَلُ کیا ہم کردیں گے، الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کو روز قیامت میں، كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ گنہگار مجرموں کی طرح، یعنی (یہ کہ ہم) مسلمانوں کو جزا میں نعمتیں اور بہشت دیں گے، اور کافروں کو بدلہ میں عذاب اور دوزخ ملے گی۔ وہ ہرگز برابر نہ ہوں گے۔ سوال انکار کے معنی میں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اس بات پر عتاب کیا اور اس کا رد کیا اور فرمایا مَا لَكُمْ کیا ہوا تمہیں، كَيْفَ کیسا، تَحْكُمُوْنَ ۝ تم باطل فیصلہ کرتے ہو کہ ہم دوستوں کو دشمنوں جیسا بدلہ دیں گے، ہرگز ایسا نہ ہوگا، کیونکہ ان کا فیصلہ باطل تھا، ان کے جھوٹ کو بیان کیا اور فرمایا اَمْ لَكُمْ کیا تمہارے پاس، كِتٰبٌ کوئی تحریر اور کتاب ہے جو میں نے تمہارے لیے آسمان سے بھیجی ہے؟ فِيْهِ کہ اس کتاب میں، تَدْرُسُوْنَ ۝ تم پڑھتے ہو، الدرس والدراسۃ: علم پڑھنا، اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ کہ بے شک تمہارے لیے اس کتاب میں (ہوگا)، لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ البتہ جو تم پسند کرتے ہو اور اختیار کرتے ہو اپنے لیے۔ ہم نے ایسی (تحریر یا) کتاب تمہارے لیے ہرگز نہیں بھیجی۔ سو تم اپنی نفسانی خواہش پر ایسا جھوٹا فیصلہ کرتے ہو، اَمْ لَكُمْ یا تمہارے لیے ہیں، اَيْمَانٌ قسمیں اور پختہ وعدے، عَلَيْنَا ہم پر (ہمارے ذمہ) جو تمہارے خدا ہیں، بَالِغَةٌ وقت آ پہنچا ہے اس قسم کا اور یہ صحیح وقائم اور ثابت ہے، اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک، اِنَّ لَكُمْ بے شک تمہارے لیے ہے اس قسم اور وعدے میں، لَمَا جو کچھ، تَحْكُمُوْنَ ۝ تم فیصلہ کرتے ہو اپنے لیے، ایسا (کوئی وعدہ) ہرگز نہیں ہوا ہے۔ سو تمہارا فیصلہ باطل ہے اور یہ حرص اور جھوٹ ہے۔ سَلْهُمْ پوچھیے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کافروں سے اَيُّهُمْ ان میں سے کون ہے، بِذٰلِكَ اس باطل فیصلے کا، زَعِيْمٌ ۝ کفیل اور ضامن۔ یعنی ان کا یہ فیصلہ باطل ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی اسے (پورا) نہیں کرسکتا اور اس کا ذمہ دار کوئی بھی نہیں بن سکتا، اَمْ لَهُمْ یا ان کے لیے ہیں، شُرَكَآءُ اللہ تعالیٰ کے شریک، ان کے منہ میں خاک ہو! جیسا کہ ان کا گمان ہے، اپنے بتوں کے بارے میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ (تفسیر) کواشی میں یونہی مذکور ہے۔ فَلْيَاْتُوْا تو چاہیے کہ وہ لائیں، بِشُرَكَآئِهِمْ اپنے بتوں کو، تاکہ وہ کہیں کہ ان کا یہ فیصلہ درست ہے اور قیامت میں ایسا ہی ہوگا، جیسے وہ کہتے ہیں، اِنْ كَانُوْا اگر ہیں وہ، صٰدِقِيْنَ ۝ سچے، کہ ہمارے بتوں نے ایسے کہا ہے۔ وہ یہ خبر بھی نہیں رکھتے کیونکہ ان کے بت پتھر، لکڑی اور جمادات سے بنے ہوئے ہیں اور وہ بول نہیں سکتے۔ (تفسیر) کشاف میں مذکور ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ، اَیْ نَاسٌ يُشَارِ كُوْنَهُمْ فِیْ هٰذَا الْقَوْلِ:

یعنی ''وہ آدمی جو ان کے اس قول میں شریک ہو۔''

اس طرح اس سے مراد یہ ہوگی کہ کیا ان کافروں کے لیے دنیا کے انسانوں اور اہل عقل میں سے ایسے شریک

www.maktabah.org

(حمایتی) ہیں جو ان سے متفق ہوں کہ ان کا یہ فیصلہ درست ہے اور یہ باطل نہیں ہے۔ وہ اس طرح کے حمایتی بھی نہیں رکھتے اور کسی آدمی نے بھی اس طرح نہیں کہا ہے۔ (تفسیر) کشاف میں (یہ) کتنا اچھا مذکور ہوا ہے؟ غور وفکر کریں اور سمجھیں۔

جاننا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کافروں کی اس بات کہ ہم قیامت میں مومنوں سے بہتر یا ان جیسے ہوں گے، کا رد کیا ہے اور ان سے (اس کی) تین طرح سے دلیل مانگی ہے۔ اوّل: نقلی دلیل، دوم: وعدہ (کی صورت میں)، سوّم: عقلی دلیل۔ اتفاق سے وہ سب صورتوں میں بے بس ہو گئے، تو (پھر اللہ تعالیٰ نے) اپنے حبیب (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے وعدہ کیا کہ ہم قیامت میں ان (کافروں) کو عذاب دیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: یاد کریں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، يَوْمَ اس دن کو جب، يُكْشَفُ کھول دیا جائے گا، یعنی ظاہر کر دیا جائے گا، عَنْ سَاقٍ عظیم اور شدید سختی کو، یعنی بہت بڑی مصیبت اور بہت شدید برائی کو، یعنی یاد کریں اس دن کو، جس میں چہرے پر بہت بڑی مصیبت ظاہر ہوگی اور بہت بڑے کام، جن سے سب سے پہلے آنے والے اور سب سے آخر والے لوگ (سبھی) حیران ہو جائیں گے اور خوفزدہ ہوں گے اور ہر ایک کو ایک ایسا معاملہ پیش آئے گا کہ اس جیسا قبل ازیں ہرگز نہ آیا ہوگا۔

عربی لغت میں کشف ساق کی عبارت سے کام کی سختی بیان کی جاتی ہے۔ كَشَفَ الْحَرْبُ عَنْ سَاقِهَا، یعنی لڑائی سخت ہوگئی۔ اگرچہ جنگ کی ساق (پنڈلی) نہیں ہوتی لیکن جب آدمی کو ایک سخت اور مشکل کام پیش آئے تو وہ کمر کو کستا ہے اور تہمند کو پاؤں کی جانب سے پنڈلی تک اوپر اٹھا لیتا ہے۔ جیسے (تفسیر) کشاف میں مذکور ہے۔ حاتم کہتے ہیں: شعر:

اَخُو الْحَرْبِ اِنْ عَضَّتْ بِهِ الْحَرْبُ عَضَّهَا
وَاِنْ شَمَّرَتْ عَنْ سَاقِهَا الْحَرْبُ شَمَّرَا

یعنی ''جنگ کے بھائی، (یعنی جو کہ زیادہ جنگ کرتا ہے) جب جنگ سخت ہو جائے اور قتل اور زخمی زیادہ ہوں، تو اس میں صبر آ جاتا ہے۔''

وَيُدْعَوْنَ اور خلقت کو بلایا جائے گا میدانِ قیامت میں، اِلَى السُّجُوْدِ سجدہ کرنے کے لیے، فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ سو نہ کر سکیں گے کافر اور منافق سجدہ، اس لیے کہ ان کی پشتیں مکمل ہڈی کی مانند اکڑ جائیں گی۔ خَاشِعَةً جھکی ہوئی اور ڈری ہوئی ہوں گی، اَبْصَارُهُمْ ان کی آنکھیں، یعنی وہ عذاب اور قیامت کی ہیبت سے خوفزدہ ہوں گے اور ان کی آنکھیں گڑھوں کی طرح نیچے دب چکی ہوں گی، تَرْهَقُهُمْ ان پر چھائی ہوگی، ذِلَّةٌ ذلت اور رُوسیاہی۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ وہ قیامت میں سجدہ کیوں نہیں کر سکیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

www.maktabah.org

وَقَدْ كَانُوْا اور تحقیق تھے یہ لوگ، جو قیامت میں سجدہ نہیں کر سکیں گے، دنیا میں مومنوں کے ساتھ باہم رہتے، يُدْعَوْنَ بلائے جاتے تھے، اِلَى السُّجُوْدِ سجدہ کرنے کے لیے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے۔ (حضرت) کعب احبارؒ سے مذکورہ ہے کہ یہ لوگ سجدہ نہیں کرتے تھے اور باجماعت نماز ادا نہیں کرتے تھے، وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ اور حالت یہ تھی کہ وہ تندرست تھے اور ان کی پشتیں مکمل ہڈی کی مانند اکڑی ہوئی نہ تھیں۔ آج اسی لیے سجدہ نہیں کر سکتے۔

کبراء میں سے ایک صاحب مفلوج ہو گئے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا تو دو آدمی ان کو اُٹھا کر مسجد میں لاتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ میں قیامت کی ہولناکی سے اس حالت میں بھی ڈرتا ہوں۔

جاننا چاہیے کہ قیامت میں سجدہ کرنا، کافروں، منافقوں اور گناہگاروں کو سزا دینے کے لیے ہوگا، یہ مومنوں کو تکلیف دینے کے لیے نہیں ہوگا، کیونکہ آخرت تکلیف کی جگہ نہیں ہے۔

جاننا چاہیے کہ شیخ ابواللیث (رحمۃ اللہ علیہ) اور مفسرین کی ایک جماعت نے اپنی تفاسیر میں اس آیت کے معنی دوسرے انداز میں بھی بیان کیے ہیں اور انہوں نے (اس ضمن میں) دو احادیث روایت کی ہیں۔ ایک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دوسری حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ایک اور حدیث (تفسیر) کشاف میں (یوں) منقول ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"يكشف الرحمن عن ساقةٍ، فامّا المؤمنون فيخرو ن سجدًا وامّا المنافقون فيكون ظهورهم طبقًا طبقا كانّ فيها السفا فيد."

(دیکھیے: صحیح بخاری ۴۹۱۹، ص ۸۷۵، قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ جب اپنی پنڈلی کھولیں گے، تو جو مومن ہوں گے وہ سجدوں میں گر جائیں اور جو منافق ہوں گے، ان کی پیٹھیں تختہ تختہ ہوں گی اور ان میں سیاہ میخیں گڑی ہوئی ہوں گی۔"

الاسفود: آہنی میخیں: یعنی ان کی پشت کی ہڈیاں بے جوڑ ہو جائیں گی اور اکڑ کر آہنی میخوں کی مانند ہو جائیں گی اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔

اس آیت اور حدیث کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ ساق سے مراد اللہ رب العزت کا حجاب ہے جو اٹھایا جائے گا اور خلقت کو میدان قیامت میں جمع کیا جائے گا اور عذاب وحساب شروع ہوگا اور مظلوموں کا حق ظالموں سے دلایا جائے گا۔ جب اس سے فراغت ہوگی تو ندا آئے گی کہ جس چیز کی کسی نے بندگی کی ہے، اس کو لایا جائے اور وہ اس کے سامنے پہنچے گا تا کہ اسے دوزخ میں ڈالا جائے۔ بت پرستوں کے لیے بت اور یہودیوں کے لیے حضرت عزیر علیہ السلام کی صورت میں ایک فرشتہ پیدا ہوگا اور عیسائیوں کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ایک

www.maktabah.org

فرشتہ ظاہر ہوگا اور ان کو دوزخ میں لے جائے گا، ان میں سے کوئی بھی نہیں رہے گا مگر فرمانبردار ایمان والے۔ گناہگار اور منافق بھی ان کے درمیان رہ جائیں گے۔ ندا آئے گی کہ تم بھی اپنے معبودوں کے پیچھے جاؤ، وہ عرض کریں گے کہ ہمارا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خدا اور معبود نہ تھا۔ ندا آئے گی کہ اگر تم اپنے خدا کو دیکھو تو اسے پہچان لو گے۔ عرض کریں گے۔ ہم اسے پہچانتے ہیں۔ وہ بے مثل و بے مثال ہے، ہم نے دنیا میں اسے نہیں دیکھا ہے، لیکن بندگی اسی کی کرتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ ان کو ایسی قوت بینائی دے گا کہ جو پہلے ہرگز نہ تھی۔ اللہ رب العزت کی عظمت اور کبریائی کا نور ظاہر ہوگا۔ وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ اللہ رب العزت کا نور ہے۔ تمام فرمانبردار مومن سجدہ میں گر جائیں گے اور منافق سجدہ نہیں کرسکیں گے۔ ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ جب مومن سجدہ سے سر اٹھائیں گے، ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گے۔ (اس) حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے تین بار قسم اُٹھوائی کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں، بعد ازاں حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"ما سمعت فی کرامة اهل التوحید حدیثاً هو احب من هذا الحدیث" واللہ تعالیٰ اعلم۔

یعنی "میں نے اہل توحید کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں سنی جو مجھے اس حدیث سے زیادہ محبوب ہو۔" اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ یہ حدیث مصابیح (السنة از امام حسین بن مسعود الفراء متوفی ۵۱۶ھ) میں مذکور ہے اور اس (کے الفاظ) میں کچھ کمی وبیشی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے قیامت کے حال کی خبر دی تو کافروں نے اس پر یقین نہ کیا اور قرآن (مجید) کو کہانیاں کہنے لگے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو تسلی دی اور فرمایا: فَذَرْنِي پس مجھے چھوڑ دیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، وَمَنْ اور ہر اس آدمی کو جو، يُّكَذِّبُ جھٹلاتا ہے تجھے، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اس بات سے، یعنی وہ جھٹلاتے ہیں اور قرآن (مجید) کو کہانیاں سمجھتے ہیں اور آپ کو دیوانہ کہتے ہیں اور قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ پس چھوڑ دیں اسے میرے لیے، تاکہ میں اسے دنیا اور آخرت کے عذاب سے ہلاک کروں۔

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ بے شک جلد ہی ہم ان کو آہستہ آہستہ عذاب کے نزدیک کردیں گے اور ان کو پکڑ لیں گے۔

الاستدراج: اللہ تعالیٰ کا اس کے بعد آہستہ آہستہ ان کو اپنے عذاب اور غضب کے نزدیک کردینا۔ مِّنْ حَيْثُ اس جگہ سے جسے، لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں وہ جانتے کہ میں جو کچھ ان کے ساتھ کررہا ہوں وہ موجب عذاب ہے اور وہ جس قدر گناہ بیشتر کریں گے، ہم ان پر دنیاوی نعمتوں کی کثرت کردیں گے اور ان پر کوئی مصیبت نہیں بھیجیں گے تاکہ وہ توبہ کو بھول جائیں۔

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ اَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ وَهُوَ مُقِيْمٌ عَلٰى مَعْصِيَة

www.maktabah.org

فَاعْلَمْ اِنَّہٗ مُسْتَدْرَجٌ.

یعنی ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کرے اور اسے نہ پکڑے، تو سمجھ لے کہ یہ استدراج ہے۔'' اور اس کی جزا قریب ہے اور اگر اس کو عذاب میں مبتلا کرے تو یہ اس لیے ہے کہ وہ توبہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔

وَاُمْلِیْ لَهُمْ اور ہم انہیں مہلت اور لمبی عمر دیتے ہیں تاکہ گناہ کریں اور عذاب کے مستحق ٹھہریں۔ الاملاء: مہلت دینا۔ اِنَّ کَیْدِیْ بے شک میری (خفیہ) تدبیر، مَتِیْنٌ﴿۱۸۳﴾ قوی ہے۔ یعنی میرا عذاب نعمت کی صورت میں دشمنوں پر بہت قوی ہے۔ ہم نے چار سو سال فرعون کو مال اور ملک دیا اور اسے کبھی دردِ سر بھی نہ دیا۔

(اس سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ اس سے جس قدر کرامات ظاہر ہوں، اس پر بہت زیادہ خوف کھائے:

مثنوی

تا نہ بینی نور دین ایمن مباش — کاتش پنہان شود یک روز فاش
نور آبی دان وہم بر آب چفس — چونکہ داری آب از آتش مترس

(مثنوی ۳:۳۳۴)

ترجمہ: جب تک تجھے دین کا نور نظر نہ آجائے تو اس وقت تک بے خوف نہ ہو، کیونکہ پوشیدہ آگ ایک روز ظاہر ہو جائے گی۔

نور کو پانی سمجھ اور اس پانی سے لپٹا رہ، جب تیرے پاس پانی ہے تو پھر آگ سے مت ڈر۔

قال سیّد الطائفة جنید رحمة اللّٰه علیه: "لولا مکر اللّٰه لما طاب عیش الاولیاء ومکر اللّٰه تعالیٰ ان تطیر فی السماء و تمشی علی الماء"

یعنی ''سید الطائفہ (حضرت) جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کی تدبیر نہ ہوتی تو اولیاء اللہ کی زندگی اچھی نہ ہوتی۔ اللہ کی تدبیر یہ ہے تم آسمان میں اڑو اور پانی پر چلو۔''

آزمائش فقر کی صورت میں ہوتی ہے اور اس میں خوف کمتر ہے اور دولت کی صورت میں بھی ہوتی ہے اور یہاں خوف بیشتر ہوتا ہے کہ یہ استدراج اور مکر نہ ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو ہوا میں اُڑے تو تو ایک مکھی ہے اور اگر پانی پر چلے تو تو ایک تنکہ ہے۔ ایک دل کو قابو کرتا کہ تو ایک آدمی بن جائے۔

جب (کافروں نے) اس قدر کہا اور اتنی باتیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد و بطلان کیا (اور) وہ ایمان نہ لائے تو تعجب کے انداز میں ان کے انکار سے آگاہ کیا اور فرمایا: اَمْ تَسْئَلُهُمْ کیا آپ چاہتے ہیں اے محمد (صلی

www.maktabah.org

اللہ علیہ وسلّم) ان کافروں سے، اَجْرًا کوئی اجر احکام شریعت (ان تک) پہنچانے پر، فَهُمْ سووہ، مِّنْ مَّغْرَمٍ اس زیادہ تاوان اور مال سے جو (آپ) ان سے مانگ رہے ہیں، مُّثْقَلُوْنَ بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں، تاوان اور نقصان (کے بوجھ) تلے (اور) آپ کی پیروی نہیں کر رہے۔

الاثقال: بوجھ تلے دب جانا۔ یعنی اگر وہ حق کو قبول کریں تو ان پر کوئی تاوان نہیں اور ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ سو وہ ایمان کیوں نہیں لاتے؟

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے دنیا کا لالچ نہ رکھے، کیونکہ انسانی طبیعت اس سے گریزاں ہے اور دینی کاموں کی مزدوری کسی سے طلب نہ کرے کیونکہ یہ عزیمت (کا درجہ) ہے:

مثنوی

گفت پیغمبرؑ کہ جنت از الٰہ — گر ھمی خواہی زکس چیزے مخواہ

چون نخواہی من کفیلم مرترا — جنت الماوٰی و دیدار خدا

ور بامر حق بخواہی ہم رواست — آن چنان خواہش طریق انبیاست

بار خود برکس منہ بر خویش نہ

سروری را کم طلب درویش بہ

(مثنوی ۶:۴۶،۴۵)

ترجمہ: کہا پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے کہ اگر خدا سے جنت چاہتا ہے تو کسی سے کوئی چیز نہ مانگ۔

اگر تو کسی سے نہیں مانگے گا تو تیرا ضامن میں ہوں، جنت الماوی اور دیدار خدا کا۔

اور اگر امر حق سے کچھ طلب کرے تو یہ روا ہے، ایسی خواہش رکھنا انبیاء کا طریقہ ہے۔

اپنا بوجھ کسی پر نہ رکھ، خود اُٹھا، سرداری کا طالب کم بن، تو درویش اچھا (رہے گا)۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس برے گمان کہ ہم حق پر ہیں، کا رد کیا ہے اور فرمایا ہے اَمْ عِنْدَهُمُ آیا ان کے پاس ہے، الْغَيْبُ (علم غیب) جو کہ لوگوں سے پنہاں ہے، یعنی لوح محفوظ، فَهُمْ سووہ، يَكْتُبُوْنَ لکھ لیتے ہیں، جو کچھ وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) باطل پر ہیں۔ ایسے بھی نہیں ہے۔ سو جب کوئی دلیل نہیں رکھتے تو وہ بے عقل اور ہمارے دشمن ہیں۔ دنیاوی دولت پر مغرور ہو چکے ہیں اور آپ کو بلاوجہ دُکھ دیتے ہیں، فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں، لِحُكْمِ رَبِّكَ اپنے پروردگار کے حکم کے لیے۔ جس نے ان کو دنیا میں چند روز کی فرصت اور مہلت دے رکھی ہے اور ان کو عذاب کے پہنچنے میں جلدی نہ کریں۔ وَلَا تَكُنْ اور نہ ہوں، كَصَاحِبِ الْحُوْتِ مچھلی والے صاحب جیسے، یعنی اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ

www.maktabah.org

(حضرت) یونس (علیہ السلام) کی طرح جلدی کرنے اور اپنے ان دشمنوں کو عذاب اور مصیبت پہنچنے کے لیے جلدی نہ کریں اور ان کے دُکھ دینے پر رنجیدہ نہ ہوں اور ان کے لیے بددُعا نہ کریں، جیسے کہ (حضرت) یونس، علیہ السلام نے کی تھی۔

(تفسیر) کشاف میں مذکور ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ جنگ احد میں کافروں کو مومنوں پر غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے بہت ظلم کیا۔ حضرت (محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعا کرنی چاہی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ جلدی نہ کریں اور صبر کریں اور (حضرت) یونس علیہ السلام کی طرح بے صبر نہ بنیں۔

اِذْ نَادٰی جب انہوں نے پکارا اللہ تعالیٰ کو مچھلی کے پیٹ میں، وَهُوَ اور وہ، مَكْظُوْمٌ عنیض سے بھرے ہوئے، پر خشم اور غم سے بھرے ہوئے تھے، یعنی غم ناک۔ الکظم: غصہ پر تحمل کرنا۔ چونکہ ان کو مچھلی کے پیٹ میں قید کیا گیا تھا اور مچھلی کا پیٹ آپ کے لیے قید خانہ تھا اور ان کی تسبیح لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تھی۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو آدمی عاجز اور مصیبت میں مبتلا ہو جائے، جب وہ یہ (آیت بطور) تسبیح پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے نجات دے دیتا ہے۔

لَوْلَآ اگر نہ یہ ہوتا، اَنْ تَدٰرَكَهٗ کہ (حضرت) یونس (علیہ السلام) کو پایا (سنبھالا)، نِعْمَةٌ احسان اور رحمت نے، مِّنْ رَّبِّهٖ ان کے پروردگار کی طرف سے۔ لَنُبِذَ یقیناً ڈالا جاتا وہ مچھلی کے پیٹ سے، بِالْعَرَآءِ ایسے صحرا میں کہ جس میں نہ گھاس ہوتا، نہ درخت اور نہ کنواں، وَهُوَ مَذْمُوْمٌ اور وہ ملامت زدہ تھا، یعنی ملامت کیا گیا۔ لیکن آپ پر رحمت حق نازل ہوئی۔ آپ خالی بیاباں میں (مچھلی کے پیٹ سے باہر) ڈالے گئے اور ملامت زدہ نہ تھے، بلکہ آپ پر رحمت کی گئی تھی، چونکہ آپ نے توبہ کی، فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ سو ان کو ان کے رب نے برگزیدہ کیا، فَجَعَلَهٗ پس ان کو کر لیا، مِنَ الصّٰلِحِیْنَ نیکو کاروں میں سے، یعنی پیغمبروں سے۔ پھر ان پر وحی نازل فرمائی اور اُنہیں ان کی قوم کے لیے شفاعت عطا فرمائی۔

(اس سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ مصیبت میں صبر کرے اور منکرین کے انکار پر بددل نہ ہو اور ان کے لیے بددُعا نہ کرے، بلکہ (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے کہ آپ نے (دشمنوں کے لیے) فرمایا:

''اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ'' (اتحاف السادۃ المتقین ۸:۲۵۸، الدر المنثور ۲:۲۹۸، مناهل الصفا ۱۶)۔

یعنی ''اے ہمارے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ بلاشبہ وہ نہیں جانتے۔''

جاننا چاہیے کہ ''الفانی لا یرد'' (یعنی جو آدمی فنافی اللہ ہو جاتا ہے وہ درگاہ اللہ تعالیٰ میں رد نہیں ہوتا):

www.maktabah.org

شعر

بیمار شود عاشق امّا نمی میرد　　　مہ گرچہ شود لاغر استارہ نمی گردد

ترجمہ: ''عاشق بیمار ہوتا ہے مگر مرتا نہیں، چاند لاغر ہوتا ہے لیکن پوشیدہ نہیں ہوتا۔''

یعنی اگر چہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ولی اللہ لغزش کی وجہ سے گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اُسے توبہ (کی توفیق) عطا فرماتا ہے اور اپنی رحمت سے ہمکنار کر دیتا ہے، جس طرح کہ اس نے (حضرت) یونس علیہ السلام کو دانائی اور رجوع کی توفیق عطا فرمائی۔

قصہ (حضرت) یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری عطا فرما کر موصل کے علاقے میں بھیجا۔ آپ کی قوم بہت زیادہ تھی۔ آپ نے ان کو وعظ کیا اور نصیحت فرمائی اور ایمان کی دعوت دی۔ وہ لوگ آپ پر ایمان نہ لائے اور آپ کو جھٹلایا۔ آپ غصہ میں آ گئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم کے لیے عذاب طلب فرمایا۔ وحی آئی کہ آپ ان کو بتا دیں کہ تین دنوں کے بعد یا چالیس روز کے بعد عذاب آئے گا اور (یہ بتا کر) آپ ان کے درمیان سے چلے گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ اور دو بیٹے بھی چل پڑے۔ سمندر کے کنارے پہنچے۔ دریا کی لہر اُٹھی جو ان کی زوجہ محترمہ اور ایک بیٹے کو اپنی لپیٹ میں لے گئی اور انہیں سمندر میں ڈبو دیا۔ ایک بھیڑیا آیا اور آپ کے دوسرے بیٹے کو اُٹھا لے گیا۔ آپ اکیلے رہ گئے۔ کشتی میں بیٹھے جب یہ سمندر کے درمیان میں پہنچی تو سمندر میں طوفان آ گیا۔ ملاح کہنے لگے کہ ہمارے درمیان کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے۔ ہمیں اس کشتی کی عادت کا پتہ ہے کہ جب تک ہم اس آدمی کو سمندر میں نہیں ڈالیں گے یہ طوفان نہیں تھمے گا۔ لہٰذا قرعہ ڈالا گیا تو (حضرت) یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ چند بار قرعہ اندازی کی گئی، (ہر بار حضرت) یونس علیہ السلام (ہی) کا نام نکلا۔ (ملاح) کہنے لگے۔ آپ ایک پیغمبر اور رسول ہیں، ہم آپ کو سمندر میں نہیں ڈال سکتے۔ (حضرت) یونس علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ بندہ جو اپنے مالک سے بھاگا ہے، وہ میں ہوں۔'' آپ نے خود کو سمندر میں گرانا چاہا۔ ایک مچھلی کو منہ کھولے ہوئے دیکھا، جدھر بھی جاتے اسے ہی دیکھتے۔ جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو خود کو (سمندر میں) گرایا۔ مچھلی نے آپ کو منہ میں لیا اور پیٹ میں لے گئی۔ مچھلی کو الہام الٰہی ہو گیا کہ اے مچھلی ہم نے اپنے بزرگ بندے کو تیرا لقمہ بنایا، لیکن ان کو تمہارے پیٹ میں، ایک روز، یا سات روز، یا بیس دن یا چالیس دن کے لیے چھپایا ہے۔ **فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ** (سورہ الانبیاء ۸۷)۔ پس (حضرت) یونس علیہ السلام نے اندھیروں میں اپنے رب کو پکارا، یعنی سمندر کا اندھیرا، رات کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، کہتے ہیں کہ اس مچھلی کو ایک دوسری مچھلی نے نگل لیا اور آپ مچھلی کے پیٹ میں یہ آیت پڑھ رہے تھے:

www.maktabah.org

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ الانبیاء ۸۷)

ترجمہ: ''کوئی معبود نہیں تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصوروار ہوں۔''

جب آپ نے یہ دُعا پڑھی تو اس مچھلی کو الہام الٰہی پہنچا کہ وہ آپ کو (اپنے پیٹ سے باہر) اُگل دے۔ پس اس مچھلی نے آپ کو صحرا میں اُگل ڈالا، وَهُوَ سَقِیْمٌ (سورہ الصافات ۱۴۵)۔ اور آپ بیمار اور ضعیف ہو گئے تھے، مرغی کے چوزے کی طرح، اور آپ کے بال گر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کدو کی بیل کو سرسبز کر دیا، تا کہ آپ اس کے سایہ میں ہوں اور ایک ہرنی کو الہام کیا کہ وہ آپ کو صبح وشام دودھ پلائے۔ یہاں تک کہ آپ میں طاقت آ گئی اور آپ کے بال اُگ آئے۔ پھر آپ سو گئے۔ آپ پر دھوپ پڑنے لگی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ کدو کی بیل خشک ہو چکی ہے۔ غمگین ہو گئے۔ وحی آئی کہ آپ کدو کی بیل (کے خشک ہونے) پر غمگین ہو گئے اور اتنے ہزار میرے بندوں کی ہلاکت پر آپ کو دُکھ نہیں ہوا کہ آپ نے ان کے لیے بددُعا کی ہے۔

جب تین روز یا چالیس دن گزر گئے، تو ان کی قوم پر عذاب الٰہی آیا اور ان کے اوپر ایک میل کے فاصلے پر اٹک گیا۔ ان کے جسم سیاہ ہو گئے۔ جب انہوں نے عذاب کو دیکھا تو کمبل اوڑھ لیے اور باہر صحرا میں چلے گئے۔ اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ تمام لڑکوں اور جانوروں کے بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کر دیا اور ایک دوسرے سے گناہ بخشوانے لگے۔ ایک دوسرے کا جو حق مارا تھا وہ واپس کر دیا۔ پھر کہنے لگے: ''الٰہی ہم (حضرت) یونس علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لے آئے اور ان کے دین کو قبول کرتے ہیں۔'' اور یہ دعا پڑھی:

''یَاحَیُّ حِیْنَ لَا حَیُّ مُحْیِ الْمَوْتٰی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ''۔

ترجمہ: ''اے زندہ جو تب بھی زندہ ہوگا جب کوئی بھی زندہ نہیں ہوگا۔ اے زندہ جو مرنے والوں کو زندہ کرے گا، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

اللہ رب العزت نے ان کی توبہ کو قبول کیا اور بلا کو ان سے ٹال دیا اور وہ سب مسلمان ہو گئے اور (اُنہوں نے) کافروں کے دین کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا اور ان سے معافی مانگی اور ان کا احترام کیا اور ان کے ساتھ ہو گئے اور ان کے وعظ ونصیحت کو قبول کیا۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے حضرت یونس علیہ السلام کو ان لوگوں کے مکر سے محفوظ رکھا اور سمندر کی ہلاکت سے بچایا، لہٰذا اس نے اپنے حبیب (حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو ان کے حال سے آگاہ فرمایا اور صبر کا حکم فرمایا (اور بتایا) کہ ہم نے آپ کو بھی دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے اور محفوظ رکھیں گے۔ آپ ہماری رحمت پر صبر کریں کہ ہم آپ کے مددگار ہیں۔

وَاِنْ یعنی وَاِنَّهٗ یعنی بے شک حالت یہ ہے اور معاملہ ایسا ہے کہ، یَكَادُ قریب ہے اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں، لَیُزْلِقُوْنَكَ یقیناً وہ آپ کو پھسلا دیں گے اور ہلاک کر دیں گے۔ الازلاق، الزلق: پھسلا دینا، بِاَبْصَارِهِمْ اپنی نگاہوں سے، یعنی انہوں نے آپ پر نگاہ ڈالی، لَمَّا

www.maktabah.org

جب، سَمِعُوا انہوں نے سنا، الذِّكْرَ ذکر (نصیحت) اللہ تعالیٰ کی۔ یعنی قرآن کو، جس میں ذکرِ حق ہے، یا وہ نصیحت دینے والا ہے۔

امام نافعؒ نے لَيَزْلِقُوْنَكَ بفتح ی پڑھا ہے اور باقی قراء نے بضم ی پڑھا ہے۔ زَلَقَهُ وَاَزْلَقَهُ: اس کو پھسلایا اور دور کیا اس کی جگہ سے، یعنی آپ کو غضب اور قہر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اگر کر سکیں تو آپ کو اس سے ہلاک کر ڈالیں۔

امام کلبیؒ کہتے ہیں کہ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب کفارِ قریش ہمارے رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہر حیلہ آزما چکے اور اللہ رب العزت نے آپؐ کو (ان کے شر سے) محفوظ رکھا، تو عبداللہ نام کا ایک آدمی عرب میں رہتا تھا۔ وہ تین دن کوئی چیز نہیں کھاتا تھا اور اس کے بعد وہ جس شے پر بھی نگاہ (بد) ڈالتا تھا۔ وہ ہلاک ہو جاتی تھی۔ کافروں نے اسے کہا کہ تو (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر نگاہ (بد) ڈال، تاکہ آپ ہلاک ہو جائیں اور ہم آپ سے چھٹکارا حاصل کریں اور رہائی پائیں۔ وہ ملعون آیا اور کہا: "اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ جس قدر خوبصورت اور خوش آواز ہیں، ایسا میں نے ہرگز کوئی اور نہیں دیکھا ہے۔" (یوں وہ نگاہ (بد) ڈالنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اللہ رب العزت نے اپنے رسول (مکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی حفاظت فرمائی اور اس کافر کی نگاہ (بد) کا آپؐ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

(حضرت) رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا ارشاد ہے کہ اَلْعَيْنُ حَقٌّ۔ یعنی نگاہ (بد) ڈالنا، اللہ تعالیٰ کے ارادے سے اثر رکھتا ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نظرِ بد کا علاج یہ آیت پڑھ کر کریں:

"وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ"۔

اور جو چیز آنکھوں کو بھلی لگے (اس وقت) یہ پڑھنا چاہیے: "مَاشَاءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"۔

وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں کافر، اِنَّهٗ بے شک (حضرت) مُحَمَّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، لَمَجْنُوْنٌ۝ البتہ دیوانے ہیں، وَمَا هُوَ اور نہیں ہے یہ قرآن، اِلَّا مگر، ذِكْرٌ یاد دلانے والا اور نصیحت دینے والا، لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ تمام جہانوں کے لیے۔

تفسیر میں ایسے ہی مذکور ہے لیکن اس فقیر کے خیال میں آتا ہے کہ احتمال یہ ہے کہ هُوَ کی ضمیر ہمارے رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ کافر آپ کو دیوانہ کہتے تھے اور ذکر کا معنی ذاکر ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور قصرِ قلب ہے، یعنی آپ غافل و دیوانے نہیں ہیں بلکہ ذاکر ہیں اور تمام جہانوں کے لیے ناصح اور واعظ ہیں، جیسے کہا جاتا ہے رجل عدل، یعنی عادل۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَآقَّةُ (١) مَا الْحَآقَّةُ (٢) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ (٣)
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ (٤) فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا
بِالطَّاغِيَةِ (٥) وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ
عَاتِيَةٍ (٦) سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ
حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ
خَاوِيَةٍ (٧) فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ (٨) وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَ
مَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ (٩) فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ
فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً (١٠) اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ
فِي الْجَارِيَةِ (١١) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (١٢)
فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ (١٣) وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ
الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً (١٤) فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ
الْوَاقِعَةُ (١٥) وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ (١٦)
وَّالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَآئِهَا ۗ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ
يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ (١٧) يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ

www.maktabah.org

خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَآؤُمُ
اقْرَءُوا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ
فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوفُهَا
دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓئًا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ
الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يٰلَيْتَنِي
لَمْ أُوتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا
كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ أَغْنٰى عَنِّي مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ
عَنِّي سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ
صَلُّوهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا
فَاسْلُكُوهُ ﴿۳۲﴾ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ ﴿۳۳﴾ وَ
لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ
هٰهُنَا حَمِيمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَأْكُلُهُ
إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿۳۷﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا
تُبْصِرُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ
شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا
مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ

www.maktabah.org

عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ
حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ
اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾
وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

سورہ حاقہ مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

اَلْحَاۤقَّةُ ﴿۱﴾ قیامت کا دن، مَا الْحَاۤقَّةُ ﴿۲﴾ کیا ہے روز قیامت؟ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ اور کیا سمجھے تم، مَا الْحَاۤقَّةُ ﴿۳﴾ کیا ہے قیامت کا دن؟ یعنی ہر چند کہ میں اس کی تعریف بیان کر رہا ہوں، وہ اس سے بھی زیادہ خوفناک اور شدید تر ہے، جب تک کوئی اس کی سختی کو دیکھ نہ لے، (اس وقت تک) نہیں سمجھ سکتا۔

اَلْحَاۤقَّةُ ﴿۱﴾ اسم فائل ہے۔ الساعۃ الحاقہ: یعنی وہ گھڑی جو کہ ثابت ہے اور واجب ہے آنا اس کا بلاشبہ۔ الحاقہ مبتداء ہے اور ما الحاقہ اس کی خبر ہے۔ یعنی کتنی ہی بڑی چیز ہے وہ، قیامت کی بلندی شان کو بیان کرنے کے لیے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کافروں اور منکرین قیامت کے عذاب اور مومنوں اور پرہیز گاروں کے ثواب کو بیان فرمایا ہے اور فرماتا ہے اللہ رب العزت، كَذَّبَتْ جھٹلایا انہوں نے اپنے پیغمبروں کو، قیامت کے آنے سے، ثَمُوْدُ (حضرت) صالح علیہ السلام پیغمبر کی قوم (ثمود) نے، جن کا پانی کم تھا، وَعَادٌ اور (حضرت) ہود علیہ السلام پیغمبر کی قوم (عاد) نے، بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ قیامت کے دن سے۔

القرع: کوٹنا، ای الساعۃ القارعۃ، یعنی وہ گھڑی جو خوف سے دلوں کو کوٹ ڈالے گی اور آسمانوں کو پھاڑ دے گی اور پہاڑوں کو پگھلا دے گی اور ستاروں کو گرا دے گی۔

جب قیامت کا ذکر کیا تو پھر قیامت پر ایمان نہ لانے والے لوگوں کے دنیاوی عذاب کا تذکرہ فرمایا تا کہ منکرین ڈریں اور انکار سے باز آ جائیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاَمَّا ثَمُوْدُ ہاں (حضرت) صالح علیہ السلام کی قوم جو ثمود کہلاتے تھے، فَاُهْلِكُوْا سو تباہ و برباد کر دیے گئے، بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ نافرمانی کے سبب، اپنے پیغمبر کی، اور حکم خدا تعالیٰ کو نہ ماننے کی وجہ سے۔

طاغیہ بمعنی سرکشی ہے، الطغی والطغیان: حد سے گزرنا۔ امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ طاغیہ سے مراد صیحہ ہے۔ یعنی ایسی بہت بڑی آواز جو حد سے گزری ہوئی ہو اور وہ (حضرت) جبرئیل علیہ السلام کی آواز ہے، جس

www.maktabah.org

آواز کے ساتھ وہ (ثمود) ہمیشہ ہلاک ہوئے۔ دوسرے قول کے مطابق طاغیہ سے مراد رجفہ ہے، یعنی زلزلہ اور زمین کا لرزنا، جب سب کو زمین میں دھنسا دیا۔ ایک اور کے بقول طاغیہ سے مراد صاعقہ ہے، یعنی آسمانی آگ، جو آئی اور سب کو بھسم کر ڈالا۔

(حضرت) صالح پیغمبر صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ

(حضرت) صالح علیہ السلام پانچویں پشت میں (حضرت) نوح علیہ السلام سے مل جاتے ہیں۔ آپ سرخ اور سفید رنگ کے آدمی تھے اور لوگوں میں (بلحاظ حسب ونسب) بزرگ ترین تھے۔ قریبی رشتہ دار بہت زیادہ رکھتے تھے اور تمام پیغمبرانِ (عظام) ایسے ہی ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ کو نبی بنا کر قبیلہ ثمود کی طرف بھیجا جو آپ کے قریبی رشتہ دار تھے اور شام وحجاز کے درمیان رہتے تھے۔ انہوں نے پہاڑوں میں گھر بنا رکھے تھے۔ گرمیوں اور سردیوں کے لیے پتھروں کو کاٹ کر ان کے اندر محل بنا لیے تھے۔ وہ بت رکھتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ (حضرت) صالح (علیہ السلام) نے انہیں ایمان اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف بلایا۔ انہوں نے قبول نہ کیا اور لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ صَالِحُ رَسُوْلُ اللّٰہِ نہ پڑھا اور (حضرت) صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا۔ آپ فرماتے کہ اگر میں نے معجزہ دکھایا اور تم ایمان نہ لائے تو سب اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ انہوں نے آپ کی اس بات کو نہ مانا۔ ان کے ہاں عید کا دن تھا اور یہ لوگ بتوں کے ساتھ عید گاہ میں آ رہے تھے۔ تاکہ بتوں کو سجدہ کریں (انہوں نے حضرت) صالح (علیہ السلام) سے کہا کہ آپ بھی ہماری عید گاہ میں باہر آئیں۔ آپ اپنے خدا کو پکاریں اور ہم اپنے خداؤں کو پکاریں گے۔ (حضرت) صالح (علیہ السلام) نے مان لیا۔ جب عید گاہ میں پہنچے تو انہوں نے اتفاق کیا کہ ہم حضرت صالح علیہ السلام سے ایسی چیز کا مطالبہ کریں، جسے وہ نہ لا سکیں اور عاجز آ جائیں۔ ان کی عید گاہ میں ایک بڑی چٹان تھی۔ وہ کہنے لگے اگر اس چٹان سے ایک اونٹنی آپ نکال دیں، جس کی پیشانی سیاہ ہو، اس کی گردن پر سفید بال ہوں اور اس کی پیشانی پر ریشم کی مانند بال ہوں، نیز وہ دس ماہ کی حاملہ ہو اور اسی وقت بچہ جنے۔ اگر آپ اس طرح کر دیں تو ہم آپ پر اور آپ کے خدا پر ایمان لے آئیں گے اور بتوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر آپ اسے نہ لا سکے تو پھر ہم جانتے ہیں کہ آپ کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے؟ جب (حضرت) صالح علیہ السلام نے ان کی بات سنی تو غمگین ہو گئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے ایسا معجزہ طلب کرتے ہوئے شرم آتی تھی۔ جب ناچار ہو گئے تو ان لوگوں سے وعدہ لیا کہ جیسا کہ تم چاہتے ہو اگر اسی طرح کی اونٹنی اس چٹان سے نکل آئے تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ جب انہوں نے (ایمان لانے کے) وعدے کیے تو (حضرت) صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی اور دُعا فرمانے لگے، مومنین آمین کہہ رہے تھے۔ قدرت خداوندی سے اس چٹان سے ایک آواز آئی اور پہاڑ ہلنے لگا اور چٹان نے رونا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک اونٹنی اس سے نکل آئی۔ جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا تھا وہ اونٹنی دس ماہ کی حاملہ تھی۔ اس کی پیشانی سیاہ تھی اور گردن سفید

www.maktabah.org

بالوں سے پر تھی۔ اتنی بڑی کہ اس کے ایک پہلو سے دوسرے پہلو کے درمیان ایک سو بائیس گز کا فاصلہ تھا۔ وہ اس چٹان سے نکلی اور چلتی ہوئی لوگوں کے درمیان پہنچی، لیٹ گئی اور بچہ جنا جو جسامت میں اپنی ماں کے برابر بڑا تھا۔

پھر یہ اونٹنی صحرا کو نکل پڑی اور اس نے چرنا شروع کر دیا۔ ان سب نے یہ معجزہ دیکھا اور ایمان نہ لائے اور کہنے لگے کہ (حضرت) صالح (علیہ السلام) جادوگر ہیں۔ اگر یہ لوگ ان کی قوم کے آدمی نہ ہوتے تو وہ ان کو سنگسار کر دیتے۔ اے الٰہی تو سب کو منکرین کے انکار سے محفوظ فرما۔

قوم ثمود کو ثمود اس وجہ سے کہتے تھے کہ ان کے ہاں پانی کم تھا اور ثَـمِد تھوڑے پانی کو کہتے ہیں۔ آپ کی قوم عرب تھی۔ ان کے ہاں ایک حوض تھا جس کی تہہ سے پانی نکلتا تھا۔ اس کی گہرائی بیس قد آدم کے برابر تھی۔ وہ ہر روز پانی سے بھر جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے اور (حضرت) صالح (علیہ السلام) کی اونٹنی میں پانی تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک روز اُونٹنی اپنی باری پر تمام پانی پی جاتی تھی اور وہ اتنا ہی دودھ دیتی تھی جتنا کہ پانی پیتی تھی۔ اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو جاتا تھا۔ جتنے برتن ان کے قریب کرتے تھے، وہ دودھ سے بھر جاتے تھے۔ دوسرے روز قوم ثمود اور ان کے تمام جانوروں کی باری ہوتی تھی۔ جس روز (حضرت) صالح (علیہ السلام) کی اونٹنی کی باری ہوتی، اس روز وہ لوگ اپنے پینے کا پانی پہاڑوں سے لاتے تھے۔ اس طرح ان پر مشکل آ پڑی۔ اگر وہ صبر کرتے اور ایمان لے آتے تو اللہ تعالیٰ چشمے جاری فرما دیتا اور اس اونٹنی سے ان کو بہت نفع ملتا۔ اس کا دودھ، اس کی پشم اور اس کے بال، جو بھی چاہتے، ان کے لیے ہی تھا، لہٰذا وہ لے سکتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مالدار بن جاتے۔ اونٹنی ان کے پاس تھی۔ گرمیوں کے موسم میں وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلی جاتی تھی۔ اس کی ہیبت اور خوف سے قوم ثمود کے اونٹ اور جانور ڈر کر بھاگ جاتے اور پہاڑوں سے نیچے آ جاتے تھے اور اس کے خوف سے بدحال اور لاغر ہو جاتے تھے۔ سردیوں میں (حضرت) صالح علیہ السلام کی اونٹنی بیابان میں اور پہاڑوں سے نیچے آ جاتی تھی۔ اس کے خوف سے ان کے جانور پہاڑوں کے اوپر چڑھ جاتے تھے اور ہلاک ہو جاتے تھے۔ وہ اونٹنی (جو) اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی، جب انہوں نے شکر نہ کیا تو وہ ایک وبال بن گئی۔

قوم ثمود میں دو عورتیں تھیں جو بڑی حسین اور بہت زیادہ دولت مند تھیں۔ ہر قسم کی بھیڑیں اور اونٹ وغیرہ کی مالک تھیں۔ ایک کو صدوقہ اور دوسری کو عنیزہ نام سے پکارتے تھے۔ دو مرد ان پر عاشق تھے۔ جو انہیں حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ایک کا نام قدار تھا جو صدوقہ پر عاشق تھا۔ دوسرے کا نام مصدع تھا جو عنیزہ پر عاشق تھا۔ یہ دونوں بھی بڑے مالدار تھے۔ دونوں ان عورتوں کے ہاں مہمان آئے۔ یہ دونوں عورتیں (حضرت) صالح (علیہ السلام) کی دشمن اور کافرہ تھیں۔ صدوقہ بولی کہ ہمارے پاس پانی نہیں تا کہ تمہیں پلاسکیں اور شراب پیش کرتی ہیں، کیونکہ آج (حضرت) صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی باری ہے اور کوئی آدمی بھی پانی نہیں لے سکتا۔ عنیزہ کہنے لگی کہ ہمارے مردوں کے درمیان کوئی (حقیقی) مرد ہوتا تو وہ اس اونٹنی کو مار ڈالتا اور (یوں) پانی بہت ہو جاتا لیکن ہمارے مردوں

www.maktabah.org

میں کوئی مرد (ہی) نہیں ہے۔ قدار اور مصدع بول پڑے کہ اگر ہم اس اونٹنی کو مار ڈالیں تو تم ہمیں کیا دو گی؟ دونوں عورتیں بولیں۔ ہم اور ہمارا مال سب کچھ تمہارا ہوگا اور (ساتھ ہی) دونوں نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا، اتنی حسین کہ اس کی کوئی مثال نہ تھی۔ پھر ان دونوں نے اپنے گھر کی لڑکیوں اور کنیزوں کو حکم دیا کہ وہ ان دونوں عورتوں کے گھر اور خود کو ان دو مردوں کو دکھائیں۔ (پھر) انہوں نے ان دونوں بد بخت مردوں کو بہت شراب پلا دی، یہاں تک کہ وہ مست ہو گئے۔ وہ گئے اور اپنے کافر دوستوں، جن کی تعداد سات تھی، کے ساتھ مل کر (مزید) شراب پی، سب مست ہو گئے تو اس راستے پر چل پڑے، جس پر اونٹنی پانی پینے کے لیے جاتی تھی، وہ راستہ کوچہ کی مانند تھا، گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ جب اونٹنی نظر آئی، وہ اٹھے اور تلواروں سے حملہ کر دیا۔ اونٹنی نے بھی ان پر حملہ کر دیا۔ قدار جو اونٹنی کے پیچھے گھات لگائے بیٹھا تھا، اُٹھا اور اُونٹنی کا دایاں پاؤں کاٹ ڈالا اور مصدع نے تیر مارا اور اونٹنی کا بایاں پاؤں کاٹ دیا۔ اونٹنی منہ کے بل گر پڑی۔ وہ آگے بڑھے اور اونٹنی کو مار ڈالا۔ اونٹنی کے بچہ نے جب دیکھا کہ اس کی ماں کو انہوں نے مار ڈالا ہے، بھاگ پڑا اور پہاڑ پر آ گیا۔ بعد ازاں انہوں نے اونٹنی کے گوشت کے حصے کیے اور گھروں میں لے گئے۔ جب یہ خبر (حضرت) صالح (علیہ السلام) کو پہنچی تو وہ (کہیں) دُور تھے اور مسلمانوں کے ساتھ آ رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا یہ واقعہ ہو گیا ہے۔ اونٹنی کے بچے نے جب (حضرت) صالح (علیہ السلام) کو دیکھا تو رونے لگا اور اس نے تین بار چیخ ماری اور کہا: ''ہائے افسوس میری ماں'' اور اس چٹان میں، جس سے اس کی ماں نکلی تھی گھس گیا اور غائب ہو گیا۔ (حضرت) صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تین دن کے بعد تمہارے اوپر عذاب آ جائے گا اور یہ بدھ کی رات ہوگی۔ فرمایا: ''پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہوں گے اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائیں گے اور اس کے بعد تم سب ہلاک ہو جاؤ گے۔'' جب یہ فرمایا تو کافروں نے (حضرت) صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب وہ اس ارادے سے چلے تو راستے میں فرشتوں نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔ جب دن ہوا تو دوسرے کافروں نے کہا ان (آدمیوں) کو (حضرت) صالح (علیہ السلام) نے مارا ہے، لہٰذا ہم بھی ان کو قتل کر دیں۔ ایک بڑا لشکر اکٹھا کیا اور چلے کہ (حضرت) صالح علیہ السلام کو قتل کریں۔ (حضرت) صالح (علیہ السلام) کی قوم نے ان کو جانے نہ دیا اور کہا کہ صبر کرو، اگر تین روز کے بعد تمہارے اوپر عذاب آ گیا تو تم خود سب ہلاک ہو جاؤ گے اور اگر نہ آیا تو اس کے بعد تم (حضرت) صالح (علیہ السلام) کو مار ڈالنا۔ وہ باز آ گئے۔ جمعرات کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے زرد ہو گئے اور جمعہ کے دن سرخ ہو گئے اور ہفتہ کے روز سیاہ ہو گئے اور اتوار کا دن آیا تو زمین لرزی اور آسمان سے ایک آواز نکلی اور آگ آئی اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ مگر ایک اپاہج عورت بچ رہی، جس نے ان سب کو (مرتے وقت) دیکھا اسے پاؤں عطا ہوئے اور وہ چل پڑی اور جا کر لوگوں کو (اس واقعہ) کی اطلاع دی اور (پھر) وہ بھی ہلاک ہو گئی۔ (حضرت) صالح (علیہ السلام) کی قوم کے جو آدمی ایمان لا چکے تھے، ان میں سے کوئی بھی ہلاک نہ ہوا۔ اس کے بعد (حضرت) صالح (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہمیں یہاں نہیں رہنا چاہیے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو چکا ہے۔

www.maktabah.org

سب ایمان والوں نے احرام باندھا اور (حضرت) صالح علیہ السلام کے ہمراہ حرم مکہ (مکرمہ) میں آ گئے اور یہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ اس جہان (فانی) سے رحلت کر گئے۔ یہ قصہ (تفسیر) کواشی اور (تفسیر) تیسیر سے نقل کیا گیا ہے۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ دنیا داروں کی صحبت سے بہت زیادہ خائف رہے اور اہل حق کا انکار نہ کرے اور شریعت پر عمل پیرا رہے اور بدعت و گمراہی سے دور رہے۔

وَ اَمَّا عَادٌ اور عاد جو کہ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام، پیغمبر کی قوم کے لوگ تھے۔ (حضرت) ہود (علیہ السلام حضرت) صالح (علیہ السلام) سے پہلے ہوئے ہیں، فَاُهْلِكُوْا سو وہ ہلاک کیے گئے، بِرِيْحٍ ہوا سے، صَرْصَرٍ سرد، سخت آواز، نیز کہا گیا ہے: سرد ہوا، عَاتِيَةٍ خازنان (داروغہ فرشتوں) سے سرکش اور نافرمان ہوا، اَلْعُتُوُّ وَالْعُتِيُّ: حد سے نکل جانا اور بہت ہی زیادہ تیز ہونا۔

حدیث میں ہے کہ کوئی ہوا نہیں چلتی اور بارش کا قطرہ نہیں برستا، مگر اتنا ہی، جتنا کہ اس پر مقرر فرشتہ چاہتا ہے لیکن عاد پر چلنے والی ہوا اور طوفان نوح (علیہ السلام) میں برسنے والی بارش، اس اندازہ سے باہر تھی۔

سَخَّرَهَا مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے اس ہوا کو اور بھیجا اسے، عَلَيْهِمْ عاد پر۔ التسخیر: فرمانبردار بنانا اور مقرر کرنا، سَبْعَ لَيَالٍ سات رات، وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ اور آٹھ دن، حُسُوْمًا یعنی ان سے ہر بھلائی کو منقطع کر دیا اور سب کو ہلاک کر دیا۔

حسوماً مصدر ہے، بمعنی کاٹنا، یعنی کاٹ دیا اچھی طرح کا کاٹنا۔ یا یہ حاسم کی جمع ہے اور ثمانیہ ایام کی صفت ہے۔ الحسم: کاٹنا، یعنی قاطعات، یعنی منقطع شدہ دن، یا داغ کرنا لگاتار یعنی متتابعات، یعنی لگاتار دن اور حسوماً کی قرأت بالفتح ح ہے۔

ان آٹھ دنوں کا حال (یہ ہے کہ) سردیوں کا آخر تھا، جسے ایام عجوز کہتے ہیں۔ کیونکہ عجز کسی چیز کے آخر کو کہتے ہیں۔ یا اس وجہ سے کہ ان دنوں قوم عاد کی ایک بڑھیا ہوا سے بھاگ کر ایک غار میں آ گھسی تھی۔ چھٹے روز ہوا اس غار میں گھس آئی اور اس بڑھیا کو باہر نکالا اور ہلاک کر ڈالا۔ اس وجہ سے ان کو ایام عجوز کہتے ہیں۔

فَتَرَى پس دیکھا آپ نے اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) یا وہ آدمی جس نے دیکھا، الْقَوْمَ ان لوگوں کو، یعنی قوم عاد کو، فِيْهَا ان دنوں اور راتوں میں، صَرْعٰى ہلاک ہونے والے اور گرے ہوئے، صریع کی جمع ہے۔ الصرع: گرنا، كَاَنَّهُمْ گویا وہ، اَعْجَازُ نَخْلٍ کھجور کے درخت کے تنے ہیں۔ (اعجاز) عجز کی جمع ہے، خَاوِيَةٍ کھوکھلے اور گرے ہوئے۔ ان میں سے بعض (آدمیوں کے قد) کھجور کے درخت جتنے تھے جو کہ پرانا ہو اور ہوا اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور وہ گر پڑے۔ الخوی و الخواء: گرنا اور کھوکھلا ہونا۔

فَهَلْ سو کیا کچھ، تَرٰى آپ دیکھتے ہیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، لَهُمْ ان کو، مِّنْ بَاقِيَةٍ جو آدمی کہ ان

www.maktabah.org

سے باقی بچ گیا ہو، یعنی ان میں سے کوئی آدمی باقی نہیں بچا، ان کی نسل منقطع ہو گئی۔ سوائے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جو کوئی آپ کا انکار کرے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

(قوم) عاد کا قصہ

جاننا چاہیے کہ قوم عاد یمن کے (علاقہ) احقاف یعنی ریت کے تھل میں رہتے تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے (حضرت) ہود علیہ السلام پیغمبر کو ان میں مبعوث فرمایا اور ان کو فرمایا کہ بت پرستی چھوڑ دیں اور ظلم نہ کریں۔ انہوں نے آپ کو پیغمبر نہ مانا اور منکر ہو گئے اور سرزمین عرب میں فساد کا آغاز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تین سال تک بارش کو ان سے روک لیا اور ان کے ہاں قحط پیدا ہو گیا۔ انہوں نے ستر آدمیوں کو مکہ (مکرمہ) بھیجا تاکہ دعا کریں اور بارش مانگیں اور مکہ (مکرمہ) میں ان دنوں عمالقہ (قوم) آباد تھی، جو (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پوتے عملاق کی اولاد تھے۔ (لہٰذا) وہ مکہ (مکرمہ) گئے اور ایک عرصہ (وہاں) رہے۔ بعد ازاں دعا کرنا چاہی۔ ان کے درمیان قوم ہود کا ایک مسلمان مرثد نامی (بھی) تھا۔ اس نے کہا تمہیں دعا فائدہ نہیں دے گی۔ اپنے پیغمبر کی بات کو قبول کرو اور دین حق کو مان لو تاکہ نجات پاؤ۔ انہوں نے اس کی بات کو نہ سُنا اور اسے خود سے جدا کر دیا اور چل پڑے۔ مرثد ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ صفا اور مروہ پر پہنچے اور دعا کی کہ اے ہود (علیہ السلام) کے خدا اگر ہود (علیہ السلام) سچ کہتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما اور ہم بارش (مانگنے) کے لیے آئے ہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے بادل کے تین ٹکڑے بھیجے۔ ایک سفید، ایک سرخ اور ایک سیاہ اور انہوں نے ایک آواز سنی کہ تمہیں ان میں سے جونسا چاہیے اسے پسند کر لو۔ وہ کہنے لگے: ''ہم سیاہ رنگ کے بادل کو جو زیادہ بارش برساتا ہے قبول کرتے ہیں۔'' (پھر) آواز سنی کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی ایک آفت کو قبول کیا ہے، جو تمام چیزوں کو جلا ڈالے گی اور راکھ کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے وہ بادل ان کے ملک میں ظاہر ہوا۔ سب لوگ خوش ہو گئے کہ بارش آ گئی اور ہمارے آدمیوں کی دُعا قبول ہو گئی اور سب نے (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو طعن و تشنیع کرنا شروع کر دیا کہ دیکھیں یہ بارش آ گئی، آپ کہتے تھے کہ وبال آئے گا۔ (حضرت) ہود علیہ السلام پر وحی آئی کہ آپ ان کو بتائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آفت ہے۔ یہ ایک ہوا ہے، جس کے اندر آفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غضیم نام ہوا، جو زمین چہارم میں ہے، کو حکم بھیجا (لہٰذا) وہ گائے کے سینگ کے سوراخ جتنی مقدار سے (اس زمین سے) نکل پڑی۔ جو فرشتے ہوا کے موکل ہیں، انہوں نے عرض کیا: ''الٰہی یہ ہوا تمام روئے زمین کو ہلاک کر ڈالے گی۔'' اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم بھیجا کہ وہ انگوٹھی کے سوراخ جتنی مقدار سے باہر نکلے۔ (حضرت) ہود علیہ السلام پر وحی آئی کہ ایک لکیر کھینچیں اور آپ اور اہل ایمان اس لکیر کے اندر رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے اس ہوا کے اندر سے اچھی ہوا اس لکیر کے اندر آئی اور کسی ایماندار کا کوئی نقصان نہ ہوا۔ علاوہ ازیں وہ ہوا جہاں پہنچی ہر چیز کو جلا ڈالا اور راکھ کر دیا۔ قوم عاد کے لوگ بہت بلند قد اور طاقتور تھے۔ وہ اپنے تمام جانوروں، عورتوں اور اولاد کو پہاڑی درہ میں لے آئے اور اس درّے کے اوپر صف باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ ہوا کو اندر داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ

www.maktabah.org

تعالیٰ نے ہوا کو ان پر ایسا مسلط کیا کہ وہ ان کو اٹھا لیتی اور اوپر لے جاتی تھی۔ (پھر نیچے) زمین پر دے مارتی اور ہلاک کر ڈالتی تھی، یہاں تک کہ سب ہلاک ہو گئے۔ مگر خلجان جو سب سے بڑا تھا (ابھی زندہ تھا)۔ (حضرت) ہود علیہ السلام اس کے پاس آئے اور فرمایا: ''اے خلجان اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آ''۔ وہ کہنے لگا اے ہود (علیہ السلام) یہ کون شیر ہیں جو ہوا کے اندر آ رہے ہیں اور میری قوم کو ہلاک کر رہے ہیں۔ (حضرت) ہود علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ شیر نہیں ہیں بلکہ عذاب کے فرشتے ہیں۔'' خلجان کہنے لگا: ''یہ سب آپ کا جادو ہے، میں ایمان نہیں لاؤں گا۔'' ہوا نے اسے اُٹھایا۔ (پھر) زمین پر دے مارا اور ہلاک کر ڈالا۔ ان کے تمام جانوروں کو بھی ہلاک کر ڈالا۔ مرثد جو ایمان لا چکا تھا، وہ مکہ (مکرمہ) سے آیا اور (وہاں رونما ہونے والی) باتیں بتائیں۔ ایمان والے خوش ہو گئے اور ان کا یقین اور بڑھ گیا۔

(اس سے) میرا اور تیرا نصیب یہ ہے کہ ہم جان و دل سے، ظاہر اور باطن میں اسلام کے حکموں کو قبول کریں، تا کہ سلامتی میں رہیں۔ یہ قصہ (تفسیر) تیسیر سے نقل کیا گیا ہے۔

وَجَآءَ اور آیا، فِرْعَوْنُ وہ لعنتی کافر، جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، وَمَنْ قَبْلَهٗ اور وہ لوگ جو اس سے پہلے تھے،

وَمَنْ قِبَلَهٗ اور بزیرق اور بزیرب، سے بھی پڑھا گیا ہے اور یہ حمزہؒ اور کسائیؒ کی قرأت ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آدمی جو اس کے دوست اور پیروکار تھے۔

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ اور وہ اُلٹی ہوئی بستیاں، یعنی قوم لوط علیہ السلام کے دیہات اور شہر، بِالْخَاطِئَةِ ۝ خطا، کفر اور گناہ (کے ساتھ)۔ الخاطئۃ مصدر ہے اور دوسرا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ خطا والے اعمال کی بنا پر۔ یعنی فرعون اور دوسرے کافر اس (قوم لوط علیہ السلام) کے درجے پر آ پہنچے ہیں اور انہیں وہ درجہ (کھینچ) لایا ہے۔

فَعَصَوْا پس انہوں نے نافرمانی کی، رَسُوْلَ رَبِّهِمْ ان کے پروردگار کے بھیجے ہوئے پیغمبر کی، فَاَخَذَهُمْ سو پکڑا انہیں اللہ تعالیٰ نے، اَخْذَةً پکڑنا، رَّابِيَةً ۝ سخت، غالب اور زبردست بن کر۔ اَلرِّبو: زیادہ بڑھا ہوا ہونا۔

قوم فرعون کو اللہ تعالیٰ نے دریا میں غرق کیا، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانی اور ایمان نہ لائے۔ قوم لوط (علیہ السلام) کو زمین میں دھنسا دیا۔ جب انہوں نے اپنے پیغمبر کی بات کو نہ سنا اور ایمان نہ لائے۔

سو جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر (کے حکم) کو نہ سنے اور قبول نہ کرے، وہ کافر ہے اور وہ دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہو گا۔ فرعون کا قصہ (آگے) آ رہا ہے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

www.maktabah.org

(حضرت) لوط علیہ السلام پیغمبر کا قصہ

(تفسیر) تیسیر میں مذکور ہے کہ امام سدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ (حضرت) لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کے چچا کے بیٹے تھے اور (تفسیر) کواشی میں آیا ہے کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے بھائی کے بیٹے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو ملک شام کے پانچ شہروں کا نبی بنا کر بھیجا اور ان شہروں کے لوگوں کی تعداد چار ہزار یا چار لاکھ تھی۔ (حضرت) لوط علیہ السلام بیس برس ان کے ساتھ رہے اور ان کو دعوت (ایمان) دی۔ یہ ایمان نہ لائے۔ ان کے شہروں میں نعمت بہت زیادہ ہوگئی تھی اور دوسرے شہروں میں قحط تھا۔ لوگ (ان سے) غلہ خریدنے آتے تھے۔ (اس قوم نے) لوط (علیہ السلام) کو لوگوں کو کھانا دینے سے روک لیا اور کہنے لگے کہ لوگوں کو کھانا مت کھلائیں۔ ابلیس لعنتی نے خود کو ایک بے ریش لڑکا بنایا اور (اس قوم کے) لوگوں کے پاس آیا اور انہیں برائی کی دعوت دی اور کہنے لگا کہ جو بھی تمہارے شہر میں غلہ لینے کے لیے کوئی مسافر آئے، اس کے ساتھ یہی برا فعل کریں، تا کہ وہ دوبارہ نہ آئے۔ جب یہ فعل ان کے درمیان زیادہ ہوگیا۔ زمین رونے لگی اور آسمان بھی رویا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بارہ فرشتے اور ایک قول کے مطابق دس اور ایک دوسرے قول کے مطابق تین فرشتے بھیجے۔ (حضرت) جبرئیل اور (حضرت) میکائیل علیہما السلام ان کے ہمراہ تھے۔ پہلے (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو (حضرت) اسحاق علیہ السلام پیغمبر کی خوشخبری دی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو (یہ) بیٹا عطا فرمائے گا۔

(حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا۔ اس کے علاوہ کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے کہ (اللہ تعالیٰ نے) ہمیں بھیجا ہے تا کہ لوط (علیہ السلام) کی قوم کو ہلاک کریں، کیونکہ وہ برے کام کرتے ہیں اور مردوں کے ساتھ قربت کرتے ہیں اور کبوتر بازی کرتے ہیں۔ جوا کھیلتے ہیں اور کتوں کی لڑائی کراتے ہیں۔ غریبوں کو غلہ دینے سے روکتے ہیں اور ان کو کھانا نہیں کھلاتے۔ اپنے پیغمبر کی بات نہیں مانتے۔ سو (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر ان میں سو آدمی ایسے ہوں، جو یہ کام نہ کرتے ہوں تو پھر بھی ان کو عذاب دیا جائے گا؟'' کہنے لگے: ''نہیں''۔ فرمایا: ''اگر ان میں ایسے پچاس آدمی ہوں، یا دس آدمی تو پھر بھی ان پر عذاب آئے گا؟'' کہنے لگے: ''نہیں''۔ (پھر) فرشتوں نے کہا: ''ان کے درمیان (حضرت) لوط (علیہ اسلام) اور ان کی صاحبزادیاں مسلمان ہیں، پس ہم ان کو بچالیں گے۔ مگر ان کی بیوی کافرہ ہے، اسے ہلاک کردیں گے۔''

فرشتے چلے گئے۔ جب (حضرت) لوط (علیہ السلام) کے کھیتوں میں پہنچے تو آپ کی صاحبزادیوں کو دیکھا کہ ان کی تعداد بارہ ہے اور وہ گندم (کے کھیت) کو پانی دے رہی تھیں۔ فرشتوں نے بے ریش جوانوں کی صورت میں ان کے سامنے آ کر پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی ہوگا جو ہماری میزبانی کرے؟ انہوں نے جواب دیا: ''ایسا کوئی

www.maktabah.org

آدمی نہیں! مگر ہمارے والد (بزرگوار حضرت) لوط (علیہ السلام) پیغمبر۔" وہ کہنے لگے: "ہمیں لوط علیہ اسلام کا گھر دکھا دیں"۔ وہ چلے یہاں تک کہ (حضرت) لوط (علیہ السلام) کے گھر میں پہنچ گئے۔ (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی بیوی نے بدکرداروں کو مہمانوں کی اطلاع دے دی۔ وہ آئے اور انہوں نے ایسی (حسین) صورتیں دیکھیں جو خوبصورتی کے لحاظ سے ہرگز نہ دیکھی تھیں۔ ان لوگوں نے گھر کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ (حضرت) لوط (علیہ السلام) باہر تشریف لائے اور ان کو سمجھایا اور فرمایا: "مجھے میرے مہمانوں کے سامنے رسوا مت کرو۔ یہ میری بیٹیاں ہیں، ان سے نکاح کرلو اور مجھ سے انہیں لے لو۔" وہ بولے: "ہمیں آپ کی بیٹیوں سے نکاح کرنے کی رغبت اور حاجت نہیں ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔" (حضرت) لوط (علیہ السلام) نے فرمایا: "کاش کہ میری اتنی طاقت ہوتی یا میرے پاس ایک لشکر ہوتا، جس کے ذریعے میں تمہارے ساتھ جنگ کرتا اور تمہیں کبھی نہ چھوڑتا تاکہ تم میرے مہمانوں کے ساتھ برائی کرو۔" (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی بیوی نے پانی گرم کیا اور مہمانوں کے سر پر ڈالا تاکہ باہر آئیں۔ (قدرت خداوندی سے) یہ پانی کافروں کے سر پر گرا دیا گیا اور ان سب کو برص کا مرض لگ گیا۔ (حضرت) جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت خود کو (حضرت) لوط علیہ السلام کے سامنے ظاہر کردیا اور کہا کہ آپ مت گھبرائیں۔ ہم فرشتے ہیں، آئے ہیں تاکہ ان کو ہلاک کریں۔ آپ دروازہ کھول دیں تاکہ وہ اندر آجائیں۔ جب دروازہ کھولا گیا تو کافر اندر آگئے۔ سب اندھے ہوگئے۔ واپس مڑے اور کہنے لگے کہ (حضرت) لوط (علیہ السلام) نے جادو کردیا ہے۔ ہم صبح آپ کو ان مہمانوں کے ہمراہ ہلاک کردیں گے۔

پس (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) نے (حضرت) لوط (علیہ السلام) سے فرمایا کہ آپ اپنے گھر والوں کے ہمراہ اس قوم کے درمیان سے باہر چلے جائیں، صبح سویرے ان پر عذاب نازل ہوگا۔ (حضرت) لوط (علیہ السلام) نے فرمایا: "میں اس سے بھی جلدی (ان پر عذاب) چاہتا ہوں"۔ فرشتے بولے: "صبح سویر (کا وقت) قریب (ہی) ہے۔" (حضرت) لوط (علیہ السلام) صاحبزادیوں کے ہمراہ باہر تشریف لے گئے۔ آپ کی بیوی آپ کے ساتھ نہ گئی۔ (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) نے چاروں شہروں کو اپنے پر سے اٹھایا اور ایک کو چھوڑ دیا، کیونکہ وہ برے کام نہیں کرتے تھے، اور ان کو اس قدر اوپر اٹھا کر لے گئے کہ فرشتوں نے آسمان میں مرغ اور کتے کی آواز کو سنا۔ پھر اوپر والے کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کیا اور ان کے سروں پر سجین، یعنی دوزخ پست ترین سے پتھر لا کر برسائے، یعنی پختہ اینٹیں دوزخ سجین سے لاتے تھے اور ان کے سروں پر مارتے تھے۔ جب (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی بیوی نے کافروں کی آواز کو نہ سنا تو سر باہر نکالا اور کہنے لگی: "ہائے افسوس میری قوم!" ایک پتھر اس کے سر پر لگا اور ہلاک ہوگئی۔ اور یہ عذاب اس امت کے ظالموں پر نہیں ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس (حضرت) لوط (علیہ السلام) صاحبزادیوں کو (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے ان صاحبزادیوں کو ایماندار لوگوں کے نکاح میں دے دیا۔ بنی اسرائیل کے تمام

www.maktabah.org

انبیاء انہی کی نسل سے پیدا ہوئے ہیں۔
اس قصہ سے میرا اور تیرا نصیب یہ ہے کہ ہم ایسے برے کاموں سے توبہ کریں اور ظلم وستم سے دور رہیں۔
(حضرت) رسول (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا" (جامع الترمذی ۱۱۶۵، ص ۲۸۳، سنن ابن ماجہ ۱۹۲۳، ص ۲۷۵)۔
یعنی "اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو مرد یا عورت سے اس کی دبر میں قربت کرے"۔
یہ حدیث مصابیح میں مذکور ہے اور اس قصہ کو (تفسیر) کواشی اور (تفسیر) تیسیر سے نقل کیا گیا ہے۔
(اللہ تعالیٰ نے) حضرت نوح (علیہ السلام) کا قصہ بھی بیان کیا اور فرمایا اِنَّا بے شک ہم نے، لَمَّا جب، طَغَا طغیانی پر آیا، الْمَآءُ پانی، طوفان نوح علیہ السلام میں اور روئے زمین پر پانی پھیل گیا، حَمَلْنٰكُمْ ہم نے سوار کیا تمہارے باپوں کو اور تم کو جو ان کی پشتوں میں (موجود) تھے۔ الحمل: آدمی کو اپنے جانور پر بٹھانا اور سوار کرنا، فِی الْجَارِیَةِ﴿۱۱﴾ کشتی میں، جو پانی کے اوپر چل رہی تھی۔ الجار یہ واحد اور الجواری جمع ہے۔
لِنَجْعَلَهَا تاکہ ہم کشتی کو بنائیں، نجات ایمان والوں کے لیے، جو کشتی میں سوار ہوں اور ہلاک کریں کافروں کو جو کشتی سے باہر ہوں، لَكُمْ تمہارے لیے، تَذْكِرَةً یادگار اور سبق آموز اور نصیحت ایمان والوں کے لیے اور کافروں کو ڈرانے کے لیے۔ وَتَعِیَهَآ اور تاکہ یاد رکھیں کشتی (نوح علیہ السلام) کے اس قصہ کو۔ الوعی: نگاہ رکھنا اور یاد رکھنا، اُذُنٌ کان وَّاعِیَةٌ﴿۱۲﴾ یاد رکھنے والا، تاکہ نصیحت بنے ایمانداروں کے لیے یہ نجات دینا مومنوں کو اور ہلاک کرنا کافروں کو۔
جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول (اکرم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اے علی! (رضی اللہ عنہ) میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تیرا کان ایسا بنائے کہ تم کوئی چیز بھی نہ بھولو۔" اس کے بعد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کوئی چیز بھی نہ بھولے۔
قصہ نوح (علیہ السلام) اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ سورہ نوح میں بیان کیا جائے گا۔
اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر بیان کیا اور اس کے منکروں کا ذکر کیا اور ان کے حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: فَاِذَا پس جب، نُفِخَ پھونکی جائے گی، فِی الصُّوْرِ صور میں، نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ﴿۱۳﴾ ایک پھونک اور یہ پہلی بار کا پھونکنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول یہ دوسری بار کا پھونکنا ہے۔
وَّحُمِلَتِ اور جب اٹھائی جائے گی، الْاَرْضُ زمین، وَالْجِبَالُ اور پہاڑ زمین کے اور جو کچھ اس میں ہے۔ پہاڑوں کو اٹھائے گی تیز ہوا، یا فرشتے یا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر کسی سبب کے اُٹھائے جائیں گے۔

www.maktabah.org

(تفسیر) کشاف میں اس طرح مذکور ہے، فَدُكَّتَا پس ریزہ ریزہ کر دی جائے گی زمین اور پہاڑ ایک دوسرے پر، دَكَّةً وَّاحِدَةً ایک بارگی ریزہ ریزہ کرنا۔

(حضرت) امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق پہاڑ گرد کی مانند ہو جائیں گے اور کافروں کے چہروں پر بیٹھ جائیں گے۔

فَيَوْمَئِذٍ پس اس دن میں کہ جس میں دوبار (صور) پھونکا جائے گا دوسری دفعہ پھونکا جانے کے بعد، وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ہو پڑے گی وہ ہونے والی، یعنی قیامت آ جائے گی۔

جاننا چاہیے کہ صور ایک سینگ کی شکل کا ہے۔ اس کی لمبائی تیس ہزار سالہ مسافت (راہ) کے برابر ہے اور اس کی گولائی دس ہزار سالہ مسافت (راہ) جتنی ہے اور اس کی سات شاخیں ہیں۔ ہر شاخ کی لمبائی ہزار سالہ مسافت (راہ) کے برابر ہے۔ ہر شاخ میں سوراخ ہیں، جیسے بھڑ کے چھتے میں خانے ہوتے ہیں۔ پہلے خانے میں فرشتوں کی جانیں ہیں، دوسرے میں پیغمبروں کی جانیں ہیں، تیسرے میں صدیقوں کی جانیں ہیں، چوتھے میں شہیدوں کی جانیں ہیں، پانچویں میں عام مومنوں کی جانیں ہیں، چھٹے میں کافروں کی جانیں ہیں، جو آدمیوں، پریوں اور جنوں میں سے ہیں اور ساتویں میں دوسری سب مخلوقات کی جانیں ہیں۔

تنبیہ الغافلین میں مذکور ہے کہ (حضرت) رسول اکرم علیہ (الصلوٰۃ) والسلام سے ایک روایت میں آیا ہے کہ (صور) میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ ایک روایت میں دوبار پھونکا جانے کا ذکر ہے۔ پہلی بار پھونکنے کو فزع یعنی خوف کہتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (سورہ النمل ۸۷)

''یعنی اور جس روز صور پھونکا جائے تو جو لوگ آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں، سب گھبرا اُٹھیں گے۔''

یہ یوں ہوگا کہ (حضرت) اسرافیل (علیہ السلام) صور میں پھونکیں گے اور کہیں گے: ''اِنْتَبِهُوْا اَيُّهَا الْغَفَلَةُ''۔ یعنی ہوش میں آ جاؤ اے غافلو! جب یہ آواز سنیں گے تو خلقت میں ایک خوف اور ڈر پیدا ہو جائے گا اور ہر ایک کام کرنے سے رک جائے گا۔ زمین میں زلزلہ آ جائے گا اور سب اسی حال میں رہ جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا خلقت پھر کاموں میں مشغول ہو جائے گی۔ عمارتیں بنائیں گے۔ چالیس برس یا اس سے زیادہ یا اس سے کم (مدت تک) اور روئے زمین پر سب کافر ہو جائیں گے اور ایک مومن بھی نہیں رہے گا۔ اس وقت (حضرت) اسرافیل علیہ السلام کو حکم ملے گا، تاکہ دوبارہ صور میں پھونکیں اور یہ پھونکنا (سب کا) مرنا ہوگا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط

(سورہ الزمر ۶۸)

www.maktabah.org

''یعنی اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔''

اس پھونک مارنے کے ساتھ (حضرت) اسرافیل علیہ السلام کہیں گے: ''اے جانو! تمام جسموں سے باہر آ جاؤ''۔ تمام خلقت مر جائے گی۔ مگر (حضرت) جبرائیل، (حضرت) میکائیل، (حضرت) اسرافیل اور (حضرت) عزرائیل علیہم السلام اور عرش کے اٹھانے والے (فرشتے زندہ رہیں گے)۔ پھر سب کی روح قبض کر لیں گے اور (صرف) ملک الموت (زندہ) رہ جائیں گے۔ (پھر) ان کو (بھی) اللہ تعالیٰ مار دے گا۔ (اس وقت) رب الارباب کا خطاب پہنچے گا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ، یعنی آج کس کی بادشاہت ہے؟ کوئی آدمی بھی نہیں ہوگا جو جواب دے، (لہٰذا) اللہ سبحانہ وتعالیٰ جواب میں خود فرمائے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۝ (سورہ المومن ۱۶) یعنی آج بادشاہت اس خدا کی ہے جو اکیلا اور یکتا ہے، اپنی ذات اور صفات میں اور سخت قہر کرنے والا ہے دشمنوں پر۔ (پھر) خطاب ہوگا کہ کہاں ہیں؟ جابر، متکبر، مشرک، فرعون صفت اور ان کی اولاد۔ پس زمین کو پھیلایا جائے گا اور ہموار کر دیا جائے گا، جیسے چمڑے کو کرتے ہیں، یعنی اس کی اکڑ کو کھینچ کر سیدھا کر دیتے ہیں۔ جب وہ وقت ہوگا کہ خلقت کو بحر الحیوان سے زندہ کیا جائے گا جو عرش کے نیچے ایک سمندر ہے تو چالیس دن تک آبِ منی کی مانند بارش برسے گی اور تمام خلقت کے جسم پیدا ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے جو زندہ ہوگا وہ (حضرت) اسرافیل علیہ السلام ہوں گے۔ فرمان (الٰہی) ہوگا کہ صور پھونکو، اس سے خلقت زندہ ہو جائے گی اور ان سے کہو کہ اے بوسیدہ ہڈیو اور اے کٹی ہوئی رگو اور جدا شدہ جوڑ و اٹھو اللہ کے فیصلے کے لیے۔

پس صور سے بھڑوں کی مانند جانیں بھی باہر آئیں گی اور زمین و آسمان کا درمیان (ان سے) پر ہو جائے گا۔ ہر جان اپنے جسم میں چلی جائے گی اور وہ زندہ ہو جائے گا۔ قبروں سے باہر آ جائیں گے۔ سب سے پہلے جو زندہ ہوں گے اور زمین سے اُٹھیں گے وہ (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

(اس سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ تمام جہان کو (صفات حق کا) مظاہر سمجھے جو صور کی ایک پھونک سے مر جائیں گے اور صور کی ایک پھونک سے زندہ ہو جائیں گے۔ یہ (مرنا اور زندہ ہونا حضرت) اسرافیل (علیہ السلام) سے نہیں ہے (بلکہ) ربِ جلیل سے ہے۔

مثنوی:

اے فناتان نیست کردہ زیر پوست — باز گردید از عدم ز آواز دوست
مطلق آن آواز خود از شہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(مثنوی ۱: ۲۱۳)

www.maktabah.org

ترجمہ: ''اے لوگو! تمہیں فنا نے کھال کے اندر نابود کر دیا، دوست کی آواز پر عدم سے واپس آ جاؤ۔
یقیناً وہ آواز شاہ کی ہوتی ہے، اگر چہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو۔''

اسی طرح اولیاء اللہ (صفات حق کے) مظاہر ہیں، جن کی برکت سے طالبان (حق) کے دل زندہ ہو کر حیات ابدی پاتے ہیں اور حیات ابدی ان کے انفاس مبارک (کی بدولت ملتی ہے)۔ منکرین کے دل ان کی نگاہ غضب سے مردہ ہو جاتے ہیں۔

مثنوی:

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا — مردہ را زیشان حیات است و نما
جانہائے مردہ اندر گورتن — بر جہد ز آواز شان اندر کفن
گوید این آواز ز آواہا جدا ست — زندہ کردن کار آواز خدا ست
چون شدی من کان للہ ازولہ — من ترا باشم کہ کان اللہ لہ
رو کہ بے یسمع و بے یبصر توئی — سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی

(مثنوی ۱:۲۱۲-۲۱۳)

ترجمہ: ''خبردار! اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں، مردے کی ان سے زندگی اور نشو ونما ہے۔
جسم کی قبر میں مردہ جانیں، ان کی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں۔
وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے، زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے۔
سو جب تو عشق کی وجہ سے من کان للہ بنا، میں تیرا ہو گیا کیونکہ کان اللہ لہ ہے۔
جا بے یسمع و بے یبصر تو ہے، تو راز ہے، چہ جائیکہ تو صاحب راز ہو۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ اور پھٹ جائے گا آسمان، فَهِيَ پس یہ محکم اور بے نظیر آسمان، يَوْمَئِذٍ اس دن میں اور اس وقت میں، وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ (بالکل) کمزور ہوگا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ الوھی: کمزور ہونا۔

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ اور فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے۔ اس وقت کھڑے ہوں گے تاکہ (اللہ رب العزت) انہیں کیا فرماتے ہیں۔ (یہ) رجا کی جمع ہے۔ یا (یہ کہ) فرشتے زمین کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور انہوں نے صفیں باندھی ہوں گی اور خلقت ان کے درمیان ہو گی، وَيَحْمِلُ اور وہ اٹھائیں گے، عَرْشَ رَبِّكَ تمہارے پروردگار کا عرش، فَوْقَهُمْ مخلوقات کے اوپر، يَوْمَئِذٍ اس دن میں اور اس وقت میں، ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ آٹھ فرشتے۔

(تفسیر) کشاف میں مذکور ہے کہ ہمارے رسول (مقبول) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش کو اُٹھانے

www.maktabah.org

والے فرشتے اس وقت چار ہیں، جب قیامت ہوگی تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آٹھ ہو جائیں گے۔ان کے پاؤں ساتویں زمین میں ہیں۔ان میں سے بعض آدمی کی صورت میں، بعض شیروں کی شکل میں، بعض گائے کی صورت میں، بعض گدھ کی شکل میں ہیں۔ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ آٹھوں پہاڑی بکرے کی صورت میں ہیں۔ ان کے پاؤں سے گھٹنے تک (کا فاصلہ) ستر ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے۔ ان میں سے چار یہ تسبیح پڑھتے (رہتے) ہیں:

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ"۔

ترجمہ: ''اے اللہ تو پاک ہے اور تعریف کے لائق تو ہی ہے اور تیرے لیے ثنا ہے، قدرت کے باوجود معاف کرنے پر۔''

اور دوسرے چار یہ تسبیح پڑھتے (رہتے) ہیں:

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ"۔

ترجمہ: ''اے اللہ تو پاک ہے اور تعریف کے لائق تو ہی ہے، اور تیرے لیے ثنا ہے، علم کے باوجود مہربانی کرنے پر۔''

امام ضحاکؒ نے کہا ہے کہ عرش کو اُٹھانے والے فرشتوں کی آٹھ صفیں ہیں اور ان کی تعداد کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ اس روز تم پیش کیے جاؤ گے، جزا اور حساب کے لیے۔العرض: کوئی چیز کسی کے سامنے لانا۔ لَا تَخْفٰى پوشیدہ نہ رہے گی، مِنْكُمْ تم سے (تمہاری)، خَافِيَةٌ۞ کوئی چیز پوشیدہ۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ اس کا ظاہر اس کے باطن اور اس کا باطن اس کے ظاہر کی طرح ہو۔ حدیث میں ہے کہ قیامت میں خلقت کی پیشی تین بار ہوگی۔دو مرتبہ عذر خواہی اور ملامت کے لیے پیشی ہوگی اور ایک بار مزید نام پکارنے کے لیے پیشی ہوگی۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ دنیا میں اپنا محاسبہ خود کرے اور برائیوں سے توبہ کرے۔ ہر روز نماز عصر سے نماز مغرب تک محاسبہ اور استغفار میں مشغول رہے۔

فَاَمَّا مَنْ پس جس آدمی کو، اُوْتِیَ دیا گیا، كِتٰبَهٗ نامہ اعمال اس کا، بِيَمِيْنِهٖ اس کے دائیں ہاتھ میں، فَيَقُوْلُ پس وہ کہے گا، هَآؤُمُ لو اس کتاب کو، اقْرَءُوْا تم پڑھو، كِتٰبِيَهْ۞ میرا اعمالنامہ۔ یہ بات وہ خوشی کی فراوانی پر کہے گا۔اسے اطاعت کی زیادتی (کی وجہ سے) قبولیت نصیب ہوئی ہے اور اس اعمالنامے میں جو اجر ہوں گے (اس کی وجہ سے) اپنے دوستوں کو یہ کہے گا، اِنِّیْ بے شک و بلاشبہ میں، ظَنَنْتُ یقین سے جانتا تھا، اَنِّیْ مُلٰقٍ اسے کہ مجھے ملے گا، حِسَابِيَهْ۞ اپنے حساب سے، اس لیے میں اطاعت میں مشغول ہو گیا تھا اور گناہ

www.maktabah.org

سے دور رہتا تھا۔ اس لیے مجھے دائیں ہاتھ میں اعمالنامہ دیا گیا ہے۔
(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ یقین کرے کہ اسے حساب کے مطابق اعمالنامہ ملے گا، (لہٰذا) وہ اس کے موجب (نیک) عمل کرے۔
بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اس (بندے) کی حالت بیان کی ہے اور فرمایا ہے:
فَهُوَ پس وہ، فِيْ عِيْشَةٍ زندگی میں ہوگا، رَّاضِيَةٍ ۝ راضی وخوشحال اس زندگی سے، فِيْ جَنَّةٍ ایک بہشت میں ہوگا۔ عَالِيَةٍ ۝ ایک بلند مقام پر۔ یعنی آسمان میں، یا اس کے درجات بلند ہوں گے، یا اس کے محلات اور درخت بلند ہوں گے۔ (تفسیر) کشاف میں ایسے ہی مذکور ہے۔
قُطُوْفُهَا میوے اس بہشت کے درختوں کے، دَانِيَةٌ ۝ نزدیک ہیں۔ لیٹے ہوئے یا کھڑے ہوئے ان میووں کو لے سکتا ہے۔ القطف بالکسر میوہ اور القطف بالفتح درخت سے میوہ لینا۔
جلد ہی ان جنتیوں سے کہا جائے گا: كُلُوْا تم کھاؤ، وَاشْرَبُوْا اور تم پیو، هَنِيْٓـــًٔا مزے سے، یعنی بلا زحمت وتکلیف اور بغیر بول، بغیر کمی اور بغیر بیماری کے، بِمَآ اَسْلَفْتُمْ اس کے بدلے جو کچھ تم نے بھیجا، نیک اعمال، نماز، روزہ اور حج سے اور اس کے علاوہ۔ الاسلاف: آگے بھیجنا۔ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ گزرے ہوئے دنوں میں، یعنی تم نے دنیا میں محنت اور رنج اٹھایا، آج اس کا بدلہ حاصل کرو۔ الخلو: خالی ہونا اور گزرنا۔
(حضرت) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ یہ گرمیوں کے دنوں میں رمضان کے روزے رکھنے والوں کے لیے (بشارت) ہے اور (حضرت) رسول (اکرم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے فرمایا: بہشت کے دروازوں میں سے ایک کا نام ریان ہے، جو اس دروازے سے اندر آئے گا، اسے ہرگز پیاس نہیں لگے گی اور اس دروازے سے رمضان کے روزہ دار داخل ہوں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا:
"اَوْلِيَائِي، طَالَمَا نَظَرْتُ اِلَيْكُمْ فِي الدُّنْيَا"۔
یعنی "اے میرے دوستو! میں نے دنیا میں پیاس کی وجہ سے تمہارے ہونٹ خشک، بھوک کی وجہ سے تمہارے پیٹ کو کمر سے چپکے ہوئے، راتوں کو جاگنے کی وجہ سے تمہاری آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے اور میری اطاعت میں اکثر لگے ہوئے دیکھا ہے۔ آج ہمیشہ کے لیے نعمت (بہشت) میں داخل ہو جاؤ۔ کھاؤ اور پیو مزے سے۔
(تفسیر) کشاف میں ایسے ہی آیا ہے اور تفسیر وسیط میں بھی مذکور ہے کہ (حضرت) رسول (اکرم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے فرمایا:
"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدُكُمْ اِلَّا بِجَوَازِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هٰذَا كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِفُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ اُدْخُلُوْهُ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ."
ترجمہ: "تم میں سے کوئی بندہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا مگر بِسْمِ اللّٰهِ کی برکت سے۔ یہ

www.maktabah.org

پروانہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاں کے بیٹے فلاں کے لیے کہ اس کو داخل کر دو جنت کے اُونچے باغات میں جن کے میوے قریب ہیں۔"

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ عمل میں لگا رہے اور اس کی جزا کو (پانا) فضل الٰہی سے جانے، عمل سے نہ سمجھے۔ امام القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"الحقیقه ترک ملاحظة العمل لا ترک العمل"۔

یعنی حقیقت عمل کی دید کو ترک کر دینے کا نام ہے، نہ کہ عمل کو ترک کر دینا۔

(حضرت) خواجہ عبداللہ انصاری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"عمل کو چھوڑ مت، لیکن اسے بہت قیمتی مت سمجھ۔"

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی تعریف فرمائی (لہٰذا اب) ان لوگوں کا ذکر بھی کیا ہے جن کو بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ دیا جائے گا، فرمایا وَاَمَّا مَنْ اور رہا وہ آدمی جسے، اُوْتِیَ دیا گیا کِتٰبَهٗ نامہ اعمال اس کا، بِشِمَالِهٖ اس کے بائیں ہاتھ میں۔ فَیَقُوْلُ سو وہ کہے گا، یٰلَیْتَنِیْ اے کاش مجھے، لَمْ اُوْتَ نہ دیا جاتا، كِتٰبِيَهْ میرا اعمالنامہ، وَلَمْ اَدْرِ اور نہ میں جانتا، مَا حِسَابِيَهْ کیا ہے میرا حساب؟ یٰلَیْتَهَا اے کاش کہ یہ صور کا پھونکنا، جس کی وجہ سے میں زندہ ہوا ہوں، کَانَتِ (موت) ہوتی، الْقَاضِیَةَ فیصلہ کر دینے والی میرے مرنے کا، نیز کہا گیا ہے کہ القاضیہ موت ہے، یعنی اے کاش کہ میں زندہ نہ ہوتا، تاکہ اس مصیبت کو نہ دیکھتا اور حساب کی تکلیف نہ اُٹھاتا۔ اگرچہ (وہ) قبر میں تھا لیکن یہ عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مَآ اَغْنٰى عَنِّیْ نہ کام آیا میرے، مَالِيَهْ میرا مال، یا کیا نفع دیا مجھے میرے مال نے؟ هَلَكَ عَنِّیْ نہ رہی میرے پاس اور ہلاک ہو گئی، سُلْطٰنِيَهْ میری دلیل، میری طاقت اور میری بادشاہی۔ میں بے مال اور بے یار و مددگار ہو گیا اور لشکر نے مجھے کوئی نفع نہ دیا اور میں فقیر و ذلیل ہو گیا۔

(اس سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ سے مانگے اور مال، سلطنت، بزرگی اور سرداری کو اس کے راستے (میں چلتے ہوئے) چھوڑ دے، تاکہ دنیا اور آخرت میں عزیز ہو جائے۔

جب (کافر) یوں نوحہ کریں گے تو رب العزت جل جلالہ فرمائے گا کہ اے عذاب کے فرشتو! خُذُوْهُ تم اس کو پکڑو، فَغُلُّوْهُ پس اسے طوق پہناؤ اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ طوق میں ہوں گے۔ الغل: ہاتھ کو گردن سے باندھنا۔ ثُمَّ الْجَحِیْمَ پھر جہنم میں، صَلُّوْهُ اسے ڈال دو، ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ پھر ایک زنجیر میں کہ، ذَرْعُهَا جس کی لمبائی۔ الذرع: گز سے ناپنا، نیز کہا گیا ہے کہ لمبائی۔ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ستر گز (ہاتھ) ہے، فَاسْلُكُوْهُ پس تم اس کو جکڑ دو۔

(حضرت) امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

www.maktabah.org

"اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ پہاڑ پر رکھا جائے تو پہاڑ خود پر پگھل جائے۔"

بعض کا قول ہے کہ ہر کافر کو اس کے شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑا جائے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ ایک زنجیر ہوگا جس سے سب دوزخیوں کو جکڑیں گے اور اس کی لمبائی کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے اور اس کی انتہا کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ستر گز (ہاتھ) مبالغہ کے لیے (بیان ہوا) ہے۔ اس زنجیر میں یہ حکمت ہوگی کہ جب آگ ان کو لپیٹے گی تو عذاب کے فرشتے انہیں پکڑ لیں گے اور وہ ان کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ (حضرت) کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا تمام لوہا اکٹھا کریں تو بھی اس زنجیر کے ایک حلقہ کے برابر نہیں بنتا اور اسے دوزخی کے منہ میں ڈالیں گے اور دوسرے راستے سے باہر نکالیں گے اور باقی کو اس کی گردن میں لپیٹیں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ، یعنی "ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں"۔

حکایت

ایک روز امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ درس میں بیٹھے تھے۔ اچانک ایک دیوانہ عجیب شکل میں آیا اور کہنے لگا: "اے امام! آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا۔ اس قدر تصنیف وتالیف کس لیے؟ اور ان سے آپ کو کیا نفع ہوا؟"۔ (یہ کہہ کر) امام (رازیؒ) کے سامنے سے غائب ہوگیا۔

یعنی آپ خدا کو مشاہدہ کے ذریعے پہچانیں جو اس ذات اقدس کے انبیاء اور اولیائے خاص کا راستہ ہے۔ امام (رازیؒ) کے دل میں ایک جذبہ پیدا ہوگیا اور وہ اس درویش کے طالب بن گئے۔ درس کو ترک کر دیا۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ اس شکل کے شیخ سنجان ہیں، (لہٰذا) امام (رازیؒ) ہرات سے سنجان کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب (وہاں) پہنچے تو دیکھا کہ وہ درویش منبر پر ان آیات کی تفسیر بیان کر رہا ہے:

"خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ"۔

درویش نے کہا الٰہی:

شعر:

این ہمہ زنجیر در زنجیر چیست حلقہء بس باشد این دیوانہ را

یعنی "دیوانہ کے لیے ایک حلقہ ہی کافی ہے، اتنی زیادہ زنجیروں کی ضرورت کیا ہے؟"

(حضرت) امام (رازیؒ) نے چیخ ماری اور منبر پر جا کر اس شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس شیخ کے ہم نشینوں میں شامل ہو گئے۔ شیخ نے فرمایا: "قینچی لے آؤ تا کہ فخر کی پیشانی کے بال کاٹ دوں۔"

امام (رازیؒ) نے کہا: "یہ (چیز) ہمارے لیے موجب افتخار ہوگی۔"

www.maktabah.org

شعر:

گر خرد در راہ او رہ بین بودی ——— فخر رازی رازدار دین بودی
چونکہ اومن لم یذق لم یدرک بود ——— علم و تحصیلات او حیرت فزود

یعنی ”اگر عقل اس کے راستے میں وصال الی اللہ سے آگاہ ہوتی تو یہ فخر (الدین) رازی کے دین کی رازدار ہوتی۔

چونکہ وہ ذوق معرفت اور اسرار الٰہی کا ادراک نہ رکھتے تھے، لہٰذا علم و تحصیلات نے ان کی حیرت میں اضافہ کر دیا۔“

اے درویش! اس فقیر کے خیال میں ایک بات آ رہی ہے اسے غور سے سن: ”جب حضرت پروردگار کی ابدی عنایت بندہ تک پہنچتی ہے تو خطاب ہوتا ہے کہ اے رحمت کے فرشتو! اس بندے کو پکڑو اور بندگی کی زنجیر اس کی گردن میں ڈال دو اور اسے محبت کی آگ سے آشنا کر دو اور نور کی زنجیر اس کی گردن میں ڈال دو اور اسے میرے عاشقوں کے پاس لے جاؤ تا کہ یہ ان کے درمیان رہے، یہ ہمارا (بندہ) ہے اور ہم اس کے (معبود) ہیں۔“

ہم اس (اللہ) کے کرم سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں یہ سعادت نصیب کرے گا۔

مثنوی:

ہر کجا شمع بلا افروختند ——— صد ہزاران جان عاشق سوختند
درمیان جان ایشان خانہ گیر ——— در فلک خانہ کن اے بدر منیر
مر ترا دشنام و سیلی از شہان ——— بہتر است این از ثنائے گمرہان
زہر شاہان خور مخور شہد خسان ——— تا کسے گردی ز اقبال شہان

(مثنوی ۲:۶-۲۴۶-۲۴۷)

ترجمہ: ”انہوں نے جہاں کہیں عشق کی شمع روشن کی ہے، عاشقوں کی لاکھوں جانیں جلا ڈالی ہیں۔

ان کے دل میں تو جگہ بنا لے، اے روشن چاند! آسمان میں جگہ کر لے۔

تیرے لیے شاہوں کی گالیاں اور چپت مناسب ہیں، گمراہوں کی تعریف سے۔

بادشاہوں کا زہر کھا اور کمینوں کا شہد نہ کھا، تا کہ تو صاحب دل لوگوں کی وجہ سے انسان بن جائے۔“

www.maktabah.org

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ محبت ذاتیہ (اللہ کی محبت) میں قدم رکھے، یہاں تک کہ اس کے نزدیک قہر ولطف الٰہی برابر ہو جائیں:

شعر:

عاشقم بر قہر و لطفش بجد — اے عجب من عاشق این ہر دو ضد

یعنی میں اس کے غصے اور مہربانی پر خوب عاشق ہوں، ان دو متضاد چیزوں کا میں کیسا عجیب عاشق ہوں!

شیخ کی بات کا مطلب یہی ہے۔

جب (اللہ تعالیٰ نے) کافروں کے عذاب کا ذکر کیا (تو) اس کا سبب بیان فرمایا اِنَّهٗ كَانَ بے شک وہ کافر تھا دنیا میں، لَا يُؤْمِنُ جو ایمان نہ لایا۔ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۝ خدائے بزرگ و برتر پر، وَلَا يَحُضُّ اور نہیں اُبھارتا تھا، یعنی رغبت نہیں دلاتا تھا، خود کو اور لوگوں کو، عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۝ گدا کو کھانا دینے کی، یعنی خود بخیل تھا اور دوسروں کو بھی بھلائی کرنے اور کھانا دینے کے لیے نہیں کہتا تھا۔

جاننا چاہیے کہ بخیلی بری خصلت ہے۔ کفر کے بعد اس سے زیادہ کوئی بری چیز نہیں ہے اور ایمان کے بعد کوئی چیز سخاوت سے زیادہ بھلی نہیں ہے۔ (اس طرح) قیامت کے عذاب کا سبب دو چیزیں ہیں۔ ایمان نہ لانا اور بخیلی کرنا۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ پس نہیں ہے ان کافروں کا آج، هٰهُنَا یہاں، یعنی قیامت میں، حَمِيْمٌ۝ کوئی قریبی دوست، جو شفاعت کرے اس کی اور اس پر ترس کھائے، وَلَا طَعَامٌ اور نہیں ہے اس کے لیے کھانا، اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ۝ مگر پیپ دوزخیوں کی۔ بعض دوزخیوں کی خوراک زقوم ہوگی اور بعض کی ضریع (بدمزہ گھاس) اور بعض کی پیپ۔ سو اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

لَا يَأْكُلُهٗ نہ کھائے گا اس پیپ کو، اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ۝ مگر گنہگار (لوگ)۔ خطاء الرجل: اس نے عمداً گناہ کیا۔ (تفسیر) کشاف میں ایسا ہی آیا ہے۔ یعنی نہیں کھائیں گے پیپ مگر کافر (لوگ)، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ (یعنی ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ ایمان کو کامل بنانے اور (فقیر کو) کھانا کھلانے کی کوشش کرے۔

فَلَآ اُقْسِمُ پس میں قسم کھاتا ہوں جو دنیا کا مالک ہوں، بِمَا تُبْصِرُوْنَ۝ اس کی جو تم دیکھتے ہو، وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ۝ اور اس کی جو تم نہیں دیکھتے، اِنَّهٗ بے شک یہ قرآن، لَقَوْلُ البتہ کلام ہے، رَسُوْلٍ بھیجے ہوئے (فرشتے) كَرِيْمٍ۝ گرامی و بزرگ کا اور وہ جبرائیل (علیہ السلام) ہیں، جو اللہ تعالیٰ سے قرآن (مجید) کو لاتے

www.maktabah.org

تھے، جس طرح کہ ان کو دیا جاتا تھا، وہ اسی طرح پہنچا دیا کرتے تھے۔ یعنی قسم اس کی جو تم دیکھتے ہو، اس کی قدرت و صفات کی نشانیوں سے، اور قسم اس کی جو تم نہیں دیکھتے ہو، خدائے تعالیٰ کی ذات پاک سے، کہ قرآن (مجید) اللہ جل شانہ کا قدیم کلام ہے، جس کو رسول کریم (فرشتہ عالی مقام) لاتا ہے اور یہ کسی شاعر اور لئیم کاہن کا کلام (ہرگز) نہیں ہے۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ تمام موجودات کو اس کی ہستی سے قائم دیکھے، تا کہ قسم کا محل ٹھہرے۔

شعر:

بر بند چشم صورت و بکشای چشم سر — تا شرق و غرب بینی سلطان من گرفتہ

یعنی "تو صورت کی آنکھ بند کر اور راز کی آنکھ کھول، تا کہ تو دیکھ لے کہ مشرق و مغرب میں میرے مالک کی بادشاہت ہے"۔

اللھم اجعلنا من اھل المشاھدة والیقین ولا تجعلنا من اھل الغفلة والمحجوبین:

یعنی "اے ہمارے اللہ! تو ہمیں اہل مشاہدہ اور یقین میں سے بنا اور ہمیں اہل غفلت اور محجوبین میں سے مت بنا"۔

کافر کہتے تھے کہ قرآن (مجید) شاعر کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ اور نہیں ہے قرآن (مجید کسی) شاعر کا کلام، قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ۝ بہت کم تم ایمان لاتے ہو، وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ اور نہیں قرآن (مجید) کلام کاہن، یعنی فال بتانے والے کا، قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝ بہت کم تم نصیحت پکڑتے ہو، کلمہ "ما" زائد ہے۔

تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ قرآن (مجید) بھیجا گیا ہے سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے، سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، جبرائیل امین (علیہ السلام) کی زبان میں۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ اور اگر بنا کر لاتے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، عَلَيْنَا ہم پر، بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ ۝ بعض کچھ باتیں، جو ہم نے آپ کو نہیں کہی ہیں، لَاَخَذْنَا مِنْهُ تو یقیناً ہم پکڑ لیتے آپ کو، بِالْيَمِينِ ۝ قدرت و قوت سے، یمین دایاں ہاتھ ہے اور یہاں مراد قدرت و قوت ہے، یا معنی یہ ہے کہ ہم پکڑ لیتے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دایاں ہاتھ اور آپ کو مغلوب کر لیتے۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ سو ہم کاٹ دیتے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل کی رگ کو۔ الوتین: سفید رگ، دل سے جڑی ہوئی کہ جب وہ کاٹی جائے تو آدمی مر جاتا ہے۔ فَمَا مِنْكُمْ سو نہ ہوتا تم میں سے، مِّنْ اَحَدٍ کوئی آدمی، عَنْهُ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے، حٰجِزِينَ ۝ روکنے والا، ہمارے

www.maktabah.org

عذاب کو۔ الحجز: روکنا۔

جاننا چاہیے کہ اللہ رب العزت نے پہلے قسم کھائی کہ قرآن (مجید) میرا کلام ہے اور (یہ) کاہن اور شاعر کا کلام نہیں ہے۔ پھر اپنی قدرت کی دلیل بیان فرمائی کہ یہ جھوٹا کلام نہیں ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ باتیں نہیں بنائی ہیں۔ اگر آپ ہم پر بہتان باندھتے تو ہم آپ کو اپنے عذاب سے ہلاک کر ڈالتے اور کوئی آدمی بھی آپ کو ہمارے عذاب سے نہ بچا سکتا اور روز بروز آپ کے کام میں ترقی نہ ہوتی اور آپؐ کے دشمن ہلاک نہ ہوتے۔ ایک آدمی (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے تو تمام جہان کفر سے پر تھا، آپؐ کے دین کے نور نے دنیا کے مشرق ومغرب کو روشن کر دیا ہے۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ یقین کرے کہ اہل بدعت وضلالت کو (ہرگز) بقا حاصل نہیں اور ان کے کردار میں نور وصفا نہیں ہوتی، وہ عمل کرتے ہیں لیکن اس میں پائیداری (اجر آخرت) نہیں ہوتی۔ اگر شریعت کی پیروی کی جائے تو (اس سے) سارا عالم روشن ہو جائے۔ ہمارے شیخ (بہاء الدین نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے کہ سنت اور عزیمت کے طریقے پر کی گئی تھوڑی سی اطاعت، بدعت وضلالت پر کی جانے والی زیادہ (عبادت) پر غالب آ جاتی ہے۔

وَاِنَّهٗ اور بے شک قرآن (مجید)، لَتَذْكِرَةٌ البتہ ایک نصیحت ہے، لِّلْمُتَّقِيْنَ۝ پرہیزگاروں کے لیے، کفر وشرک سے (بچنے کے لیے) اور ذکر ہے عاشقوں کے لیے کہ جب وہ (اللہ تعالیٰ سے) شرف ہم کلامی حاصل کرنا چاہیں تو وہ کلام اللہ (قرآن مجید) کی تلاوت کریں۔ وَاِنَّا اور بے شک، لَنَعْلَمُ ہم جانتے ہیں، اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ۝ یقیناً تم میں سے جھٹلانے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے، (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، اولیاء کے اور علماء کے۔ ہرچند ہم نے قسم اٹھائی ہے اور براہین قاطعہ بیان کی ہیں (مگر) وہ قرآن (مجید) پر اور اہل عرفان پر ایمان نہیں لاتے اور ان کا انکار بڑھ جاتا ہے۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ ان (ہستیوں) کے حال اور اولیاء اللہ کا منکر نہ بنے اور اگر کوئی ان کے حال کا انکار کرے تو اسے معذور رکھے۔

ع۔ درجمع سبک روحان ہم بولہبی باشد

یعنی اولیاء اللہ کے گروہ میں بھی کوئی بولہب ہوتا ہے۔

(اور درویش) شکر ادا کرے کہ وہ ابولہب صفت (یعنی منکر) نہیں ہے۔

وَاِنَّهٗ اور بے شک قرآن (مجید) کی طرف نہ پلٹنے اور اس پر عمل نہ کرنے (کی وجہ سے)، لَحَسْرَةٌ یقیناً ندامت اور پشیمانی ہے، عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۝ کافروں پر۔ جب وہ مریں گے اور دوزخ کے عذاب کا مشاہدہ کریں گے۔ اہل قرآن کو اس عزت میں دیکھیں گے، تو اس کے بعد سمجھ جائیں گے کہ وہ کیسی دولت اور سعادت سے محروم

www.maktabah.org

رہ گئے ہیں۔ اہل دنیا جو درویشوں اور صالحین پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے، یہ بھی بہت بڑی حسرت میں مبتلا ہوں گے۔ قرآن (مجید) اس آدمی کے لیے حسرت بنے گا جو اس پر عمل نہیں کرتا، خواہ وہ اسے یاد ہو اور وہ اسے سات قراءتوں کے ساتھ تلاوت کرتا ہو۔

وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ۝ اور بے شک قرآن (مجید) حق ہے، سچ ہے اور یقین ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور جو کوئی اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔

فَسَبِّحْ پس پاکی بیان کر اللہ تعالیٰ کی، بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۝ اس اللہ تعالیٰ (پروردگار) کے بزرگ نام کو یاد کر کے، یعنی ناموافق صفات کا انکار کر اور موافق صفات کا اثبات کر اور کہہ:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔"

اور اسی طرح (کے دوسرے اذکار کر)، یا خدائے بزرگ (کی رضا) کے لیے پانچ وقت کی نمازیں، پانچ اوقات پر اچھے طریقہ سے ادا کر۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍۙ ۝۱ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌۙ ۝۲
مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝۳ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ
فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍۚ ۝۴ فَاصْبِرْ
صَبْرًا جَمِيْلًا ۝۵ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًاۙ ۝۶ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًاؕ ۝۷
يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِۙ ۝۸ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِۙ ۝۹ وَ
لَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًاۚۖ ۝۱۰ يُّبَصَّرُوْنَهُمْؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ
مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِۙ ۝۱۱ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِۙ ۝۱۲ وَ
فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِۙ ۝۱۳ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًاۙ ثُمَّ
يُنْجِيْهِۙ ۝۱۴ كَلَّاؕ اِنَّهَا لَظٰىۙ ۝۱۵ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰىۚۖ ۝۱۶ تَدْعُوْا مَنْ
اَدْبَرَ وَتَوَلّٰىۙ ۝۱۷ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝۱۸ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ
هَلُوْعًاۙ ۝۱۹ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًاۙ ۝۲۰ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ
مَنُوْعًاۙ ۝۲۱ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَۙ ۝۲۲ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ
دَآئِمُوْنَۙ ۝۲۳ وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌۙ ۝۲۴ لِّلسَّآئِلِ

www.maktabah.org

وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ
عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ
هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ
مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾
عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ
مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا
لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ
بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا
يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

www.maktabah.org

سِرَاعًا كَاَنَّهُمۡ اِلٰى نُصُبٍ يُّوۡفِضُوۡنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الۡيَوۡمُ الَّذِىۡ كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۴۴﴾

سورۂ معارج مکی ہے اور اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

سَاَلَ سَآئِلٌ مانگا (ایک) مانگنے والے نے، بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ عذاب واقع ہونے والا۔ یعنی ب زائد ہے اور کہا گیا ہے: پوچھا پوچھنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کے بارے میں، پس ف عن کے معنی میں ہے۔

یہ پوچھنے والا النضر بن حارث تھا اور اس جیسے دوسرے کافر، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے:

وَاِذۡ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَـقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۳۲﴾ (سورہ الانفال ۳۲)

یعنی ''اور جب انہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج''۔

لِّلۡكٰفِرِيۡنَ کافروں کے لیے، لَـيۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ نہیں ہے اس عذاب کو، جب وہ ان پر آ جائے گا۔ کوئی روکنے والا اور دفع کرنے والا۔ الدفع: دفع کرنا اور روکنا۔ مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، ذِى الۡمَعَارِجِ ؕ آسمانوں کا مالک۔ العروج: اوپر چڑھنا، یعنی وہ مالک جس نے آسمانوں اور عرش کو پیدا کیا ہے، کہ اس میں فرشتے چڑھتے ہیں۔ یہ (المعارج) مَعْرَج کی جمع ہے (یعنی) اوپر چڑھنے کی جگہ، یا معراج کی جمع ہے (یعنی) سیڑھیاں۔

تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ چڑھتے ہیں فرشتے، وَالرُّوۡحُ اور جبرئیل (علیہ السلام)، اِلَيۡهِ عزت اور بزرگی کی جگہوں کی طرف، فِىۡ يَوۡمٍ یہ عذاب آئے گا کافروں پر اس روز کہ، كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ۚ جس دن کے طول کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یعنی وہ کافروں پر عذاب کی وجہ سے لمبا ہوگا، لیکن مومنوں کو آسانی کی بنا پر یوں لگے گا کہ انہوں نے دنیا میں دو رکعت نماز ادا کی ہے۔ مصابیح میں مذکور ہے کہ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ۚ قیامت کا دن ہے اور یہ روایت کتاب الزکوٰۃ میں ہے۔ اس طرح فِىۡ يَوۡمٍ کی عبارت وَاقِعٌ سے متعلق ہے اور دوسرے قول کے مطابق یعنی جبرائیل (علیہ السلام) اور فرشتے ایک روز میں اتنا (اُوپر) چڑھیں گے کہ اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا اوپر چڑھے تو پچاس ہزار سال لگیں گے تب وہاں پہنچے گا اور یہ مسافت ساتویں آسمان کے اوپر سے لے کر ساتویں زمین کے نیچے، جسے تحت الثریٰ کہتے ہیں، تک ہے۔ اس طرح فِىۡ يَوۡمٍ کی عبارت تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ سے متعلق ہے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے، بوجہ اس روایت کے جو ہم نے مصابیح (السنۃ) سے نقل کی ہے۔

www.maktabah.org

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا۝ پس اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) صبر کریں، صبر کرنا خوبصورت کہ جس میں بے قراری (شکوہ) نہ ہو اور کہا گیا ہے کہ وہ بغیر شکوہ کے قضاء (الٰہی) پر راضی رہنے والا ہو۔

اس فقیر کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر سولہ سال اور آٹھ ماہ تھی اور وہ انواع کمالات سے آراستہ اور صاحب حسن صوری و معنوی تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں اس کی قبر پر متوجہ تھا۔ اس کی روح سے یہ شعر میرے خیال میں آیا:

شعر:

با دو قبلہ در رہِ توحید نتوان رفت راست — یا رضائے دوست باشد یا رضائے خویشتن

یعنی "دو قبلہ کے ساتھ توحید کا راستہ صحیح طریقے سے طے نہیں کیا جا سکتا، یا دوست (اللہ تعالیٰ) کی رضا پر خوش رہنا ہوگا (اور) یا اپنے نفس کی رضا پر۔"

اور اس (بیٹے) نے اپنے مبارک خط میں (یہ شعر) دوسرے اشعار کے ساتھ ایک کتاب کی پشت پر لکھ رکھا تھا اور (وہ اسے) اکثر پڑھا کرتا تھا۔

قطعہ:

بر در میدان الا اللہ بتیغ لا الٰہ — شرط عقل است ہر چہ غیر است آن بقربان داشتن
چون ز دست دوست خوردی یک مذاق از جام عشق — لقمہ من و سلوی ہر دو پنہان داشتن
چون جمال زخم چوگان دیدہ شد در کوئے دوست — خویشتن را پائے کوبان گوی میدان داشتن

(دیوان حکیم سنائی ۲۴۶)

ترجمہ: "میدان الا اللہ کے دروازے پر لَا اِلٰہَ کی تلوار سے، عقل کے تقاضا کے مطابق اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے، اسے اس (کی ذات) پر قربان کر دے۔

جب تو نے دوست کے ہاتھ سے جام عشق سے ایک گھونٹ چکھ لیا ہے تو (اب) پھر من و سلوی ہر دو کے نوالے کو ڈھانپ دے۔

جب چوگان کے زخم کا جمال دوست کے کوچہ میں دیکھ لیا ہے تو (اب) خود کو نچاتے ہوئے گو کی مانند میدان کی جانب لے چل۔"

یہ اشعار خواجہ حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا۝ بے شک یہ کافر قیامت کے عذاب کو دور دیکھ (سمجھ) رہے ہیں، وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا۝ اور ہم اس عذاب کو قریب دیکھتے (سمجھتے) ہیں۔ یعنی کافر بلا وجہ کہتے ہیں کہ (عذاب) نہیں ہوگا اور ہم جانتے ہیں (کہ)

www.maktabah.org

یقیناً ہوگا۔

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وہ عذاب نزدیک ہے اور آئے گا جس روز کہ آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔ یعنی (وہ) پگھل جائے گا اور نہیں رہے گا۔ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ اور ہوں گے پہاڑ جیسے رنگین اون اور ختم ہو جائیں گے۔ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ اور نہ پوچھے گا کوئی دوست کسی دوست سے کہ تیرا کیا حال ہے؟ اور ہر آدمی اپنے معاملہ میں مشغول ہوگا۔ اگر وَلَا يَسْـَٔلُ لفظ مجہول سے پڑھا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ پوچھا نہیں جائے گا کسی دوست کو دوسرے دوست سے۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ دکھائے جائیں گے رشتہ دار، رشتہ داروں کو۔ بعض ایک دوسرے کو دیکھیں گے لیکن ہر کسی کو جو غم اور دکھ ہوگا، اس کی وجہ سے نہ پوچھیں گے کہ تیرا حال کیا ہے؟ وہ تمام دوستیاں جو اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہوں گی، ختم ہو جائیں گی لیکن وہ دوستیاں جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں گی، وہ اس جگہ بڑھ جائیں گی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَحَابِّيْنَ فِيْكَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورہ الزخرف ۶۷)۔

"اے اللہ! تو ہمیں آپس میں اپنی رضا کے لیے محبت کرنے والا بنا۔ اپنے اس فرمان کی بنا پر کہ تمام (دنیاوی) دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے، سوائے خدا سے ڈرنے والوں کے۔"

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو دوست رکھے۔

مثنوی:

عشق آن زندہ گزین کو باقی ست　　وز شراب جان فزایت ساقی ست
عشق آن بگزین کہ جملہ انبیا　　یافتند از عشق او کار و کیا
تو مگو مارا بدان شہ بار نیست　　با کریمان کارہا دشوار نیست

(مثنوی ۱:۵۴)

ترجمہ: "اس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے، اور جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے۔
اس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے اس کے عشق سے عز و شرف پایا ہے۔
تو یہ نہ کہہ کہ ہماری رسائی اس بادشاہ تک نہیں ہے، کریموں پر بڑے کام دشوار نہیں ہوتے۔"

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے عذاب کا ذکر کیا اور فرمایا يَوَدُّ الْمُجْرِمُ آرزو کرے گا اور پسند کرے گا

www.maktabah.org

قیامت کے روز گنہگار، یعنی بڑا کافر، لَوْ يَفْتَدِيْ یہ کہ وہ اپنے فدیہ میں دے دے اور خود کو دوزخ سے چھڑا لے۔ **الافتداء**: خود کو خریدنا، مِنْ عَذَابِ يَوْمِىٕذٍ اس دن کے عذاب سے، بِبَنِيْهِ ۝ اپنے بیٹوں کو، وَصَاحِبَتِهٖ اور اپنی بیوی کو، وَاَخِيْهِ ۝ اور اپنے بھائی کو، وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝ اور اپنے رشتہ داروں کو جو دنیا کے مشکل کاموں میں اس کی مدد کرتے تھے اور اپنے درمیان اسے جگہ دیتے تھے۔ **الایواء**: جگہ دینا۔ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا اور ہر آدمی جو زمین پر ہے، سب کو اپنے فدیہ میں دے دے، ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ پس یہ فدیہ دینے پر اسے عذاب سے بچا لے۔ **الانجاء**: رہا کرنا (بچانا)۔

كَلَّا ؕ سچ ہے کہ اس سے (ہرگز) قبول نہیں کریں گے یہ فدیہ اور وہ دوزخ کے عذاب سے خلاصی نہیں پائے گا۔ اگر اس نے ایک بار اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه پڑھا ہوگا تو نجات پائے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں ہے، قیامت کے روز ترازو کے پلڑا میں رکھیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے ثواب کو دوسرے پلڑا میں رکھیں تو کلمہ طیبہ کا ثواب بڑھ جائے گا۔

(پس) اے مومن! ہمیشہ اس کلمہ طیبہ کا ذکر کر، تاکہ تو بلند درجات کو پائے۔ تیرے تمام دوست تجھے دوزخ سے رہا نہیں کرا سکیں گے۔ تو ان کو کیوں دوست بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی تعریف کی اور فرمایا: اِنَّهَا لَظٰى ۝ بے شک وہ دوزخ کی آگ بھڑکتی ہوئی ہے، نَزَّاعَةً سخت ادھیڑنے والی ہے، یعنی اپنی طرف کھینچنے والی، لِّلشَّوٰى ۝ دوزخیوں کے سر کی کھالوں کو، اور کہا گیا ہے: دوزخیوں کے کناروں (پہلوؤں) کو، یعنی شوی ہاتھ اور پاؤں۔ نیز کہا گیا ہے: سر کی کھال، جمع شواۃ۔ (دوزخ) سو سالہ اور دو سو سالہ راستے تک شعلہ مارے گی اور دوزخیوں کو اپنی طرف کھینچ لے گی، جیسے مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

نزاعۃ نصب (زبر) کے ساتھ قرأت اختصاص کے لیے ہے، یعنی میری مراد نزاعۃ (سخت ادھیڑنے والی) ہے۔ یہ قرأت امام عاصمؒ سے امام حفصؒ کی روایت کے مطابق ہے اور دوسرے ائمہ قرأت کے نزدیک رفع پیش کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں یہ مبتداء محذوف کی خبر ہوگی۔

پھر دوزخ کی دوسری صفت کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تَدْعُوْا بلاتی ہے دوزخ کی آگ اپنی طرف، مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ اس آدمی کو جس نے منہ پھیرا ہوا ایمان سے اور روگردانی کی ہو اطاعت سے، وَجَمَعَ اور جمع کیا ہو مال کو، فَاَوْعٰى ۝ پس (بند) رکھا ہو مال کو کسی جگہ۔ **الایعاء**: حفاظت میں رکھنا مال اور زکوٰۃ کو، (یعنی) اس نے مال نہیں دیا ہوگا۔

(حضرت) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ دوزخ کافروں اور منافقوں کو ان کے ناموں سے پکارے گی اور کہے گی: ”آ اے فلاں! کہ تیرا ٹھکانا میں ہوں۔“

www.maktaban.org

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے آدمی کی حرص کا تذکرہ کیا اور فرمایا ہے:

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ بے شک انسان پیدا کیا گیا ہے (بڑا) بے صبرا اور یہ بھی کہا گیا کہ بخیل اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جب اسے برائی پہنچے، جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ یعنی بے صبرا بن جاتا ہے، یعنی جب اسے برائی پہنچتی ہے تو آدمی سخت بے صبرا ہو جاتا ہے، وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ اور جب پہنچتی ہے اسے بھلائی، مال اور نعمت، مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ یعنی بخیل ہو جاتا ہے، یعنی سخت روک رکھنے والا ہوگا مال کو فقیروں اور حقداروں سے، اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ سوائے نمازیوں کے کہ وہ بڑے بے صبر اور بہت منع کرنے والے نہیں ہیں، الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وہ جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں، یعنی پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں، وَالَّذِيْنَ مگر وہ لوگ کہ، فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ ان کے مالوں میں حق واجب ہے اور معلوم ہے، لِّلسَّآئِلِ مانگنے والے کے لیے، وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ اور ان لوگوں کے لیے جو دنیا کے مال سے محروم ہوں اور شرم سے کسی سے نہیں مانگتے۔ المحروم: اپنی احتیاج کو پوشیدہ رکھنے والا۔ یعنی سوالی فقیر اور نہ مانگنے والے کا حق ان کے مال میں موجود ہے، وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ مگر وہ آدمی جو ایمان رکھتے ہیں روز قیامت پر کہ وہ یقیناً آئے گی۔ وہ بڑے بے صبر اور بہت منع کرنے والے نہیں ہیں بلکہ مصیبتوں میں صبر کرتے ہیں اور عطا کرتے ہیں (فقیر کو) نعمتیں ملنے پر، وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اور مگر وہ آدمی جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں، اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ بے شک وہ اپنے رب کے عذاب سے بے خوف نہیں ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہیں رہا جا سکتا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہیں رہا جا سکتا، ایسے ہی اس کے عذاب سے بے خوف بھی نہیں رہا جا سکتا۔

رباعی:

ایمن مشو کہ مرکب مردان مرد را　　در سنگ لاخ بادیہ پیہا برندہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش　　ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

ترجمہ: ”بے خوف نہ ہو کہ جوانمردوں کی سواری کو سنگلاخ بیابانوں میں لوٹ لیا گیا ہے۔
نا اُمید بھی مت ہو کہ لااُبالی مے خوار ناگاہ ایک ہی فریاد سے منزل پر پہنچ گئے ہیں۔“

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اور وہ جو اپنے پوشیدہ اعضا (شرمگاہوں) کو زنا سے محفوظ رکھتے ہیں، اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ سوائے اپنی بیویوں کے، اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا اپنی باندیوں سے، فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ پس ان پر کوئی ملامت نہیں، کیونکہ ان کی بیویاں اور ان کی باندیاں ان کے لیے حلال اور جائز ہیں، فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ پھر جو آدمی اپنی منکوحہ عورتوں اور حلال باندیوں کے علاوہ

www.maktabah.org

کسی اور کو طلب کرے تا کہ اس سے قربت کرے، سو وہی لوگ ہیں جو شریعت کی حد سے بڑھنے والے ہیں اور دنیا و آخرت میں عذاب اور لعنت کے مستحق ہیں، یعنی جو آدمی (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی قوم کا فعل اپنے غلام بچوں اور بیویوں سے کرے گا، اسے عذاب دیا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ اور وہ آدمی جو اپنی امانتوں کی، وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ اور اپنے وعدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ امانت میں خیانت نہیں کرتے اور وعدوں کو توڑتے نہیں، وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں، یعنی گواہی سچی دیتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے، وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اور وہ آدمی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور قضا نہیں کرتے۔ اور کہا گیا ہے: اس سے پہلے (مذکور) نمازوں سے مراد نفل نمازیں ہیں، جیسے نماز چاشت، نماز تہجد اور نماز اشراق اور اس آیت سے مراد فرض نمازیں ہیں، اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ جو لوگ ان نیک صفات کے حامل ہوں گے، جن کو ہم نے بیان کیا ہے، وہ بہشت کے پر ثمر اور لازوال باغات میں ہوں گے۔ ان کا گوناگوں اعزاز و اکرام کیا جائے گا۔ الاکرام: کسی کا اکرام کرنا۔

جب کافروں نے ان وعدوں کو سنا کہ مومنوں کے لیے بہشت ہوگی تو وہ ایمان نہ لائے، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تھے اور بیٹھتے تھے اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو منافقت اور تمسخر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آگاہ کیا اور ارشاد فرمایا فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس کیا ہوا ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے ہیں، قِبَلَكَ آپ کی طرف، مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ دائم دیکھنے والے ہیں، یعنی آپ کی طرف دوڑتے آرہے ہیں۔ مہطعین کفروا کی ضمیر سے حال ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ کیا ہوا ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے ہیں، وہ آپ کی طرف ہمیشہ دیکھنے والے ہیں جلدی کرنے کے لیے۔

الاھطاع: دوڑنا۔ یعنی ان کافروں کو کیا ہوا ہے کہ وہ آپ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور ہمیشہ آپ کی طرف عجیب تمسخر سے نگاہ کرتے ہیں، کیونکہ ہمارے عذاب سے نہیں ڈرتے اور آپؐ کے ساتھ استہزا کرتے ہیں، عَنِ الْيَمِيْنِ بیٹھتے ہیں آپ کی دائیں جانب، وَعَنِ الشِّمَالِ اور آپ کی بائیں طرف، عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ جماعت در جماعت، گروہ در گروہ اور فوج در فوج۔ بکھرے ہوئے گروہ۔ گویا ہر گروہ آپس میں دوست ہیں اور باہم اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ عزین ضمیر مقدر سے حال ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ آپ کے دائیں بائیں گروہوں کی شکل میں حلقے بنا کر بیٹھتے ہیں۔ عزین عزۃ کی جمع ہے، اس کی اصل عزوۃ العزو سے ہے۔ العزو: خود کو کسی سے نسبت دینا۔

کافر کہتے تھے اگر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپؐ کے ماننے والے ہم کو کافر کہتے ہیں اور ہماری (آخری) جگہ دوزخ سمجھتے ہیں اور خود کو مومن اور اپنی (آخری) جگہ کو بہشت سمجھتے ہیں۔ وہ یہی لوگ ہیں جن کو ہم مجلس میں دیکھتے ہیں اور ان کی حالت کو جانتے ہیں (کہ یہ) سب مفلس ہیں اور ہم دولتمند۔ اگر ایسا ہوا جیسا کہ

www.maktabah.org

(حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) فرماتے ہیں کہ قیامت آئے گی، تو ہم ان سے زیادہ بہشت کے لائق ہوں گے۔

اس آیت سے درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ اہل حق کی مجلس میں منافقت سے نہ بیٹھے اور اولیاء اللہ کی عیب جوئی نہ کرے اور ان کے احوال، افعال اور اقوال پر اعتراض نہ کرے، کیونکہ ہلاک ہوجائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

مثنوی:

گفت پیغمبر کہ اے طلب جری　　ہان مکن با ہیچ مطلوبے مری
چون قبول حق برد آن مرد راست　　دست او در کارہا در دست خداست
دست ناقص دست شیطان ست و دیو　　زان کہ اندر بند تلبیس ست و ریو

(مثنوی ۱:۱۸۴)

ترجمہ: ''پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا ہے کہ اے مرید! کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر۔
سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لیے کاموں میں اس کا ہاتھ، خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔
ناقص کا ہاتھ، شیطان اور بھوت کا ہاتھ ہے، کیونکہ وہ دھوکے اور مکر کے جال میں ہے۔''

یعنی اے طالب آدمی! تو محبوبِ حق (تعالیٰ) کی گستاخی مت کر اور جیسے کافر کہتے تھے کہ ہم (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ کے ساتھیوں سے زیادہ بہشت کے حقدار ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں مال، جاہ اور بزرگی دی ہے اور ان کو (یہ سب کچھ) نہیں دیا۔ اگر یہ وعدے سچے ہیں تو پھر ہم آخرت میں ان سے زیادہ پہلے بہشت میں داخل ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ کیا طمع (اُمید) رکھتا ہے ان کافروں میں سے ہر آدمی اور ہر کوئی؟، اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ۝ کہ وہ داخل کر دیا جائے گا بہشت نعمتوں والی میں، بغیر ایمان اور فرمانبرداری کے، كَلَّا ایسا (ہرگز) نہیں ہے، جیسا کہ وہ طمع رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے بہشت کو کافروں پر حرام کر رکھا ہے اور کافروں کو نسب، بزرگی اور مال کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ خائف رہے اور نفس اور شیطان کے مکر سے دھوکہ نہ کھائے اور جو بھی فائدہ چاہے، اس کی اُمید اللہ تعالیٰ کی رحمت سے رکھے اور اطاعت (الٰہی) کو ترک نہ کرے:

ع۔ طاعت رہا مکن ولیکن گرانبہا مکن

یعنی ''اطاعت کو چھوڑ مت، مگر اسے زیادہ قیمتی بھی مت سمجھ''۔

قال الشیخ المحقق ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ: ''الحقیقۃ ترک ملاحظۃ العمل، لا ترک العمل۔''

www.maktabah.org

یعنی ''شیخ محقق ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حقیقت عمل کی دید کو ترک کر دینے کا نام ہے، نہ کہ عمل کو ترک کر دینا۔

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی حقارت بیان کی ہے اور فرمایا ہے اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ۝ بلاشبہ ہم نے انہیں پیدا کیا ہے اس سے جو وہ جانتے ہیں۔ یعنی ناپاک نطفہ سے۔ پس انہیں کہاں سے بزرگی مل گئی ہے؟ کہ وہ بہشت میں آنے کی اُمید رکھتے ہیں۔ ان کی ابتدا نجس پانی اور ان کا انجام، خراب خاک ہے۔ آدمی کا شرف ایمان اور نیک عمل سے ہے اور وہ یہ دونوں (چیزیں) نہیں رکھتے، پس کیسے بہشت کے امیدوار ہیں؟

(اس آیت سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ مال کی کثرت پر فخر نہ کرے۔

اس کے بعد رب ذوالجلال نے اپنی قدرت اور کافروں کی بیچارگی کا ذکر فرمایا اور اپنی ذات پاک کی قسم کھائی اور فرمایا:

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ پس میں قسم کھاتا ہوں پروردگار اور پیدا کرنے والے سورج و ستاروں کے طلوع ہونے کی جگہوں (مشارق) اور ان کے ڈوبنے کی جگہوں (مغارب) کے کی، اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ۝ عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ ۙ بے شک ہم یقیناً اس پر قادر ہیں کہ ہم بدل دیں بہتر اُن سے، وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ۝ اور ہم عاجز نہیں ہیں، اس (کے کرنے) سے جو ہم (کرنا) چاہیں۔

جاننا چاہیے کہ سورج ہر روز ایک دوسری جگہ سے طلوع ہوتا اور ایک اور جگہ پر غروب ہوتا ہے۔ پس ہمارا وہ پروردگار جس نے آسمانوں کی آراستگی (خوبصورتی) پیدا فرمائی ہے، وہ ہر اس چیز پر قادر ہے، جس کو (کرنا) چاہے، عاجزی اس کے جلال و کمال سے دور ہے۔ عالم ظاہر میں اس کا کرم موجود ہے اور اس کے نظارے دیکھے جاتے ہیں۔ عالم باطن میں بھی اس نے عرفا کے دلوں کو معارف کے آفتاب، تجلیات کے انوار اور روشن ستاروں سے آراستہ فرمایا ہے۔

فسبحان اللّٰه ومن قادر حکیم و قاهر علیم، یفعلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْد:

''پس پاک ہے اللہ، جو قادر حکیم اور قاہر علیم ہے، کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے، اور فیصلہ فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔''

جب ان منکرین نے اس بیان سے منہ موڑا اور انہوں نے باطل، بے ہودہ، برے اور ناپسندیدہ عمل کا شکار ہو کر تمسخر اور طعنہ زنی کو اپنایا تو رب ذوالجلال نے اپنے حبیب (مکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو تسلی دی اور فرمایا: فَذَرْهُمْ جب وہ حق کو قبول نہیں کرتے اور باطل سے باز نہیں آتے تو (آپ) انہیں چھوڑ دیں، یَخُوْضُوْا تاکہ اپنی بے ہودگیوں میں پڑے رہیں، وَیَلْعَبُوْا اور تاکہ کھیلتے رہیں اور غافل رہیں اور دوزخ کے مستحق بنیں، حَتّٰی یُلٰقُوْا تاکہ وہ ملاقات کریں اور پہنچ جائیں، یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ۝ اس دن میں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، یا جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے۔ یوعدون یا تو وعد سے ہے یا ایعاد سے، اور ایعاد کا مطلب ہے ڈرانا۔ یعنی

www.maktabah.org

جنگ بدر کا دن (دیکھ لیں) دنیا میں اور قیامت کے عذاب کو آخرت میں۔ اس بات کے اندر ان کے لیے دھمکی اور وعید ہے اور (اس میں) ان کے لیے استدراج کا ذکر ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں)۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ باطل اور لعب سے بچے اور غفلت، تنعم ولعب اور اہل حق کا تمسخر اڑانے سے دور رہے۔

يَوْمَ يَخْرُجُونَ جس دن کہ وہ نکلیں گے، مِنَ الْأَجْدَاثِ قبروں سے۔ **الجدث**: قبر، سِرَاعًا جلدی کریں گے پکارنے والے، یعنی اسرافیل (علیہ السلام) کی فرمانبرداری میں، كَأَنَّهُمْ گویا کہ وہ، إِلٰى نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿۴۳﴾ عَلَم (جھنڈے) کی طرف دوڑ رہے ہیں، جیسے کہ بکھرا ہوا لشکر اپنے عَلَم (جھنڈے) کی طرف دوڑتا ہے۔ النصب و النصب وہ (چیز) جس کو کھڑا کرتے (گاڑتے) ہیں، جیسے جھنڈا اور بت۔ الانصاب جمع الجمع ہے۔ لسان التنزیل میں ایسا ہی مذکور ہے، الایفاض: دوڑنا، یعنی قیامت کے روز مخلوقات منادی کی طرف دوڑے گی۔ یعنی جب (حضرت) اسرافیل (علیہ السلام) صور پھونکیں گے تو تمام مخلوقات زندہ ہو جائے گی اور لوگ قبروں سے باہر آ جائیں گے اور حساب گاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔ ابن عامرؒ اور حفصؒ کی قرأۃ بضم نون و صاد (نُصُبُ) ہے اور نَصْبٍ، یعنی بتاں، دوسرے (قراء نے اسے) بفتح نون و جزم صاد پڑھا ہے۔

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ ان کی آنکھوں میں قیامت کے خوف سے گڑھے پڑ جائیں گے۔ (یعنی جھکی ہوئی ہوں گی)، تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ان پر ذلت ہوگی اور (ان پر ذلت) چھا جائے گی۔ یعنی ان کے چہروں کو الرھق (ذلت) ڈھانپ لے گی، ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۴۴﴾ یہ وہ دن ہوگا، جس میں ان سے دوزخ کے عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ (ہم آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ جو آدمی اس سورہ کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں کا ثواب عطا فرمائے گا جنہوں نے امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کی ہوگی۔

www.maktabah.org

سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ
أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ
مُّبِينٌ ۝٢ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝٣ يَغْفِرْ
لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ
اللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٤ قَالَ رَبِّ
إِنِّى دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ۝٥ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىٓ
إِلَّا فِرَارًا ۝٦ وَإِنِّى كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوٓا
أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَ
اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ إِنِّى دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ
إِنِّىٓ أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا
رَبَّكُمْ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُم
مِّدْرَارًا ۝١١ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ
جَنَّٰتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَٰرًا ۝١٢ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ

www.maktabah.org

وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ
اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ
جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا
فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ
يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾
وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ
وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ
وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا
فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾
وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ
دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا
اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا
تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

www.maktabah.org

سورۂ نوح مکی ہے اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

اِنَّآ بے شک، اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا۔ نُوْحًا (حضرت) نوح (علیہ السلام) نبی کو، اِلٰی قَوْمِہٖٓ ان کی قوم کی طرف، اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ کہ ڈرائیں اپنی قوم کو، یعنی ہم نے ان کو یہ کہہ کر بھیجا کہ ڈرائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اَنْ مفسرہ ہو کیونکہ ارسال (بھیجنے) میں قول کا معنی پوشیدہ ہے تو اَنْ کے لیے اعراب کی کوئی صورت نہیں ہے۔ یعنی ہم نے کہا کہ ڈرائیں اپنی قوم کو۔

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

جاننا چاہیے کہ (حضرت) نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب سات واسطوں سے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو پہنچتا ہے۔ واضح یہ ہے کہ آپ کی عمر ایک ہزار چار سو پچاس برس تھی۔ ساڑھے نو سو سال ان کی نبوت کا دور تھا۔ (اس وقت) تمام روئے زمین پر کافر تھے۔ آپ اس زمانے میں ان کو ایمان کی طرف بلاتے تھے اور وہ ایمان نہیں لاتے تھے اور آپ کو مارتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو جاتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ مر گئے ہیں۔ آپ پھر ہوش میں آ جاتے تھے اور خلقت کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز ایک چھوٹے بچے کو اس کے باپ نے کہا کہ وہ آپ کو لاٹھی سے مارے۔ (لہٰذا اس نے مارا) اور آپ کا سر پھٹ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ (حضرت) نوح علیہ السلام نے بددعا فرمائی اور کہا: ''الٰہی! میں نے اپنی قوم کو ایمان کی طرف بہت زیادہ دعوت دی، دن رات، ظاہر اور پوشیدہ طور پر (لیکن) انہوں نے بت پرستی کو ترک نہیں کیا۔ ہر چند انہوں نے مجھ سے معجزہ دیکھا (لیکن) وہ ایمان نہیں لائے۔ الٰہی! ان کو تباہ فرما۔'' ایک قول کے مطابق اسی آدمی، ایک دوسرے قول کی رو سے چالیس اور ایک اور روایت کے لحاظ سے سات آدمی ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ کی قوم سے (اب) کوئی آدمی ایمان نہیں لائے گا اور ہم عذاب نازل کریں گے۔ آپ ایک کشتی بنالیں کیونکہ ہم آپ کی قوم کو ہلاک کریں گے، سوائے ان لوگوں کے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوں گے، (لہٰذا) آبنوس کے درخت لگائیں۔

(حضرت) نوح علیہ السلام کوفہ میں تھے۔ انہوں نے (آبنوس کے) درخت لگائے۔ ان درختوں کو بڑا ہونے میں چالیس برس لگے۔ آپ اس عرصہ میں کافروں سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے اور وہ آپ سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان چالیس سالوں میں بارش کو ان سے روک لیا اور اس مدت میں کسی عورت نے بچہ نہ جنا۔ ان کے پانی زمین میں نیچے چلے گئے۔ چالیس برس کے بعد آپ پر وحی آئی کہ لکڑیوں (درختوں) کو کاٹیں اور ان سے تختے بنائیں۔ (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) نے آپ کو سکھایا کہ کشتی کے سر کو مرغ کے سر کی مانند بنائیں اور اس کے سینہ کو بطخ کے سینہ جیسا بنائیں اور اس کی دم کو کبوتر کی دم کے مانند بنائیں۔ اس کی لمبائی تین

www.maktabah.org

سو گز ہو، اس کی چوڑائی پچاس گز ہو اور تیس گز اونچائی ہو۔ قیر (بروزہ) کے چشمے پھوٹ پڑے، جس سے انہوں نے کشتی کو اندر اور باہر سے طلائی بنایا اور آپ نے کشتی کو لوہے کی میخوں سے جوڑا۔ جب کافر اسے دیکھتے تھے تو ہنس پڑتے تھے کہ یہ دیوانہ کیا بنا رہا ہے؟ پانی ہے نہیں اور یہ کشتی بنا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ کشتی کو جلد بنائیں کیونکہ کافروں پر ہمارا غضب بڑھ گیا ہے، (لہٰذا) آپ نے چند مزدور لگائے اور اسے مکمل کیا۔ (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام چرندے اور پرندے جمع کیے۔ سب (حضرت) نوح علیہ السلام کے پاؤں کو چاٹ رہے تھے تاکہ کشتی میں سوار ہوں۔ فرمان (الٰہی) ہوا کہ ہر جنس سے دو، ایک نر اور ایک مادہ کشتی میں سوار کریں۔ ابلیس نے گدھے کی دم پکڑی اور کشتی میں سوار ہو گیا۔ آپ نے کشتی کے تین طبقے بنائے تھے۔ ایک طبقہ میں چار پایوں اور جنگلی درندوں کو ڈالا۔ دوسرے طبقہ میں پرندوں اور (سب سے) بالائی طبقہ میں آپ اور تمام ایمان والے سوار ہو گئے۔ چیونٹی کو اپنے سر پر جگہ دی یعنی خانہ کی چھت پر۔

اچانک آپ کے (گھر کے) تنور سے پانی پھوٹ پڑا۔ (آپ کی) صاحبزادی آئیں اور بتایا۔ یہ کافروں پر عذاب نازل ہونے کی نشانی تھی۔ آپ نے اپنے اہل (کرام) کو کشتی میں سوار کیا۔ سوائے اپنی بیوی، جس کا نام علقہ تھا اور اس کے بیٹے کنعان، جو دونوں کافر تھے کے اور عوج ابن عنق کے، جو کہ کافر تھا اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے طوفان کا پانی اس کے گھٹنوں تک تھا اور اس سے اوپر نہیں گیا تھا۔ اس نے تین ہزار سال عمر پائی، یہاں تک کہ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پیغمبر نے اسے قتل کیا۔ چالیس رات دن بارش برسی۔ کشتی کے اوپر آپ نے ڈھکن بنایا تھا، تاکہ اس میں بارش (کا پانی) نہ آئے اور کشتی پانی کے اوپر تین سو پچاس روز (تیرتی) رہی، علاوہ ازیں چالیس روز جو کہ بارش برستی رہی۔

(حضرت) نوح (علیہ السلام) کے تین صاحبزادے تھے، حام، سام اور یافث۔ یہ تینوں اپنے اہل و عیال اور تمام مومنوں کے ہمراہ بسلامت کشتی سے باہر آئے۔ تمام کافر اور سب جانور جو کشتی میں سوار نہ تھے، وہ ہلاک ہو گئے، سوائے عوج کے، جس نے کشتی کی تراش و خراش میں (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی مدد کی تھی اور اسے اتنی لمبی عمر اس لیے عطا کی گئی تاکہ یہ خلقت کو (حضرت) نوح علیہ السلام کی کشتی کی خبر دے۔

اس قصہ سے درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ ایمان لائے اور عمل صالح کرے، تاکہ ابدی عذاب سے نجات پائے۔ مال اور جاہ پر بھروسہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

> إِنَّآ أَرْسَلْنَا (الآیہ) : یعنی ہم نے بھیجا (حضرت) نوح (علیہ السلام کو اور ان) سے کہا کہ ڈرائیں اپنی قوم کو، مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ① اس سے پہلے کہ آئے ان پر دردناک عذاب۔ اگر وہ آپ کی بات قبول نہ کریں تو (بھی) جو حکم ہے (وہ) ان کو پہنچائیں۔

قَالَ کہا (حضرت) نوح علیہ السلام نے اے میری قوم کے لوگو! يَٰقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ② بلاشبہ میں

www.maktabah.org

تمہارے لیے پیغمبر ہوں، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والا۔ میری نبوت معجزات سے تمہارے سامنے ظاہر ہے، یا میں حق کو باطل سے (جدا کر کے) ظاہر کرنے والا ہوں۔ الابانۃ: ظاہر ہونا اور ظاہر کرنا۔ (فعل) لازم و متعدی۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہ عبادت اور بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی اور بتوں کی بندگی نہ کرو اور ان کو مت پوجو، وَاتَّقُوْهُ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو، وَاَطِیْعُوْنِ۝ اور میری اطاعت کرو، جو میں تمہیں فرماتا ہوں۔

یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ اس طرح وہ (اللہ) تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ سو من زائد ہے، یا بخش دے گا تمہارے بعض گناہوں کو، اس طرح من تبعیض کے لیے ہے، وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اور تمہیں مہلت دے گا، مقررہ وقت تک، جو کہ موت کا وقت ہے، اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ بے شک موت کا جو وقت اللہ نے مقرر کیا ہے، جب وہ آجائے گا تو ایک ساعت کی تاخیر نہیں کی جائے گی، لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ کاش کہ تم جانتے۔

جاننا چاہیے کہ وقت مقرر ایک ہے اور اس میں کمی یا زیادتی نہیں ہوتی۔ پس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنو، تا کہ وہ تم کو تمہاری عمر، مال اور اولاد میں مقررہ وقت (موت) تک خوش قسمت بنائے (رکھے)۔ اگر تم اس کی فرمانبرداری نہیں کرو گے تو وہ تم کو قحط اور مصیبت کے عذاب میں مبتلا کر دے گا اور موت کے وقت تک آسائش نہ پاؤ گے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

جیسا کہ (حضرت) نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلایا اور انہوں نے نہ مانا:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا۝

کہا (حضرت) نوح علیہ اسلام نے اے میرے پروردگار! بے شک میں نے اپنی قوم کو رات اور دن میں ایمان اور اطاعت کی طرف بلایا ہے اور انہوں نے قبول نہیں کیا۔

فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا۝

پس زیادہ نہ کیا میرے بلانے نے ان میں، مگر بھاگنا دین اور اطاعت سے، وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ اور بیشک جب بھی میں نے ان کو بلایا، لِتَغْفِرَ لَهُمْ تا کہ تو بخش دے ان کو، جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ انہوں نے دے لیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں تا کہ حق کو نہ سنیں، وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ اور انہوں نے اپنے کپڑے لپیٹ لیے، وَاَصَرُّوْا اور انہوں نے دائم کفر پر اصرار کیا، الاصرار: گناہ پر اڑ جانا۔ وَاسْتَکْبَرُوا اور انہوں نے تکبر کیا، ایمان اور اطاعت سے۔ اسْتِکْبَارًا۝ بہت بڑا تکبر۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ پھر بے شک میں نے انہیں بلایا راہ راست کی جانب، جِهَارًا۝ اونچا، بلند آواز سے۔ جِهَارًا حال ہے۔

www.maktabah.org

ثُمَّ اِنِّیٓ اَعۡلَنۡتُ لَهُمۡ پھر بیشک میں نے بلند (اعلانیہ) ان کو سمجھایا، وَ اَسۡرَرۡتُ لَهُمۡ اِسۡرَارًا ۝ اور میں نے ان کو پوشیدہ سمجھایا، بہت ہی پوشیدہ سمجھانا۔ ہر ایک کو علیحدگی میں پوشیدہ نصیحت کی، یعنی ہر حال میں ان کو راہِ حق کی طرف بلایا۔ کبھی رات کو اور کبھی دن میں۔ کبھی اعلانیہ اور کبھی پوشیدہ طور پر، اور کوئی کمی نہ چھوڑی۔ ساڑھے نو سو سال ان کو راہِ حق کی طرف دعوت دی۔ ان سے سوائے کفر، کافری اور گناہ کے کوئی چیز ظاہر نہ ہوئی۔ جب انہوں نے آپ کی بات قبول نہ کی تو ایک روایت کے مطابق چالیس سال اور دوسری روایت کے مطابق ستّر برس تک بارش کو ان سے روک لیا گیا۔ (اس عرصے میں) کسی عورت نے بچہ نہ جنا اور ان کے پانی زمین کی تہہ میں چلے گئے۔ ان کے مال اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے (حضرت) نوح علیہ السلام کی زبان میں ان کو وعدہ دیا کہ اگر تم توبہ کرو اور ایمان لے آؤ، میں مہربانی کروں گا اور تمہارے لیے پھر بارش برساؤں گا اور اولاد اور مال تمہیں دوں گا۔ انہوں نے اس پر بھی کہا کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور آپ کی بات قبول نہیں کریں گے۔ (حضرت) نوح علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ

''پس میں نے ان سے کہا کہ تم بخشش مانگو، اپنے پروردگار سے۔''

یعنی کفر کو ترک کرو تا کہ وہ تمہارے اوپر رحم کرے اور تمہیں بخش دے۔ اِنَّهٗ اس لیے کہ وہ، یا بے شک وہ، كَانَ تھا، ہے اور ہو گا، غَفَّارًا ۝ بڑا بخشنے والا، گنہگار کے گناہ کو اگر وہ ایمان لے آئیں۔ يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ وہ بھیجے گا آسمان سے بارش کو، عَلَيۡكُمۡ تم پر، مِّدۡرَارًا ۝ موسلا دھار بارش۔ (بروزن) مفعال، من الدرور، والدرود: نیچے برسنا۔ کہا جاتا ہے کہ دراللبن یدرورأ و درورأ دودھ نیچے گر گیا۔

اور اگر ایمان لے آؤ (تو)، وَّيُمۡدِدۡكُمۡ اور مدد کرے گا تمہاری، الامداد: زیادہ بڑھانا، بِاَمۡوَالٍ مالوں سے، وَّبَنِيۡنَ اور بیٹوں سے، وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ اور وہ بنائے گا تمہارے لیے باغات، یعنی تمہیں عطا فرمائے گا۔ وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اور بنائے گا تمہارے لیے، اَنۡهٰرًا ۝ نہریں جاری، یعنی پیدا فرمائے گا جاری پانیوں کو، جیسا کہ تمہارے کفر کی وجہ سے اس نے یہ نعمتیں تم سے چھین لی ہیں، جب تم ایمان لے آؤ گے، تو پھر بارش بہت زیادہ برسائے گا اور مال بڑھا کر عطا فرمائے گا اور بیٹے، باغات اور بہتے پانی پھر سے ویسے ہی دے دے گا، جیسے اس نے پہلے دے رکھے تھے۔

بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مختلف مصیبتوں میں مبتلا ہو، اسے اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰه بہت زیادہ پڑھنی چاہیے۔ جیسے کہ اس آیت میں اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یرسل، یمدد اور یجعل دو بار مجزوم ہے، امر اِسۡتَغۡفِرُوۡا کے جواب کی بنا پر۔

چونکہ انہوں نے گناہ کیا تھا اور کافر ہو گئے تھے اور حق تعالیٰ کی رحمت سے دل برداشتہ ہو گئے تھے اور مصیبتیں

www.maktabah.org

ان پر ٹوٹ پڑی تھیں اور رحمت سے نا اُمید ہو چکے تھے، (لہٰذا حضرت) نوح علیہ السلام نے ان سے فرمایا: مَا لَكُمْ کیا ہوا تم کو، لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ تم یقین نہیں کرتے، لِلّٰهِ اللہ کے، وَقَارًا ۝ عظمت وجلال کا۔ یعنی امید نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بزرگ بنا دے گا اور نعمتیں عطا فرمائے گا، جیسے کہ عنایت کر رکھی تھیں۔ اگر تم ایمان لے آؤ اور نیک عمل کرو اور بتوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے بزرگی اور عزت طلب کرو، کیونکہ (ارشاد الٰہی ہے) ''وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔'' (سورہ فاطر ۱۰)۔ یعنی ''اور عزت تو سب خدا ہی کی ہے۔'' اور اس نے ہمیشہ تمہیں نعمت عطا فرمائی۔

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اور بے شک اس نے پیدا کیا تمہیں بار ہا، اور کہا گیا ہے: طرح طرح (کی حالتوں پر) یعنی تم نطفہ تھے، اس نے علقہ بنا دیا، اور (پھر) علقہ کو مضغہ بنا ڈالا، (پھر) گوشت، کھال اور ہڈیاں پیدا کر دیں، یہاں تک کہ تم مکمل آدمی بن گئے اور تم بچے تھے، اس نے تمہیں جوان اور (پھر) بوڑھا بنایا۔

وَقَدْ خَلَقَكُمْ محل نصب میں ہے، حال کی وجہ سے اور اَطْوَارًا ۝ ظرف ہے۔

پھر دوسری نعمت کا تذکرہ کیا اور فرمایا: اَلَمْ تَرَوْا کیا تم نہیں دیکھتے، كَيْفَ کیسے، خَلَقَ اللّٰهُ پیدا کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے، سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمان، ایک دوسرے کے اوپر تلے، طِبَاقًا ۝ تہ بہ تہ، وَّجَعَلَ اور اس نے بنایا، الْقَمَرَ چاند کو، فِيْهِنَّ نُوْرًا ان سات آسمانوں میں روشنی کرنے والا۔ یعنی آسمان دنیا میں چاند کو پیدا کیا، لیکن اس کی روشنی کو سات آسمانوں میں ظاہر فرمایا، وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ اور اس نے سورج کو چمکتا ہوا آفتاب بنایا، یعنی جس طرح چراغ (روشن) ہے۔

(حضرت) ابن عباس، (حضرت) ابن عمر، (حضرت) قتادہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند کا رُخ آسمان کی طرف ہے اور ان کی پشت زمین کی جانب ہے اور سات آسمان ان سے ایسے منور ہیں جس طرح کہ زمین ہے۔

بعد ازاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسری نعمت کا ذکر کیا اور فرمایا: وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے اُگایا تم کو، مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے، یعنی تمہارے والد کو زمین سے پیدا کیا۔ انبات کو انشاء کے معنی کے لیے استعارۃً استعمال کیا گیا ہے۔ نَبَاتًا ۝ یعنی تمہیں زمین سے پیدا کیا، پھر تم اُگے خوب اُگنا، یعنی تم سبز ہو گئے (بڑھ گئے) اور زمین سے (سبزے کی مانند) پیدا ہو گئے۔ نباتا منصوب ہے مصدر ہونے کی بنا پر۔

ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا پھر وہ لوٹائے گا تم کو زمین میں، یعنی جب تمہیں موت دے گا تو قبروں میں لے جائے گا اور جب چاہے گا، وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ اور پھر تمہیں نکالے گا زمین سے، نکالنا (دوبارہ) اپنی قدرت کاملہ سے، روز قیامت میں جزا دینے کے لیے۔

پھر (اللہ تعالیٰ نے) ایک اور نعمت کا ذکر کیا اور فرمایا: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بنایا زمین کو فرش بچھایا ہوا۔ یعنی قالینوں کی مانند زمین کو بنایا، لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا تا کہ تم چلو اور لے لو

www.maktabah.org

زمین سے، سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ راستے کشادہ۔ جمع فج (ہے)۔ اس (اللہ) نے پہاڑوں اور جنگلوں میں راستے بنائے ہیں، تا کہ تم اپنی ضرورتیں پوری کر سکو اور شہروں سے دوسرے شہروں میں جا سکو اور قسم قسم کی نعمتیں لے آؤ اور لے جاؤ اور نوح علیہ السلام نے اپنے معبود کے نام سے لذت حاصل کرنے کے لیے اور مقصد کو زیادہ واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام کو تمام آیات میں ظاہر کیا اور ضمیر پر اکتفا نہیں کیا۔

اس آیت سے عارف کا نصیب یہ ہے کہ ارشاد اور نگاہ صحیح کے ساتھ خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور اس دوران اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ رہے، جیسے کہ شیخ المرسلین، یعنی (حضرت) نوح علیہ السلام نے بیان کیا ہے۔ آپ نے (توحید کی) پہلی دلیل کافروں کو ان کے وجود سے پیش کی ہے، دوسری: آسمان سے، جو انہیں نظر آتا تھا، اور تیسری: زمین کی آرائش سے اور چوتھی: ان کی بنیاد کے زمینی آغاز سے، جو کہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی صورت میں ہوا۔ پانچویں: زمین سے دی، جو کہ اس کے پانی اور ان کے راستوں اور گزرگاہوں کی صورت میں تھی۔

جب انہوں نے ایسی قاطعہ دلائل اور واضح براہین ٹھکرا دیں تو پھر آپ نے استدلال کے طریقوں کے بعد رب ذوالجلال کے حضور زاری کی اور کہا: قَالَ نُوحٌ کہا (حضرت) نوح علیہ السلام نے، حزن، غم اور دل تنگ ہونے پر، کافروں کی حرکتیں دیکھ کر، رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي اے میرے پروردگار! بے شک اس کافر قوم نے میری نافرمانی کی اور انہوں نے میری بات سے منہ موڑا، وَاتَّبَعُوا اور انہوں نے پیروی کی، مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ اس کی جس نے ان کے مال اور اولاد میں اضافہ نہیں کیا، سوائے خسارے کے۔ یعنی انہوں نے میری پیروی نہیں کی اور وہ امیروں اور بڑوں کی، جو کہ مال اور اولاد والے تھے، متابعت کرتے رہے اور وہ مال اور اولاد ان کے دو جہان کے نقصان کا ذریعہ (بن گیا) ہے۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ دولت مندوں اور ظالموں سے صحبت نہ رکھے اور صالحین کی ہم نشینی اختیار کرے اور فقر اور صبر میں پوری طرح کوشاں رہے، کیونکہ دنیا کو زیادہ بقا نہیں ہے۔ اس کوشش میں رہے کہ علم ظاہر اور باطن سے بہرہ ور ہو اور (نیک) عمل کرے، تا کہ حضرت مولا (کریم) کی دوستی سے مشرف ہو جائے۔

شعر:

طواف حاجیان دارم بگرد یاری گردم — نہ اخلاق سگاں دارم کہ بر مرداری گردم

یعنی میں حاجیوں (نیک لوگوں کا) طواف کر رہا ہوں اور یار کے گرد گھوم رہا ہوں، میں کتوں کی صفات نہیں رکھتا کہ مردار کے گرد گھوموں۔"

وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ اور انہوں نے مکر کیا، بہت بڑا مکر۔ ان کا مکر یہ تھا کہ ان کے بڑے اور مالدار

www.maktabah.org

(کہتے تھے): وَقَالُوْا اور کہنے لگے اپنی قوم کو، لَاتَذَرُنَّ تم ہرگز نہ چھوڑنا۔ اٰلِهَتَكُمْ اپنے معبودوں کو (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے کہنے پر کہ وہ ایک جھوٹا اور دیوانہ ہے، (نَعُوْذُ بِاللّٰہ) مختصر طور پر کہا، پھر تفصیل سے کہا وَلَاتَذَرُنَّ اور مت چھوڑنا تم پانچ بتوں کو:

وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ

یعنی ودّ اور نہ سواع اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

یہ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نام ہیں۔ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ اور بے شک قوم۔کے بڑوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔

یہ پانچ بت جمشید (بادشاہ) نے بنائے تھے۔ جب جمشید مارا گیا تو یہ بت لوگوں کے پاس آ گئے۔ جس بادشاہ نے جمشید کو قتل کیا وہ بھی بت پرست تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اس قوم میں پیغمبر بنا کر بھیجا اور اس قوم کے لوگوں نے آپ کی بات کو نہ سنا۔ پس (حضرت) نوح علیہ السلام نے دعا کی اور فرمایا:

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ

''اے میرے اللہ نہ زیادہ کر ظالموں کو۔''

اِلَّا ضَلٰلًا ۝ سوائے گمراہی اور ہلاکت کے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی دُعا کو قبول فرمایا اور کہا، مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ بسبب ان کی خطاؤں اور کفر کے، اُغْرِقُوْا وہ غرق کیے گئے، طوفان کے پانی میں، فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ پس وہ داخل کیے گئے دوزخ کی آگ میں، اس کے بعد۔

امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق (حضرت) نوح علیہ السلام کی قوم ایک طرف پانی میں غرق ہو رہی تھی اور دوسری طرف جہنم کی آگ میں جل رہی تھی۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کافروں کو عذاب قبر ہوتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝

پس نہ پایا قوم نوح (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا مددگار۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب میں کوئی آدمی ان کی فریاد کو نہ پہنچا۔ یعنی اس قوم نے اپنے بڑوں اور مالداروں کی بات مانی اور جن لوگوں نے ان کی بات مانی، وہ ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ اہل شریعت وطریقت کی بات مانے اور اہل دنیا کی باتوں سے دور رہے تا کہ وہ ہلاک نہ ہو۔ شعر:

من سگ اصحاب کہفم بر درِ مردان مقیم　　　گرد ہر دری نگردم استخوانی گو مباش

www.maktabah.org

یعنی ''میں اصحاب کہف کا کتا ہوں جو مردوں کے در پر رہتا ہوں، ہر دروازے پر چکر نہیں لگاتا، خواہ ایک ہڈی بھی نہ ملے۔''

(حضرت) نوح علیہ السلام اپنی قوم کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے، دعا کی اور فرمایا: وَقَالَ نُوحٌ اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) نے کہا، رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۝ اے میرے پروردگار! تو مت چھوڑ زمین پر کافروں سے بسنے والا، یعنی کسی کو بھی۔

دیار دوران سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے حرکت، یا دار (گھر) سے ماخوذ ہے، یعنی اس کے باسی جو آدمی سرا میں بسے اور اس میں ساکن ہو، اسے دیار کہتے ہیں۔ جب (حضرت) نوح علیہ السلام نے یہ دُعا کی تو سب کافر ہلاک ہو گئے، سوائے عوج بن عنق کے، جو اہل دار میں سے نہیں تھا۔ کیونکہ وہ بہت قد آور ہونے کی وجہ سے کسی گھر اور دار میں ساکن نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ ہلاک نہ ہوا اور (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہا اور ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ بے شک اگر تو ان کو چھوڑ دے اور ہلاک نہ کرے، يُضِلُّوْا عِبَادَكَ تو وہ گمراہ کریں گے تیرے بندوں کو، وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۝ اور نہ جنیں گے، سوائے بدکار اور فاجر اولاد کے، بہت ہی ناشکر گزار۔ یعنی کفر اختیار کرنے والے۔

یہ دعا آپ نے تب فرمائی جب وحی کے ذریعے آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان کی اولاد بھی ایمان نہیں لائے گی۔ ان کی عورتیں عذاب آنے سے چالیس برس پہلے عقیم ہو گئیں۔

جب آپ نے کافروں کے لیے بددعا کی تو اسُ وقت مومنوں کے لیے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اے میرے پروردگار اور میرے خالق! مجھے بخش دے، وَلِوَالِدَيَّ اور میرے ماں باپ کو، اور یہ دونوں مومن تھے، وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا اور بخش دے اسے جو کہ داخل ہو میرے گھر میں، یعنی کشتی میں، یا آپ کی مسجد میں یا آپ کے دین میں اور وہ مومن ہو۔ ایسے فرمایا تا کہ شیطان شامل نہ ہو، اگرچہ وہ کشتی میں سوار ہو گیا تھا، وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور بخش دے قیامت تک آنے والے سب ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو اور اس میں اشارہ ہے کہ (حضرات) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء (رحمہم اللہ) دشمنوں پر قہر اور دوستوں کے لیے مہربانی کا مظہر ہیں۔

شعر:

در جنگ چو آہنیم و در صلح چو موم　　بر دوست مبارکیم و بر دشمن شوم

یعنی ہم جنگ میں فولاد اور صلح میں موم کی مانند ہیں، دوست کے لیے مبارک اور دشمن کے لیے عذاب ہیں۔

www.maktabah.org

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ اور نہ بڑھا اور زیادہ نہ کر ظالموں کو، سوائے ہلاکت وعذاب کے۔ التبار و التبو: ہلاک کرنا۔

(حضرت نوح علیہ السلام نے) تین دعائیں فرمائیں، (ایک) کافروں کے لیے، (دوسری) مومنوں کے لیے اور (تیسری) ظالموں کے لیے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ظالموں سے مراد کافر ہیں، جو تکرار ہوگا تو آپ کی دُعا کافروں اور ظالموں کے حق میں قبول ہوئی اور اس کا اثر ظاہر ہوگیا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ سب مومنوں پر رحمت کی جائے گی اور تمام ظالم قہر سے ہلاک کیے جائیں گے۔

اے درویش تو کوشش کر، تاکہ تو مومنوں میں سے ہو اور تو کافروں اور ظالموں میں شامل نہ ہو، تاکہ قہر (الٰہی) سے ہلاک نہ ہو جائے۔

وعن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم انه قال من قرأها كان من المؤمنين الذين يدركهم دعوة نوح عليه السلام:

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو (ایماندار) آدمی اس سورہ کی تلاوت کرے گا، وہ ان مومنوں میں سے ہوگا، جن کے لیے حضرت نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی۔"

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا
سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ
لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا
اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا
عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ
وَ الْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ
الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶
وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷
وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا
وَّ شُهُبًا ۝۸ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ
یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْٓ
اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰
وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآىِٕقَ
قِدَدًا ۝۱۱ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ

www.maktabah.org

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ
يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَّ اَنَّا مِنَّا
الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا
رَشَدًا ۝۱۴ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝۱۵ وَّاَنْ
لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝۱۶
لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا
صَعَدًا ۝۱۷ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝۱۸
وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ
لِبَدًا ۝۱۹ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ۝۲۰
قُلْ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝۲۱ قُلْ اِنِّيْ لَنْ
يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝۲۲
اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۝۲۳ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا
مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ
عَدَدًا ۝۲۴ قُلْ اِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ
لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ۝۲۵ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝۲۶
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

www.maktabah.org

وَّمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾

سورۂ جن مکی ہے اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

قُلْ فرمادیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مکہ کے کافروں اور ان کے علاوہ دوسروں کو، اُوْحِيَ اِلَيَّ میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے، اَنَّهُ اسْتَمَعَ بے شک سُنا ہے اسے (قرآن کو)، نَفَرٌ ایک جماعت نے مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے، فَقَالُوْٓا پس وہ کہہ اُٹھے، اِنَّا سَمِعْنَا بے شک ہم نے سُنا، قُرْاٰنًا ایک پڑھا جانے والا (یعنی قرآن)، عَجَبًا ﴿١﴾ عجیب کہ ہرگز ایسی بلاغت، فصاحت اور خوبی والی بات ہم نے نہیں سنی تھی، يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ دکھاتا ہے ہدایت اور سچا دین۔ الرُّشْدُ وَالرُّشَادُ الرَّشَدُ ۔ سیدھا راستہ پانا اور راستہ دکھانا، فَاٰمَنَّا بِهٖ پس ہم ایمان لے آئے اس قرآن پر، وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿٢﴾ اور ہم ہرگز کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اپنے رب کے ساتھ۔

اس بات میں ان جنوں پر اللہ تعالیٰ کے بیکراں فضل کی طرف اشارہ ہے اور مکہ (مکرمہ) کے کافروں کی سرزنش کی گئی ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے، باوجود اس کے کہ وہ خود کو عقلا اور فصحا سمجھتے ہیں۔ وہ بتوں کو حضرت واجب الوجود (خدا تعالیٰ) کا شریک بناتے ہیں۔ جبکہ انہوں نے ایک بار قرآن (مجید) کو سنا اور وہ ایمان لے آئے ہیں اور یہ (کافر) ہمیشہ سنتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ ارشاد الٰہی ہے:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ المائدہ ۵۴)۔

"یہ خدا کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔"

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہے کہ یہ نبوت کے دسویں سال کا واقعہ ہے اور وہ یوں ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قریۂ نخل محمود میں صبح کی نماز ادا فرما رہے تھے کہ جنوں کا ایک گروہ آیا اور انہوں نے قرآن مجید کو سنا اور ان کے دلوں میں رقت و وجد پیدا ہو گیا اور ان کے دلوں میں حضرت رسول (خدا) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دوستی پیدا ہو گئی اور وہ بے حال ہو گئے۔ (جب) وہ اپنی قوم میں پہنچے تو انہوں نے اس صورت حال کا ذکر کیا۔ (بعد ازاں) ایک رات نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لے آئے۔ لیلۃ الجن (جنوں کے آنے کی رات) میں (حضرت) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی آدمی نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس نہ تھا۔ (حضرت) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول (خدا) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لکیر کھینچی اور مجھے فرمایا تو میں اس لکیر کے درمیان بیٹھ گیا اور نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلم

www.maktabah.org

گئے اور جنوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ بہت سے تھے (اور) انہوں نے اسلام قبول کیا۔ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔

نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جنوں کی تین اقسام ہیں۔ بعض پرندوں کی مانند ہیں اور وہ بال و پر سے ہوا میں اُڑتے ہیں اور بعض کتوں اور سانپوں کی شکل میں ہیں اور بعض ایسے ہیں جو جس جنس اور شکل میں چاہیں، بن جاتے ہیں۔ لیلۃ الجن (کا واقعہ) مکہ (مکرمہ) میں حجون کی جگہ ہوا ہے۔ حجون مکہ (مکرمہ) کا ایک متبرک قبرستان ہے، جیسے مدینہ (منورہ) میں بقیع ہے۔ سب سے بڑی عمر کا جن جس نے قرآن (مجید) سنا تھا اس کا نام عمرو تھا۔

(حضرت) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''میں نے لوگوں کی ایک جماعت سے سنا کہ انہوں نے کہا ہم سفر میں تھے۔ ہم نے ایک سانپ دیکھا جو مارا گیا تھا اور وہ خون میں لتھڑا ہوا تھا۔ ہم میں سے ایک آدمی نے اس سانپ کو زمین میں دفن کر دیا اور ہم چل پڑے۔ ایک جماعت (جو جن تھے) ہمارے سامنے آئی اور کہنے لگے کہ تم میں سے عمرو کو زمین میں کس نے دفن کیا؟ ہم نے پوچھا کہ عمرو کون ہے؟ کہنے لگے کہ وہ سانپ جسے تم نے فلاں جگہ دفن کیا ہے، وہ نبی (اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے اصحاب جن میں سے تھا، اس کا نام عمرو تھا اور اس نے قرآن (مجید آپؐ سے) سُنا تھا۔ جنوں کے دو قبائل کے درمیان جنگ ہوئی، جن میں سے ایک فریق مسلمان تھے اور عمرو ان میں سے تھا۔ دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔ کافروں نے عمرو کو مار ڈالا اور اس نے شہادت کا درجہ پایا۔''

وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا اور بلاشبہ ہمارے پروردگار کی شان بلند ہے۔ التعالی: بلند ہونا۔ الجد: شان۔ بلندی شان کا ذکر کیا اور فرمایا: مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ اس نے نہیں بنایا کسی کو اپنی بیوی اور نہ اولاد۔ چونکہ بیوی بنانا کمزوری کا سبب ہے اور اس کی ذاتِ اقدس نقصان سے منزہ ہے۔

اِنَّهٗ میں ہ، ساتوں قراتوں میں ضمیر شان ہے اور اِنَّهٗ ہمزہ کی زیر کے ساتھ ہے۔ یہ اِنَّا سَمِعْنَا پہ عطف ہوگا کیونکہ وہ مبتداء ہے اور قول کے بعد مذکور ہے۔ (قول کے بعد اِنَّ ہمیشہ ہمزہ کی زیر کے ساتھ ہوتا ہے)۔ اور اسی طرح باقی تیرہ مواقع پر بھی اِنَّ زیر کے ساتھ ہوگا اور اَنَّ زبر کے ساتھ بھی درست ہے۔ یہ اَنَّهٗ استمع پر عطف ہوگا تو یہ پیغمبر علیہ السلام پر وحی کی گئی چیز میں سے ہوگا، یا عطف ہوگا امنا بہ کی ضمیر ''ہ'' پر تو گویا یوں کہا گیا کہ ہم ایمان لائے اس بات پر کہ ہمارے پروردگار کی شان بلند ہے، یا عطف ہوگا جار اور مجرور ''بہ'' پر تو گویا یوں کہا گیا کہ ہم نے اس (قرآن) کی تصدیق کی اور اس بات کی تصدیق کہ ہمارے پروردگار کی شان بلند ہے اور یہ آخری دو توجیہات زیادہ بہتر ہیں، قریب ہونے کی وجہ سے۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝

اور یہ کہ بلاشبہ ہم میں سے بیوقوف اللہ پر بڑھا چڑھا کر باتیں کرتا تھا (جو) حق سے دور اور بہت ہی بڑا

www.maktabah.org

جھوٹ تھا اور یہ (کہنے والا) ابلیس تھا، یا کافر جن۔ ان سب پر اللہ کی لعنت ہو، جو اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے تھے اور (اس کے لیے) بیوی اور اولاد کا اعتقاد رکھتے تھے۔ جنوں نے کہا کہ ہم نے جب قرآن (مجید) کو سنا تو سمجھ گئے کہ یہ جھوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہے اور اس کے بیوی اور بچے ہیں۔ چونکہ قرآن (مجید) میں (اس سے) منع کیا گیا ہے اور عقلی دلیل بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے۔ سو ہمیں عقلی اور سمعی دلیل مل گئی اور ہم نے حق پالیا۔ اس میں کفار پر اعتراض ہے کہ انہوں نے معائنہ سمجھا اور وہ بے عقل ہیں۔

السفیہ: بے عقل اور اسفہاء: جماعت، الشطط: دوری۔

انہ میں ہ، ضمیر شان ہے، کان اور یقول کا تنازع ہے سفیہنا (فاعل) میں، یا سفیہنا کان کا اسم ہے اور یقول خبر مقدم ہے اس کی۔ علی اللہ متعلق ہے یقول کے ساتھ۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۝

اور یہ کہ بلاشبہ ہم نے گمان کیا کہ ہرگز نہ کہیں گے انسان اور جن اللہ تعالیٰ پر جھوٹ۔ یعنی ہم گمان کرتے تھے کہ وہ سچ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیوی، بچے اور شریک ہیں، یہاں تک کہ ہم نے قرآن (مجید) سنا (تو) سمجھ گئے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے، (لہٰذا) ہم ان سے بیزار ہو گئے اور ہم مسلمان ہو گئے۔

کَذِباً صفت ہے مصدر محذوف کی، یعنی قولاً کذباً، یعنی جھوٹی بات۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۝

اور یہ کہ بلاشبہ تھے کچھ آدمی انسانوں میں سے جو پناہ لیتے تھے جنات کے لوگوں سے، سو ان پناہ لینے والے آدمیوں نے جنوں کے تکبر، بڑائی اور ظلم و بربادی میں اضافہ کر دیا۔ رہق کا یہی معنی ہے، یا جنوں نے آدمیوں کی گمراہی اور تباہی کو بڑھا دیا، اس وجہ سے کہ انہوں نے آدمیوں کو یوں گمراہ کیا کہ وہ ان کی پناہ لینے لگے، (زمانہ) جاہلیت میں کافر۔

جاہلیت میں کافروں کے ہاں یہ رواج تھا کہ جب وہ سفر کو جاتے تھے اور جنگل میں پڑاؤ ڈالتے تھے تو وہ کہتے تھے۔ ہم اس جگہ کے سب سے بڑے جن کی پناہ لیتے ہیں، اس کی قوم کی برائی سے (بچنے کے لیے)۔ اس وجہ سے جنوں کا تکبر اور گمراہی بڑھ گئی کہ آدمی ہم سے ڈرتے ہیں اور ہماری پناہ لیتے ہیں۔ سو یہ جن کہ جنہوں نے قرآن (مجید) کو سنا وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فریاد کو نہیں پہنچ سکتا اور اللہ رب العزت کی ذات اقدس کے سوا کسی کی پناہ لینا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا وہ تائب ہو گئے اور وہ رب العزت جل جلالہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

سو موحد مومن جب کسی جنگل میں یا سفر میں یا حضر میں ڈر جائے تو اُسے پڑھنا چاہیے:

''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم'' یعنی ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔''

اور کہنا چاہیے:

www.maktabah.org

رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(سورۃ المومنون ۹۷-۹۸)

یعنی ''کہیں کہ اے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آموجود ہوں۔''

نیز معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھے اور کہے:

''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ''

یعنی ''اللہ تعالیٰ کے تمام مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے۔''

تو کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

(حضرت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں سے ایک فرماتے ہیں کہ کفر اور کافری کے دنوں میں ہم سفر میں تھے۔ ایک جنگل میں اچانک ایک بھیڑیا آ گیا اور اس نے ایک شخص کے ریوڑ سے ایک بھیڑ اٹھالی اور لے کر چل پڑا۔ اس شخص نے دُہائی دی کہ اے جنوں کے بڑے ہم تیری پناہ میں آ چکے ہیں اور تیری پناہ چاہتے ہیں۔ ہم نے ایک آواز سنی کہ اے بھیڑیے بھیڑ کو چھوڑ دو کہ اس نے ہماری پناہ لی ہے۔ فوراً بھیڑیے نے بھیڑ کو چھوڑ دیا اور چلا گیا اور یہ استدراج ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو جنوں کو مت پکار کہ اس طرح تو کافر ہو جائے گا اور تیری بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ تو قسمت (فال دیکھنے) کی کتاب اور نادان بیہودگیوں پر اعتقاد نہ رکھ اور جنوں کے نقصان سے بچنے کے لیے کوئی خوشبو جلانا اور چراغ جلا کر رکھنے کا عمل نہ کر۔

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿۷﴾

''اور یہ کہ بلاشبہ انسانوں میں سے کچھ لوگ گمان رکھتے ہیں، جیسے کہ تم کافر جن گمان رکھتے ہو کہ ہرگز زندہ نہ کرے گا اللہ کسی کو مرنے کے بعد۔''

اس صورت میں انہم اور ظنوا میں ضمیر راجع ہوگی رجال من الانس کی طرف اور ظننتم کا مخاطب جن ہیں، بطور نصیحت۔ کہا گیا ہے کہ یہ دو آیات جنوں کا کلام نہیں ہے بلکہ وحی کے کلمات ہیں اور وہ عطف ہوگا انہ استمع پر۔ اس توجیہ کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ فرما دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں میں سے کچھ لوگ تھے، الخ، کیونکہ ان کافر جنوں نے ایسا ہی گمان کیا تھا، جیسا کہ اے کافر آدمیو تم کرتے ہو۔ پہلی توجیہ زیادہ بہتر ہے ان دونوں آیات کے ماقبل اور مابعد قرینے کی وجہ سے اور وہ مابعد کی آیت یہ ہے:

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿۸﴾

www.maktabah.org

اورجنوں نے کہا بلاشبہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا، یعنی ہم نے چاہا کہ چوری سے سننے کے لیے آسمان پر آئیں، سو ہم نے آسمان کو سخت پہریداروں اور روشن ستاروں (شعلوں) سے پر پایا۔

الحرس: جمع حارس ہے معنی کے لحاظ سے تو یہ اسم جمع ہے اس لیے اس کی صفت شدید لائی گئی ہے۔ الحرسة: پہرہ دینا۔ الشھب: شہاب یعنی ایک ٹکڑا، ستارے کی روشنی کے شعلہ سے، جو جن کی طرف گرایا جاتا ہے تاکہ وہ گریز کرے اور آسمان پر نہ آئے۔

وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ پھر جنوں نے کہا: بلاشبہ یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے، آسمان کے ٹھکانوں میں فرشتوں کی باتیں سننے کے لیے، یعنی اس سے پہلے ہم آسمان پر آسکتے تھے اور جہاں کہیں چاہتے تھے، بیٹھ سکتے تھے اور فرشتوں کی باتوں کو سنا کرتے تھے۔

فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾

سو جو کوئی ہم میں سے اب آسمان پر جانا چاہتا ہے اور فرشتوں کی باتوں کو سننا چاہتا ہے، تو وہ اپنے لیے وہاں گھات لگایا ہوا ستارہ (شعلہ) پاتا ہے جو اسے مارا جاتا ہے اور وہ اسے نہیں چھوڑتا تاکہ وہ آسمان پر آجائے۔

مقاعد جمع مقعد: بیٹھنے کی جگہ۔ اَلْاٰن بمعنی اب۔ یہ مبنی بر فتح ہے لام کے التزام کے ساتھ۔ الرصد: پہریدار (گھات لگائے ہوئے)، اسم جمع یا جمع راصد، الرصد و الرصود: نگاہ رکھنا اور نظر رکھنا۔

وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ﴿۱۰﴾

اور یہ کہ بلاشبہ ہم نہیں جانتے کہ مصیبت اور عذاب کا ارادہ کیا گیا ہے اہل زمین کے ساتھ یا اہل زمین کے ساتھ ان کے پروردگار نے بھلائی اور رحمت کرنا چاہی ہے۔ یعنی اس کے بعد ہم آسمان پر نہیں جاسکتے، جیسا کہ اس سے پہلے جایا کرتے تھے۔ سو ہمیں آسمان سے روک لینا اہل زمین کے ساتھ بھلائی کرنے کی بنا پر ہے، یا ان کی برائی (عذاب) کی وجہ سے ہے۔

(حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جنوں کے ہر قبیلہ سے کچھ آدمی تھے، جو آسمان پر جاتے تھے اور ایک جگہ بیٹھتے تھے۔ جب آسمان پر فرشتوں کو وحی آتی تو یہ ایسی آواز سنتے تھے، جیسے لوہے کو تھال پر مارا جائے۔ تمام فرشتے سجدہ میں گر جاتے تھے، جب وحی آتی، وہ پوچھتے کہ یہ کیا وحی آئی؟ اگر ایسا حکم ہوتا جو سب آسمان والوں کے لیے ہوتا، تو (فرشتے فوراً) قبول کر لیتے تھے اور اگر وحی میں ایسا حکم ہوتا جو زمین (والوں) سے متعلق ہوتا، قحط طوفان، کشادگی اور موت وغیرہ سے، تو فرشتے ایک دوسرے سے تذکرہ کرتے اور جن (اسے) سن لیتے اور اسے اپنے دوستوں کو، جو جنوں کے پجاری، منجم اور فال گو تھے، بتادیتے تھے اور اس کے ساتھ بہت سا جھوٹ ملا لیتے تھے اور خلقت کے فساد کا سبب بنتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آسمان کو پہریداروں سے پر کردیا۔

www.maktabah.org

اگر تم کہو کہ سو یہ جن جنہوں نے کہا ''انا لمسنا السماء'' تا آخر ان جنوں میں سے تھے، جنہوں نے قرآن (مجید) کو سنا تھا یا ان کے علاوہ؟ تو میں کہوں گا کہ زیادہ احتمال یہ ہے کہ وہی تھے اور ظاہر (بھی) یہی ہے۔ وَاللّٰہ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

جب ستارے زیادہ ٹوٹنے لگے تو ابلیس علیہ اللعنۃ کہنے لگا کہ زمین میں (کوئی) بڑا واقعہ رونما ہوا ہے جس کی وجہ سے جنوں کو آسمان سے روک دیا گیا ہے۔ پس اس نے اپنے لشکریوں کو بھیجا جو ہر ولایت سے مٹھی بھر خاک لے آئے۔ ابلیس نے اسے سونگھا اور کہا یہ بڑا واقعہ بنی تہامہ کی زمین میں ہے، یعنی عرب کی زمین میں رونما ہوا ہے اور یہ آخر الزمان پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی نشانی ہے اور آپ کا معجزہ ہے۔ پھر اس نے جنوں کو بھیجا تا کہ وہ اس بارے میں کھوج لگائیں۔ وہ عرب کی زمین میں آئے۔ انہوں نے (حضرت) محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپؐ نماز میں قرآن (مجید) کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب وہ (جن) اپنی قوم میں واپس گئے تو انہوں نے یہ قصہ بیان کیا اور کہنے لگے کہ ہم نے جان لیا کہ ہمارے لیے (آسمان کا) دروازہ بند کر دینے میں کیا حکمت تھی؟

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ اور کہا جنوں نے بلاشبہ ہم میں سے نیکوکار اور پرہیزگار ہیں، وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ اور ہم میں سے ان نیکوں کے علاوہ ہیں، یعنی کافر اور فاسق، كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝ اور تھے ہم مختلف ادیان و مذاہب پر۔ یعنی مسلمان، یہودی، عیسائی اور آتش پرست۔ یہ جنوں کا کہنا ہے، جو انہوں نے قرآن (مجید) کو سنا اور اپنی قوم کو سمجھا رہے تھے تا کہ وہ ایمان لے آئیں اور دین اسلام کو قبول کر لیں اور جس طرح کہ وہ تھے (اب) نہ رہیں، یعنی سب نیک اور متقی بن جائیں۔

طریقه: راستہ، طرائق اس کی جمع۔ القد: کسی چیز کا ٹکڑہ، قدد: اس کی جمع۔ طرائق کا مضاف محذوف ہے، یعنی کنا اصحاب مذاہب مختلفہ (ہم مختلف مذاہب والے تھے)، مذاہب کو مختلف راستوں سے تشبیہ دی گئی ہے، پس استعارہ مصرحہ ہے۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اور بلاشبہ یہ کہ ہم نے گمان کیا کہ ہم جن ہیں، اس یقین کے ساتھ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ کہ ہم ہرگز اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو عاجز نہیں کر سکتے زمین میں، اگر وہ ہمیں مصیبت اور عذاب میں مبتلا کرے، وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ اور ہم ہرگز اسے عاجز نہیں کر سکے بھاگ کر، یعنی جو کچھ ہمیں کرنا چاہیے ہم اس سے فرار نہیں کر سکتے، اور ہم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ظن سے مراد علم ہے۔ الاعجاز: عاجز کرنا اور گزرنا۔ هربًا: یعنی ہاربین (بھاگنے والے) الهرب بھاگنا۔

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ

اور بلاشبہ جب ہم نے سنی ہدایت، یعنی قرآن (مجید) کو جو سیدھا راستہ دکھاتا ہے، ہم اس پر

www.maktabah.org

ایمان لے آئے اور ہم نے اس کی تصدیق کی۔

فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝

سو جو کوئی اپنے رب پر ایمان لائے تو اسے خوف نہ ہوگا کسی نقصان کے ہونے کا اور کسی ظلم کے کیے جانے کا، یعنی اس کی اطاعت کا ثواب کم نہیں کیا جائے گا اور نہ اس پر گناہ کے عذاب میں اضافہ ہوگا۔

(فلا یخاف میں) مبتداء (ھو) محذوف ہے، یعنی فھو لا یخاف ۔ البخس: کم کرنا۔ رھقه: اس پر ظلم ہوا، یعنی اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا خوف نہیں ہوا۔

وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ اور یہ کہ بلاشبہ ہم جنوں میں سے کچھ مسلمان ہیں۔ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ اور ہم میں سے کچھ ستم گر، ظالم اور کافر ہیں، فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ سو جو کوئی اسلام لایا، پس وہی ہیں، جنہوں نے طلب کیا راہ راست اور ارادہ کیا راہ حق کا۔

القسوط: ظلم کرنا، الاقساط: انصاف کرنا، التحری: درستگی کی تلاش کرنا، نیز کہا گیا ہے: حق کی تلاش کرنا۔

بعد ازاں کافروں اور ظالموں کے عذاب کا ذکر کیا اور اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ

اور رہے ظالم اور کافر، پس وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

اَنْ مخفف ہے اَنَّ مشدد سے، اور اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ یعنی بلاشبہ شان اور کام یہ ہے کہ اگر اہل مکہ راہ اسلام پر قائم رہتے یا سب آدمی اور جن ایمان لاتے اور نیکی کرتے، لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝ یقیناً ہم ان کو بہت زیادہ پانی دیتے۔ یعنی ان کو وافر نعمت عطا کرتے، چونکہ نعمتیں (فصلیں) بارش کے پانی سے زیادہ ہوتی ہیں، (لہٰذا) پانی کا ذکر کر کے اس سے مراد نعمتیں لیں۔ ذکر سبب اور مراد مسبب بلاغت میں سے ہے۔

لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ تا کہ ہم ان کو نعمتیں دے کر آزمائیں، کہ وہ نعمت دینے پر (ہمارا) شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ جب نعمتیں زیادہ ہو جائیں تو شکر بھی زیادہ کرنا چاہیے تا کہ نعمتیں قائم رہیں اور (مزید) بڑھ جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (سورہ ابراہیم ۷)۔

یعنی "اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا"۔

ع: اے شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

یعنی اے اللہ کریم! تیری نعمتوں کا اتنا ہی (زیادہ) شکر ہے، جس قدر وہ (زیادہ) ہیں۔

www.maktabah.org

شعر:

من بے تو دمی قرار نتوانم کرد　　احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتن من زبان شود ہر موئی　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

یعنی ''میں تیرے بغیر ایک لحظہ قرار نہیں پا سکتا۔ تیرے احسان کا شمار (شکرادا) نہیں کرسکتا۔
اگر میرے تن کے ہر بال کو زبان مل جائے (تو بھی) تیرے ہزار (احسانوں) میں سے ایک کا شکرادا نہیں کرسکتا''۔

(اس آیت سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی استقامت بجالائے، تاکہ معارف الٰہی کی کثرت (کے فیض) سے مشرف ہو۔

کما قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: استقیموا ولن تحصوا'' (سنن ابن ماجہ ۲۷۸، ص ۴۲)۔

جیسے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: استقامت اختیار کرو اس کے پھل کو تم شمار نہیں کرسکو گے، یا تم اس کے ثمرہ کو نہیں جانتے، یا تم (اس پر) قائم نہیں رہ سکو گے۔

الاستقامة: درست کھڑا ہونا۔ **الاحصاء:** جاننا اور سکنا اور شمار کرنا (گننا)۔

قال سید الطائفہ جنید بغدادی رحمة اللّٰہ علیہ: ''کن طالب الاستقامة ولا تکن طالب الکرامة، (و)قال: الربّ عزّو جل یطلب الاستقامة والنفس تطلب الکرامة''.

یعنی سید الطائفہ (حضرت) جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو استقامت کا طالب رہ اور کرامت کا طالب مت بن (اور) فرمایا: اللہ رب العزت استقامت چاہتا ہے اور نفس (انسانی) کرامت۔

جب (اللہ کریم نے) استقامت کی جزا بیان کی تو عدم استقامت کی سزا کو بھی یاد کیا اور فرمایا: ''وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ اور جو روگردانی کرے گا، اپنے پروردگار کی یاد سے اور اس کی فرمانبرداری نہیں کرے گا، يَسْلُكْهُ وہ اسے داخل کرے گا، عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ عذاب سخت اور زیادہ مشکل میں۔

الصعد: سخت اور مشکل۔

(اس آیت سے) ایماندار طالب اور سچے مرید کا نصیب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مولا کریم کے ذکر میں مشغول رہے اور (اس کی یاد سے) رنجیدہ نہ ہو اور اس سے روگردانی نہ کرے، تاکہ فراق اور دولت ابدیہ سے محرومی کے عذاب میں مبتلا نہ ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ، یعنی ''ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں''۔

وقتوں میں وقت وہی ہیں جو ذکر میں صرف ہوں اور پاکیزگیوں میں پاکیزگی وہی ہے جو ذکر سے نصیب ہو۔

www.maktabah.org

رباعی

از ذکر همی نور فزاید ماه را در راه حقیقت آورد گمراہ را
ہر صبح و نماز شام وردِ خود ساز خوش گفتن لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه را

یعنی ذکر کرنا چاند کے نور کو بڑھاتا ہے۔ گمراہ کو سیدھے راستے پر لے آتا ہے۔
تو ہر صبح اور شام کی نماز میں اپنا ورد بنالے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کو خوب پڑھنا۔

قال النبی علیہ السلام حکایة عن اللّٰہ تعالٰی: انا جلیس من ذکرنی (اتحاف السادة المتقین ۶:۲۸۷)۔

یعنی نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس کا ہمنشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔

ذکر کی تلقین کامل مکمل سے لینی چاہیے، یعنی قطب الارشاد یا ان کے خلیفہ سے، تا کہ اس کے (مثبت) نتائج ظاہر ہوں۔ ہمارے شیخ حضرت (بہاء الدین نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مقلد کامل سے مقصد حاصل نہیں ہوتا (اس کے لیے) کامل مکمل ہونا چاہیے۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ:

اور بلاشبہ تمام مساجد، یا سب روئے زمین، یا جملہ اعضاء جن سے سجدہ کیا جاتا ہے اللہ ہی کے لیے ہیں۔ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ سو تم اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

یعنی کافر مت بنو اور (اللہ کے ساتھ) اخلاص سے پیش آؤ۔

مساجد جمع مسجد، جیم کی زبر یا جیم کی زیر سے ہے، سجدہ کرنے کی جگہ۔

مسجدیں اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لیے ہیں۔ ان میں تجارت مت کرو اور ان میں دنیا کی باتیں مت کرو اور ان میں دشمنی مت کرو اور ان میں آواز بلند مت کرو اور ان میں راستہ مت بناؤ اور اللہ کی بندگی کے علاوہ ان میں کوئی دوسرا کام مت کرو۔

جاننا چاہیے کہ مسجد کی حرمت (عزت) کو برقرار رکھنا دین کے آداب میں سے ہے اور مسجد آسمان وزمین کی تمام جگہوں میں سے زیادہ فضیلت والا مقام ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

سَلْ رَّبَّکَ عَنْ اَحَبِّ الْبُقَاعِ اِلَیْهِ تَعَالٰی لَا عُلِقُ بِهَا قَلْبِیْ، فَعَرَجَ جبرئیل ثمّ نزل، فقال: یا محمد قال اللّٰہ تعالٰی: شرُّ البقاع الاسواق و خیرها المساجد.

(اتحاف السادة المتقین ۵:۵۱۳، کشف الخفاء ۱:۲۳۲)۔

www.maktabah.org

یعنی اپنے رب سے اس کی پسندیدہ جگہ کے بارے میں پوچھیں تا کہ میں اپنے دل کو اس سے لگالوں تو جبرائیل (علیہ السلام) چلے گئے اور پھر واپس آ کر عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہترین جگہیں مساجد ہیں اور بدترین جگہیں بازار ہیں۔

''قنیۃ الفتاوی'' میں مذکور ہے کہ بہترین ذکر وہ ہے جو خفیہ طور پر بازاروں میں کیا جائے۔ یعنی (طالب) بازار میں (بھی) ذکر خفی میں مشغول رہے، تا کہ خرید و فروخت اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے باز نہ رکھے۔ (حضرت) خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بخارا کے بازار میں بہت ذاکرین تھے۔ ایک روز ایک صاحب وقت درویش جو مسافر تھے، بخارا کے بازار میں آئے (اور حالت مذکور پر) کہا:

''دوسرے شہروں کی مساجد اور خانقاہوں میں اس قدر ذکر کرنے والے نہیں ہیں۔''

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ:

کہا گیا ہے کہ یہ ابتدائے سورت میں مذکور انہ استمع پر عطف ہے۔

یعنی اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہہ دیں کہ میرے اوپر وحی آئی ہے کہ بلاشبہ جب کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ، یعنی محمد علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نخلہ کے گاؤں میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، یعنی صبح کی نماز ادا کرتا ہے اور قرآن (مجید) کی قرأت کرتا ہے:

كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ؕ ﴿۱۹﴾

جنوں نے چاہا کہ اس پر گر پڑیں۔

یعنی ایک جم غفیر بنائیں اور ایک دوسرے کے اوپر گر پڑیں، یعنی وہ کثیر تعداد میں جمع ہو گئے اور قرآن (مجید) سننے میں راغب ہو گئے اور انہوں نے چاہا کہ ایک دوسرے پر گر جائیں۔

انہ' میں ضمیر شان ہے اور یدعوہ حال ہے، یعنی اس کو بلاتے ہوئے۔ اللبد: کسرہ کے ساتھ لبدۃ کی جمع ہے اور لبدہ جماعت کو کہتے ہیں اور اللبد لام کے پیش کے ساتھ حطم کے وزن پر، واحد قائم مقام جمع ہے اور اس طرح بھی پڑھا گیا ہے، نیز کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کی ابتدا ہے، جب بندہ مومن یعنی (حضرت) محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رسالت کو ظاہر کیا اور فرمایا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه' وَحْدَه' لَا شَرِيْکَ لَه:

یعنی ''نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا اور وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں''۔

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور خلقت کو (اللہ تعالیٰ کی) وحدانیت اور عبادت کی طرف بلایا تو کافروں نے آپؐ کو ہلاک کرنا چاہا اور آپؐ پر حملہ آور ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصرت عطا فرمائی اور ان کے شر سے آپؐ کی حفاظت فرمائی اور یہ (مطلب) آگے آنے والی آیت کے (تحت) زیادہ

www.maktabah.org

مناسب ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ:

فرمادیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ بلاشبہ میں پکارتا ہوں اور بندگی کرتا ہوں پروردگار کی، وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا۝ اور میں شریک نہیں بناتا اپنے خدا کے ساتھ کسی آدمی اور کسی چیز کو۔

قُلْ میں قُلْ اور قَالَ دونوں قرأتیں ہیں۔

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۝

فرمادیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ میں تمہیں کوئی نقصان (اور نفع) نہیں پہنچا سکتا، تمہیں کفر پر رکھوں یا تمہیں راہ راست پر لے آؤں، میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے، سوائے اللہ کے پیغام کو پہنچانے کے، جو کوئی (اسے) قبول کرلے وہ نجات پائے گا اور جو قبول نہیں کرے گا وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔

الضر: نقصان پہنچانا۔

قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ

فرمادیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ ہرگز نہیں بچا سکتا مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی شخص۔

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۝

اور میں ہرگز نہیں پاؤں گا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی جائے پناہ کہ اس میں بھاگ جاؤں اور نہ کوئی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا۔

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ

مگر پہنچانا شریعت کا لوگوں تک اور بیان کرنا اللہ کے پیغامات کو۔ یہ دو چیزیں میری جائے پناہ اور عذاب سے بچانے والی ہیں اور اس انداز سے دنیا وآخرت میں میری عزت کا ذریعہ ہیں۔

بلاغا ملتحداً سے بدل ہے اور رسالاتہ بلاغا پر عطف ہے اور جائز ہے کہ لا املک لکم ضرا سے استثناء ہو اور باقی کلام جملہ معترضہ ہو لیکن پہلی توجیہ زیادہ بہتر ہے اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ الا بمعنی غیر ہو اور ملتحداً کی صفت ہو۔

(اس آیت سے) اہل حق کا نصیب یہ ہے کہ وہ حق کی بات لوگوں تک پہنچانے میں خطا نہ کریں اور اپنی مدد اور عزت شرعی احکام کے پہنچانے اور شریعت کے حکموں کو بیان کرنے کے علاوہ (کسی چیز میں) نہ سمجھیں اور ہمیں یہ بات تجربہ سے معلوم ہو چکی ہے کہ جس قدر خلوص کے ساتھ ظالموں اور بدعتیوں کو احکام شرع کی تبلیغ کی جائے وہ ان کو بھلی لگتی ہے اور وہ بھی تائید الٰہی سے دوست بن جاتے ہیں۔

الالحادة: نجات دلانا۔ الملتحد: جائے پناہ۔ الالتحاد: پناہ لینا۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ:

www.maktabah.org

اور جو کوئی گناہگار بنے اور نافرمان ہو جائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا۔

فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ:

سو بلاشبہ اس کے لیے جہنم کی آگ ہے۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾

(ایسے لوگ) ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، دوزخ کی آگ میں۔ یعنی جو کافر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر ایمان نہ لائے، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ، یعنی ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اس جگہ (آیت میں) عصیان سے مراد کفر ہے۔

من حرف شرط ہے اس لیے "یَعْصِ" "کو" "یا" کے حذف کے ساتھ مجزوم کر دیا اور فانہ لہ اس کی جزا ہے، لہ کے اندر ضمیر واحد لائی گئی ہے من کے لفظ کی رعایت کی وجہ سے اور خالدین کو جمع لایا گیا، اس کے معنی کی رعایت سے اور یہ حال مقدرہ ہے، یعنی جہنم کی آگ ان کے لیے ثابت ہوگئی اور اس میں انہوں نے اپنی ہمیشگی مقدر کر دی۔

حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ:

یعنی اللہ تعالیٰ نے مہلت دی ہے، ان کافروں کو، تاکہ وہ اس (عذاب) کو دیکھ لیں جس کا ان کو خوف دلایا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قہر کو دنیا اور آخرت میں دیکھ لیں۔

فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾

سو عنقریب جان لیں گے کہ کون کمزور تر مددگار اور کم تر تعداد میں لشکر آپ کا ہے۔ یہ اس طرح تھا کہ کافر کہتے تھے کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ نے مشکل کام پکڑا ہے اور سارا جہاں آپ کا دشمن ہے اور لوگ آپ کے مددگار نہیں ہیں اور آپ کا کوئی لشکر نہیں ہے۔ ہمیں آپ (کی بے بسی) پر خوف (آتا) ہے۔ پیغمبری کے اس دعویٰ سے باز آجائیں تاکہ ہم آپ کی مدد کریں۔ اللہ رب العزت نے جنگ بدر کے روز ان (کفار) کو دکھا دیا اور آخرت میں بھی دکھائے گا کہ مدد اور بہت زیادہ ساتھی کس کے ہیں۔

الضعف: کمزور ہونا۔ استفہام نے یعلمون کو عمل سے روک دیا ہے، ناصراً اور اسی طرح عدداً تمیز ہے، جملہ کی نسبت سے، یعنی کون زیادہ ضعیف ہے اور کون کم ہے (عدد کے حوالہ سے)۔

جب کافروں نے کہا کہ یہ کب ہوگا کہ عذاب آئے گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی:

قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ:

فرما دیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ میں نہیں جانتا کہ وہ نزدیک ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے اور ڈرایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔

www.maktabah.org

اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا
یا وہ وقت مقررہ دور ہے جو اللہ تعالیٰ نے عذاب کے لیے پیدا کیا ہے۔ یعنی میں نہیں جانتا، جب تک کہ (اللہ کی طرف سے) مجھے (اس کی) خبر نہ دی جائے کہ وہ عذاب دور ہے یا نزدیک۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ:
یعنی اللہ تعالیٰ علم غیب جانتا ہے۔

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا
سو وہ مطلع نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ:
سوائے اس کے جسے وہ پسند کرتا ہے رسولوں میں سے کہ اُسے اپنے غیب سے بذریعہ وحی یا الہام سے یا اسباب کے مشاہدہ سے یا خواب کے ذریعہ مطلع کر دیتا ہے۔

صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اس آیت میں اولیاء کی کرامات کا بطلان ہے، اس لیے کہ جن لوگوں کی طرف کرامات کی نسبت کی جاتی ہے، اگرچہ وہ (اعمال کی وجہ سے) پسندیدہ ہیں، لیکن وہ رسول نہیں ہیں اور ان (صاحب کشاف کی) عبارت یہ ہے:

"وفی هذا ابطال الكرامات لان الذين تضاف اليهم وان كانوا اولياء مرتضيين فليسوا برسل" الی آخره."

جاننا چاہیے کہ معتزلہ اولیاء کی کرامت کے منکر ہیں اور یہ مسکین (صاحب کشاف) اُنہی میں سے تھے۔ (حضرت) امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) ان (صاحب کشاف) کو مسکین کہتے ہیں۔ سچا مذہب اہل سنت و الجماعت کا ہے جو کہتا ہے کہ کرامات اولیاء برحق ہیں، جیسا کہ علم الکلام میں مذکور ہے اور یہ آیت کرامت کے باطل ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اگر ہم فرض کرلیں کہ دلالت کرتی ہے تو غیب کی ایک قسم کی اطلاع پر دلالت کرتی ہے، نہ کہ اس کے کل پر اور جاننا چاہیے کہ رسول کے علاوہ کسی اور کے غیب سے آگاہ ہونے کا انکار کرنا، نص قرآنی کا انکار ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: "وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى" اِلٰى قولِهٖ: اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (سورہ القصص ۷)

یعنی "اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ (ماجدہ) کی طرف وحی بھیجی۔" سے لے کر اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ہم اس (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور (پھر) اسے پیغمبر بنا دیں گے۔"

www.maktabah.org

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ (ماجدہ) مصطلح رسول نہ تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی ولادت کے وقت سے لے کر زمانہ نبوت تک بہت زیادہ عرصہ ہوا ہے۔ نیز (انکار کرامات) ان چیزوں کا انکار ہے جو صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور مشائخ کبار (رحمہم اللہ اجمعین) سے مروی ہیں اور ہم نے بھی اولیاء سے بہت سی چیزیں مشاہدہ کی ہیں۔ سو اس آیت کی تاویل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میرے دل میں آتا ہے کہ میں معتزلہ کو منع کرنے کے لیے کہوں کہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ غیب سے مراد لوح محفوظ ہو، جیسا کہ سورہ ن والقلم میں (آیت ۴۷ کی تفسیر) میں صاحب کشاف نے اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۔ "ای اللوح"۔ کیا ان کے پاس غیب ہے کہ اس سے لکھتے ہیں؟ یعنی "لوح محفوظ" خود لکھا ہے۔ اور سورہ النجم (آیت ۳۵ کی تفسیر) میں وہ فرماتے ہیں: اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ "ای اللوح" کیا اس کے پاس غیب ہے؟ یعنی "لوح محفوظ"، یا (پھر) غیب کا معنی وحی ہے جو معروف ہے اور یہ معنی اس جگہ مناسب ہے، یا کیوں نہیں ہوسکتا کہ رسول سے لغوی معنی مراد ہو، جیسا کہ معتزلہ اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں جو ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (سورہ بنی اسرائیل ۱۵)

یعنی "اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں، عذاب نہیں دیا کرتے۔"

"قالوا المراد بالرسول العقل علٰی ما علم فی الاصول:"

یعنی معتزلہ کہتے ہیں کہ رسول سے مراد عقل ہے جو علم اصول میں معلوم ہے۔

اور سچے خواب نبوت میں سے ہیں:

قال النبی علیہ السلام: "لم یبق من النبوۃ الّا الرؤیا الصالحۃ" (صحیح البخاری ۶۹۹۰، ص ۱۲۰۶، یہاں "الا الرؤیا الصالحہ" کی جگہ "الّا المبشرات" ہے)۔ **وقال النبی علیہ السلام "اتقوا فراسۃ المومن، فانہ ینظر بنور اللّٰہ"** (کنز العمال ۱۱: ۳۰۷۳)۔ **وقیل فی الفراسۃ من غض بصرہ عن المحارم و امسک نفسہ عن الشھوات و غمر وقتہ بدوام المراقبہ و یعود اکل الحلال لم یحط فراسۃ بنور اللّٰہ تعالٰی. وقال: "الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزءً ا من النبوۃ"** (صحیح البخاری ۶۹۸۹، ص ۱۲۰۶)۔ **وفی الرؤیا اطلاع علی الغیب۔**

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "نبوت میں سے صرف سچے خواب باقی رہ جائیں گے۔" اور نبی علیہ (الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا: "مؤمن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔ فراست کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جس نے حرام سے اپنی نظر کو بچایا اور شہوات سے اپنے نفس کو روکے رکھا اور دائم مراقبہ میں اپنی عمر گزاری اور حلال کھانے کی

www.maktabah.org

عادت بنائی تو اللہ کے نور کی بدولت اس کی فراست میں کمی نہیں ہوگی اور (آپؐ نے) فرمایا:
''نیک خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' اور خواب میں غیب پر اطلاع ہوتی ہے۔

جسے اولیا کی پہچان (نصیب) ہوتی ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ جو کچھ اہل سنت والجماعت نے کہا ہے وہ سچ ہے۔ اگر وہ ان سے محبت کرنے والا ہو اور ان کی صحبت میں رہا ہو تو اس کا مردہ دل ان کے انفاس قدسیہ (کی بدولت) زندہ ہو جاتا ہے اور وہ ان کا انکار نہیں کرتا۔

مثنوی:

ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا — مردہ را زیشان حیات است ونما
جانہائے مردہ اندر گورتن — بر جہد ز آواز شان اندر کفن

(مثنوی ۱:۲۱۲)

ترجمہ: ''خبردار! اولیاءاللہ وقت کے اسرافیل ہیں، مردے کی ان سے زندگی اور نشوونما ہے۔
جسم کی قبر میں مردہ جانیں، ان کی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں۔''

فَاِنَّهٗ بلاشبہ اللہ تعالیٰ، یَسْلُكُ چلاتا ہے، مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ پیغمبر کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے محافظ، یعنی فرشتوں کو بھیجتا ہے، تاکہ وہ حفاظت کریں اس بندہ کی جسے رسالت کے لیے بھیجا گیا ہے، تاکہ ابلیس علیہ اللعنۃ اور اس کے شیطان (ساتھی) اسے گمراہ نہ کریں۔ جب اللہ تعالیٰ وحی بھیجتے تھے، اس رسول کے اردگرد فرشتے حفاظت کرتے تھے۔ جب ابلیس لعین فرشتہ کی صورت بن جاتا اور آتا تو فرشتے اس رسول کو خبر کردیتے تھے کہ یہ ابلیس ہے جو آرہا ہے۔ اولیاءاللہ بھی اللہ کی حفاظت میں ہیں۔

رباعی:

زانجا کہ جمال وجاہ جانانہ ماست — عالم ہمہ در پناہ جانا نہ ما است
مارا چہ ازانکہ عالمے خصم شوند — پیش وپس ما سپاہ جانانہ ما است

یعنی جس جگہ ہمارے محبوب (اللہ کریم) کے جمال و جاہ کا سایہ ہے، وہاں سارا جہاں ہمارے محبوب کی پناہ میں ہے۔
ہمیں اس کا کیا فکر ہے کہ سارا جہاں ہمارا دشمن ہے۔ ہمارے آگے اور پیچھے ہمارے محبوب (اللہ کریم) کی سپاہ (محافظ) موجود ہیں۔

(اس سپاہ کی حفاظت میں رہنے والے) اولیا اور علمائے ربانی ہیں۔ وہ جس نبی (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پیروکار

www.maktabah.org

ہیں، اس کی ولایت سے انہیں کامل نصیب (حاصل) ہے:
قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" (اسرار المرفوعہ ۲۴۷)۔ وقال علیہ السلام: "الشیخ فی قوم کالنبی فی امتہ" (احادیث مثنوی، ص۸۲، بہ نقل از جامع صغیر سیوطی، ج۲، ص۴۲)۔

"یعنی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کسی قوم کا شیخ ایسے ہے، جیسے امت میں نبی۔"

اولیاء اللہ کی تعریف کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

شعر:

برترند از عرش و کرسی و خلا ساکنان مقعد صدق و صفا

یعنی عرش و کرسی اور فضا سے زیادہ بلند درجہ رکھتے ہیں جو لوگ مسند صدق و صفا پر بیٹھے ہیں، یعنی اخلاص و پاکیزگی کے حامل ہیں۔

اَللّٰهُمَّ جْعَلْنَا مِنْهُمْ وَارْزُقْنَا مُتَابَعَتَهُمْ و مُحَبَّتَهُمْ و صُحْبَتَهُمْ:

یعنی اے ہمارے اللہ ہمیں ان میں سے بنا اور ہمیں ان کی متابعت، محبت اور صحبت نصیب فرما۔

لِيَعْلَمَ تا کہ خدا تعالیٰ اسے جانے (زمانہ) حال میں، جیسے جانتا تھا، (زمانہ) ماضی میں اور جانے گا (زمانہ) مستقبل میں۔ یعنی یہ اس لیے کیا تا کہ جان لیں، اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا کہ یقیناً پہنچا دیے ہیں پیغمبروں نے، رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ پیغامات اللہ تعالیٰ کے اور انہوں نے خطا نہیں کی۔ نیز کہا گیا ہے تا کہ بیان کرے اللہ تعالیٰ یا تا کہ جانیں رسول (اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچا دیے ہیں، وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ اور احاطہ کیا ہوا ہے علم اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے پاس ہے (یہ) کہ انہوں نے بغیر تبدیلی اور خطا کے پیغامات (ربانی) پہنچا دیے ہیں، وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۝ اور شمار کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز، بارش کے قطرے، صحرا کی ریت کے ذرّات، دریاؤں کی جھاگ اور بندوں کے احوال (واعمال) تک گنتی میں۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ باادب رہے اور اللہ رب العزت کی نافرمانی سے ڈرے تا کہ اس کے عذاب میں مبتلا نہ ہو۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ
انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ
تَرْتِيْلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ
الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ
سَبْحًا طَوِيْلًا ؕ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ﴿۸﴾
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾
وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَ
ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ
لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ
كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ۬ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ
كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ
الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ
كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ ۖ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ
بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ

www.maktabah.org

اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿١٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ
أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ
الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن
تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ
أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ
يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم
مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ
وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾

سورۂ مزمل مکی ہے اور اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ اے صاحب (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جنہوں نے اپنے اوپر کپڑا لپیٹ رکھا ہے اور گویا کہا گیا: اے رسالت کی (ممتاز) خلعت سے آراستہ ہونے والے، قُمِ اللَّيْلَ اُٹھیں رات میں اور رات کو بیدار رہیں اور نماز پڑھیں اور قرآن (مجید) کی تلاوت فرمائیں اور ذکر فرمائیں، إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾ مگر رات کا تھوڑا حصہ اور وہ تھوڑا آدھی رات ہے، نِصْفَهُ رات کا آدھا حصہ، أَوِ انقُصْ مِنْهُ یا کم کرلیں رات کے اس آدھے کو (بھی)، قَلِيلًا ﴿٣﴾ رات کا ایک تہائی حصہ، أَوْ زِدْ عَلَيْهِ یا زیادہ کرلیں اس آدھی رات پر، دو تہائی حصے کی مقدار تک۔ آپ کو اختیار دیا گیا کہ اتنی دیر بیدار رہیں۔ آدھی (رات) تک جو تین دانگ ہے، یا آدھی رات سے کم (وقت) جو ایک تہائی حصہ ہے، یا اس سے زیادہ جو دو تہائی حصہ ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب (غار حرا میں آپ پر پہلی) وحی نازل ہوئی تو رسول (اکرم) علیہ الصلوٰۃ والسلام خوفزدہ ہوئے کہ (نعوذ باللہ من ذالک) آپ دیوانہ ہوجائیں گے اور (گھر تشریف لا کر ام المومنین

www.maktabah.org

سیدہ خدیجۃ الکبرا رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: زَمِّلُوْنِیْ۔ یعنی مجھے کپڑا (چادر) اوڑھا دیں۔ (دیکھئے: صحیح البخاری ۳، ص ۱)۔ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) حاضر ہوئے اور کہا، یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ الخ۔

مزمل دراصل متزمل تھا، "ت" کو "ز" میں بدل دیا گیا ہے اور مدغم ہوکر دو تشدید کے ساتھ مزمل بن گیا ہے۔ لیل قم کا ظرف ہے اور نصفہ اس کا بدل ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو (حضرت محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابہ (کرام رضوان اللہ اجمعین) کے ہمراہ رات میں بیدار تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ چونکہ آدھی رات، رات کے دو دانگ اور رات کے چار دانگ کا کھوج لگانا مشکل تھا، لہٰذا آپؐ اس خوف سے کہ کہیں فرمان (الٰہی کی بجا آوری) میں تقصیر نہ ہو جائے، تمام رات بیدار رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں (مبارک) سوج جاتے تھے اور آپؐ کے چہرہ (انور) کا رنگ زرد ہو جاتا تھا، (لہٰذا) اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اُٹھالیا اور آپؐ پر پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کرتا ہے، وہ اس آدمی کی مانند ثواب پاتا ہے جو ساری رات بیدار رہتا ہے اور نماز پڑھتا رہتا ہے۔

ایک قول کے مطابق ایک سال تک (نماز تہجد) فرض رہی اور دوسری روایت کے مطابق دس سال تک۔ ایک قول کے مطابق نبی (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم پر تا آخر عمر فرض تھی، اور دوسری روایت کے مطابق نفل تھی۔ اہل سلوک (صوفیاء کرام) کے نزدیک رات بھر بیدار رہنا اور آدھی رات کے بعد بارہ رکعت نماز (تہجد) ادا کرنا مستحب ہے۔ رات کے پہلے حصے اور (یا) رات کے آخری حصے میں پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے اور جیسا کہ احادیث میں وارد ہے، نماز تہجد کے پڑھنے کی بڑی فضیلتیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اور آہستہ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھیں قرآن (مجید) کو، یعنی حروف کی ادائیگی اور وقوف ترتیل کی حفاظت سے آہستہ اور واضح پڑھنا۔

حدیث میں آیا ہے کہ قرآن (مجید) کے قاری کو قیامت کے روز کہا جائے گا کہ تو بہشت میں داخل ہو جا اور قرآن (مجید) کو آہستہ آہستہ (ترتیل کے ساتھ) پڑھنا شروع کر، جیسا کہ دنیا میں (قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر) پڑھا کرتا تھا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا، سو تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے۔

(حضرت) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن (مجید) کو آہستہ آہستہ پڑھو اور تیز تیز مت پڑھو، جیسے کہ شعر پڑھتے ہو اور اس کے عجائب کی جگہوں پر رک جاؤ اور دلوں کو حرکت دو، یعنی وعدو وعید سے دلوں کو متحرک کرو اور تمہاری نیت (صرف) سورت ختم کرنا نہ ہو۔

یہ فقیر (حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ) کہتا ہے کہ جب میں بخارا کے بلدہ فاخرہ میں داخل ہوا اور میں ہرات سے آیا تھا۔ فتح آباد کے مقام پر حضرت سیف الحق والدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر ایک حجرہ تھا، جس

www.maktabah.org

میں میں رہ رہا تھا۔ایک رات میرے دل میں خیال آیا کہ میں علم کی مختلف شاخوں میں سے کس کو سیکھوں؟ حضرت (محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ آپؐ آہستہ آہستہ (ترتیل کے ساتھ) قرآن (مجید) کی تلاوت فرمارہے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ آپؐ آہستہ آہستہ تلاوت کیوں فرمارہے ہیں؟ پھر خواب (ہی) میں خیال آیا کہ ''وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا'' آپؐ کے حق میں آیا ہے اور اس (آہستہ آہستہ تلاوت فرمانے) سے آپؐ نے تفسیر قاضی ناصر الدین بیضاوی کے پڑھنے (سیکھنے) کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ یہ صالحہ خواب ۷۸۲ھ میں آیا تھا اور اس کی متابعت میں اور تفسیر (بیضاوی کے مطالعہ) میں مشغول ہونے پر بہت زیادہ فوائد حاصل ہوئے اور (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے اشارہ کی برکت سے قرآن (مجید) کے معانی ضبط (کرنے نصیب) ہوئے۔ انہی دنوں میں نے حضرت شیخ العالم شیخ سیف الدین (الباخرزی) رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔آپ نے مجھے فرمایا:

''کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔''

یعنی ''ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور تمام تعریفیں سارے جہانوں کے پروردگار کے لیے ہیں۔''

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا۝ بلاشبہ ہم (عنقریب) آپؐ پر ایک بھاری کلام (قرآن مجید) ڈالیں گے، یعنی آپ پر بھیجیں گے ایک کتاب (قرآن مجید)، جس میں بڑے احکام ہیں اور وہ بھاری ہے کافروں اور منافقوں پر، یا ایک کتاب، جس میں بہت زیادہ معانی، دقائق اور حقائق ہیں اور وہ ہلکی اور بے مقصد نہیں ہے۔ یعنی آپ شب بیدار رہیں اور کام (نبوت) میں مشغول رہیں، قرآن (مجید) کی تلاوت اور احکام الٰہی اور رحمٰن کے حکم کو (لوگوں تک) پہنچانے میں سرگرم رہیں، کیونکہ ہم نے آپؐ کے ذمے ایک اہم کام لگایا ہے اور آپ کو پیغمبری، عزت اور سرداری (کے منصب) سے مشرف فرمایا ہے اور یہ (آیت زمانہ) نبوت کے شروع میں (نازل ہوئی) ہے۔

(اس آیت سے) درویش اور مرید صادق کا نصیب یہ ہے کہ وہ شب بیداری کو اپنا شعار بنائے اور قرآن (مجید) کی تلاوت اور ذکر میں بہت زیادہ مشغول رہے، تاکہ وہ ولایت کے بارِ گراں (اہم ذمہ داری) اور ارشاد (خلقت کے منصب) کے لائق بن جائے اور اس درگاہ (حق تعالیٰ) میں باریابی بار (ذمہ داری) کے مطابق (نصیب ہوتی) ہے۔

(حضرت خواجہ) عزیزان (علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ) سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تین

www.maktabah.org

دل جمع ہو جائیں تو بندے کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے دلِ رات، دلِ قرآن، جو (سورہ) یٰسین ہے اور دل مؤمن۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ بلاشبہ اٹھنا رات کو نیند سے، هِيَ اَشَدُّ وَطۡاً سخت مشکل ہے نماز پڑھنے والے کے لیے، کھڑا ہونے کے لحاظ سے۔

اَلْوَطْئُوْ: پاؤں کا تلوا زمین پر رکھنا، یعنی رات کو کھڑا ہونا اور نماز پڑھنا، نیند کے بعد سخت مشکل ہے دن کو نماز پڑھنے کے مقابلے میں اور اگر وِطَاءً پڑھا جائے تو معنی یہ ہیں کہ نماز رات کو زیادہ موافق ہے، یعنی دل، کان، آنکھ اور زبان رات کی نماز میں، دن کی نماز کے مقابلے میں زیادہ موافق ہوتے ہیں۔ کیونکہ رات کو خلقت سو جاتی ہے اور کوئی مشغولیت نہیں ہوتی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ رات کی نماز میں دل کی حضوری، دن کی نماز سے زیادہ (نصیب) ہوتی ہے۔

وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ۝ اور زیادہ درست ہے، بات (کرنے) کے لحاظ سے۔ یعنی نماز تہجد میں قرآن (مجید) کی تلاوت کرنا، دل کی حضوری کے زیادہ قریب ہے اور رات کو قرآن (مجید) پڑھنے سے بہت زیادہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ "ناشئۃ اللیل" سے مراد رات کے اوقات ہیں، یا (یہ بھی) کہا گیا کہ اس سے مراد رات کو اٹھانے والا ہے۔ تو پہلی صورت میں ناشئۃ عافیۃ کے وزن پر مصدر ہوگا اور دوسری صورت میں اسم فاعل ہوگا، نشأت السحابۃ اذا ظہرت (بادل ظاہر ہوگیا)۔

اس آیت میں نماز تہجد کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: "علیکم بقیام اللیل، فانّه داب الصالحین قبلکم وھو قربة الی ربّکم ومکفرة للسیّات و منھاة عن الاثم" (جامع الترمذی ۳۵۴۹، ص ۸۰۹)۔

یعنی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: لازم پکڑو رات کے قیام کو، کہ یہ تم سے پہلے کے صلحا کا طریقہ ہے اور تمہارے رب کی قربت کا ذریعہ ہے اور یہ برائیوں کا کفارہ ہے اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔"

نماز تہجد کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں۔

اِنَّ لَكَ فِى النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ۝

بلاشبہ آپ کے لیے اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) دن میں شغل طویل ہے اور آپ زیادہ کاموں میں مشغول و مصروف ہیں، مثلاً شریعت، احکام اسلام کی تعلیم اور جہاد کی مصروفیت وغیرہ۔ سو آپ رات کو بیدار رہیں اور قرآن (مجید) پڑھیں اور بحضرت رحمان یعنی اللہ رب العزت سے راز و نیاز کریں۔ چونکہ آپ دن کو زیادہ فارغ نہیں ہوتے، (لہٰذا) رات کو تنہائی میں عبادت کریں۔

www.maktabah.org

اس آیت میں اشارہ ہے کہ راز (و نیاز) کا (مناسب ترین) موقع رات کی نماز ہے۔ دن کی خطاؤں کی معافی رات کو طلب کرنی چاہیے۔

شعر:

گرنداری روز تو پروائے ما — شب بیا یار شب تارت منم

یعنی اگر دن کو تجھے ہماری پروانہیں تو رات کو آ جا کہ تیری تاریک رات کا ساتھی میں ہوں۔

صحاح ستہ کی حدیث میں آیا ہے:

"انّه قال النّبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم: ینزل ربّنا تبارک وتعالٰی کل لیلة الی السّماء الدّنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر، یقول: من یدعونی فاستجیب له؟ من یسئلنی فاعطیه؟ من یستغفرنی فاغفرله؟"، (صحیح البخاری: ۱۱۴۵، بخش ص ۱۸۳، صحیح مسلم ۲، ۱۷۷۲، ۱۷۷۶، ص ۳۰۷)

وفی روایة: المسلم: ثم یبسط یدیه ویقول: من یقرض غیر عدوم ولا ظلوم حتی ینفجر الفجر"

وقال النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم: "ان فی اللیل لساعة لا یوافقها رجل مسلم یسال اللّٰہ فیها خیرًا من امر الدنیا والآخرة الّا اعطاه ایّاه وذالک کل لیلة "من المصابیح." (صحیح مسلم، ۱۷۷۰، ص ۳۰۶)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے رب تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں، جب رات کا آخری پہر باقی ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی دعا قبول کرلوں؟ اور کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں؟ اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں؟ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر اللہ رب العزت اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کون ہے جو قرض دے ایک ایسی ہستی کو جو نہ تو فنا ہونے والی ہے اور نہ ظلم کرنے والی ہے؟ یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک رات کا ایک پہر ایسا بھی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اسے پالے اور اس میں اللہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی طلب کرے تو اللہ اسے ضرور دیں گے اور یہ ہر رات میں صبح ہونے سے پہلے تک ہوتا ہے۔

حضرت شیخ جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کا حال کیسا

www.maktabah.org

ہے؟انہوں نے جواب میں فرمایا:

"تاهت العبارات وفنيت الاشارات وما نفعنا الّا ركيعات ركعناها فى جوف الليل"۔

یعنی ہمیں فائدہ نہ دیا ہماری کتابوں میں مذکور عبارات، تصنیفات اور تصوف نے، مگر فائدہ پہنچایا چند رکعت نماز نے جو ہم نے رات کے نصف میں پڑھی تھیں۔

اس (آیت) کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے: بلاشبہ آپؐ کے لیے دن میں قیلولہ کا وقت ہے۔ سو آپ دن کو آرام کریں تا کہ رات کو بیدار رہ سکیں۔ پس اس صورت میں "سبح" نوم (نیند) کے معنی میں ہوگا اور پہلی صورت میں سبح تیز چلنے اور کاموں میں آگے بڑھنے اور پیچھے ہونے کے معنی میں ہے اور اسی سے ہے السباحۃ فی الماء (پانی میں تیرنا) کیونکہ اس میں اضطراب اور آگے بڑھنا اور پیچھے ہونا ہے۔

بزرگوں میں سے ایک فرماتے ہیں کہ میں سفر وحضر میں کبھی قیلولہ نہیں چھوڑتا، تا کہ رات کو بیدار رہ سکوں۔ روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر کے تمام کام خود کرتے تھے۔ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ آپؐ کے دن میں بہت سے کام ہیں۔ ایک روز آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں تشریف فرما ہوئے تو (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی پکا رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا:

"اے عائشہ! تیری مدد کروں۔" (پھر) آپ نے تھوڑا سا گندھا ہوا آٹا لیا، اس کی روٹی بنائی اور تنور میں لگا دی۔ تمام روٹیاں پک گئیں اور وہ روٹی پک نہیں رہی تھی۔ ام المومنین (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تمام روٹیاں پک گئی ہیں اور آپ کی روٹی پک نہیں رہی۔ آپؐ نے فرمایا: "اے عائشہ! اسے میرے ہاتھ نے مس کیا ہے (اس لیے) آگ اس پر اثر نہیں کر رہی۔"

ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہر چند ہم گنہگار ہیں، لیکن (حضرت) محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ کریم! اپنے احسان اور کرم سے ہمیں دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھ۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور آپ یاد کریں اپنے رب کا نام۔ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ اور کٹ کر ہر ایک سے، (صرف) اس کے ہو جائیں، بہت ہی زیادہ بے تعلق ہو کر، یعنی اس کی محبت کے علاوہ کسی کی محبت دل میں نہ رکھیں۔

شعر:

ز غیرت خانہء دل راز غیرت کردہ ام خالی   کہ غیرت را نمی شاید دریں خلوت سرا رفتن

www.maktabah.org

یعنی میں نے غیرت کی وجہ سے خانہ دل کو تیرے علاوہ سب سے خالی کر دیا ہے، کہ تیرے علاوہ اس خلوت سرا میں کسی کا چلے جانا زیب نہیں دیتا۔

رباعی

تا در نزنی بہرچہ داری آتش　　ہرگز نشود حقیقت وقت تو خوش
مارا خواہی خطی بعالم درکش　　کاندر یک دل دو دوستی ناید خوش

یعنی تیرے پاس جو کچھ ہے جب تک تو اسے جلا نہ ڈالے (یعنی ماسوای اللہ کو چھوڑ نہ ڈالے)، اس وقت تک تو حقیقی خوشحالی نہیں پا سکتا۔

اگر تو ہمیں چاہتا ہے تو پھر دنیا پر لکیر کھینچ دے (یعنی سب سے بے تعلق ہو جا) کیونکہ ایک دل کے اندر دو محبتیں بھلی نہیں لگتیں۔

اس چیز کو اہل سلوک نفی ماسوی اللہ کہتے ہیں اور یہ مقصد کثرت ذکر اور عنایت ازلی (فضل الٰہی) اور کامل مکمل شیخ کی خدمت (کرنے) سے حاصل ہوتا ہے۔

شعر:

بے عنایات حق و خاصان حق　　گر ملک باشد سیاہستش ورق
(مثنوی ۱:۲۰۷)

یعنی اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر، اگر فرشتہ (بھی) ہے تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے۔

حضرت شیخ، جو محبوب حق اور مجذوب مطلق ہو، اس کی ایک مبارک نگاہ (کی برکت سے) اس قدر ظاہر اور باطن کی صفا اور تخلیہ (نفی ماسوی اللہ کا درجہ) نصیب ہوتا ہے، جو ظاہری عبادات کی کئی اقسام سے حاصل نہیں ہوتا۔

شعر:

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین　　طعنہ زند بر دھہ سخرہ کند بر چلہ
(کلیات شمس ۵:۱۷۱)

یعنی جس نے شمس دین (مرشد کامل مکمل) کی زیارت کا شرف تبریز میں حاصل کر لیا ہے، وہ دس روزہ خلوت گزینی کا مذاق اڑاتا ہے اور چالیس روزہ خلوت گزینی پر طعنہ زنی کرتا ہے۔

حضرت مخدوم ہمارے خواجہ (بہاء الدین نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم فضل والے ہیں (اللہ تعالیٰ نے) ہمیں اپنے فضل سے قبول فرمایا ہے اور آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

www.maktabah.org

آنرا کہ در پذیرد معبود لا لعلّہ　　　　او راچہ حاجت آید رنج چہار چلہ
(کلیات شمس ۵:۱۷۱)

یعنی وہ (آدمی) جسے معبود (اللہ تعالیٰ) بغیر سبب (محض اپنے فضل) سے قبول کر لے، اسے چار چلوں کی زحمت اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟

اللّهم ارزقنا من جذباتک ما یلیق بکرمک، یعنی اے ہمارے اللہ ہمیں اپنی وہ محبت نصیب فرما جو تیرے کرم کے لائق ہے۔

تبتلاً کی جگہ تبتیلا کہا گیا ہے کیونکہ اس کا معنی ہے کہ اپنے نفس کو دوسری چیزوں سے جدا کر لیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ:

یعنی وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے۔ وہ پیدا کرنے والا ہے اس جگہ کا جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے اور سورج کے غروب ہونے کی جگہ کا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے، فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا سو بنالو اس کو اپنا کارساز، یعنی اپنے تمام کاموں کو اس کے سپرد کر دو۔

''رب'' کو ب کی پیش کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے اور زیر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، واذکر اسم ربک میں ربک سے بدل ہونے کی بناپر۔

وکیل (کارساز) قوی ہونا چاہیے، تاکہ کام اس کے حوالے کیے جائیں اور یہ درحقیقت اللہ رب العزت، بڑی قدرت والے کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

جاننا چاہیے کہ سورہ کے شروع سے لے کر یہاں تک مقامات سلوک کی طرف اشارہ ہے۔ اوّل: رات کی خلوت گزینی، اس کے بعد قرآن (مجید) کی تلاوت اور ذکر رحمٰن کی مشغولیت، اور پھر نفی ماسوی اللہ، اور بعد ازاں آسمان و زمین کے خالق پر بھروسہ (کرنے کا بیان ہے)۔

حضرت خواجہ محمد (پارسا رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

قطعہ:

ہر کہ خواہد تا شود ز ابدال حق　　　　چار چیزش کرد باید اختیار
خامشی وجوع وعزلت را ز خلق　　　　بودنش بیدار در شبہائے تار

یعنی جو چاہتا ہے کہ وہ ابدال حق (اولیاء اللہ) میں شامل ہو جائے، اسے چار چیزیں اختیار کرنی چاہئیں۔

خاموشی، بھوک، خلقت سے خلوت گزینی اور اندھیری راتوں میں اس کا بیدار رہنا۔

www.maktabah.org

(اللہ کریم نے) پھر ایک بلند مقام کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو کہ مصیبت اور دشمنوں کے ظلم پر صبر کرنا ہے اور ان سے بے تعلق ہو جانا، خواہ وہ اپنوں میں سے ہوں۔ (اللہ تعالیٰ) جل جلالہ فرماتا ہے:

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ:

اور صبر کریں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس پر جو کافر آپ کو کہتے ہیں۔ کافر آپ کو ساحر، شاعر، مجنون کہتے ہیں، آپ ہمارے دوست ہیں اور ہم آپ کی حفاظت فرمائیں گے، چونکہ آپ نے ہمیں اپنا کارساز بنایا ہے اور اپنے کام کو ہمارے سپرد کر دیا ہے، (لہٰذا) غم مت کھائیں، خواہ سارا جہان آپ کا دشمن ہو جائے۔

رباعی

زانجا کہ جمال وجاہ جانانہء ما است عالم ھمہ در پناہ جانانہء ما است
مارا چہ ازانکہ عالمے خصم شوند پیش و پس ماسپاہ جانانہء ما است

یعنی جہاں بھی ہمارے جاناں (اللہ رب العزت) کا جمال اور جاہ ہے (وہاں) ساری دنیا ہمارے جاناں کی پناہ میں ہے۔

ہمیں اس سے کیا، خواہ ایک جہاں ہمارا دشمن بن جائے، (کیونکہ) ہمارے آگے اور پیچھے ہمارے جاناں کی فوج ہے۔

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا۝

اور بڑی خوبصورتی سے ان سے کنارہ کش ہو جائیں، یعنی ان کے جواب پر اعتراض نہ کریں اور ان کے ساتھ جھگڑا مت کریں۔ یہ آیت "آیت سیف" اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ (سورہ توبہ ۵) یعنی "مشرکوں کو قتل کرو" سے منسوخ ہے۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ انکار کرنے والوں کو برداشت کرے اور بارِ ملامت اُٹھائے، تاکہ آخرکار (اسے) عافیت نصیب ہو جائے۔

رباعی:

در عشق تو من بار ملامت بکشم ور بشکنم این عہد غرامت بکشم
گر عمر وفا کند جفا ہائے ترا باری کم آنکہ تا قیامت بکشم

(کلیات شمس ۸: ۲۰۵)

یعنی میں تیرے عشق میں بار ملامت کو (ہمیشہ) اٹھاؤں گا اور اگر اس عہد کو توڑوں گا (تو اس کا) تاوان دوں گا۔

www.maktabah.org

اگر (میری) عمر وفا کرے گی (تو) تیری جفاؤں سے ہلکا کون سا بوجھ ہے کہ جسے میں قیامت تک اُٹھاؤں گا۔

ایک روز اس فقیر (حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ) کو دردِ نایافت (دردِ فراق) لاحق ہو گیا تھا اور ایک (عجیب روحانی) قبض (کی حالت طاری) تھی جسے کوئی قبض بھی نہیں پہنچ سکتی، (حضرت) شیخ (مرشد) کی خدمت میں حاضر ہونے سے سستی ہو رہی تھی اور میں مسجد میں درس میں مشغول تھا۔ ایک شخص دروازے سے داخل ہوا اور اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا مجھے دیا۔ اس پر ایک شعر (یوں) تھا:

اے دوست بیا کہ ما ترائیم　　بیگانہ مشو کہ آشنائیم

یعنی اے دوست آ جا کہ ہم تیرے ہیں، بیگانہ مت بن کہ ہم آشنا ہیں۔

میرے اندر ایک جد و جہد پیدا ہوگئی (تا کہ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں)۔

ہمارے خواجہ حضرت (بہاء الدین نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں پانچ ماہ تک بیاباں میں متحیر پھرتا رہا اور مجھے (روحانی طور پر) قبض عظیم لاحق تھی۔ بخارا کے شہر میں داخل ہوا۔ میں نے (دل میں) کہا کہ یہ (بیابان) میرا درد دور نہیں کرتا (لہٰذا) میں لوگوں کے پاس (شہر میں) جاؤں اور حاکم بخارا کی خدمت کروں۔ میں نے (شہر میں) محلّہ کی مسجد کے دروازہ پر کچھ لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے (دل میں) کہا: ''یہ میری فال ہے'' جب دیکھا تو وہاں یہ شعر لکھا تھا:

اے دوست بیا کہ ماترائیم　　بیگانہ مشو کہ آشنائیم

میری چیخ نکل گئی اور میں بیابان کی طرف چل نکلا اس کے بعد مجھے (روحانی طور پر) بسط عظیم لاحق ہوئی، جو پانچ رات دن مجھے جاری رہی۔

سبحان من یتجلی مرة باحبائه بالقبض والانفصال و مرّة بالبسط والوصال.

یعنی ''ہر عیب اور نقصان سے پاک ہے وہ ذات جو ایک بار اپنے دوستوں پر قبض اور انفصال کی صورت میں ظہور فرماتا ہے اور دوسری بار بسط و وصال سے ان کے حال کو کشادگی اور راحت نصیب فرماتا ہے۔''

شعر:

ہم رویت خوش ہم مویت خوش ہم پیچ زلف وہم قفا
ہم شیوہ خوش ہم عشوہ خوش ہم لطف خوب وہم لقا

یعنی (اے محبوب): تیرا چہرہ خوبصورت، تیرے بال حسین، تیری زلف کے پیچ اور گردن کی

www.maktabah.org

پچھلی طرف بھی بڑی خوبصورت ہے۔ تیرا شیوہ پیارا، تیرا ناز حسین، تیری لطف بھری ادا اور تیرا دیکھنا بھی بہت ہی خوبصورت ہے۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِيْنَ یعنی چھوڑ دیں مجھے اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ان کافروں کے ساتھ جو آپ کو جھٹلاتے ہیں، اُولِي النَّعْمَةِ کہ جو آسائش اور نعمتوں کے ساتھ (خوشحال) ہیں، یعنی دولتمند اور متکبر ہیں۔ یہ آیت حضرت محمد (مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تسلی کے لیے نازل ہوئی ہے۔

احتمال ہے کہ والمکذ بین مفعول بہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مفعول معہ ہو۔

وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا۝ اور ان کو مہلت دے دیں تھوڑی۔ یعنی ان کی موت تک، اور یہ تھوڑی (ہی) ہے۔ یہ قریش کے سرداروں کے بارے میں (نازل ہوئی) جو جنگ بدر میں قتل ہو گئے۔

النَّعْمَةِ ن کی زبر کے ساتھ آسائش کے معنی میں اور زیر کے ساتھ دولت اور مالداری کے معنی میں اور پیش کے ساتھ خوشی کے معنی میں ہے۔

بعدازاں ان کے عذاب کا ذکر کیا کہ وہ قیامت میں کیسے ہوگا؟ اور (اللہ) جل جلالہ نے فرمایا:

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا:

بے شک ہمارے ہاں قیامت کے روز کافروں کے لیے بیڑیاں اور بھاری زنجیریں ہیں۔

وَّجَحِيْمًا۝ اور دہکتی آگ، وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ اور کھانا گلے میں اٹک جانے والا، جو زقوم کے کانٹے، ضریع (زہریلی خاردار گھاس) اور (دوزخیوں کے زخموں) کا دھون (پیپ) ہے، وَّعَذَابًا اَلِيْمًا۝ اور دردناک عذاب اور دوزخ کی آگ ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں)۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب دوزخی کھانا کھائیں گے تو وہ ان کے گلے میں سخت ہو جائے گا اور پھنس جائے گا، سو سال تک نہ نیچے جائے گا اور نہ باہر آئے گا۔

جب حضرت (محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت پڑھی تو آپؐ بے ہوش ہو گئے۔ (حضرت) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روزے سے تھے۔ جب نماز مغرب (کے بعد) کھانا ان کے سامنے لایا گیا تو آپ کا خیال اس آیت کی جانب چلا گیا، تین رات دن تک آپ کھانا نہ کھا سکے۔ جب چوتھا روز ہوا تو پھر یہی آیت آپ کے خیال میں آ گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ کھانا اُٹھا لیا جائے اور رونا شروع کر دیا۔ آپ کے صاحبزادگان نے جا کر (حضرت) شیخ ثابت یمانیؒ اور ان کے بعض دوسرے دوستوں کو بتایا، یہاں تک کہ وہ (حسن بصریؒ کے پاس) آئے اور انہوں نے بہت زاری کی تو انہوں نے ایک پیالہ شربت پیا۔

النکل: بیڑی۔ اور کہا گیا ہے: بھاری زنجیریں۔ والانکال: یعنی کھانے کا گلہ پکڑ لینا، نیز کہا گیا ہے گلہ پکڑنا۔

www.maktabah.org

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ بلاشبہ ان کافروں کے لیے ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور (دردناک) عذاب ہیں، اس روز کہ جب زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے، اس روز کی سختی سے، جو قیامت (کا دن) ہے۔

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝

اور اس روز پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر ریت کے تودے بن جائیں گے۔ المھیل: ریزہ ریزہ ہونا یوم لدینا کے معنیٰ فعل کا ظرف ہے یعنی وہ عذاب ثابت ہے کافروں کے لیے، جس روز زمین اور آسمان کانپنے لگیں گے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۬ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ:

بلاشبہ ہم نے بھیجا تمہاری طرف اے اہل مکہ ایک بڑا رسول، یعنی (حضرت) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام، گواہی دینے والا تم پر، روز قیامت میں۔

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝

جیسا کہ ہم نے بھیجا فرعون کی طرف ایک رسول، یعنی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو۔

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ:

سو نافرمانی اور سرکشی کی فرعون نے ہمارے رسول کی۔

فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝

پس ہم نے پکڑ لیا فرعون کو سخت پکڑنا۔ الوبیل: بھاری اور ناگوار ہونے والا (عذاب)، یعنی ہم نے فرعون کو اس کے لشکر کے ہمراہ دریا کے پانی میں غرق کر دیا اور اپنے پیغمبر (علیہ السلام) کی مدد کی۔ سوائے اہل مکہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں بھی ہم دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کریں گے۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو اپنے پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کر اور تمام بدعتوں کو چھوڑ دے، وگرنہ تو عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ پس تم کیسے بچو گے عذاب قیامت سے اور کہاں پناہ لو گے؟ اِنْ كَفَرْتُمْ اگر تم کفر کرو گے اور ایمان نہ لاؤ گے، يَوْمًا اس دن، یعنی اس دن میں جو، يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝ کر دے گا بچوں کو بوڑھا اور سفید سر۔ الشیب جمع الاشیب۔ یوماً تتقون کا مفعول بہ ہے۔ کفرتم کا ظرف نہیں ہے۔ یعنی اگر تم دنیا میں حالت کفر میں مر گئے تو قیامت کے روز عذاب سے کیسے بچو گے؟

یعنی قیامت کے روز بہت زیادہ غم اور بے شمار صدمے ہوں گے، اتنے زیادہ کہ بچے اس کے خوف سے بوڑھے ہو جائیں گے اور یہ حقیقت ہے یا مجازی طور پر، یعنی بچوں کا بوڑھا ہو جانا غم اور صدمہ کی زیادتی کی جانب کنایہ ہے، جو دونوں مذکور ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ (حضرت) آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ آپ اپنی اولاد میں سے بہشتیوں کو دوزخیوں

www.maktabah.org

سے علیحدہ کریں تو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کہیں گے کہ الٰہی ان میں سے کتنے دوزخ میں بھیجوں تو فرمان آئے گا کہ ہزار میں سے ایک کو بہشت میں اور باقی کو دوزخ میں بھیجیں۔ اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور لوگ دیوانوں کی مانند بے ہوش ہو جائیں گے۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا؟ (حضرت) رسول (اکرم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ ایک آدمی تم میں سے ہوگا اور ہزار یاجوج ماجوج ہوں گے اور اُمید کرتا ہوں کہ بہشت والوں میں سے آدھے تم ہو گے۔ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) خوش ہو گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تکبیر اور حمد و ثنا کی۔ رسول (اکرم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے فرمایا تم (گائے کے) سیاہ سینگھ پر ایک سفید بال کی مانند ہو گے اور باقی سب کافر ہوں گے۔

(تفسیر) کشاف میں مذکور ہے کہ ایک جوان آدمی ایک رات کو سویا تو اس کے بال سیاہ تھے۔ جب وہ صبح بیدار ہوا تو وہ بوڑھا (ہو چکا) تھا اور اس کے بال سفید ہو (چکے) تھے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں قیامت کو دیکھا ہے۔ اس کے عذاب کو دیکھا ہے اور ڈرا ہوں اور اس کے خوف سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

بعض کے قول کے مطابق یہ بچے جو بوڑھے ہو جائیں گے، حرام زادے ہوں گے اور بعض کا کہنا ہے کہ کافروں کے بیٹے ہوں گے۔

اب قیامت کی دوسری صفت سنیں، جو فرمایا ہے ۔ السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ آسمان پھٹ جائے گا، اس روز، یعنی قیامت کی ہیبت سے آسمان اتنی بزرگی کے باوجود پھٹ جائے گا۔ اے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے بیٹے تو اس ضعیفی کے ساتھ سمجھ لے کہ تیرا کیا حال ہوگا؟ كَانَ وَعۡدُهٗ مَفۡعُوۡلًا ﴿۱۸﴾ اور ہے وعدہ اس روز کا، یا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس روز کے آنے کا کہ یقیناً آئے گا۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ بے شک یہ آیات جو اس سورہ میں ہیں، وعظ و نصیحت ہیں، لوگوں کے لیے فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۱۹﴾ سو جو کوئی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف راہ، یعنی ایمان لے آئے اور علم و عمل صالح کرے۔ جب صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے یہ آیات سنیں تو عبادت میں زیادہ مستعد ہو گئے، یہاں تک کہ رنجور ہو گئے۔ حضرت حق تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان کا معاملہ آسان فرما دیا۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعۡلَمُ اَنَّكَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰى مِنۡ ثُلُثَىِ الَّيۡلِ وَنِصۡفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيۡنَ مَعَكَ ؕ بلاشبہ تیرا رب اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جانتا ہے کہ آپ جاگتے ہیں نماز پڑھنے کے لیے کمتر از دو تہائی رات کے، اور (کبھی) آدھی رات کے، اور (کبھی) رات کے تہائی حصے میں اور آپ کے ساتھ مومنوں کی ایک جماعت بھی ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی اور امام ابن کثیر (رحمہم اللہ اجمعین) نے وَنِصْفَهٗ اور وَثُلُثَهٗ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے ادنیٰ پر عطف کی وجہ سے اور وہ تقوم کا ظرف ہونے کی وجہ سے تقدیراً منصوب ہے اور باقی قرا حضرات نے اسے جر کے ساتھ وَنِصْفِهٖ وَثُلُثِهٖ پڑھا ہے۔ ثلثي الليل پر عطف خیال کرتے ہوئے۔

وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور اللہ تعالیٰ اندازہ فرماتا ہے رات اور دن کا۔ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ اس نے جانا کہ تم نہیں جانتے اور تم رات کو بیدار نہیں رہ سکتے، فَتَابَ عَلَيْكُمْ سو اس نے تمہیں زیادہ آسانی کی طرف پھیر دیا (تم پر عنایت کی)، یعنی تم سے زحمت ہٹادی، یعنی رات کے قیام کی فرضیت تمہارے اوپر ختم فرمادی۔

جب آیت قُمِ الَّيْلَ نازل ہوئی تو حضرت (محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رات کو) بیدار رہتے تھے، یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج گئے اور ان کے (مبارک) چہروں کا رنگ تبدیل ہوگیا (اس پر) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رات کے قیام (نماز تہجد) کی فرضیت ان سے ختم فرمادی اور (ارشاد) فرمایا فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سو تم پڑھا کرو جس قدر آسانی سے ہو سکے قرآن (مجید) سے نماز تہجد میں اور دوسرے قول کے مطابق سب نمازوں میں۔ بعد ازاں نماز شب (نماز تہجد) کی فرضیت کے منسوخ کرنے کی حکمت بیان کی اور فرمایا:

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى:

اللہ تعالیٰ نے جانا کہ بلاشبہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے۔ اَنْ مخفف ہے اَنَّ ثقیلہ سے اور اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ:

اور کچھ اور تم میں سے زمین میں سفر کریں گے۔

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ:

وہ تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت میں زیادتی، یعنی تجارت کے لیے جاتے ہیں اور نفع چاہتے ہیں، تاکہ اپنی زندگی گزار سکیں۔ سو وہ سفر میں رات کو نماز تہجد نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے اس وجہ سے رات کی نماز (تہجد) کی فرضیت کو منسوخ کردیا ہے۔

ضَرَبَ فِي الْاَرْض: وہ گیا زمین میں۔

وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ:

اور کچھ دوسرے ہیں جو جاتے ہیں زمین میں کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے۔ اگر ہم ان پر رات کی نماز (تہجد) فرض کردیں، تو ان کے لیے مشکل ہوگا۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ:

www.maktabah.org

پس پڑھ لیا کریں، جس قدر زیادہ آسان ہو تمہارے لیے قرآن (مجید) سے رات کی نماز (تہجد) میں۔ مفسرین نے کہا ہے کہ یہ (حکم) اسلام کے آغاز میں تھا۔ پھر پانچ وقت کی نماز سے منسوخ ہو گیا۔ اس آیت میں دلیل ہے کہ تجارت سے رزق حلال کمانا جہاد کا درجہ رکھتا ہے، کیونکہ دونوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھ کیا ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو قائم کرو، یعنی نماز پڑھو اور اسے ترک مت کرو۔

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ اور قرض دو اللہ تعالیٰ کو، قرض دینا بھلا، یعنی صدقہ اخلاص کے ساتھ دو۔ قرض صدقہ کو کہا ہے تاکہ بندہ صدقہ دینے میں حریص رہے اور بہت بخشنے والے خدا تعالیٰ سے ثواب کا اُمیدوار رہے۔ کتنی پیاری بات ہے کہ تمام جہان اس کی ملکیت ہیں اور اس کی ذات جل جلالہ اپنے مفلس بندوں کے لیے قرض طلب فرماتی ہے۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ گداگروں کو نہ ڈانٹے اور ان کو کچھ ضرور دے کہ شاید ان کے اندر اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص گداگر (ولی اللہ) ہو۔

<u>مثنوی</u>

برتر از کرسی و عرش اسرارِ اُو — شَيْئًا لِلّٰهِ شَيْئًا لِلّٰهِ کارِ اُو
انبیاء ہر یک ہمین فن می زنند — خلق مفلس گدیہ ایشان می کنند
اَقْرِضُوا اللّٰه اَقْرِضُوا اللّٰه می زنند — باژگون بر اُنْصُرُ اللّٰہ می تنند

(مثنوی ۵:۲۷۵)

ترجمہ: ان کے باطنی احوال کرسی اور عرش سے برتر ہیں، کچھ خدا کے لیے، کچھ خدا کے لیے ان کا کام ہے۔

ہر ایک نبی اس طرح نعرہ لگاتا ہے، مخلوق مفلس ہے، ان سے بھیک مانگتے ہیں۔

اللہ کو قرض دو، اللہ کو قرض دو، کہتے ہیں، الٹا "اللہ کی مدد کرو" پر عمل کرتے ہیں۔

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ:

اور جو کچھ تم آگے بھیجو گے، صرف اپنے لیے نیکی اور عبادت۔

تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ:

تم پاؤ گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں، یعنی وہ بہشت میں اس کا ثواب تمہیں عطا فرمائے گا۔

هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا:

یہ نیکی کا آگے بھیجنا بہتر ہے تمہارے لیے بخل کرنے سے اور مال کا وراثت خوروں کے لیے چھوڑ جانے سے

www.maktabah.org

اور زیادہ بڑا اجر ہے، یعنی تو جو مال صدقہ کرے، تیرے لیے وہی بہتر ہے اور اس کا ثواب اس مال سے بہت زیادہ (قیمتی) ہے جو تو چھوڑ (کر) جائے گا۔ ایک کے بدلے میں دس، یا سات سو، یا دو دفعہ سات سو جو ایک ہزار چار سو ہیں، ملیں گے۔

ھو ضمیر منفصل ہے خیرا مفعول ثانی ہے تجدوا کا اور مفعول اوّل ھا ہے اور اسی طرح اعظم اجراً تمیز ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ:

اور بخشش مانگو تم اللہ تعالیٰ سے۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے گناہوں کا اور نہایت رحم کرنے والا ہے بدکرداروں پر۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ ہر چند گناہگار ہے، لیکن (رحمت خدا سے) نا اُمید نہ ہو۔

شعر:

کرم بین و لطف خداوند گار — گنہ بندہ کردہ است او شرمسار

یعنی تو اللہ تعالیٰ کے کرم و لطف کو دیکھ کہ اس نے بندہ کے گناہ کو شرمندہ کر دیا ہے (یعنی اسے بخش دیا ہے)۔

وہ فرماتا ہے کہ میں بخشنے والا ہوں، تیرے گناہوں کو بخش دوں گا۔ میں نہایت مہربان ہوں، اپنی رحمت کو تیرے اوپر نچھاور کر دوں گا۔

شعر:

ندارم ہیچ گونہ توشہء راہ — بجز "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ"

یعنی میرے پاس کسی قسم کا زادِ راہ نہیں ہے، سوائے (فرمان الٰہی پر یقین کے کہ) تم میری رحمت سے نا اُمید مت ہو۔"

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مَحْرُوْمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ (اے ہمارے اللہ تو اپنی رحمت کے صدقے ہمیں محروم نہ رکھ)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ
فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ
فَاصْبِرْ ﴿٧﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ﴿٨﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ
عَسِيْرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِىْ وَمَنْ خَلَقْتُ
وَحِيْدًا ﴿١١﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿١٢﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿١٣﴾
وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ
كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ
قَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ
نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ
اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾
سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِىْ وَلَا
تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ
اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

www.maktabah.org

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ
الْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۗ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ
اِلَّا هُوَ ۗ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَ
الَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾
نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿٣٧﴾
كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿٣٩﴾
فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ
سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ
الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ
بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ
الشّٰفِعِيْنَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٩﴾ كَاَنَّهُمْ
حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ
مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۗ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ
الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۗ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

www.maktabah.org

سورہ مدثر مکی ہے اور اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ①

اے صاحب (یعنی اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم)، جنھوں نے اپنے اوپر کپڑا لپیٹ رکھا ہے، قُمْ فَاَنْذِرْ ② اُٹھیے اور پھر ڈرایئے خلقت کو اور خوف دلایئے اللہ تعالیٰ سے۔ اصل میں متدثر تھا۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ بصورت وحی نازل ہونے والی یہ پہلی سورت ہے اور یہ ایسے ہوا کہ (حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم وحی سے پہلے کوہِ حرا پر جاتے تھے اور (وہاں) ایک غار میں رہتے تھے۔ جب کھانا ختم ہو جاتا تو (واپس) شہر میں (گھر) تشریف لاتے اور (پھر) توشہ لے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے ایک روز فضا سے ایک آواز سنی۔ (ادھر) نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ سونے کے ایک تخت پر ایک پرنور و جمال شخصیت بیٹھی ہے اور کہہ رہی ہے:

"یا محمد انت رسول اللّٰہ وانا جبرئیل۔"

یعنی اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خوفزدہ ہو گئے اور گھر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ میں ڈرتا کہ میں دیوانہ ہو جاؤں گا (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)۔ (حضرت ام المومنین سیدہ) خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ ہرگز دیوانہ نہیں ہوں گے، کیونکہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور مہمانوں کا اکرام کرتے ہیں اور عزیزوں کے ساتھ بھلائی فرماتے ہیں (دیکھئے صحیح البخاری ۳-۴، ص ۱-۲)۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: "میرے سر پر پانی ڈالیں"۔ جب پانی آپؐ کے سر (مبارک) پر ڈالا گیا تو آپ نے چادر اوڑھ لی اور سر (مبارک بستر پر) رکھا۔ (حضرت) جبرئیل علیہ السلام آئے اور ان آیات کو لائے: یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَاَنْذِرْ ②

وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ③ اور اپنے رب کی بس پاکی بیان کریں۔ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ ④ اور اپنے کپڑوں کو نجاسات سے پاک کریں اور کہا گیا کہ اپنے جسم کو کفر، گناہ اور دنیا کی محبت سے پاک کر کہ تو عبادت کی لذت پائے۔

وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ ⑤ اور عذاب، سو دور رہیں اور کہا گیا ہے کہ بتوں سے (دور رہیں)، کہا گیا ہے کہ شرک سے (دور رہیں) اور کہا گیا ہے کہ تمام گناہوں سے (دور رہیں)۔

الرجز: بالضم اور بالکسر نجاست۔ الھجر: کسی سے جدا ہونا۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ ⑥

یعنی کوئی چیز نہ دیں کسی کو، تا کہ آپ اس سے زیادہ لیں اور یہ حکم خاص (حضرت) محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے ہے لیکن امت کے لیے بھی روا ہے، جب وہ مکارم اخلاق میں ممتاز ہو، نیز کہا گیا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر بندگی کی کثرت سے احسان مت جتلا، کیونکہ تو جتنی بھی زیادہ عبادت کرے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تھوڑا سا شکر بھی

www.maktabah.org

ادانہیں کرسکتا۔

ع: اے شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

یعنی اے (الٰہی) تیری نعمتوں کا اتنا ہی شکر ہے، جتنی کہ تیری نعمتیں ہیں۔

رباعی

بے تو صنما قرار نتوانم کرد — احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر برتن من زبان شود ہر موئی — یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: ''اے صنم! تیرے بغیر میں قرار نہیں پا سکتا، میں تیرے احسانوں کو شمار نہیں کرسکتا۔
اگر میرے تن کے ہر بال کو زباں مل جائے تو میں تیرے ہزاروں احسانوں میں سے ایک کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔''

(اس آیت کا) ترجمہ یوں بھی ہے کہ کوئی ایسی بخشش مت کر کہ تیرے پاس زیادہ ہو اور تو فقیروں پر گننے لگے کہ میں نے تمہیں اتنی چیز دی ہے۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝

اور اپنے رب کے لیے صبر کریں۔ عبادتوں، مصیبتوں، محنتوں میں اور کافروں کی جفاؤں پر، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کا بدلہ دے اور آپ کی مدد فرمائے۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝

پھر جب صور میں پھونکا جائے گا۔

فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝

تو وہ دن ہوگا ایک بڑا دشوار دن۔

عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝

ایمان نہ لانے والوں پر نہ آسان ہوگا وہ دن، یعنی سب خلقت کے لیے دشوار ہوگا اور کافروں پر سب سے زیادہ دشوار ہوگا۔

(حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کس طرح تم خوش دل ہو؟ اسرافیل نے صور منہ میں رکھا ہوا ہے اور اس کی پیشانی پر بل پڑے ہوئے ہیں اور اس نے کان لگا رکھا ہے کہ جونہی فرمان (الٰہی) ہو وہ صور میں پھونک مار دے۔ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہمیں کیا پڑھنا چاہیے؟ آپؐ نے فرمایا پڑھو:

''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔''

www.maktabah.org

یعنی ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے اور ہم اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

بزرگوں میں سے ایک بزرگؒ صبح کی نماز کی امامت فرما رہے تھے اور انہوں نے اس سورت کی قرأت فرمائی، جب وہ آیت فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ پر پہنچے تو ایک نعرہ مارا اور گر پڑے اور جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی۔

والنقر: پھونک مارنا، الناقور: صور۔

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ

مجھے چھوڑ دیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس آدمی کے ساتھ، جسے میں نے اکیلا پیدا کیا، یعنی اس کے پاس مال اور فرزند نہیں تھے، یا میں نے اُسے پیدا کیا اور اس کے پیدا کرنے میں میرے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔

وحید فاعل یا مفعول سے حال ہے۔

وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ

اور ہم نے بنایا اس کے مال تجارت، زراعت، اونٹوں کے غول، بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کو بڑھنے والا اور اسے لاکھوں درم عطا فرمائے۔

وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ

اور ہم نے اسے دیے بیٹے حاضر رہنے والے، جو مکہ (مکرمہ) میں اس کے ساتھ رہتے تھے اور اس سے غائب نہیں ہوتے تھے۔ ایک قول کے مطابق اس کے تیرہ بیٹے تھے اور دوسرے کے مطابق دس اور تیسرے کے مطابق سات تھے۔ یہ آیت ولید بن مغیرہ لعنۃ اللہ علیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بعد ازاں اس کا مال گم ہونا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ سب برباد ہو گیا اور وہ بھیک مانگ کر روٹی کھاتا تھا اور اس کے بیٹے قتل ہو گئے اور مر گئے۔

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ

اور اس نے پھیلایا، یعنی ہم نے زیادہ کر دی اس کے لیے دنیا کی نعمت، خوب زیادہ کرنی۔

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ

پھر وہ طمع کرتا ہے کہ ہم (اور) زیادہ کریں، کَلَّا۔ ہرگز ایسا نہیں کہ میں زیادہ کروں، بلکہ میں اس کے مال کو کم کروں گا۔

اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۭ

بلاشبہ وہ ہمارے دلائل و براہین کا منکر اور (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا مخالف اور دشمن ہے۔

www.maktabah.org

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو اہل حق کا انکار نہ کر اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء (کرام) کا دشمن نہ بن، کیونکہ (اس طرح) تو قہر الٰہی میں مبتلا ہو جائے گا۔

مثنوی

پس تو اے ناشستہ رو در چیستی　　در نزاع و در حسد با کیستی

بادم شیرے تو بازی می کنی　　بر ملائک ترکتازی می کنی

(مثنوی ۲:۳۱۴)

ترجمہ: تو اے گندہ رو! تو کس خیال میں ہے؟ کس سے جھگڑے اور حسد میں مبتلا ہے؟

تو شیر کی دم سے کھیل رہا ہے، فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے۔

قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حکایۃ عن ربّ العزۃ: من عادیٰ ولیا، فقد بارزنی بالمحاربۃ" (دیکھیے صحیح البخاری ۶۵۰۲، ص ۱۱۲۷، ان الفاظ سے: فقد آذنتہ بالحرب)۔

یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ رب العزت سے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی وہ میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے دشمن کا عذاب بیان کیا اور فرمایا:

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾

یقیناً اب میں جو جہان کا خدا ہوں اسے پہاڑ پر مشکل چڑھنا چڑھواؤں گا، دوزخ کے اندر، یعنی خدا کے حکم سے آگ کے پہاڑ پر چڑھے گا، اس کے اوپر آنے تک اسے ستر سال لگیں گے، پھر فرشتے اسے زنجیروں میں جکڑ لیں گے اور وہاں سے اسے نیچے گرائیں گے اور وہ نیچے آ پڑے گا۔ اسی طرح اسے عذاب دیا جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں)۔

الصعود: آگ کا ایک پہاڑ۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب سورۂ حم تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ. غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ یعنی حامیم۔ اس قرآن کا اتارا جانا اللہ غالب، ہر چیز کے جاننے والے (کی طرف) سے ہے۔ گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا۔ (سورہ المومن یا سورہ غافر ۱-۳) نازل ہوئی تو (حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں تشریف لائے۔ (یہاں) قریش کے کفار بیٹھے تھے۔ آپؐ نے یہ سورت ان کو پڑھ کر سنائی۔ ولید بن مغیرہ قریب تھا اور سن رہا تھا۔ آپؐ نے دوبارہ (سورہ) پڑھ کر سنائی۔ ولید اٹھا اور مکہ (مکرمہ) کے کافروں کے پاس جا کر کہنے لگا: "اللہ کی قسم! میں نے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے

www.maktabah.org

ایک کلام سُنا ہے جو انسانوں کا کلام نہیں ہے اور جنوں کا کلام نہیں ہے۔ میں نے اس کے اندر وہ لذت اور تازگی پائی ہے، جو میں نے کسی کلام میں نہیں دیکھی اور یہ ایسی شے ہے، جس میں ہر روز اضافہ ہوتا جائے گا''۔ کافر کہنے لگے کہ ولید (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین پر مائل ہو گیا ہے۔ جب یہ مسلمان ہو گیا تو مکہ (مکرمہ) کے تمام باشندے مسلمان ہو جائیں گے، کیونکہ وہ قریش میں پسندیدہ دولتمند ہے، یعنی ان میں مقبول ہے۔ ابوجہل لعین ولید کے پاس گیا اور کہنے لگا: ''تو (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے طعام کی طرف میل ہو گیا''۔ اُسے (ولید کو) برا لگا اور وہ کافروں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) دیوانے نہیں ہیں، آپؐ ساحر نہیں ہیں، آپؐ کاہن نہیں ہیں اور آپؐ جھوٹے نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے ان میں یہ چیزیں نہیں دیکھیں۔ سو وہ سمجھا کہ آپؐ جادوگر ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ) کیونکہ آپؐ بیوی کو خاوند سے اور بیٹے کو باپ سے جدا کر دیتے ہیں اور یہ چیز جادو کی سی لگتی ہے۔ تمام کافر کہنے لگے کہ تم سچ کہتے ہو۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّهٗ بلاشبہ ولید نے، فَكَّرَ سوچا، وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ اور اس نے اندازہ کیا (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن (مجید) کا، فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ سو اس پر لعنت کی جائے (وہ مارا جائے) کیسا اس نے اندازہ کیا، پھر اس پر لعنت کی جائے (وہ مارا جائے) کیسا اس نے اندازہ کیا۔

ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾

پھر اس نے دیکھا، پھر اس نے تیوری چڑھائی اور پیشانی پر بل چڑھائے اور پھر کراہت اور دشمنی کی وجہ سے اس نے منہ پھیر لیا۔ ایمان (قبول کرنے) سے اور تکبر کیا اور اس نے سرکشی کی حق کی پیروی کرنے سے۔

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾

سو اس نے کہا کہ یہ قرآن (مجید) نہیں ہے مگر (صرف) ایک جادو، جو (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کسی اور سے حاصل کرتے ہیں اور نقل کرتے ہیں عجم سے، کیونکہ عرب میں جادو (کا وجود) نہیں ہے۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾

نہیں ہے یہ قرآن (مجید) مگر ایک آدمی کا کلام ہے۔

اس ملعون نے شروع میں قرآن (مجید) کی عظمت کو سمجھ لیا۔ لیکن پھر ابوجہل کی وجہ سے اور اس کے کہنے پر بدل گیا۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو اولیاء حق کے دشمنوں سے دور رہ اور ان کے ساتھ صحبت مت رکھ، تا کہ ان کے انکار کی برائی تیرے اقرار کا نقصان نہ کر دے۔

www.maktabah.org

قطعہ

بابدان صحبت مدار و دور باش   گرچہ تو پاکیزۂ سازد پلید
این چنین شمع جہان است آفتاب   اندکی از ابر گردد ناپدید

یعنی تو بروں کی صحبت مت اختیار کر اور (ان سے) دور رہ، اگرچہ تو پاکیزہ (صفات) ہے (لیکن یہ تجھے) ناپاک بنا دے گی۔

سورج (سارے) جہان کے لیے کتنی (بڑی روشن) شمع ہے لیکن ذرّہ سا بادل اُسے چھپا دیتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے صادقوں اور عاشقوں کے ساتھ صحبت رکھ، تاکہ ان میں شامل ہو جائے۔

شعر:

صحبت مرد انت از مردان کند   ابر گریان باغ را خندان کند
با عاشقان نشین و ہمہ عاشقی گزین   با آنکہ نیست عاشق یک دم مشو قرین

(حافظ شیرازیؒ)

مردوں (نیک لوگوں) کی صحبت تجھے مرد بنا ڈالے گی (جیسے) روتا ہوا بادل باغ کو ہنسا دیتا ہے۔

عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور ہمیشہ عاشقی اختیار کر، جو عاشق نہیں تو اس کے قریب ایک لحظہ بھی مت جا۔

کبراء کا قول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے: فِرَّ مِنَ الْمُنكِرِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ:

یعنی تو برائی سے ایسے دور بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اس (ولید) کے عذاب کو بیان کیا اور فرمایا: سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ۝ ہم عنقریب ولید کو دوزخ میں ڈالیں گے، وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ۝ اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا سمجھے کہ دوزخ کیا ہے؟ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ۝ نہ چھوڑے گی اور دوزخیوں کی کوئی چیز باقی نہ رکھے گی، نہ گوشت، نہ جلد، نہ ہڈی کو۔ جب (باقی نہیں رہے گی) تو پھر پیدا ہو جائے گا۔

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ۝ سیاہ کر دینے والی ہے یہ دوزخ جہنمیوں کے چہروں کی کھال کو، تاریک رات کی مانند، یا یہ دوزخ آدمیوں کے لیے ظاہر ہونے والی ہے، یا اسے وہ (آدمی) ظاہر دیکھ لیں گے، یا جلانے والی ہے آدمی کی پوست کو اور توڑنے والی ہے ان کی ہڈیوں کو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

لواحہ مبتداء محذوف کی خبر ہے، یعنی وہ سیاہ کر دینے والی ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ۝ اس دوزخ پر ہیں انیس فرشتے، جن کو دوزخ کا داروغہ کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

حدیث میں آیا ہے:

”اِنَّ عُیُوْنَهُمْ كَالْبَرْقِ وَالْخَاطِفِ وَاَسْنَانَهُمْ كَصِيَاصِي الْبَقَرِ تَلَهَّبُ النَّارُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ“۔

یعنی ان کی آنکھیں بجلی کی طرح ہیں اور ان کے دانت گائے کے سینگوں کی مانند کھلے ہیں اور ان کے منہ سے آگ نکلتی ہے، بَيْنَ مَنْكَبَيْ اَحَدِهِمْ مَسِيْرَةُ سَنَةٍ۔ ان کے دو کندھوں کے درمیان ایک سالہ مسافت کا فاصلہ ہے، يَجُرُّوْنَ اَشْعَارَهُمْ۔ اپنے بالوں کو زمین پر کھینچتے ہوئے آئیں گے، نُزِعَتْ مِنْهُمُ الرَّحْمَةُ۔ ان کے دلوں سے رحمت (نرمی) نکال لی گئی ہے، يَرْفَعُ اَحَدُهُمْ سَبْعِيْنَ اَلْفاً يَرْمِيْهِمْ حَيْثُ اَرَادَ مِنْ جَهَنَّمَ ان میں سے ہر ایک ستر ہزار آدمیوں اور جنوں کو دوزخ میں جہاں چاہے گا، ڈال دے گا، لِاَحَدِهِمْ قُوَّةُ الثَّقَلَيْنِ۔ ان میں سے ہر ایک کو تمام آدمیوں اور جنوں کے برابر طاقت حاصل ہوگی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو جہل نے (کافروں سے) کہا کہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہتے ہیں کہ دوزخ کے داروغہ انیس ہیں۔ تم ان پر غلبہ حاصل کر سکو گے۔ ایک طاقتور کافر تھا۔ وہ بولا: ”سترہ آدمیوں کو تو میں سنبھال لوں گا۔ دس کو پیٹھ پر اور سات کو پیٹ پر قابو کر لوں گا اور باقی دو کو تم سنبھال لینا۔“ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً

اور ہم نے نہیں بنائے داروغہ دوزخ مگر (صرف) فرشتے۔ ایک فرشتہ کو تمہارے اوپر مقرر کیا ہے، جو ملک الموت ہے، وہ سب کی جان قبض کرتا ہے اور اگر انیس فرشتوں کو اتنی طاقت دیں کہ وہ سب کافروں کو دوزخ میں لے جائیں تو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ (تفسیر) تیسیر میں (حضرت) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے انیس حرف ہیں۔ جو آدمی ایک بار اخلاص کے ساتھ اسے پڑھے گا، وہ جہنم کے انیس فرشتوں سے رہائی پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے (دوزخ کے داروغہ) انیس کیوں بنائے؟ اس بارے میں فرمایا:

وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ہم نے نہیں بنائی جہنم کے داروغہ فرشتوں کی تعداد تمہارے لیے مگر (صرف) عذاب کافروں کے لیے، تاکہ وہ شک میں پڑیں لیکن مومنین اس پر ایمان رکھتے ہیں جو حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے یا ان کو آزمانے کے لیے کہ وہ ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟ اگرچہ ہم جانتے تھے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

الفتن والفتنه والفتون: آزمانا اور جلنا اور عذاب دینا۔

www.maktabah.org

بعدازاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسرا فائدہ بیان کیا اور فرمایا:

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ :

اور ہم نے جہنم کے داروغہ (کی تعداد) قرآن میں انیس بتائی، تا کہ اہل توریت و انجیل (یعنی یہود و نصاریٰ) کو یقین آ جائے کہ قرآن (مجید) آسمانی کتاب ہے اور سچ ہے اور حق، کیونکہ ان کی کتابوں میں بھی (ان کی) اتنی (ہی) تعداد ہے۔

وَيَزْدَادَ الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِيمَانًا:

اور تا کہ زیادہ کرے یہ خاص تعداد جو انیس ہے، ایمان مومنوں کا، یعنی مومنوں کا ایمان ان کی تعداد پر زیادہ ہو، یا تا کہ ایمان زیادہ ہو گرویدہ ہونے کی وجہ سے۔

الازدیاد: زیادہ کرنا اور زیادہ ہونا۔ اس کی اصل الازتیاد ہے باب الافتعال سے۔

وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُونَ :

پھر تاکید کرتے ہوئے فرمایا تا کہ شک میں نہ پڑیں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مومن، قرآن (مجید) اور رسالت (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حق ہونے (کے بارے) میں۔

وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ :

اور تا کہ کہیں منافق، جن کے دلوں میں نفاق اور شک کی بیماری ہے، وَّالْكٰفِرُوْنَ اور کافر، مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا کیا چاہا اللہ تعالیٰ نے اس مثال (بات) سے۔ اور تھوڑی تعداد سے جو انیس ہے اور کم و بیش نہیں۔ (انکار کرنے سے) ان کی غرض قرآن (مجید) کا انکار کرنا تھا کہ وہ اللہ کی کتاب نہیں ہے۔

مثلاً تمیز ہے حال سے اور مثل کا معنی داستان ہے۔ اور ماذا میں دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ماذا ایک ہی چیز ہے۔ یعنی وہ کون سی چیز ہے جس کا ارادہ کیا۔ تو یہ مفعول ہوگا اور دوسری صورت یہ کہ ما ای شیءٍ کے معنی میں ہے اور الذی کے معنی میں ہے۔ یعنی وہ کون سی چیز ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے اس مثال کے ذریعے ارادہ کیا ہے۔ اس حال میں کہ وہ مثال ہے۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ :

اس طرح مبتلا کرتا ہے گمراہی میں اللہ تعالیٰ، بندے کے اختیار کے بعد، جسے چاہتا ہے اور سیدھا راستہ دکھاتا ہے، جسے چاہتا ہے، اس کے اختیار کے بعد۔

جب ابو جہل لعنۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے خدا کا لشکر انیس (افراد) سے زیادہ نہیں ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ :

www.maktabah.org

اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا۔ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: ''اے رب! آسمان کے فرشتے کتنے ہیں؟'' خطاب ہوا بارہ سبط اور ایک سبط کی تعداد زمین کے ذرّات کے برابر ہے۔

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝

اور نہیں ہے یہ بیان کرنا اور اطلاع دینا اس دوزخ کی، مگر آدمی کو یاد دلانا، تاکہ وہ نصیحت پکڑے اور عذاب سے نجات پائے۔ نیز کہا گیا ہے کہ نہیں ہیں یہ دلائل و براہین اور آیات قرآن (مجید) مگر آدمیوں کی نصیحت کے لیے۔

كَلَّا ہرگز نہیں ہے ایسا، جیسا کافر کہتے ہیں کہ قیامت اور دوزخ نہیں ہوگی، وَالْقَمَرِ ۝ قسم ہے چاند کی، وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝ اور رات کی، جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے اور ایک قرأت میں إِذَا دَبَرَ ۝ ہے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝ اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو۔

إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝ بلاشبہ سقر یقیناً دوزخ کے سات بڑے طبقات میں سے ایک (طبقہ) ہے اور ان سات طبقات کے نام یہ ہیں: (۱) جہنم (۲) لظی (۳) حطمہ (۴) سعیر (۵) سقر (۶) جحیم (۷) ہاویہ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ منها۔ کبر کبریٰ کی جمع ہے جو اکبر کی مؤنث ہے اور کہا گیا ہے کہ بلاشبہ یہ سقر ایک مصیبت ہے بڑے مصائب میں سے۔

نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝

ڈرانے والی ہے اس آدمی کو جو چاہتا ہو کہ وہ آگے بڑھے بہشت میں بندگی اور ایمان کے ذریعے اور وہ پیچھے رہ جائے جنت سے گناہ اور کفر کی بدولت۔ یعنی تمام لوگوں کو ڈرانے کے لیے ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (سورہ الکہف ۲۹) یعنی تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔ لمن شاء بدل ہے بشر سے۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝

ہر شخص گروی ہوگا دوزخ میں اس کے بدلے جو کچھ اس نے کیا ہے دنیا میں مگر دائیں طرف والے، یعنی جنتی کہ جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے بخش دے گا اور ان کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں ڈالے گا اور (یہ بھی) کہا گیا ہے (کہ اس سے مراد) ایمان والوں کے بچے ہیں، جو گناہوں سے محفوظ ہیں، سو وہ دوزخ میں بند نہیں ہوں گے۔

حدیث میں آیا ہے کہ بچہ سے کہا جائے گا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہے گا کہ اے میرے (کریم) اللہ میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا، جب تک میرے ماں اور باپ بھی داخل نہ ہو جائیں۔ مگر کافروں کے بچے اہل جنت کے خادم ہوں گے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ اصحاب یمین (دائیں طرف والوں) سے مراد اُمتوں کے علماء ہیں۔ (نیز) کہا گیا ہے کہ اصحاب یمین وہ (ایماندار) آدمی ہیں جن کو اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ہمارے خواجہ (حضرت بہاء الدین نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ

www.maktabah.org

ہم فضل والوں سے ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبول فرمایا ہے۔

شعر:

آنرا کہ در پذیرد معبود لا لِعلة　　　آنرا چہ حاجت آید رنج چہار چلہ

(کلیات شمس ۱۵/۱۷، ش ۲۵۰۵)

یعنی جس شخص کو معبود (اللہ تعالیٰ) بغیر کسی سبب کے قبول فرمالے، اسے چار چلوں کی کیا ضرورت ہے؟ آپ یہ شعر بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔ تو پہلی صورت میں استثناء متصل ہوگی۔ الرھینۃ رہین کی مونث نہیں ہے، کیونکہ نفس مونث ہے۔ الرہن: گروی رکھنا۔ اس لیے کہ آپ اس سے صفت مراد لیتے ہیں، تو رہین کہا جائے گا، کیونکہ فعیل بمعنی مفعول اس سے مذکر و مونث دونوں برابر ہیں، جیسے جریح اور الرھینۃ رہن کے معنی میں ہے، جیسے کہ الشتیمۃ بمعنی الشتم (گالی دینا) ہے۔ گویا کہا گیا ہے کہ ہر نفس اپنے کیے کی بنا پر گروی ہے۔

فِيْ جَنّٰتٍ ۛ ہوں گے یہ اصحاب یمین باغات میں۔ حال۔

يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ پوچھیں گے اصحاب یمین گناہگاروں سے، جب ان کو دوزخ میں دیکھیں گے، مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ کیا چیز تمہیں لے آئی دوزخ میں؟ یہ سوال ملامت یعنی سرزنش کے لیے ہوگا۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ

جواب میں کہیں گے دوزخی کہ نہیں تھے ہم دنیا میں نماز پڑھنے والوں میں سے، اور نہیں تھے ہم دنیا میں کھانا کھلانے والے سوالیوں کو۔ اصل میں لم نکن تھا۔ ن حذف کیا گیا ہے شاذاً۔

وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۙ

اور تھے ہم دنیا میں، جو دھنسے (لگے) رہتے تھے، بیہودہ کاموں میں اہل باطل کے ساتھ، یعنی قرآن (مجید) کا انکار کرنے والوں کے ساتھ (محو رہتے تھے)۔ الخوض: باطل کام اور جس سے مشغول نہیں ہونا چاہیے۔

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۭ

اور تھے ہم دنیا میں جو جھٹلاتے تھے روز قیامت کے آنے کو، یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی، سو ہمیں یقین ہو گیا کہ روز قیامت برحق ہے۔

دوزخی جہنم میں آنے کے چار جواب دیں گے۔ ایک یہ کہ انہوں نے نماز کو ترک کیا، دوسرا یہ کہ انہوں نے فقیروں کو زکوٰۃ، کھانا اور نفلی صدقہ نہیں دیا۔ تیسرا یہ کہ وہ اہل باطل کے ساتھی بن گئے اور چوتھا یہ کہ وہ قیامت کے منکر تھے۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو نماز کو ترک نہ کر، اللہ تعالیٰ کے حق، صدقہ اور کھانے کو فقیروں سے

www.maktabah.org

نہ روک، اہل بدعت اور فاسقوں کا ساتھی نہ بن اور باطل کے شیوخ، دانشمندان خیال (یعنی فلاسفر) اور ظالم امراء کا ساتھی نہ بن۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اصحاب یمین مومنوں کے بچے ہیں اور یہ بچے گناہگاروں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کون سی چیز دوزخ میں لائی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، کھانا (فقیروں کو) نہیں دیتے تھے، بیہودہ کاموں میں شامل ہو جاتے تھے اور قیامت کے منکر تھے۔ بچے کہیں گے کہ ہم یہ سب کام نہیں کرتے تھے اور ہم روز قیامت کا انکار بھی نہیں کرتے تھے۔

بعد ازاں (اللہ تعالیٰ نے) دوزخیوں کی حالت کی خبر دی اور فرمایا:

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾

سو نفع نہ دیا ان دوزخیوں کو (شفاعت کرنے والوں کی) شفاعت نے اور یہ شفاعت کرنے والے پیغمبران گرامی، فرشتے، شہید، عالم اور نیکوکار ایمان والے ہوں گے، جو گنہگاروں کی سفارش کریں گے، سوائے چار قسم کے لوگوں: (۱) بے نمازوں (۲) زکوٰۃ نہ دینے والوں، بیہودگی میں مشغول رہنے والوں اور قیامت کو جھٹلانے والوں کے۔

جس طرح کہ اللہ رب العزت نے مہربانی فرماتے ہوئے کافروں کو قیامت کے خطرات سے آگاہ فرمایا ہے اور انہوں نے (اسے) قبول نہیں کیا۔ اللہ رب العزت نے (ان کے اسے) دور سمجھنے کی وجہ سے فرمایا:

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾

سو ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ وعظ اور قرآن مجید کے قبول کرنے اور سردار الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے نصیحت کرنے سے سخت انکار کر رہے ہیں، كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ گویا کہ یہ کافر جو قرآن، نصیحت اور وعظ سے فرار کرتے ہیں، ایسے گدھے ہیں جو بھاگ رہے ہیں، یا بھگائے گئے ہیں، شیر سے، یا تیر اندازوں سے یا شکاریوں سے، یعنی گویا وہ وحشی گدھے ہیں، جو شکاریوں سے بھاگ رہے ہیں۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ وعظ حقانی سے گریز نہ کرے۔

الاستنفار: اچھی طرح بھاگنا، یا بھگایا جانا۔

جب کافروں نے سرکشی کی اور حق کو قبول نہ کیا اور ایک ایسی چیز طلب کی، جس کے وہ لائق نہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی اور ارشاد فرمایا:

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾

یعنی ایسا نہیں ہے جیسے وہ چاہتے ہیں، بلکہ وہ سرکشی کر رہے ہیں اور بندگی کی حد سے باہر قدم رکھ رہے ہیں اور بڑی چیز کا سوال کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان میں سے ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کھلا صحیفہ ملے (جس میں درج ہو) کہ اے فلاں تو ایمان لے آ اور ایک کاغذ لایا جائے ہم میں سے ہر ایک کے لیے کہ اللہ تعالیٰ

www.maktabah.org

نے ہمیں بخش دیا ہے، پھر ہم ایمان لے آئیں گے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بیان کیا اور فرمایا:

كَلَّا ۭ بَلْ بلکہ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ اگر ہم ایسا کر (بھی) دیں تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس لیے کہ وہ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔

لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۝

نہیں ڈرتے وہ آخرت کے عذاب سے، کیونکہ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔

كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ (ہرگز نہیں) سچ یہ ہے کہ قرآن کریم اور فرقان عظیم نصیحت ہے تمام مخلوقات کے لیے اور یہ جادو اور شعر نہیں ہے۔

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝

سو جو کوئی چاہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پائے، وہ اسے یاد رکھے اور نصیحت پکڑے اس قرآن (مجید) سے۔

وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ

اور نہیں نصیحت پکڑتے وہ قرآن (مجید) سے مگر اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے۔

شعر:

جوینده ازان نه که جویان تو نیست وز جویانی یقین دان که ترا جویان است

یعنی وہ جوینده اس لیے نہیں کہ وہ تیرا متلاشی نہیں ہے، تو جوینده اسے سمجھ، جو تیرا متلاشی ہو۔

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

وہی ڈرنے کے لائق ہے۔ جو اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرتے ہیں۔ وہ اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، اور وہی بندوں کے گناہوں کو بخشنے کے لائق ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے، اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا (بخشنے والا) نہیں۔ یعنی جو کوئی اس سے ڈرے گا اور بخشش طلب کرے گا، وہ اسے بخش دے گا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْزُقْنَا التَّقْوٰى وَالْمَغْفِرَةَ، یعنی اے ہمارے اللہ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہمیں تقویٰ اور مغفرت نصیب فرما۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝١ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝٢
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝٣ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى
اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝٤ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝٥
يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝٦ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ
الْقَمَرُ ۝٨ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ
الْمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝١١ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُا
الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝١٣ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ
بَصِيْرَةٌ ۝١٤ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝١٥ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ
لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝١٦ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝١٧ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ
قُرْاٰنَهٗ ۝١٨ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝١٩ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝٢٠
وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝٢١ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ اِلٰى رَبِّهَا
نَاظِرَةٌ ۝٢٣ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۝٢٤ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا
فَاقِرَةٌ ۝٢٥ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝٢٦ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝٢٧
وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝٢٨ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝٢٩ اِلٰى رَبِّكَ

www.maktabah.org

يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ
وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾
اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ
فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾ اَلَيْسَ
ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾

سورہ قیامۃ مکی ہے اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿١﴾

جاننا چاہیے کہ بعض کہتے ہیں کہ لا زائد ہے اور اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کی، یعنی قسم ہے قیامت کے دن کی۔ بعض کہتے ہیں کہ لا زائد نہیں ہے اور اس طرح معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے اس طرح کہ کافر کہتے ہیں کہ قیامت کے دن زندہ ہونا نہیں ہے۔ میں قیامت کے دن کی قسم اٹھاتا ہوں کہ زندہ ہونا سچ ہے۔ (تفسیر) کواشی میں مذکور ہے کہ لَاَ اُقْسِمُ بھی قراءت سبعہ میں سے ہے۔ اور (تفسیر) کشاف میں آیا ہے کہ امیر المومنین (حضرت) عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں لَاَ اُقْسِمُ لکھا ہوا ہے اور اس کا معنی یوں ہے کہ لَاَنَا اُقْسِمُ یعنی یقیناً میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ لَاَنَا مبتداء اور اُقْسِمُ اس کی خبر لَاَنَا میں لام ابتداء کے لیے ہے۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾

اور میں قسم کھاتا ہوں مومن نفس کی جو ہمیشہ خود کو ملامت کرتا ہے، عبادت میں کی جانے والی خطاؤں پر، خواہ وہ بندے سے زیادہ سرزد ہوئی ہوں۔ یہ (حضرت) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ایک دوسرے قول میں آیا ہے:

"قیامت میں تمام نفوس لوامہ (ملامت کرنے والے) ہوں گے، اگر بندے نے بندگی کی ہوگی تو وہ کہے گا کہ اس نے زیادہ (بندگی) کیوں نہیں کی؟ اور اگر اس نے گناہ کیا ہوگا تو کہے گا کہ اس نے (گناہ) کیوں کیا؟"

www.maktabah.org

جواب قسم مقدر ہے، اس کی تقدیر اَنَّکُمْ مَبْعُوْثُوْنَ۔ یعنی یقیناً تم زندہ اُٹھائے جاؤ گے، مرنے کے بعد۔ اس پر یہ آیت دلالت کرتی ہے: اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ آیا گمان کرتا ہے انسان (جو) منکر (ہے) قیامت کے دن کا، اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ کہ ہم ہرگز جمع نہ کرسکیں گے مرنے کے بعد اور جدا ہو جانے کے بعد اس کی ہڈیاں۔

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾

اور اس طرح نہیں ہے جو آدمی خیال کرتا ہے، بلکہ ہم قادر ہیں کہ اس پر اس کے پورے پورے درست کر دیں، مرنے کے بعد جیسا کہ وہ (اس کی) زندگی میں تھے، خواہ یہ اس کی باریک ترین ہڈیاں تھیں۔ نیز کہا گیا ہے:

بلکہ ہم قادر ہیں کہ انسان کی انگلیوں کو بے مثال (تخلیق) بنا ڈالیں، جیسے کہ اس کی مانند ہم نے اونٹ کو پیدا کیا ہے اور اس کی انگلیوں کی تخلیق میں ہم نے بے مثال حکمت بھر دی ہے۔ جب ہم یہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں تو زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں۔ اس لیے کہ زندہ کرنا ممکن ہے، جس طرح کہ پہلی بار ممکن (ہو گیا) تھا۔ اسے روکا نہیں جا سکتا اور اس طرح کوئی ممکن روکا نہیں جا سکتا۔

قادرین حال ہے نجمع کی ضمیر سے۔

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾

ایسے نہیں ہے جس طرح کہ یہ کافر کہتے ہیں اور قیامت کا انکار کرتے ہیں اور قیامت کا آنا برحق ہے، بلکہ یہ کافر چاہتا ہے کہ فسق و فساد کرے اپنے آگے کو بھی، یعنی (مستقبل میں بھی) ہمیشہ فساد کرے اور ایمان نہ لائے (اور) وہ قیامت کے عذاب کے آنے اور اعمال کی جزا کا منکر رہے اور وہ مذاق اُڑانے کی غرض سے عیب جوئی کرتا ہے۔

يَسْـَٔلُ پوچھتا ہے، اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ کب ہوگا قیامت کا دن؟ تاکہ میں گناہ نہ کروں۔ کیونکہ اس کا عقیدہ تھا کہ زندہ ہونا (ممکن) نہیں ہوگا اور جو کچھ میں کر رہا ہوں اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْاِعْتِقَاد، یعنی ہم اس عقیدہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

کہا گیا ہے: لِيَفْجُرَ لَيُكَذِّبَ: جھٹلاتا ہے اور اَمَامَهٗ جو کچھ اس کے آگے آنے والا ہے، یعنی وہ قیامت کا اور حساب (آخرت) اور عذاب کا منکر ہے۔

بہت سارے ایسے فاسق لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ آؤ ہم خود کو اس وقت تک (یعنی) جب ہمیں موت آئے گی تک، خوش رکھیں، معلوم نہیں مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ (یعنی ہم زندہ ہوں گے یا نہیں؟) اور وہ لوگ یہ بات کرنے سے کافر ہو جاتے ہیں، چونکہ وہ (یوں) قیامت کا انکار کرنے کی وجہ سے قرآن (مجید) کا انکار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی علامات بتائیں اور ارشاد فرمایا:

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾

www.maktabah.org

"ر" کی کسر کی قرأۃ کے ساتھ (معنی ہے) یعنی آنکھ خیرہ اور متحیر ہو جائے اور "ر" کی فتح کے ساتھ وہ البریق سے (ہے): جب پھول جائے گی اور پھٹ جائے گی، یعنی آنکھ قیامت کے خوف سے۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝

اور جب تاریک ہو جائے گا چاند، اور اس کا سارا نور ختم ہو جائے گا۔ الخسوف: چاند کا گرہن لگنا۔

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝

اور جب جمع کر دیے جائیں سورج اور چاند اور وہ مغرب سے طلوع ہو جائیں، یا دونوں کو جمع کر دیا جائے کہ دونوں یکساں بے نور ہو جائیں اور یا جمع کیے جائیں اور وہ دو بانجھ گایوں کی طرح سیاہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کے پیچھے چل پڑیں یا دونوں کو ایک برج میں جمع کیا جائے، تاکہ وہ ایک جگہ سے طلوع ہوں اس کے برخلاف، جیسا کہ اب طلوع ہوتے ہیں۔

يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝

کہے گا وہ کافر جو روز قیامت کا منکر ہے کہ (آج) بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ یعنی قیامت سے (فرار کیسے ممکن ہے؟) اور قیامت کے عذاب سے بچنے کے لیے کون سی جگہ میں پناہ پکڑوں؟

كَلَّا لَا وَزَرَ ۝

سچ ہے کہ ہرگز نہیں اس روز کوئی بچاؤ کی جگہ اور جائے پناہ۔

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝

تیرے پروردگار کے ہاں اس روز ہے ٹھکانا اور آرام پانے کی جگہ۔ الاستقرار: آرام پانا، یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی چیز کے ذریعے پناہ نہیں ملتی اور کسی طرح بھی فرار نہیں کیا جا سکتا، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے (محفوظ رہ سکتے ہیں)۔

يُنَبَّأُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝

آگاہ کر دیا جائے گا آدمی کو (آج کے دن) اس سے، جو اس نے آگے بھیجا ہوگا اور جو پیچھے چھوڑا ہوگا، یعنی اس کے تمام اعمال، جو اس نے شروع سے لے کر آخر عمر تک کیے ہوں گے یا تمام مال جو اس نے خیر و بھلائی کے طور پر خرچ کیے ہوں گے اور تمام مال جو اپنے پیچھے (دنیا میں) چھوڑ آیا ہوگا، ان سے آگاہ کر دیا جائے گا اور ان کا حساب کر دیا جائے، یا اس نے اس مال سے جو عمل کیا ہوگا، اور جو کچھ کیا ہوگا، اور جو پیچھے چھوڑ آیا ہوگا اور اس سے کچھ نہیں کیا ہوگا، ان دونوں کی جزا اور سزا ظاہر کر دی جائے گی۔

بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝

بلکہ آدمی اپنے اوپر گواہ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اچھی طرح باخبر ہے، یعنی وہ حساب سے بچ نہیں سکتا۔

www.maktabah.org

بصیرۃ میں ۃ مبالغہ کے لیے ہے، جیسے کہ علاقہ میں ہے۔

وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ⑮

اگر چہ ڈال لے اپنے پردوں کو اور چھپ جائے اور کہا گیا ہے کہ اگر چہ لا ڈالے اپنے عذر۔ دوسری صورت میں معاذیرہ معذرت کی جمع ہے اور پہلی صورت میں معذار کی جمع ہے۔

المعذار: پردہ۔ یعنی اگر چہ دُنیا میں گناہ پوشیدہ کیا ہوگا، کل قیامت کو اس کے تمام اعضا اس گناہ کے کرنے کی گواہی دیں گے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ:

نہ حرکت دیں آپ قرآن (مجید) کے ساتھ اپنی زبان کو، (حضرت) جبرئیل علیہ السلام کے فارغ ہونے سے پہلے، اس خوف سے کہ وہ آپ بھول جائیں گے۔

لِتَعْجَلَ بِهٖ ⑯ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ⑰

تا کہ جلدی (یاد کر لیں) قرآن (مجید) کو، بلاشبہ ہمارے ذمہ ہے جمع کرنا قرآن (مجید) آپ کے (مبارک) سینہ میں اور اس کا دوبارہ پڑھنا (لوٹانا، آسان کرنا) تا کہ آپ کو یاد ہو جائے۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ⑱

سو جب ہم پڑھیں، یعنی جبرئیل (علیہ السلام) ہمارے حکم سے آپ کے پاس پڑھیں تو آپ اس (قرآن مجید) کے پڑھنے کی پیروی کریں۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ⑲

سو بلاشبہ ہمارے ذمے ہے بیان کرنا قرآن (مجید) کا آپ کے لیے، (یعنی) قرآن (مجید) کے معانی میں سے جو کچھ آپ کے لیے مشکل ہو، ہم اس کو بیان کریں۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ⑳ سچ یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے، جیسا کہ تم کافر کہتے ہو، یا وہ کافر کہتے ہیں کہ قیامت نہیں ہوگی، بلکہ ایسا ہے کہ تم دنیا کو دوست رکھتے ہو، وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ㉑ اور تم چھوڑ دیتے ہو آخرت کو، سو اس وجہ سے تم قیامت کے منکر ہو اور تمہیں دنیا کی محبت اس پر اُبھارتی ہے تو تم گناہ زیادہ کرتے ہو (جیسے آیا ہے کہ): حب الدنیا رأس کلّ خطیئة (مشکوۃ المصابیح ۳:۱۴۳۸، نمبر ۵۲۱۳) یعنی دینا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم: "من احب دنیاہ اضر بآخرته ومن احب آخرته اضر بدنیاہ، فآثروا ما یبقی علی ما یفنی" (مسند احمد بن حنبل ۴:۴۱۲، مشکوۃ المصابیح ۳:۱۱۳۱، نمبر ۵۱۷۹)۔

www.maktabah.org

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا سے محبت کی اس نے آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کا نقصان پایا، پس تم باقی رہنے والی چیز کو فانی ہونے والی شے پر ترجیح دیتے ہو۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ دنیا کی محبت کو دل سے نکال دے، کیونکہ مرتبہ اور عزت کی طلب اور دنیا کی چاہت نے کافروں کو کفر پر (ثابت قدم) رکھا ہے۔

شعر:

چون کششے است ناگہان تانبری بخود گمان — پیک قبول ما است ہان جانب مات می کشد

یعنی (اے طالب) جب ناگہاں تجھے (ہماری طرف) ایک کشش پیدا ہو جائے تو اسے اپنی (بندگی اور ہمت کی) طرف سے خیال نہ کر، یہ تو ہماری قبولیت کا قاصد ہے، جو تجھے ہماری طرف کھینچ رہا ہے۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے دنیا پر آخرت کی فضیلت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے:

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾

(بہت سے) چہرے ہوں گے قیامت کے روز تازہ اور بارونق اور چمکتے ہوئے اور اپنے خدا کی طرف دیکھتے ہوئے۔

شعر:

دیدار حق است مر مؤمنان را — نہ خوارزم نہ ہندوستان را

یعنی اللہ تعالیٰ کی زیارت مومنوں کے لیے ہے اور یہ اہل خوارزم اور ہندوستان (کے معتزلیوں) کے لیے نہیں ہے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار حق ہے اور معتزلیوں کے (عقیدے کے) خلاف برحق ہے۔

مثنوی:

ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک — زود بیند حضرت و ایوان پاک

چون محمدؐ پاک شد از نار و دود — ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب — او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب

(مثنوی ۱:۱۶۵)

ترجمہ: جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے، وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لے گا۔

www.maktabah.org

جب (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) آگ اور دھوئیں سے پاک ہو گئے، جس طرف بھی رُخ (مبارک) کیا خدا کی ذات تھی۔

جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے، وہ ہر ذرہ میں آفتاب دیکھ لے گا۔

چونکہ جنت مومنوں کا مہمان خانہ ہے اور مہمانی دوست کے دیدار کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

شعر:

اگر دیدار ننمائی و جنت را بیارائی — برائے ہیزم دوزخ کشند از روضہ طوبیٰ را

یعنی اے باری تعالیٰ اگر تو ہمیں اپنی زیارت نہ کرائے اور جنت کو آراستہ فرمائے، تو پھر (بے شک) جنت (کے بہترین درخت) طوبیٰ کو دوزخ کا ایندھن بنا ڈالیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا لِقَائِکَ، یعنی اے اللہ ہمیں اپنی زیارت نصیب فرما۔

قَالَ النبی صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عَیَانًا کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبُدْرِ لَا تُضَامُوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ (دیکھئے: صحیح البخاری ۵۵۴، ص۹۳، ۴۴۳۴، ۷-۴۳۷، ص۱۲۷۹، الفاظ کی کمی وبیشی کے ساتھ)۔

یعنی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم عنقریب اپنے رب کی زیارت کرو گے۔ جس طرح کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو، اور تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

بہت سارے صحابہ (کرام) رضوان اللہ علیہم اجمعین روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت کی ہے۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾

اور (بہت سے) چہرے ہوں گے اس روز بگڑے ہوئے اور سیاہ شدہ اور اللہ تعالیٰ کی زیارت سے محروم کیے گئے۔ **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ** (ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں)۔

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾

جانتے ہوں گے کہ کیا جائے گا ان سے ایسا معاملہ کہ ان کی کمر کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ یعنی جانیں گے کہ ان کو عذاب سخت دیا جائے گا۔

الفاقرة، الفقر سے ہے، یعنی کمر توڑنے والی سختی۔ الفقر: کمر توڑنا۔ وجوہ مبتداء ہے اگر چہ نکرہ ہے کیونکہ مقصود حاصل ہو رہا ہے، یعنی بہت سے چہرے۔ یومئذٍ ظرف ہے خبر کے لیے اور وہ ہے ناضرةٌ۔

كَلَّآ سچ ہے کہ، **اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾** جب پہنچ جائے روح گردن (ہنسلی) تک، یعنی قریب ہو مرنا، **وَقِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿۲۷﴾** اور کہا جائے کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا، اس بیمار کو، تاکہ وہ صحت یاب ہو جائے اور اس کی

www.maktabah.org

جان جسم میں واپس آ جائے۔

الـرقية: جھاڑ پھونک کرنا۔ اور کہا گیا ہے: فرشتے کہیں گے کہ کون ہے جس کا روح آسمان پر لے جائیں۔ یہ رحمت کے فرشتے ہوں گے یا عذاب والے، تاکہ کسے حکم ملتا ہے۔ الترقی: اوپر ہونا۔

بزرگوں میں سے ایک کہتے تھے کہ میرا ایک دوست تھا، جو فوت ہو گیا۔ میں اس رات اس کے گھر میں سو گیا۔ میں نے دیکھا کہ رحمت اور عذاب کے فرشتے اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ کسے حکم ملتا ہے، کہ وہ اس کی روح قبض کرے۔ میں نے ایک آواز سنی کہ وہ کہہ رہے تھے: ''تم دیکھو کہ اس نے کوئی نیک عمل اخلاص کے ساتھ بھی کیا ہے یا نہیں؟ اگر اس نے ایک عمل بھی اخلاص کے ساتھ کیا ہے تو وہ عذاب سے نجات پائے گا، وگرنہ نہیں۔'' میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ آیا اور اس نے اس کے ہاتھ کو سونگھا اور کہا: ''مَا وَجَدْتُ'' یعنی میں نہیں دیکھتا کہ اس نے کوئی عمل اخلاص کے ساتھ کیا ہے اور ایسے ہی اس نے اس کے پاؤں اور دوسرے اعضا کو سونگھا، یہاں تک کہ اس نے اس کی زبان کو سونگھا اور بولا: ''وَجَدْتُ'' یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اس نے ایک بار اخلاص کے ساتھ کہا ہے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ''۔ حکم ہوا کہ اسے جنت میں لے جاؤ۔ یہ قصہ شیخ محقق خواجہ محمد (بن) علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی (کتاب) نوادر (الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول) میں مذکور ہے۔

وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾

اور جب وہ جان لے گا یقین سے کہ یہ مرنا جدائی ہے، مال، اولاد اور دوستوں سے، وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اور جب لپٹ جائے گی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے کفن میں۔ اور کہا گیا ہے کہ ایک سختی دوسری سختی سے جڑ جائے گی، نیز کہا گیا ہے کہ دنیا کا دُکھ آخرت کے رنج کے ساتھ جمع ہو جائے گا۔ عرب سختی کو ساق کہتا ہے۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾

اور تیرے پروردگار کی طرف اس روز ہانکنا ہو گا مخلوق کو، یعنی مخلوق کو جزا کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور لے جائیں گے۔ ایک جنتی کی روح کو علیین میں آسمانوں پر لے جائیں گے اور ایک دوزخی کی روح کو سجین میں ساتویں زمین کے نیچے لے جائیں گے۔

فَلَا صَدَّقَ سو تصدیق نہ کی رسول خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی اس آدمی نے، وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ اور نہ اس نے نماز پڑھی۔

وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾

اور لیکن اس نے جھٹلایا رسول (اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو اور اس نے اللہ تعالیٰ سے منہ موڑا۔

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾

www.maktabah.org

پھر چلا گیا اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا۔ ساری ضمیر انسان کی طرف راجع ہیں جو آیت اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ میں ہے۔ اور اس انسان سے مراد ابوجہل ہے، یا کوئی دوسرا کافر۔

التمطّی: اکڑنا۔

پھر اس کافر پر بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰىؕ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰىؕ ﴿۳۵﴾

افسوس ہے تجھ پر اے کافر اور پھر افسوس ہے تجھ پر اے کافر۔ اس صورت میں اولیٰ مبتداء ہے اور لک اس کی خبر ہے اور کہا گیا ہے کہ اولیٰ کا معنی نزدیک ہے تجھ پر عذاب ہلاک کرنے والا، یعنی تیرے اوپر آنے والی مصیبت قریب ہے۔ تو اس صورت میں اولی لک جملہ فعلیہ ہوگا۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًىؕ ﴿۳۶﴾

اور گمان کرتا ہے آدمی، یعنی ابوجہل کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا، یعنی بغیر امر ونہی اور عذاب ورحمت کے، اور دُنیا اور آخرت میں کسی کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوگا اور جب وہ مرے گا تو پھر وہ زندہ نہیں ہوگا۔ کافر اس طرح خیال کرتا ہے لیکن یوں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی دلیل بیان کی اور فرمایا:

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰىۙ ﴿۳۷﴾

کیا نہ تھا یہ آدمی ایک قطرہ آب منی کا جو گرایا گیا ہے رحم (مادر) میں۔

الامناء: نیچے لانا پانی کا۔

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰىۙ ﴿۳۸﴾

پھر تھا یہ آدمی جما ہوا خون، پانی کے بعد، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا، پھر درست کیا اسے اور اس کے اعضاء کو، جیسے سر، چہرہ، پاؤں، ہاتھ اور دوسرے اعضاء۔

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰىؕ ﴿۳۹﴾

پس بنائے اس نے آب منی سے دو جوڑے (اقسام)، ایک نر اور دوسرا مادہ ماں کے رحم میں، اگر چاہتا ہے تو نر بناتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو مادہ، نیز اگر چاہے تو نر بھی اور مادہ بھی بنا ڈالتا ہے، جیسے ہیجڑہ۔

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ جو ایسے آب منی سے (پیدا) کر لیتا ہے، اس پر قادر اور توانا کہ وہ مردوں کو زندہ کر لے؟ یعنی وہ (اس پر) قادر ہے، جو ہمیشہ تھا اور ہوگا۔

جب یہ سورہ ختم ہوئی تو ہمارے رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"سُبْحَانَکَ بَلٰی" یعنی تو پاک ہے، کیوں نہیں تو قادر ہے اور سنت یہی ہے کہ (سورہ کے آخر میں) یہ پڑھا جائے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ
شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ
نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ
اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟
وَاَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ
كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا
تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ
مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ
يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ
جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا
قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً
وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ
فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾
وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ
عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۟ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۟

www.maktabah.org

مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ
مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ
عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾
عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْا اَسَاوِرَ
مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ
لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا
اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ
الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ
وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ
تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ
اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ
يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

www.maktabah.org

سورۂ دہر مدنی ہے اور اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ①

یقیناً آیا (حضرت) آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک زمانہ کہ نہ تھے وہ ایک قابل ذکر چیز۔

امام سدیؒ کا قول ہے کہ (حضرت) آدم علیہ السلام کا تن (مبارک) چالیس سال تک مکہ (مکرمہ) اور طائف کے درمیان رکھا گیا، سر (مبارک) مکہ (مکرمہ) کی طرف اور پاؤں (مبارک) طائف کی جانب تھے۔ شروع میں وہ خاک تھا، سو اس پر ایک بادل برسا تو یہ گارا بن گیا۔ پھر اس پر سورج چمکا تو اس نے بو پکڑی اور حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (سورہ الحجر ۲۶) بن گیا۔ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ سیاہ بودار گارے کو کہتے ہیں۔ پھر اس پر ہوا چلی تو یہ ٹھیکری بن گیا جس سے آواز پیدا ہوتی تھی، جب اس پر ہاتھ مارتے تھے۔ كَالصَّلْصَالِ کھنکتا ہوا اور كَالْفَخَّارِ ⑭ (سورہ الرحمٰن ۱۴) کھنکھناتی ٹھیکری جیسا۔ اور (یہ بھی) کہا گیا ہے: انسان سے مراد سب آدمی ہیں۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ:

بے شک ہم نے پیدا کیا (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو (ایسے) آب منی سے، جس میں مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ سے ملا ہوا ہے۔

الامشاج مشج کی جمع، یا مشیج کی جمع ہے، جیسے خلط، خلیط اور خلاط۔

نَّبْتَلِيْهِ تاکہ ہم آزمائیں اسے، شریعت کے کاموں سے، تاکہ ظاہر ہو کہ وہ اپنے اختیار سے خیر کا کام کرتا ہے یا برائی؟ جیسا کہ ہم اپنے علم قدیم سے اس (کے عمل) سے آگاہ ہیں۔

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ②

سو ہم نے بنایا اس انسان کو سنتا دیکھتا، اس آبِ منی کے قطرہ سے۔ یعنی ہم نے آب منی کے قطرہ سے آدمی کو سننے والا اور دیکھنے والا بنا ڈالا۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ③

بے شک ہم نے انسان کو دکھائی راہ نیکی، برائی، حق اور باطل کی، خواہ شکر (ادا) کرے یا نہ کرے۔ اگر وہ شکر کرنے والا بنے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو ہم اسے ہدایت کا راستہ سلجھائیں گے اور اگر شکر (ادا) نہ کرے، کافر بن جائے اور گناہ کرے، تو بھی ہم اسے راستہ دکھاتے ہیں۔ ہم سے سب کرم (ہوا) ہے۔

(حضرت) آدم (علیہ السلام) نہ تھے، ہم نے انہیں خاک سے پیدا کر ڈالا اور ان کی اولاد کو آب منی سے پیدا کر لیا اور انہیں سننے والا اور دیکھنے والا بنایا اور انہیں راہِ حق اور باطل دکھایا۔ اگر وہ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں تو انکی جزا بہشت جاوداں ہے اور اگر ایمان نہ لائیں اور نیک عمل نہ کریں تو ان کا بدلہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے سورہ کے آخر تک دونوں گروہوں کا حال بیان کیا اور فرمایا:

www.maktabah.org

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا۝

بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں اور بھاری طوق اور دہکتی ہوئی آگ۔

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا حال بیان کیا اور فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا۝

بے شک نیک بندے، یعنی نیک اعمال کرنے والے مومن پئیں گے بہشت میں پیالے سے ایسا مشروب جس میں کافور کی آمیزش ہوگی، یعنی اس میں جو چیز ملائیں گے وہ سرد اور سفید ہوگی، جیسا کہ دنیا میں شربت میں برف ڈالتے ہیں (اسی طرح آخرت کے شربت میں) جو سفیدی، سردی اور خوشبو ملائی جائے گی وہ کافور کی مانند ہوگی۔ نیز کہا گیا ہے کہ کافور جنت میں ایک چشمہ ہے۔

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ:

وہ کافور ایک چشمہ ہے، جس سے پیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بندے۔ ''الباء'' سے مراد ''سے'' ہے، یا یہ زائد ہے۔ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا۝ چلاتا ہے اس پانی کو اپنی منزلوں میں بغیر نہروں کے بلندی اور پستی میں۔ یہ دنیا کے پانی سے مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ بندے کیسے ہیں؟ اور ان کی صفات کیسی ہیں؟

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ:

یہ پاکیزہ (صفات) بندے پوری کرتے ہیں اپنی نذریں عبادتوں، فرضوں اور سنتوں میں۔

وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا۝

اور وہ ڈرتے ہیں اس دن سے کہ جس کی برائی پھیلی ہوئی ہوگی۔ یعنی اس دن کا عذاب اور برائی آشکار ہوگی اور تمام گنہگاروں تک پہنچ جائے گی۔

(حضرت) امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اس روز کی سختی سے آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے۔ پہاڑ دھول کی مانند ہوا میں اڑ جائیں گے اور سورج و چاند بے نور ہو جائیں گے۔ زمین لرزنے لگے گی اور پانی چار سو گز تک زمین میں نیچے چلے جائیں گے۔ اس سے تو سمجھ لے کہ اس روز آدمی کس حال میں ہوگا؟ تعجب ہے اس غافل پر جو بے خوف ہے۔

(تفسیر) کشاف اور (تفسیر) کواشی میں مذکور ہے اور دوسری بہت سی تفسیروں میں آیا ہے کہ یہ آیات امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی ہیں، جنہوں نے شاہزادوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی صحت کے لیے نذر کا روزہ رکھا تھا اور تین رات مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا دیا۔ امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ عنہ نے نیزے کے ذریعے دنیا کی مملکت حاصل کر لی اور تین روٹیوں کے بدلے آخرت کی سلطنت پالی اور وائے مسکین تیرے پاس نہ

www.maktabah.org

نیزہ ہے اور نہ تین روٹیاں!۔

اس واقعہ میں اکثر علماء نے مبالغہ کیا ہے، جوان کو زیب نہیں دیتا اور محققین اس (مبالغہ) کو پسند نہیں کرتے۔ (حضرت امام) مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کے بقول یہ آیات ایک انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہیں، جس نے ایک روز مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلایا۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝۸

اور کھانا کھلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں، باوجود کھانے کی حب، طلب اور حاجت رکھنے کے محتاج سوالی، یتیم، جس کا باپ نہ ہو اور قیدی کو کھلاتے ہیں:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹

بے شک ہم کھلاتے ہیں کھانا تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور ہم نہیں چاہتے تم سے کوئی جزا اور شکریہ۔

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰

بے شک ہم ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے، اس دن (کے عذاب) سے، جس روز میں گنہگاروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور وہ گنہگاروں پر بہت بھاری دن ہوگا۔

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱

سو ان نیک اعمال کے سبب بچالیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اس روز کی برائی سے، اور انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کی خوشی عطا فرمائی اور دشمنوں کو چہروں کی سیاہی اور بے حد و بے انتہا غم و دُکھ دیا۔

الوقایة: بچالیا۔ التلقیة: کوئی چیز کسی کے پاس لانا اور دینا۔ فَوَقٰهُمْ وَلَقّٰهُمْ مستقبل کے معنوں میں ہے، یعنی بچالے گا ان کو اور دے گا ان کو قیامت کے دن۔

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۲

اور بدلہ دے گا، انہیں ان کی عبادت اور مصیبتوں میں صبر کرنے کی وجہ سے جنت جاوداں اور نرم ریشمی پوشاکوں کا۔ کیونکہ اس کے دوستوں کے لیے دنیا میں بلا اور آخرت میں عطا ہے۔ ان کے لیے دنیا میں غم اور آخرت میں خوشی ہے۔ ان کے لیے دنیا قید خانہ اور آخرت بہشت جاوداں ہے۔ دنیا میں ان کے لیے پھٹے پرانے کپڑے اور آخرت میں ریشمی پوشاکیں ہیں۔ کمترین (درجے کے) جنتی کو ستر ریشمی جوڑے پہنائے جائیں گے اور بہترین (درجے کے) جنتی کے لیے ستر ہزار جوڑے ہوں گے۔ ہر جوڑے کا رنگ الگ اور اس کی ملائمت پھول کی پتی جیسی ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے مقام اور پوشاک سے آگاہ کیا تو اب ان کے تخت و بخت کا بھی ذکر کیا اور فرمایا ہے:

www.maktabah.org

مُتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ:

تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اس بہشت میں آراستہ تختوں پر۔ ہر تخت کے سامنے ایک باغ، ہر باغ کے سامنے ایک محل اور ہر محل کے سامنے ایک گلستان ہوگا۔ جب دنیا میں انہوں نے انتہائی فقر و فاقہ میں قناعت اختیار کی ہے اور تنگ و تاریک گھروں میں گزر بسر کی ہے تو اب بہشت میں ان کے لیے یوں عالی شان محل موجود ہوں گے۔ متکئین حال ہے جزاہم کے لیے ضمیر منصوب ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيرًا۝

یعنی نہیں دیکھیں گے وہ اس بہشت میں دھوپ اور سردی کو۔ یعنی موسم گرما اور سرما کو۔ یعنی چونکہ انہوں نے دنیا میں موسم گرما کی گرمی اور موسم سرما کی سردی کو (خوب) دیکھا اور اطاعت (الٰہی) کو ترک نہ کیا، لہٰذا (اب) جنت میں گرمی اور سردی سے امان پائیں گے۔ چونکہ کافر (دنیا میں) موسم گرما اور سرما میں ناز و نعم میں رہتے ہیں، لہٰذا وہ دوزخ میں گرمی اور سردی سے لاچار ہو جائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے مقام اور لباس سے آگاہ فرمایا تو اب ان کی چھاؤں اور میووں کا بھی ذکر کیا اور فرمایا:

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا:

اور نزدیک ہو رہے ہوں گے ان جنتیوں پر بہشت کے درختوں کے سائے، وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا۝ یعنی ان کے قریب ہوں گے، یعنی نزدیک کر دیے جائیں گے ان جنتیوں کے بہشت کے درختوں کے میوے۔ خواہ وہ بیٹھے ہوں گے، یا لیٹے یا کھڑے، وہ میوے ان کی پہنچ میں ہوں گے اور ان کے نزدیک ہو جائیں گے۔ انہیں درختوں کے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(حضرت) امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بہشت کا صحن خالص چاندی کا ہوگا اور اس کی مٹی مشک سے ہوگی اور اس کے درختوں کے تنے سونے اور چاندی کے ہوں گے اور ان کی ٹہنیاں مروارید، زبرجد اور یاقوت کی ہوں گی اور اس کے میوے تیرے قریب ہوں گے اور تیرا ہاتھ وہاں پہنچ سکے گا اور تو بغیر زحمت کے درخت سے میوہ توڑ سکے گا اور کھائے گا۔ چونکہ اس (اللہ تعالیٰ) کے دشمنوں نے دنیا میں باغات اور رنگ برنگے میوے پائے ہیں، لہٰذا آخرت میں ان کا مقام دوزخ ہے اور ان کے میوے زقوم اور ضریع ہیں۔

دانیۃٌ عطف ہے جنۃٌ پر۔ یعنی دی ان کو دوسری جنت جن کے درختوں کے سائے ان کے قریب ہوں گے اور ان کے پھل جنتیوں کے تابع کر دیے گئے ہوں گے۔ ظلال جمع ہے ظل کی اور تذلیل: تابع کرنا۔

جاننا چاہیے کہ ان عطاؤں کا آغاز یوں ہوا کہ فرمایا:

فَوَقٰهُمُ اِلٰی آخرہ، یعنی ہم نے ان کو بچا لیا اور ہم نے ان کو نعمتیں عطا فرمائیں، جن کا آغاز ان کے چہروں کی تازگی سے ہوا، جو میری ذات کے مشاہدہ جمال اور انوار صفات سے تھا۔ جب انہوں نے بھلائی کی تو میں نے

www.maktabah.org

بھی احسان فرمایا کیونکہ:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ (سورہ الرحمٰن ۶۰)

یعنی احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں ہے۔

صاحب تحقیق جانتا ہے کہ دنیا و آخرت میں یہ سب اس کے کرم ہیں، کیونکہ (دنیا میں) اطاعت کی توفیق اس نے عنایت فرمائی اور (آخرت میں) اطاعت کا بدلہ بھی وہی عطا فرمائے گا۔ سو اس نے جسے قبول فرمایا، اسے مردود نہ بنایا اور جسے ردّ کر دیا، اسے مقبول نہ بنایا۔

رباعی:

از لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد — مقبول تو جز مقبل جاوید نشد

لطف بکدام ذرّہ پیوست دمی — کان ذرّہ بہ از ہزار خورشید نشد

یعنی تیرے لطف سے کوئی بندہ نا اُمید نہیں ہوا، تیرے مقبول کے سوا کوئی ہمیشہ کا صاحب اقبال نہیں بنا۔

جس ذرّے پر تو نے لحہ بھر لطف فرمایا، وہ ذرّہ ہزاروں خورشید سے ممتاز ہو گیا۔

من قبله قبله بلا علّة ومن ردّه ردّه بلا علّة:

یعنی جس کو اس نے قبول کیا کسی سبب کے بغیر قبول کیا اور جس کو اس نے ردّ کیا، بلا وجہ ہی ردّ کیا۔

علاوہ ازیں دوسری نعمت جو دی جائے گی، وہ شیریں مشروب ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر دی اور فرمایا:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ:

اور گردش میں ہوں گے ان جنتیوں پر پانی اور جام کے جام، یعنی جام اور پیالے چاندی کے، وَّاَكْوَابٍ اور بغیر دستے کے کوزے، كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿﴾ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ وہ کوزے شیشوں کے ہوں گے جو چاندی سے بنے ہوں گے۔ یعنی اس کی پاکیزگی شیشوں جیسی اور سفیدی چاندی کی مانند ہوگی، تاکہ رنگ برنگے شربتوں میں سے جو ان کے اندر ہوگا، وہ باہر نظر آئے۔

(حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کی چاندی سے پیالہ بنایا جائے تو مکھی کے پر جیسی نرم ترشے اس سے نظر نہیں آتی، بخلاف اس کے جنت میں جو چاندی کا پیالہ ہوگا، وہ شیشے کی مانند یوں شفاف ہوگا، کہ اس کے اندر جو کچھ ہوگا وہ باہر نظر آئے گا۔ دنیا کا شیشہ مٹی سے پیدا ہوتا ہے جبکہ جنت کا شیشہ پاکیزہ چاندی سے بنا ہوگا۔ ترکیب کی رو سے قواریرا کانت کی خبر ہے۔

www.maktabah.org

قَدَّرُوْهَا انہوں نے اس کا اندازہ کیا ہوگا، یعنی جنت کے مشروبات کا ان کوزوں میں یا کوزوں کا جنتیوں نے جنت میں آنے سے پہلے اندازہ کیا ہوگا۔ تَقْدِيْرًا﴿۱۶﴾ اندازہ کرنا مناسب، کہ شراب کوزوں میں اس مقدار کے برابر ہو جس سے جنتی سیر ہو جائے، نہ کم ہو اور نہ زیادہ اور اس طرح بالذت ہوگا۔ شاید اس میں اشارہ ہے کہ معارف الٰہی کے شراب اور مشروب کے پیالے روحوں کے حوصلہ (برداشت) کی مقدار کے مطابق ہوں گے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا اور دیا جائے گا ان جنتیوں کو بہشت میں، كَاْسًا جام شراب کا کہ، كَانَ مِزَاجُهَا جس میں آمیزش ہوگی، زَنْجَبِيْلًا﴿۱۷﴾ سونٹھ کی۔ عرب میں زنجبیل (سونٹھ) ایک خوشبودار اور خوش مزہ شے تھی اور کہا گیا ہے کہ یہ جنت میں ایک چشمہ ہے۔

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا﴿۱۸﴾

یہ ایک چشمہ ہے اس میں جس کا نام سلسبیل لیا جاتا ہے۔ یعنی خوشبودار، پسندیدہ اور فرمانبردار۔

سقی متعدی بہ دو مفعول ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لباس اور ان کے محلوں، پھلوں، مشروبات اور جاموں کا ذکر بیان کیا تو اب ان کے خدام کی تعریف فرمائی:

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ اور گردش کرتے ہیں ان پر، وِلْدَانٌ لڑکے، یعنی بچے اور غلام، مُّخَلَّدُوْنَ جاوید کیے ہوئے جو کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے اور ان کا جمال وحال کبھی نہیں بدلے گا (یعنی ہمیشہ نوعمر رہیں گے)۔ بعض نے کہا ہے کہ اہل جنت کے یہ خدمت گزار کافروں کے بیٹے ہوں گے جو چھوٹی عمر میں مرے ہوں گے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ خدام ہوں گے، جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت میں پیدا فرمائے گا۔ پھر ان کی ایک اور صفت کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

اِذَا رَاَيْتَهُمْ جب تو ان خادموں کو دیکھے، حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا﴿۱۹﴾ تو ان کو سمجھے اور جانے کہ یہ سفید موتی ہیں پھیلے ہوئے اور بکھرے ہوئے۔ سفید اور پاکیزگی کی زیادتی کی وجہ سے مروارید کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے دور فرش پر جنتیوں کی خدمت کرنے کے لیے کھڑے ہیں۔ جب اہل جنت کے خادم اتنے خوبصورت ہوں گے تو اس سے اندازہ کرلیں کہ مخدوم کیسے (حسین) ہوں گے؟

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا:

اور جب تو دیکھے گا وہاں، یعنی جنت میں، تو (وہاں) بڑی خوشیاں اور نعمتیں دیکھے گا، وَّمُلْكًا اور سلطنت، كَبِيْرًا﴿۲۰﴾ بڑی۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مَّنْ يَنْظُرُ فِيْ مُلْكِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفَ عَامٍ يَرٰى اَقْصَاهُ كَمَا يَرٰى اَدْنَاهُ (دیکھئے: جامع الترمذی ۲۵۵۳ ص ۵۸۰، ۳۳۳۰ ص

www.maktabah.org

۷۶۰، الفاظ کی کمی وبیش کے ساتھ)۔

یعنی نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے کم درجے کے جنتی کو ایسی سلطنت ملے گی جس کی وسعت ہزار سالہ مسافت کے برابر ہوگی۔ وہ دور سے ایسے دیکھے گا، جیسے نزدیک سے دیکھتا ہے، اسے اور (اس کی) عظیم مملکت کو کبھی زوال نہیں آئے گا۔

(حضرت) امام مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کے بقول (یہ) بڑی مملکت ایسے ہوگی کہ ہر جنتی کے لیے ستر ہزار چوبدار اور دربان ہوں گے۔ جب فرشتے اس جنتی کے پاس آنا چاہیں گے تو ان سب سے اجازت طلب کریں گے۔ اس کے بعد اس جنتی تک پہنچیں گے اور اللہ تعالیٰ کا سلام اسے پہنچائیں گے اور ہر فرشتہ ایک ایسا تحفہ اپنے ساتھ لائے گا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا اور کسی کان نے بھی اس کے متعلق نہ سنا ہوگا اور کسی کے خیال میں بھی نہ آیا ہوگا۔ فرشتے (اس جنتی سے) کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور خوش ہے۔ یہ (سن کر) جنتی کا دل تمام نعمتوں کے پانے سے بھی زیادہ خوش ہوگا۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ (سورہ توبہ ۷۲)

یعنی خدا کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے۔

مَلِکًا کَبِیْرًا۝ بفتح میم اور کسر لام سے (ام المومنین حضرت) عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرأت میں آیا ہے (جس کا معنی ہے) کہ تو بڑے بادشاہ کو دیکھے گا، یعنی اللہ تعالیٰ کو۔

بعدازاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنتیوں اور ان کی پوشاکوں کی مزید صفت بیان کی اور فرمایا:

عٰلِیَهُمْ ان کے اوپر ہوں گی، ثِیَابُ سُنْدُسٍ پوشاکیں باریک اور کہا گیا ہے: باریک ریشمی، خُضْرٌ سبز پوشاکیں یا سبز نرم پوشاکیں، وَّاِسْتَبْرَقٌ اور دبیز ریشم (اطلس) کی پوشاکیں ہر مومن کے لیے ہوں گی، ستر جوڑے ایک دوسرے کے اوپر، اور ان کے زیریں لباس سبز ریشمی ہوں گے، ہر جوڑا ایسے، جیسے پھول کی پتی۔

عالیہم ''ی'' کے سکون کے ساتھ مبتداء ہے، خبر اس کی ہے ثیاب سندس اور ''ی'' کے زبر کے ساتھ ظرف ہے، اس صورت میں ثبت عالیم ہوگا، یا حال ہے علیہم کی ضمیر سے۔

اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی ایک اور تعریف بیان کی اور فرمایا: وَّحُلُّوْٓا اور پہنائے جائیں گے ان بہشتیوں کو، اَسَاوِرَ کنگن، مِنْ فِضَّةٍ ۚ چاندی کے۔ عرب کے بادشاہوں اور اشراف کی یہ عادت تھی کہ وہ ہاتھوں میں کنگن پہنتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو یہ شان عطا فرمائی۔

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک اور تعریف بیان فرمائی: وَسَقٰهُمْ اور دے گا ان کو، رَبُّهُمْ ان کا ربّ، شَرَابًا ایک شراب (مشروب)، طَهُوْرًا۝ پاکیزہ، جو پینے سے پیشاب نہیں آئے گا بلکہ وہ پسینہ بن جائے گا اور ان کے جسموں سے باہر پھوٹ پڑے گا، جس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی اور یہ ان کے دلوں کو کینہ، دشمنی اور اللہ تعالیٰ

www.maktabah.org

کے سوا دوسروں کی محبت سے پاک کردے گا۔

سابقین اور مقربین درگاہ حضرت باری تعالیٰ کو راز داری سے، یعنی عرش کے نیچے سے شراب طہور کے جام سبز زبرجد، سرخ یاقوت اور سفید چاندی کے گلاسوں میں بغیر کسی ہاتھ کے دیے جائیں گے اور درمیانہ درجے کے اہل جنت کو یہ جام فرشتے پیش کریں گے اور عام درجے کے جنتیوں کو غلمان، یعنی خدام بہشت پہنچائیں گے۔ جب جنتی شراب پئیں گے تو مست ہو جائیں گے۔ ذات ذوالجلال پردہ اُٹھا دے گی تاکہ وہ بلا زحمت اور آسانی سے اس کا دیدار کرلیں۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا وَاجْعَلْنَا بِكَرَامِكَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (یعنی اے ہمارے اللہ تو ہمیں یہ دیدار نصیب فرما اور اپنے کرم سے ہمیں مقربین درگاہ خود میں شامل فرما)۔

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً:

بے شک یہ نعمتیں جو بیان کی گئی ہیں تمہارے لیے ہیں، تمہارے نیک اعمال کے بدلہ میں، وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اور تھیں اور ہیں تمہاری کوششیں مقبول اور قبول کی گئیں اور تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوئے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا چھوٹے سے چھوٹا عمل قبول کرلیا ہے اور زیادہ سے زیادہ ثواب عطا فرمایا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾

بے شک ہم نے نازل کیا آپ پر قرآن (مجید) بتدریج۔ اگر ہم ایک ساتھ (سارا قرآن) نازل کرتے تو اس کا یاد کرنا آپ پر بھاری ہوتا۔ سو ہم نے قرآن (مجید) کو نازل کیا اور آپ کو پیغمبر بنایا اور ہم نے آپ کو خلقت اور دنیا (والوں) کے پاس بھیجا، اگر (یہ لوگ) آپ کو دکھ دیں اور جادوگر اور شاعر کہیں تو آپ ان کی جفا پر صبر کریں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ پس صبر کریں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اپنے رب کے حکم کے لیے، یعنی شریعت اور احکام اسلام کو (لوگوں تک) پہنچانے اور اس پر لوگوں کے آپ کو جھٹلانے، سختیوں کے پیش آنے اور بندگی کی ادائیگی پر صبر کریں، وَلَا تُطِعْ اور آپ کہنا نہ مانیں، مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ ان کافروں میں سے کسی گنہگار اور ناشکرے کا۔ یعنی ولید بن مغیرہ اور عتبہ کا، جنہوں نے کہا کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہم آپ کو بہت زیادہ مال دیتے ہیں اور خوبصورت عورت آپ کے نکاح میں دیتے ہیں۔ آپ اپنے کام (دعوت) سے رُک جائیں۔ ایک دوسرے قول کے مطابق اس سے مراد ابوجہل ہے، جس نے (حضرت) رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد کریں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نام اپنے رب کا، بُكْرَةً صبح کے وقت، یعنی نماز فجر ادا کریں، وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ اور رات کے وقت، یعنی نماز ظہر اور نماز عصر ادا کریں، وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ اور رات کے کچھ حصہ میں آپ اپنے پروردگار کو سجدہ کریں، یعنی نماز مغرب اور نماز عشاء ادا کریں۔ وَسَبِّحْهُ اور

www.maktabah.org

پاکیزگی بیان کریں اس کی، لَیْلًا رات میں، طَوِیْلًا بڑا حصہ یعنی نماز تہجد ادا کریں۔ ایک دوسرے قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی زبان سے اپنے پروردگار کی یاد ہر وقت کریں۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ بے شک یہ کافر، یُحِبُّوْنَ دوست رکھتے ہیں دل وجان سے، الْعَاجِلَةَ دنیا کو، وَیَذَرُوْنَ اور چھوڑ دیتے ہیں، وَرَآءَهُمْ اپنے پیچھے، یَوْمًا ثَقِیْلًا ایک دن بھاری کو۔ یعنی ان کے تمام کام دنیا کے لیے ہیں۔ انہیں چارے اور اناج کا ایسا فکر ہے کہ اس کے آدھے، بلکہ اس کے دسویں حصہ کے برابر بھی آخرت کا فکر نہیں ہے لیکن (اس کے مقابلے میں) مومنوں کو (صرف) آخرت کا غم ہے اور وہ دنیا کا فکر وقتی ضرورت کے مطابق کرتے ہیں اور عاشقوں کو تو سوائے دوست کے کسی اور چیز کی طلب نہیں ہے۔

مثنوی:

ملک دنیا تن پرستان را حلال　　　ما غلام ملک عشق بے زوال

(مثنوی ۶:۴۲۴)

عاشقے کز خوان رحمٰن خورد قوت　　　صد عدن پیشش نیرزد تره توت

ہشت جنت گردر آرم در نظر　　　ور کنم خدمت من از خوفِ سقر

مومنے باشم سلامت جوئے من　　　زانکہ این ہر دو بود حظ بدن

(مثنوی ۵:۲۷۶)

ترجمہ: ”دنیا کی سلطنت تن پرستوں کے لیے حلال ہے، ہم تو عشق کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں۔

وہ عاشق جس نے رحمٰن (اللہ) کے دسترخوان کی روزی کھالی، اس کے آگے سینکڑوں جنتیں، شہتوت کے پتے کی قیمت نہیں رکھتیں۔

اگر میں آٹھوں جنتوں کو نظر میں لاؤں، اگر میں دوزخ کے ڈر سے عبادت کروں۔

میں سلامتی کا طالب ہوں، ایک مومن بنوں گا، کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کا حصہ ہیں۔“

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے منکرین کو اشارہ کرتے ہوئے تنبیہ کی اور فرمایا:

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ ہم نے ہی انہیں پیدا کیا، وَشَدَدْنَآ اور ہم نے ہی مضبوط کیے، اَسْرَهُمْ ان کے اعضا، ہڈیاں، جوڑ اور رگیں اور دوسرے قول کے مطابق ہم نے مضبوط بنایا ان کے پیشاب اور پاخانہ کے خارج ہونے کی جگہوں کو، یعنی سامنے اور پیچھے کا راستہ، جب کوئی چیز ان دونوں سے باہر نکلتی ہے تو یہ پھیل جاتے ہیں۔ جب (ہم نے ان پر) اس طرح کے احسان کیے ہیں تو پھر وہ رات دن اپنی عمر کو (صرف) دنیا کی طلب اور دوستی میں غرق کر رہے ہیں اور وہ دنیا کی ہوس کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتے اور انہوں نے اپنے خالق اور رازق (حقیقی) سے کیوں

www.maktabah.org

منہ موڑ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ ان کافروں کو تباہ کر دیں اور ان کی جگہ دوسروں کو پیدا کر کے لے آئیں اور فرمایا:

وَاِذَا شِئۡنَا اور جب ہم انہیں ہلاک کرنا چاہیں، بَدَّلۡنَاۤ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا۝ ہم (ان کی جگہ) بدل دیں ان جیسے لوگ بدل کر۔ یعنی ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور ہم قادر مختار ہیں اور حکیم غفار ہیں اور رحیم ستار ہیں اور ہم کریم ہیں، (لہٰذا) ہم ان کو جلدی (ان کی مقررہ موت سے قبل) ہلاک نہیں کرتے، تاکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایمان لے آئیں۔

اِنَّ هٰذِهٖ بے شک یہ سورت، تَذۡكِرَةٌ ایک نصیحت ہے تمہارے لیے اور ایک لطف ہے دوستوں کے لیے، جس طرح کہ اس میں جنتیوں کا ذکر ہے اور ان کے اعمال کا بیان ہے، فَمَنۡ شَآءَ سو جو آدمی ان کے حال اور بدلہ کا طالب ہے، اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا۝ وہ اپنے اللہ کی طرف راستہ اختیار کر لے۔ یعنی اس کی عبادت کرے اور اس کی رضا تلاش کرے اور اپنی ہوس کو چھوڑ دے۔

شعر:

بادو قبلہ در رہ توحید نتوان برد راہ　　　یا رضائے دوست باشد یا رضائے خویشتن

یعنی دو قبلہ کے ساتھ راہ توحید کو طے نہیں کیا جاسکتا، یا دوست (اللہ تعالیٰ) کی رضا طلب کرنی چاہیے اور یا اپنے نفس کی رضا۔

وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ‌ؕ اور تم نہیں چاہو گے کسی چیز کو مگر جب اسے اللہ تعالیٰ چاہے، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا۝ بے شک اللہ تعالیٰ ہے اور تھا اور ہو گا خوب جاننے والا اور بڑا حکمت والا، جس سے غلطی نہیں ہوسکتی۔

يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ‌ؕ وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے، یعنی اسے ایمان نصیب فرماتا ہے اور بہشت جاوداں عطا کرتا ہے، وَالظّٰلِمِيۡنَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا۝ اور اس نے کافروں اور ظالموں کے لیے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب۔ یعنی کفر اور کافری منکروں کو دینی ہے اور ان کو ان کے اعمال کے بدلہ میں جہنم میں ڈالے گا۔

مَا تَشَآءُوۡنَ کی قرأت التاء اور الیاء کے ساتھ ہے، اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ‌ؕ ظرف ہے، یا حال۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّیَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ
نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ
فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾
لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ
الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ
الْاَوَّلِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ
مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۙ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۙ﴿۲۱﴾ اِلٰی قَدَرٍ
مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۙ﴿۲۵﴾ اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ۙ﴿۲۶﴾
وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ؕ﴿۲۷﴾
وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰی مَا كُنْتُمْ بِهٖ
تُكَذِّبُوْنَ ۚ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۙ﴿۳۰﴾ لَّا
ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ؕ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۚ﴿۳۲﴾

www.maktabah.org

كَأَنَّهُ جِمَٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾
هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٧﴾ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ
جَمَعْنَٰكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ فَإِن كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَٰلٍ
وَعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَفَوَٰكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا
هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا
إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا
قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

سورۂ مرسلات مکی ہے اور اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

وَالْمُرْسَلَٰتِ قسم ہے بھیجی گئی ہواؤں کی، عُرْفًا ﴿١﴾ جیسے گھوڑے کی گردن جو لگاتار متصل ہے اور کہا گیا ہے کہ قسم ہے بھیجے گئے فرشتوں کی، نیک کام کے لیے۔ العرف کا لغت میں معنی ہے: گردن اور نیک کام۔

فَالْعَٰصِفَٰتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ پھر قسم ہے تند و تیز چلنے والی ہواؤں کی۔

وَالنَّٰشِرَٰتِ نَشْرًا ﴿٣﴾ اور قسم ہے ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں، پھیلانے والی۔

فَالْفَٰرِقَٰتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ پھر قسم ہے قرآن (مجید) کی آیات کی، جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہیں۔

فَالْمُلْقِيَٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو وحی کو پیغمبروں کے دل میں القا کرتے ہیں۔

عُذْرًا حجت تمام کرنے کو، أَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ اور ڈرانے کے لیے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں پیغمبران (گرامی) پر نازل فرمائیں تاکہ وہ امتوں تک پہنچائیں اور ان کی امتوں کے علماء اپنے شاگردوں تک پہنچائیں اور وہ لوگوں

www.maktabah.org

تک پہنچائیں تا کہ یہ حجت ہو، یعنی مخلوق پر دلیل بنے اور لوگ نہ کہیں کہ ہم نے (پیغام) نہیں سُنا اور ہم (اسے) نہیں جانتے تھے اور ہمیں کسی نے (کوئی پیغام) نہیں پہنچایا اور قیامت کی خبر نہیں دی۔

ان چیزوں کی قسم کہ، اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ بے شک جس سے تمہیں ڈرایا جاتا ہے، یا جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے، یہ ایعاد (ڈرانا) یا وعد (وعدہ) سے ہے، لَوَاقِعٌ یقیناً وہ آنے والا ہے اور ہو کر رہے گا۔ یعنی قیامت، بہشت اور دوزخ ضرور ہوگی۔

فَاِذَا النُّجُوْمُ پس جب ستارے، طُمِسَتْ مٹا دیے جائیں اور گر پڑیں (بے نور ہو جائیں)۔ الطمس کا لغت میں معنی ہے مٹا دینا۔

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ اور جب آسمان پھٹ جائے۔ پہلے کمزور ہوگا، پھر دراڑیں پڑیں گی، اس کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوگا اور ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ ہو جائے گا، پھر مٹ جائے گا۔

تفاسیر میں لکھا ہے کہ آسمان شروع میں نرم ہو جائے گا۔ پھر پھٹ جائے گا اور پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، یہاں تک کہ کوئی اسے تلاش کرے گا تو ایسا پائے گا جیسے وہ تھا ہی نہیں۔

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ اور جب پہاڑ بکھر جائیں گے اور ہوا میں (خاک بنا کر) اڑا دیے جائیں گے۔ پہلے بکھر جائیں گے، پھر ہوا میں رنگین پشم کی طرح اُڑا دیے جائیں گے۔ اس کے بعد گرد کی مانند ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ پھر مٹ جائیں گے کہ گویا تھے ہی نہیں۔

وَاِذَا الرُّسُلُ اور جب رسول، اُقِّتَتْ وقت (مقررہ) پر جمع کیے جائیں گے۔ (یہ) فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ کا جواب ہے۔ یہاں تک محذوف ہے۔ یعنی جب یہ امور واقع ہوں گے تو قیامت آ جائے گی۔

لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ کس دن کے لیے ملتوی کیے گئے ہیں یہ بڑے امور؟ سوال سمجھانے کے لیے ہے۔

لِيَوْمِ الْفَصْلِ جواب دیا گیا ہے کہ یہ اس دن کے لیے ہے، جس میں حق کو باطل سے جدا کیا جائے گا (یعنی فیصلے کے دن کے لیے)۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ اور تو کیا سمجھا کہ کتنا بڑا ہے یہ (حق کو باطل سے) جدا کرنے کا دن؟ یعنی تو قیامت کے دن کی بزرگی کو کیا سمجھتا ہے؟ جب صور پھونکا جائے گا اور زمین اپنی جگہ پر کانپنے لگے گی اور آسمان خود سے پھٹنے لگے گا اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہوا میں اڑنے لگیں گے اور ستارے زمین پر جھڑنے لگیں گے اور پیغمبران (گرامی) کو جمع کر دیا جائے گا اور دشمن دشمن کے آمنے سامنے ہوگا۔ خرابی اور ہلاکت ہوگی، اس روز میں کافروں کے لیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے، کہا گیا ہے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے، جسے ویل کہا جاتا ہے۔ اگر اس میں پہاڑ گریں تو وہ پگھل جائیں اور یہ کافروں کی جگہ ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ

www.maktabah.org

ذَالِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾

کیا ہم نے تباہ و برباد نہیں کر دیا پہلی قوموں کو؟ یعنی (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی قوم اور عاد و ثمود کو۔

ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾

پھر ہم ان کے بعد لائے ہیں اور نابود کر دیا ہے، ہم نے پچھلی امتوں کو۔ یعنی (حضرت) شعیب (علیہ السلام) کی قوم، (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی قوم اور قوم فرعون کو اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کو جب وہ اپنے پیغمبران (گرامی) پر ایمان نہ لائے۔

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٩﴾

اور اسی طرح کرتے ہیں ہم مجرموں کے ساتھ یعنی آپ کی اُمت کے کافروں کو اپنے قہر سے پکڑیں گے اور ان کو نابود کریں گے اور آپ کو ان پر نصرت دیں گے۔ خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے (یہاں) قیامت کے منکروں کا ذکر کیا اور ان کے ہلاک کرنے کی خبر بھی دی اور اپنی قدرت کی طرف اشارہ کیا کہ ہم (اس پر) قادر ہیں کہ قیامت کو لے آئیں اور تمام مردوں کو زندہ کر لیں اور دوستوں کو بہشت میں لے جائیں اور دشمنوں کو دوزخ میں پہنچائیں۔

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا جب یہ سب (کچھ) ممکن ہے تو (پھر بتاؤ):

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ کیا ہم نے پیدا نہیں کیا تمہیں؟ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ حقیر پانی سے، یعنی گندہ ناپاک پانی جو ماں اور باپ کا نطفہ ہے، فَجَعَلْنٰهُ پھر بنایا ہم نے اس پانی کو اور رکھا اُسے، فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾ محفوظ جگہ میں جو رحم و بچہ دانی (مادر) ہے، اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ معین و مقررہ وقت تک، جو نو ماہ یا اس سے زیادہ اور یا اس سے کم ہے، فَقَدَرْنَا بمعنی قدر۔ پھر ہم نے اندازہ کیا اس وقت کا کہ وہ کم نہ ہو اور زیادہ نہ ہو، فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ سو ہم کیسے اچھا اندازہ کرنے والے ہیں۔ یعنی قادرون بمعنی مقدرون (اندازہ کرنے والے) ہے۔

جب دلائل ظاہر ہو گئے، باوجود اس کے کافر ہماری قدرت سے قیامت لے آنے کے منکر ہو گئے، (تو پھر):

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ ہلاکت ہو گی اسلام اور اس کے احکام کے منکروں کے لیے قیامت کے دن۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو، كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ جمع کرنے والی (سمیٹنے والی) اور فراہم کرنے والی، اَحْيَآءً زندوں کو، وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ اور مردوں کو، یعنی ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کی آرام گاہ بنایا۔

وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ اور بنائے ہم نے زمین میں پہاڑ محکم اونچے اونچے اور اتنے فائدے پہاڑوں میں رکھ دیے، سونے، چاندی، لوہے اور جواہرات وغیرہ میں سے۔ الرسوۃ: محکم ہونا، الشموخ: بلند ہونا۔

وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ اور ہم نے (ہی) دیا (یعنی پلایا) تمہیں میٹھا ٹھنڈا پانی، اس کے باوجود تم

www.maktabah.org

(ہمارے) منکر ہو گئے، ہم تمہیں جزادیں گے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۹﴾ خرابی اور بربادی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں، یعنی کافروں کے لیے۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ کہا جائے گا کافروں کو قیامت کے روز تم چلو اس کی طرف کہ تم پیغمبران (گرامی) کو جھٹلاتے تھے، جس (دوزخ) کے ذریعے، یعنی دوزخ کی جانب چلو۔ الانطلاق: جانا۔

اِنْطَلِقُوْٓا چلوتم، اِلٰى ظِلٍّ دوزخ کے سائے کی طرف، ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ جس کی تین شاخیں ہیں۔ یعنی بڑا ہے اور وہ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ شعبہ: شاخ، شعب: جماعت۔

لَّا ظَلِيْلٍ دوزخ کا یہ سایہ گہرا اور ٹھنڈا نہیں ہے۔ اظلیل: ڈھانپنے والا۔

وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ وہ سایہ نہیں بچائے گا دوزخ کی آگ سے۔ یعنی اس میں کوئی نفع نہیں ہوگا۔

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ بے شک وہ دوزخ کی آگ پھینکتی ہے شعلے، اور کہا گیا ہے کہ وہ (اہل دوزخ کے) آبِ جگر کے آنسو ہوں گے، بڑے بڑے محلوں کی طرح، كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ گویا کہ وہ آگ کے شعلے سیاہ اونٹ ہیں جو زرد دکھائی دیتے ہیں۔ القصر: محل۔ اور کہا گیا ہے کہ بدنما اونٹ، الجمالۃ جمع ہے اور الجمالات جمع الجمع ہے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ خرابی اور ہلاکت ہے اس روز کافروں کے لیے جو پیغمبران (گرامی) کو جھٹلاتے تھے۔

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ یہ دن ہے جس میں کافر بول نہ سکیں گے۔ یعنی قیامت کے دن ایسا وقت ہوگا جس میں کافر بول نہیں سکیں گے اور اس سے مراد سارا دن نہیں ہے، وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ اور اجازت نہیں دی جائے گی دوزخیوں کو، کہ وہ بات کریں اور وہ عذر خواہی کریں۔

امام مقاتل (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ وہ (دوزخی) قیامت کے دن کے عذاب کی شدت کی وجہ سے چالیس برس تک بول نہیں سکیں گے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾

ہلاکت ہے اس روز میں کافروں کے لیے۔

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ یہ دن ہے الگ کر دینے کا، دوستوں کو دشمنوں سے، جَمَعْنٰكُمْ ہم نے جمع کیا تم کو، وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ اور پہلی امتوں کو۔

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ سو اگر ہے تمہارے پاس کوئی داؤ اور حیلہ اپنے عذاب سے ہٹانے کا، فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ سو تم مجھ پر داؤ کر لو اور اس عذاب کو خود سے ہٹا لو۔ یہ کافروں کو سرزنش کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ خرابی اور ہلاکت ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دشمنوں کا حال بیان کیا تو اب دوستوں کا حال بھی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے:

www.maktabah.org

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ بے شک یقیناً پرہیز گار کفر اور کافری سے دور ہوں گے اور باغوں اور سایوں میں آسائش سے رہیں گے، وَّعُيُوْنٍ اور رواں پانی کے چشموں کے پاس ہوں گے، وَّفَوَاكِهَ اور میوے خوب، مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ایسے ایسے جو وہ چاہیں گے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا کھاؤ اور پیو جنت کی نعمتوں میں سے، هَنِيْٓئًا خوب مزے سے، مزیدار اور عمدہ نعمتیں ہیں تمہارے لیے، بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس وجہ سے جو تم نے دنیا میں عبادتیں کی ہیں، یعنی (یہ) تمہارے نیک اعمال کا بدلہ ہے۔

اِنَّا كَذٰلِكَ بے شک ہم اس طرح نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو۔ الاحسان: بھلائی کرنا۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی اور ہلاکت ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔

كُلُوْا کھاؤ اے کافرو! دنیا کی نعمتیں، وَتَمَتَّعُوْا اور فائدے اُٹھاؤ، قَلِيْلًا تھوڑے، یعنی چند روز کے لیے، اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ بیشک تم کافر ہو اور دوزخ کے مستحق ہو گئے ہو اور تمہیں دنیا کو چھوڑنا ہے اور عذاب قبر میں گرفتار ہونا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔ الاجرام: گناہ کرنا۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا اور جب کہا جاتا ہے کافروں کو کہ نماز پڑھو (رکوع کرو)، لَا يَرْكَعُوْنَ وہ نماز نہیں پڑھتے (رکوع نہیں کرتے)۔ الرکوع: پیٹھ جھکانا۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ تباہی اور بربادی ہے اس روز کافروں کے لیے۔

امام مقاتل (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ یہ (واقعہ) دنیا میں ہوا کہ (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد بنی ثقیف کو فرمایا کہ تم نماز پڑھو۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لاتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھتے، کیونکہ رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے۔ وفد اُن لوگوں کو کہا جاتا ہے جو خبر پہنچانے اور ایلچی گری کے لیے کسی آدمی کے پاس آتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ یہ (واقعہ) قیامت کے روز ہوگا، جس طرح کہ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ

یعنی جب کھول دیا جائے گا پنڈلی سے (پردہ) تو مومن سجدہ کر سکیں گے اور کافر نہیں کر سکیں گے، جیسا کہ سورہ ن والقلم (آیت ۴۲) میں گزرا ہے۔

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ سو کون سی بات پر، بَعْدَهٗ قرآن (مجید) کے بعد يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان لائیں گے۔ جب وہ قرآن (مجید) کی آیات بینات پر ایمان نہیں لاتے تو وہ کون سی بات پر ایمان لائیں گے؟ یعنی وہ کسی بات پر ایمان نہیں لائیں گے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ (اور اللہ تعالیٰ ہی درست جانتے ہیں)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ ② الَّذِيْ
هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۭ ③ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ ④ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑤
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ ⑥ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ ⑦ وَّ
خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ ⑨ وَّجَعَلْنَا
الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ ⑩ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۠ ⑪ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ
سَبْعًا شِدَادًا ۙ ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۙ ⑬ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ
الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ ⑭ لِنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۙ ⑮ وَّ
جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۭ ⑯ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۙ ⑰ يَّوْمَ
يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ ⑱ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ
فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۙ ⑲ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۭ ⑳
اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ ㉑ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۙ ㉒
لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۚ ㉓ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا
شَرَابًا ۙ ㉔ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۙ ㉕ جَزَآءً وِّفَاقًا ۭ ㉖ اِنَّهُمْ
كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۙ ㉗ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۭ ㉘
وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۙ ㉙ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ

www.maktabah.org

إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَآئِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾
وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا
لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾
رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُونَ
مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا
يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ
الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَن شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهِ مَآبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّا
أَنذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ
وَيَقُولُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِي كُنتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾

سورۂ نبا مکی ہے اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ﴿١﴾

عم کا اصل عما تھا، یعنی اہل مکہ آپس میں کس کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں؟

التسائل: ایک دوسرے سے پوچھنا۔

پھر اللہ رب العزت نے اس کی شرح کی اور فرمایا عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ﴿٢﴾ بڑی خبر کے بارے میں پوچھتے ہیں، الَّذِي هُمْ فِيهِ وہ بڑی خبر جس میں وہ، مُخْتَلِفُونَ ﴿٣﴾ اختلاف کرتے ہیں۔ الاختلاف: ایک دوسرے کے خلاف کرنا اور آمد و رفت رکھنا۔

مومن کہتے ہیں کہ قیامت برحق ہے اور ضرور آئے گی، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ آنے والی ہے اور یہ بڑی خبر ہے، کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے بتایا ہے اور کافر کہتے ہیں کہ وہ نہیں آئے گی۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ بڑی خبر (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے (جسے) مومن برحق سمجھتے تھے اور کافر کہتے تھے کہ وہ سچ نہیں ہے۔ بعض کا قول ہے کہ بڑی خبر سے مراد قرآن (مجید) ہے، جس کے بارے میں مومن کہتے تھے کہ وہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کافر کہتے تھے کہ یہ سچ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام (بھی)

www.maktaban.org

نہیں ہے۔ہم شکر کرتے ہیں کہ ہم مومنوں میں سے ہیں اور کافروں میں شامل نہیں ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارا نام ازل میں مومنوں کے دفتر میں لکھا تھا، بغیر اس کے کہ ہم نے کوئی عبادت اور بندگی کی ہو۔سو ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر اور شکر میں مشغول رہیں۔

رباعی:

بے تو صنما قرار نتوانم کرد — احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئے — یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

یعنی اے دوست میں تیرے بغیر قرار نہیں پا سکتا، تیرے احسانوں کو شمار نہیں کر سکتا۔
اگر میرے تن کا ہر بال زبان بن جائے تو میں تیرے ہزاروں احسانوں میں سے ایک کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منکرین (قیامت) کا جواب دیا اور ان کے انکار کو رد کیا اور فرمایا، كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ ہرگز نہیں، حقیقت ہے کہ جلد ہی جان لیں گے یہ منکرین کہ یہ بڑی خبر سچی تھی۔جونہی وہ مریں گے اور قبر میں آئیں گے اور عذاب قبر کو چکھیں گے۔

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝

پھر ہرگز نہیں، حقیقت ہے کہ وہ منکرین عنقریب جان لیں گے کہ یہ بڑی خبر سچی تھی۔جب وہ قیامت کے روز زندہ ہوں گے اور عذاب دوزخ کو دیکھیں گے۔بعض نے کہا ہے کہ یہ تکرار تاکید کے لیے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تکرار نہیں ہے۔ایک جاننا قبر میں ہوگا اور دوسرا جاننا قیامت میں ہوگا۔

ابن عامرؒ نے سَتَعْلَمُوْنَ تائے خطاب پڑھا ہے اور (یوں) معنی یہ ہوں گے کہ عنقریب جان لیں گے یہ بڑی خبر سچی تھی۔جب تم قیامت کے روز زندہ کیے جاؤ گے اور عذاب دوزخ سے لاچار ہو جاؤ گے۔ كَلَّا حروف ردع ہے اور اسم ہے، سچ ہے کے معنی میں۔اس آیت میں شاید اس کے معنی یوں ہیں کہ سچ ہے کہ قیامت (ضرور) آئے گی اور یہ قسم کا درجہ رکھتا ہے۔الردع: کسی کو کسی چیز سے منع کرنا۔اگر یہ حرف ہو تو كَلَّا کے معنی ہیں کہ کافرو تم اپنے اس بڑے عقیدے سے باز آ جاؤ کہ قیامت نہیں آئے گی۔

جب اللہ تعالیٰ نے کافروں کے انکار کا رد قیامت سے کیا تو اپنی قدرت کی دلیلیں بیان کیں جو ظاہر و باہر ہیں اور جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ بعض ان کے پاؤں کے نیچے (زمین میں) ہیں اور بعض ان کے سر کے اوپر (آسمان میں) ہیں اور بعض ان کے وجود میں موجود ہیں۔سو اللہ رب العزت نے فرمایا:

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا ۝

کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو بچھونا تمہارے لیے، جس پر تم رہتے ہو اور زراعت کرتے ہو اور تجارت کرتے

www.maktabah.org

ہواور تمہاری زندگی اور موت اسی پر ہے۔ المھد: بچھانا، یعنی فراخ کرنا۔ والمھاد: آرام گاہ، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ قادر ہے کہ سب کو زندہ کرے اور قیامت کو لے آئے، جیسا کہ وہ قادر ہے (اور) زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے، ایسے ہی وہ تمہیں موجود کرنے پر قادر ہے۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷

کیا ہم نے نہیں بنایا۔ پہاڑوں کو زمین کی میخیں، تا کہ وہ نہ ہلے۔ تفسیر تیسیر میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلتی تھی۔ (سو) اس نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا، یہاں تک کہ زمین ساکن ہو گئی۔ ہم نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا ہوتے نہیں دیکھا لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ ایسے ہی (ہوا) ہے۔ ہاں ہم نے اپنی پیدائش کو سمجھ لیا ہے، جس کا کسی صورت میں بھی انکار نہیں کر سکتے۔ جب ہم نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کر لیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸

اور ہم نے پیدا کیا تمہیں جوڑا جوڑا۔ یعنی جوڑا جوڑا، نر اور مادہ، سفید اور سرخ، سیاہ اور زرد، بڑے قد اور چھوٹے قد کا اور اس کے علاوہ۔ الازواج: جمع زوج، یعنی جوڑا جوڑا یا قسم قسم۔

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹

اور ہم نے بنایا تمہاری نیند کو (تمہاری) راحت (کا ذریعہ)۔ السبات: جسم کی آسائش وراحت۔

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰

اور ہم نے بنایا رات کو تمہارا لباس، کہ رات کا اندھیرا سب چیزوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور رات میں بہت زیادہ فوائد ہیں۔

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱

اور ہم نے بنایا دن کو تمہارے لیے روزی کمانے کا وقت، تا کہ تم اس میں کام کر سکو اور جب تھک جاؤ تو رات کو آرام کرو اور تم اس (حقیقت) کو یوں جانتے ہو کہ اس کا کسی صورت میں بھی انکار نہیں کر سکتے۔ المعاش: زندگی گزارنا اور زندہ رہنا۔ معاشا، یعنی زندگی والا۔

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲

اور ہم نے بنائے تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط ومحکم، جو ہرگز پرانے اور کمزور نہیں ہوتے۔ شداد جمع ہے شدید کی۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳

اور ہم نے بنایا سورج کو چراغ چمکتا ہوا اور جلتا ہوا۔ الوھج: چمکنا اور جلانا۔

www.maktabah.org

وَّاَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾

اور ہم نے برسایا بادلوں سے پانی (موسلا دھار) جو نزدیکی کے سبب بہت ہی موسلا دھار برستا ہے۔ الثج: گر پڑنا، الثج: گرایا جانا (دونوں معنوں میں آتا ہے)۔ اور کہا گیا ہے کہ ہم نے ہوائیں بھیجیں کہ وہ اس بادل کو نچوڑ دیں، تا کہ اس سے بارش کے قطرے خوب برسیں۔ اس قول سے من کے معنی با کے ہوں گے اور بالمعصرات بھی پڑھا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہم نے آسمانوں سے بارش کو برسایا۔

(تفسیر) کشاف، (تفسیر) کواشی اور شرح کشاف میں سید یمنی نے نقل کیا ہے کہ بارش آسمانوں سے برستی ہے اور تفسیر تیسیر میں اس کے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ (حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ عرش کے نیچے سے حیوانات کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ شیخ بزرگ محقق خواجہ (محمد) ابن علی ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی ''نوادر (الاصول)'' میں یوں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے بارش بحرالحیٰوۃ سے نازل ہوتی ہے جو عرش کے نیچے ہے اور آسمان دنیا تک پہنچتی ہے۔ (پھر) ہوا کو حکم ہوتا ہے کہ وہ بارش کو بادلوں میں بکھیر دے اور بادل کو حکم ملتا ہے کہ وہ اسے چھلنی کی مانند برسا دے اور بارش کو فرشتے اس کی جگہوں پر پہنچاتے ہیں۔ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ ستارہ شناسوں اور فلاسفوں کا قول باطل ہے جو کہتے ہیں کہ ہوا بارش کو سمندروں سے لے آتی ہے۔ یہ کہنا کہ ''معصرات سے مراد آسمان ہیں''، (حضرت) امام حسن بصری اور (حضرت) امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہے۔

لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾

تا کہ ہم نکالیں اس زیادہ پانی سے دانہ، یعنی گندم اور جو وغیرہ کو دانوں سے اور گھاس کو جو جانوروں کا چارہ ہے اور کہا گیا ہے الحب: موتی اور النبات: جو زمین سے اُگتا ہے۔ یعنی ہم اس بارش سے مروارید اور تمام نباتات کو عدم سے نکالتے ہیں اور ان کو پیدا کرتے ہیں۔

وَّجَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ﴿۱۶﴾

اور اُگاتے ہیں اس پانی سے گھنے سبز باغات کو، جن کے درختوں کی شاخیں ان کے گھنا ہونے کی وجہ سے باہم لپٹی ہوئی ہیں اور الفاف جمع ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت تامہ سے قیامت کے ظہور پذیر ہونے کے عظیم دلائل بیان کیے ہیں اور فرمایا ہے:

اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ مِيۡقَاتًا ﴿۱۷﴾

بے شک قیامت کا دن، جس میں دوست کو دشمن سے اور حق کو باطل سے الگ کیا جائے گا، تمام مخلوقات کو حساب اور جزا کے لیے جمع کرنے کا ایک مقررہ وقت ہے۔ الفصل: الگ کرنا۔

يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ:

www.maktabah.org

وہ الگ کرنے کا دن ایسا دن ہے، جس میں صور پھونکا جائے گا اور صور ایک سینگھ کی مانند ہے، جس میں (حضرت) اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے اور کہا گیا ہے (کہ صور) یعنی شکلیں، جمع صورت۔ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ سوتم چلے آؤ گے قبروں سے میدان قیامت میں گروہ در گروہ اور جماعت در جماعت۔

(تفسیر) کشاف میں مذکور ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اہل عرصات (میدان قیامت میں آنے والے) دس گروہوں میں آئیں گے۔ ایک گروہ بندروں کی شکل میں آئے گا اور یہ لوگ چغلخور ہوں گے۔ ایک اور گروہ آئے گا جن کے سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں گے اور منہ کے بل چلتے ہوئے آئیں گے، یہ لوگ سود کھانے والے ہوں گے۔ ایک گروہ نابینا اور اندھا ہوگا، یہ لوگ قاضی اور مفتی ہوں گے، جن کا میلان فیصلہ کرتے اور فتویٰ لکھتے وقت ناحق کی طرف رہا ہوگا۔ ایک اور گروہ بہرا اور گونگا ہوگا، یہ وہ لوگ ہوں گے جو عبادت پر مغرور ہوں گے۔ ایک گروہ دوسرا گروہ ہوگا جو اپنی زبان کو نوچتا ہوگا اور یہ عالم ہوں گے، جنہوں نے اپنے علم اور وعظ پر عمل نہیں کیا ہوگا۔ ایک اور گروہ ہوگا جن کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ہمسائے کو دُکھ دیا ہوگا۔ ایک دوسرے گروہ کو آگ کی سولیوں پر چڑھایا ہوا ہوگا اور یہ لوگ طعنہ زنی اور ناحق کام کرنے والے ہوں گے جو لوگوں کو ظالم بادشاہ اور اس کے نڈر کارندوں کے سامنے لے جانے والا ہوگا۔ آٹھواں گروہ ہوگا جن کے تمام اعضائے تن ہر پلیدی سے زیادہ پلید اور ہر گندگی سے زیادہ گندے ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا کی حرام چیزوں سے لذت حاصل کی ہوگی اور شہوتوں کی پیروی کی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا حق نہیں دیا ہوگا۔ نواں گروہ ہوگا جن کے لباس قطران (بدبودار بروزہ) اور سیاہ گندھک کے ہوں گے اور یہ لوگ دنیاوی مال وجاہ پر تکبر اور فخر کرنے والے ہوں گے۔ دسواں گروہ خنزیروں کی شکل پر ہوگا اور یہ لوگ حرام خور ہوں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ یہ بدبخت اور گنہگار ہوں گے، جبکہ مومنین، صالحین اور جوانمرد (محبین الٰہی) بعض چودھویں کے چاند کی صورت میں، بعض سورج اور بعض ستاروں کی شکل میں ہوں گے۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾

اور کھولا جائے گا آسمان تو ہو جائیں گے دروازے۔ یعنی پارہ پارہ اور ذرّہ ذرّہ ہو جائے گا، پھر مٹ جائے گا اور کہا گیا ہے کہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے، تاکہ فرشتے اُتر سکیں۔ امام عاصم، حمزہ اور کسائی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) نے فتحت کو تخفیف سے پڑھا ہے اور دوسرے قراء نے فتحت کو تشدید سے پڑھا ہے۔

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾

اور چلایا جائے گا پہاڑوں کو زمین سے، یعنی روئے زمین سے، سو وہ سراب کی طرح نظر آئیں گے، یعنی مٹ جائیں گے۔ سراب وہ چیز جو دوپہر کے وقت بیاباں میں پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے، اور ہوتا کچھ بھی نہیں۔

جب یوں ہو چکے ہوں گے تو عذاب دوزخ شروع ہوگا:

www.maktabah.org

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝

بے شک دوزخ ہوگی لوگوں کی راہ گزر (راستہ)۔ جو کوئی بہشت میں جائے گا اسے پل صراط سے گزرنا ہوگا اور صراط دوزخ کے اوپر ایک پل ہے۔

(حضرت) امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی ہے کہ پل صراط تین ہزار سالہ مسافت ہے، جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ ایک ہزار سال اس کی چڑھائی اور ایک ہزار سال اس کی اُترائی اور ایک ہزار سال اس کا ہموار راستہ ہوگا۔ (یہ) تیز اور باریک گنہگاروں کے لیے ہوگی اور فراخ اور وسیع خدا ترس مومنوں کے لیے ہوگی۔ بعض لوگ بجلی کی طرح جلدی سے گزر جائیں گے اور بعض کو پل صراط سے گزرتے ہوئے سات ہزار سال لگیں گے اور کافر اس سے نہیں گزر سکیں گے اور وہ دوزخ میں گر پڑیں گے اور ہر مومن کے لیے ایک نور ہوگا، بعض کے لیے ایسا کہ جہاں تک نظر جائے، اور بعض کے لیے ان کے قدم کے نیچے تک یہ نور ہوگا۔

یہ روایت ہم نے (حضرت) خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ سے نقل کی ہے، جو ہمارے برادرِ طریقت اور ہمارے خواجہ حضرت (بہاء الدین نقشبند) علیہم الرحمۃ والرضوان کے اصحاب کی زینت ہیں۔ ایک دوسرے قول کے مطابق مرصاد سے مراد گھات ہے۔

لِلطَّاغِينَ مَآبًا ۝

بے شک دوزخ سرکشوں، یعنی کافروں کے لیے لوٹ کر آنے کی جگہ اور ایسا ٹھکانہ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۝

رہیں گے کافر دوزخ میں بے انتہا مدت۔ (تفسیر) کشاف اور (تفسیر) کواشی میں یونہی آیا ہے اور یہ مدت عدد میں شمار ہونے والی نہیں ہے۔

الحقب: زمانہ ہے اور یہاں حقب سے ۸۰ سال مراد نہیں ہے۔

لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝

نہ چکھیں گے اس دوزخ میں اور اس عرصے میں کسی قسم کی ٹھنڈک اور نہ کوئی پینے کی چیز۔ یعنی ان کو کوئی راحت (نصیب) نہیں ہوگی۔ الشراب: پینے کی چیز (مشروب)، کہا گیا ہے برداً یعنی نوماً، یعنی ان کے لیے نیند اور کھانے کی کوئی راحت نہیں ہوگی۔ البرد: خنکی اور کہا گیا ہے نیند۔

إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ۝

اور لیکن گرم پانی اور دوزخیوں کی بہتی ہوئی پیپ انہیں کھلائی اور پلائی جائے گی۔

الحمیم: گرم پانی۔ الغساق: دوزخیوں کا خون اور پیپ۔

www.maktabah.org

جَزَآءً وِّفَاقًا۝

یہ عذاب جو ہم نے بیان کیے ہیں، بدلہ ہوگا پورا، ان کے اعمال (بد) کا۔ کوئی عمل کفر سے زیادہ بدتر نہیں ہے اور کوئی عذاب دوزخ کی آگ سے زیادہ سخت نہیں ہے۔ ایمان بہترین چیز ہے اور جنت خوش ترین جگہ ہے۔ مصدر پر نصب، یعنی جُوْزُ وَجَزَاءً ان کے اعمال کے مطابق بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دنیاوی عمل کا ذکر کیا اور فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا۝

بے شک یہ دوزخی دنیا میں تھے تو قیامت کے حساب سے نہیں ڈرتے تھے اور کہا گیا ہے کہ حساب کی اُمید (یقین) نہیں رکھتے تھے۔ الرجا: امید رکھنا اور ڈرنا۔ اور کہا گیا ہے کہ قیامت کی اُمید نہیں رکھتے تھے۔

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا۝

اور وہ جھٹلاتے تھے قرآن (مجید) کو اور توحید کی دلیلوں کو بڑا جھوٹ کہتے تھے۔ یعنی وہ کسی عقلی و نقلی دلیل کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور کفر میں پوری طرح محو تھے۔ انہماک: کسی کام میں بغایت کوشش کرنا۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے اور توبہ واستغفار کر کے معافی طلب کرے اور نماز عصر کے بعد اپنے احوال، اقوال اور گزشتہ اوقات کے محاسبہ میں مشغول رہے۔ شاید نماز عصر کے بعد سورہ عم کی تلاوت کرنے میں یہی حکمت ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا۝

اور ہر چیز کو ہم جانتے ہیں اور ہم نے (اسے) شمار کر رکھا ہے اور ہم نے (اسے) لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ یعنی ہم نے ظاہر کیا (ہوا) ہے۔ الاحصاء: گننا، جاننا اور لکھنا۔

فَذُوْقُوْا پس اب ذائقہ چکھو اپنے برے اعمال کی جزا کا۔

فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا۝

پس ہرگز ہم زیادہ نہیں کریں گے تم کو مگر عذاب (یعنی تمہارا عذاب بڑھاتے جائیں گے)۔

یہ آیت دوزخیوں کے لیے سخت ترین وعید ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اَحْقَابًا سے مراد ابد الآباد (بے انتہا زمانہ) ہے اور (یہ کوئی) خاص مدت نہیں ہے۔ تنبیہ الغافلین میں مذکور ہے کہ دوزخی بارش طلب کریں گے۔ ایک سیاہ بادل ظاہر ہوگا جس سے اونٹ کی گردن جتنے (موٹے) سانپ اور اونٹ جتنے (موٹے) بچھو ان پر برسیں گے۔ جب وہ ان کو ڈسیں گے تو ہزار سال تک ان کا درد اور زہر ختم نہیں ہوگا۔

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ (سورہ النحل ۸۸)

''یعنی ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے۔''

www.maktabah.org

کا معنی یہی ہے، جس میں اس طرح کے عذاب کی جانب اشارہ ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں)۔ وَاللّٰہ تَعَالٰی اَعلم.

جب اللہ تعالیٰ نے (یہاں) دشمنوں اور کافروں کا حال بیان کیا تو اب دوستوں اور متقی مومنوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا اور فرمایا ہے:

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝

بے شک پرہیز گار مومنوں کے لیے فلاح (کامیابی)، آراستہ جنت، باغات اور طرح طرح کے انگور ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے انگور کا گچھا اتنا بڑا ہے کہ اگر ایک کوا ایک ماہ تک اس کے اوپر اڑتا رہے تو اس کے آخر پر نہیں پہنچے گا اور مومن جب بہشت میں آئے گا تو اپنے (لیے) ایک ہزار باغ پائے گا اور ہر باغ میں ایک ہزار درخت ہوں گے اور ہر درخت پر ایک ہزار پتے ہوں گے اور ہر پتے پر لکھا ہوگا:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ"

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں، امت گنہگار ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے۔

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب جنت کے پھل کو توڑا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے فوراً اس کی جگہ دوسرا پھل پیدا ہو جائے گا۔ (یہ) روایت (تفسیر) تیسیر سے منقول ہے۔

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝

اور جنتیوں کے لیے ہوں گی، انار پستاں، کنواری، بالکل ہم عمر عورتیں، یعنی جنت کی حوریں، جو کبھی بوڑھی نہ ہوں گی۔

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝

اور پیالے جنت کے، چھلکتے ہوئے یا مسلسل، غلمان جنت کے ہاتھ سے، ہمیشہ زیادہ رہنے والے بادشاہ (حقیقی) کے فرمان سے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝

نہ سنیں گے یہ جنتی جنت میں بیہودہ بات اور نہ جھٹلائیں گے ایک دوسرے کو۔ جب دنیا میں ان کی مجلسیں فحش کلامی، جھوٹ، مسخرہ پن اور چغلخوری سے پاک ہوتی ہیں تو آخرت میں بھی (ان سے) پاک ہوں گی۔

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝

یہ آسائشیں بدلہ ہیں (ان کی) عبادتوں کا۔ اور کہا گیا ہے کہ بہت زیادہ عطا ہے تیرے پروردگار کی۔ نیز کہا گیا ہے کہ ایسی کفایت کرنے والی اور غنی کر دینے والی عطا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں دے گا تو کہیں گے کہ بس

www.maktabah.org

(کافی ہے)۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ عبادت، مراقبہ، مجاہدہ، محاسبہ اور مشاہدہ میں مشغول رہے اور وہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور اولیاء (رحمۃ اللہ علیہم) کے ساتھ مسخرہ پن، غفلت اور تکذیب سے پیش نہ آئے اور غافلوں اور مسخروں سے دُور رہے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: بیگانوں (اللہ کی محبت سے ناآشنا لوگوں) سے یوں بچو، جیسے درندہ کے دودھ سے بچا جاتا ہے۔

رباعی:

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت   وز تو نبرید زحمت آب و گلت
زنہار از ان قوم گریزان می باش   ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

(شیخ عزیزان ابوعلی رامیتنیؒ)

یعنی تو جس آدمی کے ساتھ بیٹھے اور (اس کی ہم نشینی سے) تیرے دل کو جمعیت (وسکون) میسر نہ آئے اور تجھ سے دنیا کی محبت اور (بری) بشری صفات زائل نہ ہوں۔

خبردار ایسے لوگوں (کی صحبت) سے دور رہ، ورنہ (شیخ) عزیزانؒ کی روح تجھے معاف نہیں کرے گی۔

شعر:

صحبت مردانت از مردان کند   ابر گریان باغ را خندان کند

مردوں (نیک لوگوں) کی صحبت تجھے مرد بنا ڈالے گی (جیسے) روتا ہوا بادل باغ کو ہنسا دیتا ہے۔

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ

پروردگار آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، کا بہت مہربان ہے،

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾

وہ قدرت نہیں رکھتے اس کے ساتھ بات کرنے کی، کسی کی شفاعت کے لیے مگر اس کی اجازت سے۔ اور کہا گیا ہے کہ رب السموات کی قرأت ب کی پیش اور (الرحمٰن کی) ن کی پیش کے ساتھ ہے۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ

وہ اللہ رب العزت کے حضور بات کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، اس روز میں، جب کھڑے ہوں گے روح اور فرشتے صف باندھے۔

يَوْمَ، لَا يَمْلِكُوْنَ، لَا يَتَكَلَّمُوْنَ کا ظرف ہے۔

www.maktabah.org

بعض نے کہا ہے کہ روح اللہ تبارک وتعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک گروہ ہے جو اس روز فرشتوں کے ساتھ صف باندھے گا۔ اس گروہ والے نہ فرشتے ہوں گے اور نہ آدمی۔ (لَا یَتَکَلَّمُوْنَ) یعنی اس روز مخلوق بات نہیں کرے گی۔

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ :

مگر وہ آدمی کہ جسے اللہ تعالیٰ بات کرنے کا حکم کرے گا اور اجازت دے گا۔

وَقَالَ صَوَابًا ۝

اور وہ بولا ہوگا ٹھیک۔ یعنی اس نے دنیا میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه پڑھا ہوگا۔

یعنی قیامت کے روز مومن مومن کی شفاعت کرے گا۔ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی شفاعت برحق ہے اور اولیاء، علماء، اور شہداء (رحمۃ اللہ علیہم) کی بھی، جس کسی کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

کہا گیا ہے کہ روح ایک قول کے مطابق جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام فرشتوں سے بڑا ایک فرشتہ ہے، جو اکیلا ایک صف ہوگا اور دوسرے (تمام) فرشتے ایک صف ہوں گے۔ عرش مجید کے علاوہ کوئی اور چیز اس سے بڑی نہیں ہے اور اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ :

یہ ایک دن ہے برحق اور (یہ) یقیناً ہوگا۔

فَمَنْ شَاۤءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝

سو جو چاہے وہ بنائے اپنے رب کے پاس ٹھکانا۔ یعنی وہ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے، تاکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں جگہ نصیب ہو۔

اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ

بے شک ہم نے ڈرایا تمہیں ایک عذاب سے جو قریب آنے والا ہے۔

يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ

جس روز کہ دیکھ لے گا آدمی، جو کچھ اس کے دو ہاتھوں نے نیکی اور برائی سے آگے بھیجا ہوگا۔

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ :

اور کہے گا کافر۔

يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

اے کاش کہ میں خاک ہو جاتا، جس طرح کہ دوسرے حیوانات ہو گئے ہیں۔

حق سبحانہ وتعالیٰ تمام مخلوقات کو زندہ کرے گا اور ان کا ایک دوسرے پر جو حق ہوگا وہ لے دے گا۔ اگر

www.maktabah.org

بے سینگھ بکری کو سینگھ والی بکری نے سینگھ مارا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے سینگھ دے گا، تاکہ وہ اسے مار لے۔ تمام چوپائے اور جانور زندہ کیے جائیں گے۔ پھر فرمان (الٰہی) ہوگا کہ میں نے تم کو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد کے لیے دنیا میں پیدا کیا تھا۔ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ کہیں گے اے ہمارے اللہ تو دانا ہے، ہم نے ان کی فرمانبرداری کی ہے اور وہ ہمیں گھاس، جو، بھوسا اور کھل ڈالتے تھے اور بہترین نعمتیں انہوں نے خود کھائیں اور اسی دوران وہ (جانور) اچانک کافروں کو عذاب دوزخ میں مبتلا دیکھیں گے۔ (پس) عرض کریں گے: "اے ہمارے اللہ! انہوں نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا، ہم اس پر خوش ہیں۔" فرمان (الٰہی) ہوگا کہ تم سب خاک ہو جاؤ۔ جب وہ خاک ہو جائیں گے تو کافران کی (اس) حالت کے لیے آرزو کریں گے اور کہیں گے: "اے کاش کہ ہم بھی خاک ہو جاتے، جس طرح کہ یہ (ہو گئے) ہیں، تاکہ ہم ابدی عذاب سے نجات پا لیتے۔"

جب تو اس سورہ کو ختم کرے (تو) پڑھا کر:

"اَللّٰھُمَّ اعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"۔

یعنی اے اللہ ہماری گردنوں کو اور ہمارے ماں باپ کی گردنوں کو جہنم سے بچا، اپنی رحمت کے طفیل اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(حضرت) والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو وصیت فرمائی تھی کہ اس دُعا کو سورہ عم کی تلاوت کے بعد پڑھا کرنا۔

کہا گیا ہے کہ اس کافر سے مراد جو کہے گا "یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا" ابلیس ہے جو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے حال کی آرزو کرے گا۔ یعنی ابلیس آرزو کرے گا کہ کاش میں (حضرت) آدم علیہ السلام کی طرح خاک (سے بنا) ہوتا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ (اور اللہ ہی درست جانتا ہے)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ ﴿١﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ ﴿٢﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ
سَبْحًا ۙ ﴿٣﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ ﴿٤﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿٥﴾ يَوْمَ
تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ ﴿٦﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۭ ﴿٧﴾ قُلُوْبٌ
يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ ﴿٨﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا
لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ﴿١٠﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۭ ﴿١١﴾
قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ
وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۭ ﴿١٤﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ
مُوْسٰی ﴿١٥﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ ﴿١٦﴾
اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۖ ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤی
اَنْ تَزَكّٰی ۙ ﴿١٨﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَخْشٰی ۚ ﴿١٩﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ
الْكُبْرٰی ۖ ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰی ۖ ﴿٢١﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰی ۖ ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ
فَنَادٰی ۖ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی ۖ ﴿٢٤﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ
نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی ﴿٢٥﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ
يَّخْشٰی ﴿٢٦﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاۗءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۙ ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ

www.maktabah.org

ضُحٰهَا ۝۲۹ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ۝۳۰ اَخْرَجَ مِنْهَا
مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ۝۳۱ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ۝۳۲ مَتَاعًا لَّكُمْ
وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝۳۳ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝۳۴ يَوْمَ
يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝۳۵ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
لِمَنْ يَّرٰى ۝۳۶ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۳۸
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ۝۳۹ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ
الْمَاْوٰى ۝۴۱ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝۴۲
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ۝۴۳ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ۝۴۴ اِنَّمَآ
اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ۝۴۵ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا
لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ۝۴۶

سورۂ نازعات مکی ہے اور اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

جاننا چاہیے کہ اس سورہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسم کھائی ہے اور مفسرین کا اختلاف ہے کہ وہ پانچ چیزیں کیا ہیں۔ ان اقوال کی اصل یہ ہے کہ ہر ایک سے مراد فرشتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے (مختلف) کاموں میں مشغول کر رکھا ہے اور ہم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ یعنی سخت کھینچنا۔ یعنی قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی جان سختی سے کھینچتے ہیں، جب ان کی جان نرخرا (حلق کی ہڈی کے قریب) میں پہنچتی ہے، تو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ سارے جسم میں (پھر) پھیل جائے، پھر اسے کھینچتے ہیں، تاکہ جان کنی کافروں پر بھاری ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ، یعنی ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲

ان فرشتوں کی قسم جو مومنوں کی جان آسانی سے اور جلدی سے نکال لیتے ہیں۔ نشط، یعنی نکالنا ڈول کو کنویں

www.maktabah.org

سے۔(تفسیر) کشاف میں یونہی آیا ہے۔

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۝

اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تیزی کرنے والے ہیں۔السبح: تیرنا۔کہا جاتا ہے کہ فرسٌ سابحٌ سبوحٌ، یعنی تیز دوڑنے اور ہوا میں اُڑنے والا گھوڑا، تیرنے والا گویا کہ پانی میں جاتا ہے اور جیسے کہ پانی جارہا ہے۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۝

پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں، نیکیوں اور عبادتوں میں۔

فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۝

پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو (تمام) جہان کے کام کی تدبیر کرتے ہیں اور وہ (حضرت) جبرائیل، (حضرت) میکائیل (حضرت) اسرافیل اور (حضرت) عزرائیل علیہم السلام ہیں۔(حضرت) عزرائیل (علیہ السلام) روحوں کو قبض کرنے پر، (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) لشکروں اور ہواؤں کے بھیجنے پر، (حضرت) میکائیل (علیہ السلام) بارشوں اور نباتات کے امور پر مامور ہیں اور (حضرت) اسرافیل (علیہ السلام) لوح محفوظ سے باخبر ہیں۔سو وہ وہاں سے اطلاعات لے کر دوسرے فرشتوں تک پہنچاتے ہیں۔دوسرے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ (حضرت) اسرافیل (علیہ السلام) کو جس چیز سے چاہتے ہیں آگاہ فرماتے ہیں اور وہ دوسرے فرشتوں تک پہنچاتے ہیں۔(یہ یوں ہے) جیسے (اللہ تعالیٰ نے حضرت) آدم علیہ السلام کو ایک لحظہ میں چیزوں کے اسماء کا علم بغیر کسی واسطہ کے عطا فرمایا۔

قسم کا جواب مقدر ہے۔یعنی ان چیزوں کی قسم اُٹھائی گئی ہے کہ تمہیں مرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا۔

یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۝

جس روز لرزے گی لرزنے والی۔الرجف: لرزنا، یعنی زمین کانپے گی۔جب صور پھونکا جائے گا تو پہلی پھونک پر تمام مخلوق مرجائے گی۔

تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَۃُ ۝

اس کے پیچھے آئے گی، پیچھے آنے والی۔التبع و التباعة والردف: پیچھے آنا۔یعنی دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور زمین لرزنے لگے گی اور خلقت زندہ ہوجائے گی اور ان دو پھونکوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہوگی۔

قُلُوۡبٌ یَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ ۝

لوگوں کے دل اس روز (خوف سے) بے قرار ہوں گے۔الوجف: دل کا تڑپنا۔

www.maktabah.org

اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹

ان کی آنکھیں اس روز خوف سے رسوا و ذلیل اور گڑھوں میں دھنسی ہوئی ہوں گی۔

ابصارھا، یعنی آنکھیں دلوں کے مالکوں کی۔

جب کافروں نے قیامت کی (اس) مصیبت کا سنا تو وہ متعجب ہوئے اور کہنے لگے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے:

یَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَةِ ۝۱۰

کہتے ہیں کافر کہ کیا ہم لوٹائے جائیں گے پہلی حالت پر اور پھر زندہ ہوں گے، جیسا کہ پہلے تھے۔

الحافرۃ: پہلی حالت، یعنی موت کے بعد زندگی۔

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱

کیا جب ہم ہو جائیں گے کھوکھلی ہڈیاں، جن پر ہوا گزرتی ہے تو ان سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ ناخرۃ اور نَّخِرَةً دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور اذا میں عامل محذوف ہے یعنی اَنُبعَثُ اِذَا کُنا الخ۔

قَالُوۡا کافروں نے کہا، تِلۡكَ اِذًا یعنی ہمارا زندہ ہونا اگر صحیح ہوا، كَرَّةٌ (تو یہ) واپسی ہے، خَاسِرَةٌ ۝۱۲ خسارے والی۔ یعنی اگر حال یوں ہوا کہ ہم زندہ ہو گئے تو ہم خسارے والے ہوں گے۔ کیونکہ ہم نے نیک عمل نہیں کیے ہیں اور ایمان قبول نہیں کیا۔

جب کافر قیامت کے آنے کے منکر ہوئے اور اسے بعید سمجھنے لگے تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کا رد کیا اور فرمایا:

فَاِنَّمَا هِیَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳

سو بلاشک وشبہ کہ نہیں ہے یہ زندہ کرنا اُن کو اور لے آنا (ان کو) پہلی حالت پر، مگر ایک چیخ مارنا، یعنی صور میں پھونکنا۔

فَاِذَا هُمۡ۔ پھر وہ اچانک، بِالسَّاهِرَةِ۔ (حاضر) ہوں گے روئے زمین پر جو بیت المقدس کے نزدیک ہوگی۔

جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منکروں کا ذکر کیا تو اب فرعون کے حال اور اس کا (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنا بھی بیان فرمایا کہ جو کچھ اس (فرعون) کے ساتھ ہوا، وہ ان (کافروں) کو بھی پیش آئے گا۔ سو اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے:

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ۝۱۵

بے شک اے (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ کے پاس (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی بات پہنچی ہے۔

اِذۡ نَادٰىهُ رَبُّهٗ:

www.maktabah.org

جب پکارا ان کو، ان کے رب نے۔

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٦﴾

ایک پاک جگہ میں جس کا نام طویٰ ہے۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿١٧﴾

حق تعالیٰ نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ فرعون کے پاس جائیں، بے شک وہ حد سے نکل گیا ہے اور اسے دین حق کی طرف بلائیں کیونکہ وہ سرکش ہوگیا ہے اور باطل دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے منہ میں خاک، وہ خود کو خدا کہتا ہے، اس پر اللہ کی پھٹکار ہو۔

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿١٨﴾

سو کہیں کہ کیا تجھے کوئی خواہش ہے کہ تو پاک ہوجائے اور کفر و گناہ سے کنارہ کش ہوجائے اور میرے ہاتھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لے آئے۔

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿١٩﴾

اور تجھے راہ دکھاؤں تیرے رب کی طرف، تاکہ تو ڈر جائے اور کفر اور گناہ سے کنارہ کش ہوجائے۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿٢٠﴾

سو دکھائی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو بڑی نشانی، یعنی عصا اور ید بیضا۔ ید بیضا یہ تھا کہ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں کرتے تو وہ سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا اور عصا مبارک میں ہزار معجزے تھے اور بعض کا قول ہے کہ ید بیضا بڑا (معجزہ) تھا۔ اس لیے کہ فرعون کے جادوگر ید بیضا اور عصا کے مقابلے میں کوئی جادوگری نہ کرسکے۔

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿٢١﴾

سو جھٹلایا فرعون نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو اور نافرمان ہوا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿٢٢﴾

پھر روگردان ہوا ایمان قبول کرنے سے اور (اس نے) کوشش کی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں فساد کرنے کی۔

فَحَشَرَ سو جمع کیا فرعون نے جادوگروں، اپنے لشکر اور اپنے قوم کو، فَنَادٰى ﴿٢٣﴾ پھر پکارا ان کو اور آواز دی ان کو۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾

پھر وہ بولا میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب۔ اس (فرعون) پر اللہ کی پھٹکار ہو۔ یعنی (فرعون) کہنے لگا کہ بت چھوٹے خدا ہیں اور میں ان سے بڑا (تمہارا) خدا ہوں۔

www.maktabah.org

فَأَخَذَهُ اللّٰهُ:

سو پکڑ لیا اسے اللہ تعالیٰ نے۔

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۞

دنیا اور آخرت کی رسوائی (سزا) میں۔ دنیا میں اسے پانی میں غرق کر دیا اور آخرت میں اسے (جہنم کی) آگ میں جلائے گا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۞

بے شک اس عذاب میں جو ہم نے اسے (فرعون کو) دیا، عبرت ہے ہر اس آدمی کے لیے جو ڈرے اللہ تعالیٰ سے۔العبرۃ:عبرت۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو اہل حق کا فرمانبردار رہ اور ان کی دشمنی نہ کر، تا کہ تو فرعون کی طرح محروم نہ رہے۔

<u>مثنوی:</u>

این رسولانِ ضمیر و راز گو — مستمع خواہند اسرافیل خو
نخوتے دارند و کبرے چون شہان — چاکری خواہند از اہل جہان
تا ادبہاشان بجا گہ نا آوری — از رسالت شان چگونہ برخوری
کے رسانند آن امانت را بتو — تا نباشی پیش شان راکع دوتو
ہر ادب شان کے ہمی آید پسند — کآمدند ایشان ز ایوان بلند

(مثنوی ۳: ۳۴۵-۳۴۶)

ترجمہ: ”یہ دل کے پیغام رساں، اسرار بیان کرنے والے، (حضرت) اسرافیل (علیہ السلام) کی عادت والا سننے والا چاہتے ہیں۔

وہ شاہوں کی سی نخوت اور بڑائی رکھتے ہیں، دنیا داروں سے خدمتگاری چاہتے ہیں۔

جب تک تو ان کے آداب بجا نہ لائے، ان کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اُٹھائے گا؟

تجھے وہ امانت کب پہنچائیں گے؟ جب تک تو ان کے سامنے رکوع میں دُہرا نہ ہو جائے۔

ان کو ہر ادب کب پسند آئے گا، کیونکہ وہ اُونچی بارگاہ سے آئے ہیں۔

قصہ ءفرعون

قصہ ءفرعون کو اللہ تعالیٰ نے جہان والوں کے لیے عبرت فرمایا ہے۔ ہم اس میں سے کچھ (یہاں) بیان

www.maktabah.org

کرتے ہیں تا کہ نصیحت ہو۔ ومن اللّٰہ التوفیق و علیہ التکلان (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی پر بھروسہ ہے)۔

جاننا چاہیے کہ وھب بن منبہ نے روایت کی ہے کہ فرعون علیہ اللعنۃ نے خواب دیکھا کہ تیرے غلاموں میں سے ایک (کے ہاں) ایک بیٹا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کو خراب کردے گا اور تجھے اور تیرے لشکر کو بھی پانی میں غرق کردے گا۔ یعنی بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ جب وہ بیدار ہوا تو پریشان تھا۔ اس نے اپنے لوگوں کو بتایا۔ وہ سب رونے لگے اور انہوں نے فرعون سے اظہار افسوس کیا۔

فرعون کے (دربار میں) ایک ہزار جادوگر، ایک ہزار کاہن، یعنی رمال اور ایک ہزار نجومی تھے۔ اس نے سب کو اکٹھا کیا اور خواب ان کو بتایا۔ سب کہنے لگے کہ ہم اس کا حل نکالیں گے۔ ہمیں چالیس روز کی مہلت دو۔ پس فرعون نے ان کو مہلت دے دی۔ سب چلے گئے اور انہوں نے گدڑی پہنی، جو کی روٹی کھانے اور راکھ پر سونے لگے۔ وہ رات کو بیدار رہتے تھے اور (دن کو) روزہ رکھتے تھے اور جن جنوں کی پوجا کرتے تھے، ان کے سامنے زاری کرتے رہتے تھے، تا کہ وہ انہیں فرعون کے اس خواب کی تعبیر بتائیں۔ جن اس وقت آسمان پر جایا کرتے تھے اور فرشتوں کی باتوں کو سن لیا کرتے تھے۔ جب کوئی دُنیا کا کام ہونے والا ہوتا تھا، تو اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو حکم فرماتے تھے، وہ اہل آسمان کو کہتے تھے اور جن آسمانوں میں ان باتوں کو سن لیتے تھے۔ حاملین عرش کو وحی آئی کہ بنی اسرائیل کی ایک ماں ایک پیغمبر (علیہ السلام) کو جنے گی، جو فرعون کی بادشاہت کو ڈھادے گا اور اسے ہلاک کردے گا اور یہ جمعہ کے روز فلاں مہینے میں مصر میں پیدا ہوگا۔ جب رات تین گھنٹے گزر جائے گی تو ہم اسے پشت پدر سے رحم مادر میں لے آئیں گے۔ جب جنوں نے آسمان میں یہ خبر سنی تو وہ زمین پر آئے اور انہوں نے نجومیوں، جادوگروں اور کاہنوں کو اس سے آگاہ کردیا کہ چالیس روز کے بعد اس طرح کی بات ہوگی (یہ لوگ) فرعون کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ یوں ہونے والا ہے۔

فرعون کہنے لگا تم کیا تدبیر کرتے ہو، جس سے ہم اس کی والدہ سے آگاہ ہوجائیں اور اسے مار ڈالیں، تا کہ یہ شخص پیدا ہی نہ ہو۔ وہ (جادوگر، نجومی اور کاہن) بولے ہم ایسا تو نہیں کرسکتے، ہاں ہم یہ کرسکتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے مردوں کو چالیسویں رات عورتوں سے علیحدہ رکھیں، تا کہ یہ شخص پیدا نہ ہوسکے۔ جب چالیسویں رات آئی تو انہوں نے ایسے کیا کہ بنی اسرائیل کے مردوں کو ایک معین جگہ اکٹھا کرکے، ہر ایک کو ایک چیز دے دی اور کہا کہ وہ رات بھر اسی جگہ ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مصروف رہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہوجائے۔ نجومی اس رات جاگتے رہے۔ فرعون عمران کے ساتھ، جو اس کے وزیر خاص تھے اور اس کے دربان تھے، مصر کے شہر گیا اور عمران بنی اسرائیل سے تھے اور فرعون نہیں جانتا تھا۔ تمام بنی اسرائیل اور فرعون کا لشکر شہر سے باہر رہے اور فرعون نے عمران سے کہا کہ میرے محل کے دروازے سے کسی اور جگہ مت جانا اور لباس کے ساتھ سونا۔ عمران سو گئے،

www.maktabah.org

یہاں تک کہ وہ وقت آ پہنچا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ عمران کی زوجہ (محترمہ) کو پتہ چلا کہ عمران شہر میں (ڈیوٹی پر) ہیں۔ وہ عمران کے پاس آئیں اور دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پشت پدر سے رحم مادر میں منتقل ہو گئے۔ عمران نے اپنی زوجہ (محترمہ) سے کہا کہ جان لو وہ شخص، جس سے فرعون ڈرتا ہے، یہ ہمارا بیٹا ہوگا۔ اس راز کو پنہاں رکھنا۔ جب نجومیوں نے اس راز کو آسمانوں میں ڈھونڈا تو انہیں نشانی ملی کہ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پشت پدر سے رحم مادر میں منتقل ہو گئے ہیں۔ وہ چلانے لگے اور بلند آواز میں یوں چیخے کہ فرعون نے سن لیا اور جاگ گیا اور عمران سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا ہوا ہے؟ عمران بولے کہ یہ بنی اسرائیل کی آواز ہے، جو ایک دوسرے سے کھیل رہے ہیں۔ فرعون کا دل پریشان ہو گیا۔ جب صبح ہوئی۔ نجومی اپنے چہرے خراب کر کے اور کپڑے پھاڑ کر فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ تیرا یہ دشمن ماں کے پیٹ میں منتقل ہو گیا ہے۔ فرعون ان پر غضبناک ہوا۔ وہ بولے جب یہ ماں کے پیٹ سے باہر آئے گا تو ہم تدبیر کریں گے۔ جب (حضرت) موسیٰ علیہ السلام والدہ (ماجدہ کے بطن مبارک) سے پیدا ہوئے تو ان (نجومیوں) نے (فرعون) کو بتایا کہ تیرا دشمن پیدا ہو گیا ہے۔ فرعون غمگین ہو گیا۔ نجومیوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کی تمام عورتوں کو جمع کرو اور ان کے جو بیٹے اس ماہ پیدا ہوئے ہیں، ان کو قتل کرو اور بیٹیوں کو چھوڑ دو۔ (اس طرح) فرعون نے بنی اسرائیل کے نو ہزار بیٹوں اور بچوں کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو محفوظ رکھا۔ باقی قصہ کتابوں میں مذکور ہے۔

اس قصہ میں یہ عبرت اور نصیحت ہے کہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل نہیں سکتا، (لہٰذا) قضا پر راضی رہنا چاہیے۔

قطعہ:

چون قضا رفت و حکم شد تقدیر ‌‌ ‌ دفع آن کار ابلہان باشد
ہر کہ گردن نہد قضائے ورا ‌ ‌ مرو را حق نگہبان باشد

یعنی جب قضا چلی اور تقدیر (الٰہی) کا حکم ہو گیا، تو (پھر) اس کام کو ٹالنا نادانوں کا شیوہ ہے۔
جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی قضا کے سامنے سر جھکا دیا، حق تعالیٰ اس کا نگہبان ہو گیا۔

جب کافر قیامت کے منکر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ذکر کیا کہ اس کی ذات اقدس زندہ کرنے اور جو کچھ چاہے، اسے کرنے پر قادر ہے اور فرمایا:

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا
کیا تمہارا بنانا زیادہ مشکل ہے؟
اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا ۝

www.maktabah.org

یا آسمان کلہ جو بنایا اللہ تعالیٰ نے۔
رَفَعَ سَمْكَهَا:
اس نے بلند کیا اس کی چھت کو۔
فَسَوّٰىهَا ۝
پھر اس کو درست کیا کہ اس میں کوئی دراڑ اور کوئی عیب نہیں ہے۔ یعنی وہ اللہ جو آسمانوں کو اس اعلیٰ عظمت کے ساتھ پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے، وہ لوگوں کے پیدا کرنے اور ان کے مرنے کے بعد ان کو (دوبارہ) زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا پھر بیان کیا اور فرمایا:
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا:
اور تاریک کر دیا اللہ تعالیٰ نے رات کو، جس کی تاریکی آسمانوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا دوبارہ اظہار کیا اور فرمایا:
وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ۝
اور اس نے نکالی دن کو روشنی۔ یعنی اندھیرے کے بعد دن کی روشنی پیدا فرمائی۔ سو ہر رات اور ہر دن میں مارنا اور زندہ کرنا (ہوتا) ہے۔ (اللہ تعالیٰ) سب کو رات میں سُلاتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو بیدار کر دیتا ہے۔
وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ۝
پھر اللہ نے اپنی پیدا کرنے کی قوت بیان کی اور فرمایا: اور زمین کو اس کے بعد بچھایا اور فراخ کیا اسے پانی پر۔ (حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوّل زمین پیدا کی، لیکن اس کو فراخ نہیں کیا، جب تک کہ آسمان پیدا نہیں کیا۔ (حضرت) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اوّل کعبہ کی زمین کو پیدا فرمایا، خانہ کعبہ کے چار کونوں کے برابر، اسے پانی پر رکھا۔ اس کے ایک ہزار سال بعد آسمان دنیا کو پیدا فرمایا اور (پھر) زمین کو اس کعبہ کی زمین سے باہر کھینچا اور پانی پر بچھا دیا۔
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا:
نکالا زمین سے پانی کو، وَمَرْعٰهَا ۝ اور اس چراگاہ کو، یعنی جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین سے پیدا کیا۔ وَالْجِبَالَ اور پہاڑوں کو، اَرْسٰهَا ۝ پیدا کیا اور رکھا اور کھڑا کیا۔ الارساء: قائم کرنا اور کھڑا کرنا۔
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ ان سب کو پیدا کیا، تاکہ وہ تمہارے فائدے اور نفع کی چیزیں بنیں اور تمہارے چوپایوں کا چارہ ہو۔
جب کافروں نے ان نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا اور ان عظیم دلیلوں کی طرف توجہ نہ کی اور ایمان نہ لائے تو اللہ

www.maktabah.org

تعالیٰ نے بڑے عذاب کی اطلاع دی اور فرمایا:

فَإِذَا جَاءَتِ پھر جب آئے گی، الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴿۳۴﴾ بڑی مصیبت، عقلوں کو ڈھانپنے والی اور کہا گیا ہے غلبہ پانے والی۔ نیز کہا گیا ہے کہ خوفناک اور وہ (حضرت) اسرافیل (علیہ السلام) کی آواز ہے، جو صور پھونکیں گے، یعنی جب قیامت آئے گی اور خلقت زندہ ہوگی۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿۳۵﴾

اس روز عبرت پکڑے گا آدمی اور یاد کرے گا، یعنی وہ دیکھے گا جو کچھ اس نے دنیا میں نیکی اور برائی کی ہوگی۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿۳۶﴾

اور ظاہر کر دی جائے گی دوزخ ہر دیکھنے والے آدمی کے لیے۔ یعنی ہر آدمی کو دوزخ نظر آئے گی اور دوزخی کو دوزخ میں اور جنتی کو جنت میں لے جائیں گے۔

فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ﴿۳۷﴾ سو لیکن جس نے نافرمانی کی اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور سرکشی، وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ اور اس نے زیادہ قریب والی زندگی کو منتخب کیا، یعنی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی، فَإِنَّ الْجَحِيمَ سو یقیناً دوزخ، هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿۳۹﴾ اس کے لوٹنے کی جگہ (ٹھکانا) ہے۔

اس آیت میں ان اہل دنیا کے لیے بہت بڑی وعید ہے جو حرام سے پرہیز نہیں کرتے۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ:

اور لیکن جو ڈرے اپنے رب کے حضور حساب کے لیے کھڑا ہونے سے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿۴۰﴾

اور جو روکے اپنے نفس کو خواہش سے، یعنی جس کی طرف میلان کرنا نامناسب ہو، یعنی نفس کی وہ چاہت جو شرعی حکم کے خلاف ہو، وہ اپنے نفس کو اس سے دور رکھتے ہیں۔ الْهَوَىٰ ایسی چیز کی طرف دل کا میلان ہونا جو نامناسب ہو اور کہا گیا ہے کہ نفس کی چاہت۔

فَإِنَّ الْجَنَّةَ سو یقیناً جنت، هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿۴۱﴾ اس کے لوٹنے کی جگہ (ٹھکانا) ہے۔ یعنی جو اپنے نفس کی خواہش کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے، جنت اس کا ٹھکانا ہوگی، جس سے وہ کبھی باہر نہیں (نکالا) جائے گا۔

(حضرت) خواجہ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اس خواہش سے زیادہ خبیث تر کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو اور اہل طریقت (صوفیا) کے نزدیک مرد اس وقت بالغ ہوتا ہے جب وہ نفس کی خواہش سے نجات حاصل کر لے۔

www.maktabah.org

شعر:

خلق اطفال اند جز مست خدا　　نیست بالغ جز رہندہ از ہوا

یعنی لوگ بچے ہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے، ان میں کوئی بالغ نہیں ہے سوائے اس کے جو خواہش (نفس) سے نجات پا چکا ہو۔

جاننا چاہیے کہ مفسرین (کرام) نے فرمایا کہ یہ دو آیات (حضرت) مصعب بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اوران کے بھائی عامر بن عمیر کے بارے میں نازل ہوئیں جو عرب کے شہزادے تھے۔ایک مومن تھے اور دوسرے کافر۔پہلی آیت عامر بن عمیر کے حق میں نازل ہوئی جو کافر تھا اور جنگ بدر کے روز اپنے بھائی (حضرت) مصعب بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا۔پہلی آیت (یہ) ہے:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰىۙ وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَاۙ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ

دوسری آیت (یہ) ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ

جو (حضرت) مصعب بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں نازل ہوئی جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ وہ اس طرح کہ (حضرت) ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (حضرت) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے والد اُحد میں ایک بڑا لشکر لائے تھے۔اُحد رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منورہ کے نزدیک ایک پہاڑ ہے۔اس جنگ میں اسلامی جھنڈا (حضرت) مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا گیا تھا۔ابن قمیہ پر اللہ کی پھٹکار ہو، ایک کافر تھا جو لشکر کفار کا پہلوان تھا۔اس نے (حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نیزے کا وار کیا، تو (حضرت) مصعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خود کو آگے ڈال دیا اور یوں نیزہ ان کو لگا اور (حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم سلامت رہے۔اسلامی جھنڈے کو فرشتے نے (حضرت) مصعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرح تھام لیا تا کہ جھنڈا زمین پر نہ گرے اور ابن قمیہ پر اللہ کی لعنت ہو، نے نعرہ مارا کہ میں نے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو مار ڈالا۔امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کر دیا اور کفار کے لشکر نے اس جنگ میں (حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا (مکرم حضرت) حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو شہید کر دیا، جیسا کہ تاریخ (کی کتب) میں آیا ہے۔سو یہ آیت: ''وَاَمَّا مَنْ خَافَ'' (حضرت) مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور جب (حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حضرت) مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاک وخون میں گرے ہوئے اور بہت زیادہ زخم کھائے ہوئے دیکھا تو صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے فرمایا کہ تم نے انہیں دیکھا تھا کہ مکہ (مکرمہ) میں کس قسم کے لباس پہنتے تھے؟ (صحابہ کرامؓ نے) عرض کیا: ''ان کے جوتے سونے کے ہوتے تھے''۔

www.maktabah.org

رباعی

در مطبخ عشق جز نکو را نکشند — لاغر صفتانِ زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی زکشتن مگریز — مردار بود هر آنکه او را نکشند

یعنی عشق کے باورچی خانہ میں سوائے نیکوں کے کسی کو ذبح نہیں کرتے، کمزور صفات اور بری عادت والے کو ذبح نہیں کرتے۔
اگر تو عاشق صادق ہے تو قتل ہونے سے گریز مت کر، کیونکہ وہ مُردار ہے، جسے ذبح نہیں کرتے۔

ظاہری طور پر یہ دو آیتیں (تمام) مومنوں اور کافروں کے بارے میں ہیں۔ قال النبی علیه (الصلوٰة و) السلام: بئس العبد عبدهوی یضله (مجمع الزوائد ۱۰: ۲۳۴)۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برا آدمی وہ ہے جو گمراہ کرنے والی خواہش کا غلام ہو۔ (حضرت) خواجہ محمد (ابن) علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ گمراہ کرنے والی خواہش امور (زندگی) اور عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا ہے۔
یہ فقیر (مولانا یعقوب چرخیؒ) کہتا ہے کہ میں بخارا میں تھا۔ اپنے اندر کاہلی اور دل کی کدورت مشاہدہ کی۔ میں نے کہا کہ چند دن روزہ رکھوں، تاکہ دل کی یہ کدورت دور ہو جائے۔ میں نے روزہ کی نیت کی اور اپنے شیخ (حضرت) خواجہ بہاء الدین (نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کھانا لایا جائے اور (پھر) مجھ ناتواں کو فرمایا کہ کھاؤ اور یہ حدیث "بئس العبد" آخر تک پڑھی اور اس کی شرح بیان فرمائی اور فرمایا: "ہم نے تجربہ کیا ہے کہ نفس کی خواہش پر روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر کھانا ہے۔"

مثنوی:

نفس خود را زن شناس از زن بتر — زانکہ آن جزوست ونفست کل شر
مشورت بانفس خود گر می کنی — ہر چہ گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزہ می فرمایدت — نفس مکارست مکرے زائدت
مشورت بانفس کن اندر فعال — ہر چہ گوید عکس آن باشد کمال
آنچہ گوید نفس تو کاینجا بدست — مشوش چون کار اُو ضد آمدست
تو خلافش کن کہ از پیغمبران — ہم چنین آمد وصیت در جہان

(مثنوی ۲: ۲۱۹)

ترجمہ: "اپنے نفس کو عورت سمجھ، عورت سے (بھی) بدتر، اس لیے کہ عورت جزو ہے اور تیرا نفس پورا شر ہے۔

www.maktabah.org

اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرے، جو وہ کہے اس کمینہ کے خلاف کر۔
اگر وہ تجھے نماز اور روزہ کا حکم دے، نفس مکار ہے، تجھ سے کوئی مکر کر رہا ہے۔
کاموں میں (اپنے) نفس سے مشورہ کر، وہ جو کہے اس کے برعکس (کرنا) کمال ہے۔
تیرا نفس کچھ بھی کہے کہ یہاں برائی ہے، اس کی نہ سن کیونکہ اس کا کام برعکس ہے۔
تو اس کے خلاف کر کیونکہ پیغمبروں کی جانب سے، دنیا میں وصیت اسی طرح آئی ہے۔

اور (خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ) نے فرمایا: ''زندگی دو بار ہونی چاہیے، تا کہ بندہ ایک بار تجربہ کرے اور دوسری مرتبہ اس پر عمل کرے۔'' آپ کے اس ارشاد سے سمجھ آئی کہ نفلی عبادت میں بھی ہوا (خواہش نفس) ہوتی ہے۔

(حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے) فرمایا کہ نفلی عبادت شیخ فنا فی اللہ کی اجازت سے ہونی چاہیے، کیونکہ وہ ہوا (خواہش نفس) سے پاک ہو جاتی ہے اور ہوا (خواہش نفس) کو رد نہیں کیا جا سکتا، (کیونکہ) کوئی پختہ انگور ترش نہیں ہوتا اور کوئی پختہ میوہ دوبارہ نیا پھل نہیں بنتا۔ اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ (یعنی فانی لوٹایا نہیں جا سکتا)۔

باکورہ: وہ میوہ جو نیا پھل بنے۔

اس فقیر (مولانا یعقوب چرخیؒ) نے ان (حضرت خواجہ نقشبندؒ) سے پوچھا کہ اگر ایسا شیخ کہیں نہ ملے تو میں کیا کروں؟ (آپ نے) فرمایا: ''جب بھی عبادت کرو تو اس کے بعد استغفار کرو۔''

ہمارے خواجہ (حضرت بہاء الدین نقشبندؒ) کے خلیفہ (حضرت خواجہ) علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو فرمایا ہے کہ ہر نماز کے بعد بیس دفعہ استغفار پڑھو اور یہ سب ایک سو بار ہو جاتا ہے۔ (اور وہ استغفار یہ ہے):

''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ''۔

یعنی میں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

قال النبی علیہ السلام: اِنَّهُ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ، وَاِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (صحیح مسلم ۶۸۵۸، ص ۱۱۷۴)۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(بیشک بات یہ ہے کہ) میرے دل پر پردہ پیدا ہوتا ہے (جیسے کہ نرم بادل ہے) سو میں دن میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔''

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾

پوچھتے ہیں آپ سے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ قیامت کب آئے گی؟

www.maktabah.org

فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾

آپ کو کیا کام اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) قیامت کے ذکر سے؟ یعنی آپ اس کے آنے کے وقت سے آگاہ نہیں۔

إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ﴿٤٤﴾

آپ کے رب کی طرف ہے اس کی انتہا کا جاننا، یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کب آئے گی اور اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾

بے شک آپ ڈرانے والے ہیں اس آدمی کو جو قیامت سے ڈرے۔ یعنی آپ آگاہ نہیں کہ وہ کب آئے گی؟ لیکن آپ اس آدمی کو ڈراتے ہیں جو اس کے آنے سے ڈرتا ہو اور توبہ کرے۔

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا:

گویا کہ وہ اس روز، یعنی جب قیامت کو دیکھیں گے۔

لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً:

(توان کو ایسا لگے گا کہ) وہ نہیں ٹھہرے ہیں دنیا میں مگر ایک شام، أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾ یا ایک صبح، یعنی دنیا کی تمام عمر ان کو چھوٹی (معمولی) نظر آئے گی، شام یا صبح (کے وقت) جتنی۔ جب قیامت کی طویل مدت دیکھیں گے اور اس کے عذاب کو چکھیں گے تو انہیں اپنی تمام عمر چھوٹی سی دکھائی دے گی۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔ اے خداوند! ہمیں اس خواب غفلت سے بیدار فرما اور ہمیں خاتمہ بالخیر عطا فرما، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ آمین

www.maktabah.org

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ ﴿١﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ
لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ ﴿٣﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ ﴿٤﴾ اَمَّا
مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ ﴿٥﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا
يَزَّكّٰى ؕ ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ ﴿٩﴾ فَاَنْتَ
عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ ﴿١٠﴾ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿١٢﴾
فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ ﴿١٤﴾ بِاَيْدِيْ
سَفَرَةٍ ۙ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ؕ ﴿١٦﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ؕ ﴿١٧﴾
مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ؕ ﴿١٨﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿١٩﴾
ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۙ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۙ ﴿٢١﴾ ثُمَّ اِذَا
شَآءَ اَنْشَرَهٗ ؕ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ؕ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ
الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۙ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۙ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ
شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۙ ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا
وَّقَضْبًا ۙ ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۙ ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً
وَّاَبًّا ۙ ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ؕ ﴿٣٢﴾ فَاِذَا جَآءَتِ
الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ ﴿٣٤﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿٣٥﴾

www.maktabah.org

وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝۳۶ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ
يُّغْنِيْهِ ۝۳۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝۳۸ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝۳۹
وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝۴۰ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝۴۱
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝۴۲

سورۂ عبس مکی ہے اور اس میں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

عَبَسَ ترش روئی فرمائی (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے، وَتَوَلّٰٓى ۝۱ اور چہرۂ انور پھیر لیا۔ اَنْ جَآءَهُ جب آئے آپؐ کے پاس، الْاَعْمٰى ۝۲ ایک نابینا، یعنی (حضرت) عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس سورہ کا شانِ نزول یہ ہوا کہ مکہ (مکرمہ) میں (حضرت) عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نام کے ایک درویش تھے۔ایک روز وہ (حضرت) رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اس مجلس میں مکہ (مکرمہ) کے سردار اور دولتمند بیٹھے تھے اور (حضرت) نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کو ایمان کی دعوت دے رہے تھے۔نابینا (حضرت عبداللہؓ) نے عرض کیا: ''یَا مُحَمَّد (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) عَلِّمْنِیْ مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ''۔یعنی اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مجھے اس علم میں سے سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے اور یہ (حضرت عبداللہ) نہیں سمجھ پائے کہ (حضرت) رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کس کام میں مشغول ہیں۔ (حضرت) نبی (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چہرۂ انور ان کی طرف سے پھیر لیا اور ترش روئی فرمائی (تو) نابینا (حضرت عبداللہ) کو صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین) نے صورت حال سے خبردار کیا۔اس پر وہ شرمندہ ہو گئے اور مسجد سے باہر آ گئے۔ (حضرت) جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے رسول اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور مکہ (مکرمہ) کے سرداروں کے درمیان پردہ کھینچ دیا، یہاں تک کہ حضور (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے (اللہ کی مرضی و مشیت کے مطابق) انھیں نہ دیکھا۔پھر (جبرائیلؑ) نے پردہ اُٹھا دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔اس وقت نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جان لیا کہ یہ آیت ان نابینا (صحابیؓ) کی وجہ سے نازل ہوئی۔آپ ان نابینا (صحابیؓ) کے پیچھے تشریف لے گئے۔انہیں ملے اور معذرت چاہی اور ارشاد فرمایا: ''جب تک تم زندہ رہو گے، تمہارا نان ونفقہ میرے ذمہ ہوگا'' اور (بعد ازاں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) جب کبھی انہیں دیکھتے تھے تو آپؐ فرمایا کرتے تھے: مَرْحَبًا بِالَّذِیْ عَاتَبَنِیْ فِیْهِ رَبِّیْ، یعنی خوش رہے وہ آدمی جس کی وجہ سے میرے رب نے مجھے عتاب فرمایا، اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو بتاؤ تاکہ میں اسے پورا کروں۔

اس آیت میں اہل اسلام (ایمانداروں) کے شرف کا ذکر ہے اور درویشوں (مفلسوں) اور علم ظاہر و علم باطن کے طلباء کے کمال کی خبر ملتی ہے۔

www.maktabah.org

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو صالح فقیروں (مسکینوں) سے مروت کرے اور ان سے قربت اختیار کرے۔

شعر:

این فقیران لطیف و خوش نفس — کز پے تعظیم شان آمد عبس

یعنی یہ نیک وخوش گفتار فقیر (ہی) تھے، جن کے احترام میں سورۂ عبس نازل ہوئی۔

نظم

پادشاہی ز اہل فقر طلب — آن سبق بردگان عالم جود

کہ نیرز د بنز د شان ہمتشان — ہمہ ملک وجود قلب وجود

یعنی تو ظاہر، یا باطن کی بادشاہت اہل فقر سے طلب کر، کیونکہ یہ (لوگ) جودوسخاوت کی دنیا میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

اہل فقر کی ہمت (کے سامنے) لوگوں کی تمام سلطنت کی چیزیں جو کے دو دانوں کے برابر قیمت نہیں رکھتیں۔

جو شخص علم ظاہر یا علم باطن کی طلب میں مشغول ہوگا، وہ ہمیشہ اہل حق میں شامل رہے گا۔

وَمَا يُدْرِيكَ اور آپ کیا جانیں اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، لَعَلَّهٗ شاید کہ وہ، یعنی وہ نابینا (حضرت عبداللہ)، يَزَّكّٰىٓ ۙ (زیادہ) پاکیزہ ہو جاتے، جو کچھ آپ سے سنتے اور اس پر عمل کرتے۔

اَوْ يَذَّكَّرُ یا نصیحت مانتے اور گناہ سے توبہ کرتے۔

یہ دونوں اصل میں یتزکی اور یتذکر ہیں۔ پہلے لفظ (یزکی) میں اشارہ ہے نفس کو بری عادتوں سے پاک کرنے کی طرف اور دوسرے (یتذکر) میں اشارہ ہے۔ ظاہری نصیحتوں سے نصیحت پکڑنا اور ظاہر کو پاک کرنا۔

اس (آیت) میں بھی اشارہ ہے کہ طالب علم کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ علم باطن کی طلب میں، یا علم ظاہر کی طلب میں مشغول رہے، تا کہ وہ اہل حق میں شامل رہے۔

رباعی

تا در طلب گوہر کانی کانی — تا زندہ بوئے وصل جانی جانی

فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو — ہر چیز کہ در جستن آنی آنی

(ہفت اقلیم ۱: ۳۳۴، از مولانا یعقوب چرخیؒ)

ترجمہ: ''اگر تو کان سے ہیرے حاصل کرنا چاہتا ہے تو تو (خود) کان بن جا، اگر تو محبوب

www.maktabah.org

کے وصال کی خوشبو سے زندگی پانا چاہتا ہے تو تو (خود) محبوب بن جا۔
مختصر طور پر یہ پکی بات مجھ سے سن لے کہ تو جس چیز کی جستجو میں ہے، تو (خود) وہی بن جا۔

فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝

تا کہ نفع دیتی انہیں (حضرت عبداللہ کو) آپ کی نصیحت اور وعظ۔

اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝

لیکن جس نے پروا نہیں کی ہے اور وہ علم اور ایمان کی رغبت نہیں رکھتا۔

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝

سو آپ اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں، اور چہرہ انور اس کی طرف کرتے ہیں اور اس کی بات سنتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝

تو کیا ہے اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، یعنی آپ پر کیا ہوگا اگر وہ سردار اور دولت مند ایمان نہ لائیں، سو (اگر) وہ پاکیزہ نہ ہوں اور کفر کی نجاست سے نجس رہیں تو آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔ صرف ہمارا فرمان ان کو پہنچانے پر ہم انہیں ایمان وعرفان نصیب نہیں کرتے، کیونکہ ان کو اس کی رغبت نہیں ہے۔

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝

اور لیکن جو آیا آپ کے پاس دوڑتا ہوا، یعنی وہ نابینا (حضرت عبداللہؓ) جو علم سیکھنے کے لیے آپ کے پاس آئے تھے۔

وَهُوَ يَخْشٰى ۝

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، نیز کہا گیا ہے کہ وہ ڈرتا ہے راستے میں آتے وقت، کیونکہ راستے کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝

سوائے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے چہرہ انور پھیر لیتے ہیں اور کافروں، سرداروں اور دولت مندوں کی طرف چہرۂ انور کرتے ہیں اور ان کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہیں۔

اے درویش، فقیر، طالب صادق تو خوش ہو جا کہ ایک نابینا کی خاطر (اللہ تبارک وتعالیٰ) نے اپنے حبیب (مکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو یوں خطاب فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت باری تعالیٰ فقیروں اور اپنی رضا ولقا کے طالبوں پر بہت زیادہ لطف وکرم فرماتا ہے۔ اکثر فقیر حقیر ظاہری طور پر خراب اور خاک آلود صورت میں نظر آتا ہے جو (درحقیقت) حضرت حق تبارک وتعالیٰ کے دوستوں (اولیاء) میں سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

www.maktabah.org

"رُبَّ اَشْعَثَ اغبر مَدْفوعِ بِالْاَبْوَابِ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ"(صحیح مسلم۲۶۸۲،ص۱۱۴۴)۔
"بہت سے پراگندہ حال، غبار آلود اور دروازوں سے دھکیلے ہوئے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے۔"
سو (اے درویش) تو اِس پر حقارت کی نگاہ مت کر، تاکہ تو ہلاک نہ ہو جائے۔

مثنوی:

تو ز ضعف خود مکن در من نگاہ   برتو شب برمن ہمان شب چاشتگاہ
چشم من خفتہ دلم بیدار دان   شکل بیکارِ مرا برکار دان
حالت من خواب را ماند گہے   خواب پندارد مراُو را گمرہے

(مثنوی ۲: ۳۳۲،۳۳۳)

ترجمہ: "تو اپنی کمزوریوں سے مجھے نہ دیکھ، تیرے لیے رات ہے، مجھ پر وہی رات صبح ہے۔
میری آنکھ کو سویا ہوا، میرے دل کو بیدار سمجھ، میری بے کار صورت کو باکار سمجھ۔
کبھی میری حالت نیند کی سی ہوتی ہے، اس کو گمراہ نیند سمجھتا ہے۔

كَلَّآ ہرگز نہیں ہے جو آپ نے کیا اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)۔ اس طرح نہ کریں، جیسے آپ نے کیا، اِنَّهَا بے شک قرآن (مجید) کی آیتیں، یا یہ سورہ، تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ نصیحت ہے لوگوں کے لیے۔
فَمَنْ شَآءَ سو جو چاہے وہ نصیحت پکڑے فقیروں اور دولت مندوں سے، ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ نصیحت قبول کرے قرآن (مجید) سے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے، تاکہ وہ دولت اور سعادت (ایزدی) حاصل کرے اور جو (قبول) نہ کرے، وہ نقصان اُٹھانے والا ہوگا۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن (مجید) کی بڑائی بیان کی اور فرمایا:
فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾
یہ قرآن (مجید) معزز کتابوں (اوراق) میں لکھا گیا ہے مَّرْفُوْعَةٍ بلند کیا گیا ہے، یعنی لوح محفوظ میں ہے جو ساتویں آسمان، یا چوتھے آسمان میں بیت المعمور میں ہے۔ بیت المعمور چوتھے آسمان میں ایک مکان ہے۔ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ جو پاک کیے گئے ہیں مخالفت اور جھوٹ سے۔
بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾
(ایسے) لکھنے والوں کے ہاتھ سے، كِرَامٍ جو نیک بندے ہیں اللہ تعالیٰ کے، بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ نیکوکار ہیں۔ یعنی فرشتے جنہوں نے قرآن (مجید) کو لوح محفوظ سے لکھا۔ (یہ بھی) کہا گیا

www.maktabah.org

ہے: یعنی نبی (اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین)، جنہوں نے قرآن (مجید) کو لکھا اور اسے یاد کیا، اس پر عمل کیا اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔

قال رسول علیه (الصلوٰة و) السلام: "الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة"

(صحیح مسلم ۱۸۶۲، ص ۳۲۳، سنن ابن ماجہ ۳۷۷۹، ص ۵۳۹)۔

یعنی رسول (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن (مجید) میں مہارت حاصل کی، یعنی قرآن (مجید) کو سمجھنے والا بن گیا وہ نیک اور بزرگ ہستیوں کے ساتھ ہوگا، یعنی مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ:

پھٹکار ہو انسان پر، مَآ اَكۡفَرَهٗ ؁ کس چیز نے اسے کافر بنایا اللہ تعالیٰ کا؟ اس سے سب کافر مراد ہیں۔

(حضرت) امام مقاتل (رحمۃ اللہ علیہ) کے قول کے مطابق یہ انسان عتبہ ابن ابی لہب ہے۔ اس کا قصہ مشہور ہے کہ وہ نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کا داماد تھا۔ وہ کہیں سفر پر جا رہا تھا۔ (حضرت) رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور آپ کی صاحبزادی (مکرمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو طلاق دے دی اور نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا اور کہا کہ وہ قرآن (مجید) اور سورہ "وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى"۔ یعنی (تارے کی قسم جب وہ غائب ہونے لگے۔ (سورہ النجم ۱) کا منکر ہے۔ نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ سَلِّطۡ عَلَيۡهِ كَلۡبًا مِنۡ كَلَابِكَ (فتح الباری ۴: ۳۹، دلائل النبوۃ ۱۶۳)۔

یعنی اے اللہ! مسلط فرما دے اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا۔

اسی سفر میں اس ملعون کو ایک شیر نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کھا لیا۔ وہ یوں ہوا کہ وہ ایک قافلے کے ہمراہ، جو مکہ (مکرمہ) سے آ رہا تھا، ایک جنگل میں پہنچا۔ کسی نے ان کو بتایا کہ یہاں خونخوار شیر بہت زیادہ ہیں، خیال رکھنا۔ جب رات ہوئی۔ ابولہب نے کہا کہ میں اس دُعا سے ڈر رہا ہوں جو (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے میرے بیٹے کے لیے کی ہے۔ سو تمام قافلہ (کے لوگ) ایک جگہ جمع ہو گئے۔ انہوں نے عتبہ کو اپنے درمیان کر لیا اور سو گئے۔ جب رات ہوئی تو ایک شیر آیا اور اس نے کسی آدمی کو نہ پکڑا، مگر عتبہ کو اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گیا۔

مِنۡ اَيِّ شَيۡءٍ خَلَقَهٗ ؁

اے کافر اپنی پیدائش کو یاد کر کہ تجھے کس چیز سے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے؟

(پھر اللہ تعالیٰ نے) فرمایا، مِنۡ نُّطۡفَةٍ آب منی سے، خَلَقَهٗ پیدا کیا ہے اُسے، فَقَدَّرَهٗ ؁ پھر اندازہ کیا اس کے پیدا کرنے کا۔ چالیس روز تک وہ ماں کے پیٹ (رحم) میں پانی تھا۔ (بعد ازاں) مزید چالیس روز جما ہوا خون، (پھر) مزید چالیس دن گوشت کا ٹکڑا تھا اور اس کے بعد اس میں روح پھونک دی۔ جب نو ماہ کی مدت گزر

www.maktabah.org

گئی تو:

ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۝

پھر ماں کے پیٹ سے باہر آنے کا راستہ اس کے لیے آسان کر دیا۔ سوا سے ایک مدت تک جتنی چاہی عمر عطا فرمادی۔

ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝

پھر اسے موت دے دی، بعد ازاں اسے قبر میں پہنچا دیا۔ یعنی اسے دفن کرنے، کفن دینے، غسل کرانے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کو شریعت کا طریقہ بنایا اور اس طرح اسے زندگی اور موت میں عزت وحرمت عطا فرمائی اور دوسرے حیوانات کو اس طرح (معزز اور محترم) نہ بنایا۔

ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۝

پھر جب چاہے گا اسے زندہ کرے گا قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ، جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ دوسری مرتبہ زندہ کرنے کی قدرت (بھی) رکھتا ہے۔

كَلَّا (ہرگز نہیں) سچ ہے کہ، لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ۝ اس نے ابھی پورا نہیں کیا ہے اور بجا نہیں لایا ہے وہ کافر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو، جس کے کرنے کا اسے فرمایا تھا۔ یعنی باوجود اتنے دلائل کے وہ کافر ابھی ایمان نہیں لایا اور اس نے نیک عمل نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت بیان کی اور فرمایا:

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ۝

سو نگاہ کرے آدمی اپنے کھانے کی طرف کہ ہم نے اسے کس طرح پیدا کیا۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے بیان کیا اور فرمایا:

أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝

یقیناً ہم نے برسایا پانی کو آسمان سے گرتا ہوا۔

ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۝

پھر ہم نے زمین کو پھاڑا چیر کر۔

فَأَنْبَتْنَا فِيهَا:

پھر اگایا ہم نے زمین میں، حَبًّا ۝ دانہ جو تمہاری غذا ہے۔ یعنی جو اور گندم وغیرہ۔

وَعِنَبًا اور انگور کو، جو تمہارا سالن ہے اور اس سے تمہیں بہت زیادہ نفع حاصل ہیں، وَقَضْبًا اور سبزے کو، جو تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔

www.maktabah.org

وَّزَيۡتُونًا اور زیتون کو، جس سے تمہارا روغن (گھی) بنتا ہے اور اس سے تمہیں بہت سے فائدے ہیں، وَّنَخۡلًا ۙ اور کھجور کے درختوں کو ہم نے پیدا کیا اور اس کو اُگایا ہم نے زمین سے۔

وَّحَدَآئِقَ اور باغات دیواروں کے ساتھ۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے باغیچے دیواروں کے ساتھ، غُلۡبًا ۙ بہت زیادہ گھنے درختوں کی صورت میں، جن کی شاخیں ایک دوسری میں لپٹی ہوئی ہیں۔

وَّفَاكِهَةً اور میووں کو ہم نے پیدا کیا، وَّاَبًّا ۙ اور چراگاہیں چوپایوں کی ہم نے بنائیں۔

مَّتَاعًا لَّكُمۡ۔ فائدے تمہارے لیے اور تمہارے نفع اٹھانے کے لیے، وَلِاَنۡعَامِكُمۡ ؕ اور تمہارے چوپایوں کے فائدے اور نفع کے لیے۔

شعر:

لطف نماند کان صنم خوش لقا نکرد
مارا چہ جرم گر کرمش باشما نکرد

یعنی کوئی ایسی مہربانی نہیں رہی جو اس (حسین) صنم نے (ہم پر) نہ کی ہو، (اس میں) ہماری کیا خطا ہے اگر اس نے تمہارے اوپر کرم نہیں کیا۔

یعنی اس نے یہ تمام (نعمتیں) پیدا کی ہیں اور اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہیں لیکن اس نے ایمان کی نعمت کافروں کو نہیں دی اور یہ مومنوں کو عطا فرمائی ہے۔ مومنوں نے قرآن (مجید) اور ایمان کو قبول کر لیا اور اس کے کرم سے مشرف ہو گئے۔ کافر نے (یہ) قبول نہ کیا اور اس کے عذاب کی پکڑ سے ہلاک ہو گیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی طرح طرح کی نعمتوں کا ذکر کیا اور کافر ایمان نہ لائے تو پھر قیامت کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۟

پھر جب آئے گی آواز بہرہ کرنے والی۔

یعنی قیامت میں صور کا پھونکے جانا۔ (اور یہ بھی) کہا گیا ہے: قیامت۔ الصخ: بہرہ کرنا۔

يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ

قیامت وہ دن ہے، جس میں بھاگے گا آدمی، مِنۡ اَخِيۡهِ ۙ اپنے بھائی سے، وَاُمِّهٖ اور اپنی ماں سے، وَاَبِيۡهِ ۙ اور اپنے باپ سے، وَصَاحِبَتِهٖ اور اپنی بیوی سے، وَبَنِيۡهِ ؕ اور اپنے بیٹوں سے۔ یعنی کسی رشتہ دار کو ایک دوسرے کی خبر نہیں ہو گی۔

بعض (مفسرین) کا قول ہے کہ یہ (آیات) اس آدمی کے بارے میں ہیں جو مسلمان نہ ہو اور یہ (لوگ)

www.maktabah.org

کافر ہوں گے، لیکن مسلمان ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ﴿۶۷﴾ (سورہ الزخرف ۶۷)

یعنی اس روز تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، مگر پرہیز گار، یعنی پرہیز گار مومن جو ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوں گے۔

(اس طرح) اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کرنا برحق ہے اور انبیا (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور اولیا و صالحین (رحمۃ اللہ علیہم) کو شفاعت (کی اجازت) نصیب ہوگی اور یہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ﴿۳۷﴾

اس دن ان میں سے ہر ایک شخص ایک کام (فکر) میں (یوں) مشغول ہوگا جو اسے سب سے بے پروا بنا دے گا۔ اور (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ یہ قیامت کے تمام مقامات میں کافروں کے لیے عام (حالت) ہے اور مومنوں کے لیے بعض مقامات پر خاص (حالت) ہے۔

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ:

اور (بہت) چہرے اس دن ہوں گے، مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ روشن اور چمکتے، ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ ہنستے ہوئے خوش و شاد، یعنی (قیامت کے روز) مومنوں کے چہرے وضو، شب بیداری اور خدا کے راستے میں جو گرد و غبار ان پر پڑا ہوگا، اس کی برکت کی وجہ سے چمکتے ہوں گے، قیامت کے دن یہ نور ان کے چہروں پر پیدا ہوگا۔

وَوُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾

اور (کئی) چہرے ہوں گے اس روز، جن پر غبار ہوگا، تَرْهَقُهَا چھائی ہوئی۔ الرھق: چھانا (ڈھانپنا)، قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ سیاہی (ہوگی)۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: کالک دھوئیں کی طرح۔

اُولٰٓىٕكَ یہی لوگ، هُمُ الْكَفَرَةُ ہیں انکار کرنے والے، الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ فاجر، یعنی بدزبان اور بدکار ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا
الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَإِذَا
الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا
النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ
ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ
كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ
أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ
بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾
وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي
قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾
وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ
رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴿٢٧﴾
لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا
أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾

www.maktabah.org

سورۂ تکویر مکی ہے اور اس میں انتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا، یعنی اس کی روشنی ختم کر دی جائے گی۔

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝

اور جب ستارے، گر پڑیں گے اور ختم ہو جائیں گے۔

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝

اور جب پہاڑ، اپنی جگہ سے چلائے جائیں گے اور ختم ہو جائیں گے۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝

اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں جو عرب کا بہترین مال ہے، چھٹی پھریں گی مالک کے بغیر اور قیامت کے خوف سے کسی کو ان کی پروا نہیں ہوگی۔ یعنی (اس روز) اہل دنیا اپنے مالوں سے بے خبر ہو جائیں گے اور مالوں کو چھوڑ دیں گے۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝

اور جب جنگلی جانور، جو لوگوں سے (دور) بھاگتے تھے، اکٹھے کیے جائیں گے، بعد اس کے کہ جب وہ زندہ کیے جائیں گے، تا کہ ان کے درمیان انصاف کیا جائے۔ اگر ایک بے سینگھ بکری کو سینگھ والی بکری نے (دنیا میں) مارا تھا، تو اس (بے سینگھ) کو سینگھ دیا جائے گا، تا کہ وہ اس کو مار لے۔ ہائے افسوس ان ظالموں کے حال پر جو لوگوں کا خون گراتے ہیں اور ان کا مال تباہ کرتے ہیں۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝

اور جب سمندروں کو، بھڑکایا جائے گا، تا کہ وہ گرم ہو جائیں۔ یعنی پانی گرم ہو جائیں گے، تا کہ دوزخیوں کا مشروب بنے۔

(حضرت) ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چھ چیزیں قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی: (۱) سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے۔ (۲) ستارے گر پڑیں گے (۳) پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیے جائیں گے اور ختم ہو جائیں گے (۴) پھر زمین لرزے گی اور پھٹ جائے گی اور ساتویں زمین تک نظر آئے گی (۵) آسمان پھٹ جائے گا، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک نظر آئے گا (۶) بہت ہی سخت ہوا پیدا ہوگی اور اس کے بعد صور پھونکا جائے گا اور تمام خلقت مر جائے گی، سوائے ان کے جن کو اللہ بچائے گا۔

(حضرت) ابو العالیہؒ نے کہا ہے کہ یہ چھ چیزیں جو سورہ کے شروع میں بیان ہوئی ہیں، (یہ صور کی) دوسری پھونک سے پہلے ہوں گی۔

www.maktabah.org

وَاِذَا النُّفُوْسُ اور جب لوگوں کے جسموں کو، زُوِّجَتْ جوڑے بنایا جائے گا اور ہر ایک کو اس جیسے (آدمی) کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا، نیک کو نیک اور برے کو برے کے ساتھ۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ

اور جب زندہ در گور کی جانے والی بچی سے، پوچھا جائے گا۔

بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ

وہ کس گناہ کی وجہ سے ماری گئی ہے؟ یعنی ماں اور باپ کو اس کے قتل کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ یہ اس طرح تھا کہ عرب میں جب کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی تو وہ اسے پانچ یا چھ برس کی عمر کو پہنچنے دیتے تھے اور بعد ازاں اسے زندہ کنویں میں گرا دیتے تھے اور کنویں کو مٹی سے بھر دیتے تھے۔ یہ اس لیے کرتے تھے کہ انہیں دامادوں سے شرم آتی تھی۔ جو لوگ چار ماہ کے بعد فرزندوں کو ماں کے پیٹ (رحم) سے گرا دیتے ہیں، وہ بھی برا کرتے ہیں اور وہ ناحق خون کرتے ہیں، کیونکہ زندہ بچے کو قتل کرتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

اور جب لوگوں کے اعمال نامے، کھولے جائیں گے۔ یعنی ہر آدمی کا اعمالنامہ اسے دیا جائے گا۔

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ

جب آسمان کھول دیا جائے گا اور سامنے سے اُٹھا لیا جائے گا اور ختم ہو جائے گا۔

وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ

اور جب دوزخ کو بھڑکایا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے قہر سے۔

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ

اور جب بہشت کو، نزدیک کیا جائے گا مومنوں کے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ

جان لے گا ہر جسم اور ہر آدمی، جو کچھ اس نے حاضر کیا ہے قیامت میں، جواب علمت ہے۔ یعنی جب یہ بارہ چیزیں ظاہر ہو جائیں گی۔ یعنی پیش آئیں گی چھ دنیا میں اور چھ آخرت میں، تو ہر شخص اپنے نیک اور برے عمل کو جان لے گا اور اس کی جزا اسے ملے گی۔ کافروں نے جب قیامت کی خبر سنی تو کہنے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جھوٹ کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک)۔ اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قسم کھائی اور فرمایا کہ یہ میرا کلام ہے جو (حضرت) جبرائیل علیہ السلام (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر لائے ہیں اور آپ کو پہنچایا ہے۔

فَلَاۤ نہ ایسا ہے، جیسا کافر کہتے ہیں، اُقْسِمُ میں قسم کھاتا ہوں، بِالْخُنَّسِ ستاروں کی جو پیچھے ہٹنے والے

www.maktabah.org

ہیں۔یعنی پیچھے جانے والے ہیں۔خنس جمع خانس ہے۔الخنوس: پیچھے چلے جانا۔

الْجَوَارِ چلنے والے۔(یہ) جاریہ کی جمع ہے، الْكُنَّسِ ﴿ چھپ جانے والے۔(یہ) کانس کی جمع ہے۔یہ پانچ ستارے ہیں جو مشرق سے مغرب کی طرف چلتے ہیں۔(۱) زحل، (۲) مشتری، (۳) مریخ، (۴) عطارد، (۵) زہرہ۔(اس کا ایک ترجمہ یہ بھی) کیا گیا ہے کہ اس سے وہ تمام ستارے مراد ہیں جو رات کو ظاہر ہوتے ہیں اور دن کو سورج کی (روشنی کی) وجہ سے پنہاں ہو جاتے ہیں۔

وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿

اور رات کی قسم، جب وہ سیاہ ہو جائے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿

اور قسم ہے صبح صادق کی جب وہ روشن ہو جائے۔

ان چیزوں کی قسم جن کا ذکر ہوا ہے، إِنَّهُ بے شک یہ قرآن (مجید)، لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿ یقیناً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو اس کے نیک برگزیدہ قاصد، یعنی (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کا لایا ہوا ہے، (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر اور یہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا کلام نہیں ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کی تعریف کی اور فرمایا:

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿

(جو) قوت والا ہے، عرش کے مالک کے ہاں، یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں جو عرش کا پیدا کرنے والا ہے اور عرش سے زیادہ بزرگی والی کوئی مخلوق نہیں ہے، مَكِينٍ۔یعنی (وہ) مرتبہ اونچا رکھتا ہے۔

مُطَاعٍ اس کا کہنا مانا گیا ہے، یعنی (سب) فرشتے اس کا کہنا مانتے ہیں، ثَمَّ وہاں، یعنی آسمانوں میں، أَمِينٍ ﴿ امین ہے اور وہ وحی پہنچانے میں خیانت نہیں کرتا۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ﴿

اور ان چیزوں کی قسم، جن کی قسم کھائی گئی ہے کہ نہیں ہیں تمہارے صاحب، یعنی تمہارے پیغمبر (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم، دیوانے۔آپ تمام خلقت میں سب سے زیادہ عاقل ترین ہیں، لیکن چونکہ آپ بت پرستوں کے رسم ورواج پر عمل نہیں کرتے، (لہٰذا) وہ آپ کو دیوانہ کہتے ہیں۔

شعر:

خلق پندارند کہ من دیوانہ ام ——— باخلائق چون ندارم الفتی

یعنی چونکہ میں لوگوں کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں رکھتا، تو خلقت یہ سمجھتی ہے کہ میں دیوانہ ہوں۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿

www.maktabah.org

جاننا چاہیے کہ حضرت شیخ ابومنصور (محمد بن محمد) ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ، جو اہل سنت والجماعت کے پیشوا ہیں اور (حضرت) امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملت کے علماء کے سردار ہیں، وہ روایت فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ "بے شک (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی جب (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کھلے کنارہ پر تھے۔" یعنی معراج کی رات آپؐ ساتویں آسمان سے (آگے) گزرے تو ایک صحرا میں پہنچے، جسے اُفق الافلاک کہتے ہیں، جس کے سامنے ساتوں آسمان اور ساتوں زمین یوں ہیں، جیسے بیابان میں ایک دائرہ ہوتا ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ: رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ (السنۃ ا:۲۰۴، اتحاف السادۃ المتقین ا:۲۲۵، العلل المتناھیہ ا:۱۶، ۱۷، ۲۳، الطبقات الکبریٰ ۷:۱۵۰):

"یعنی نبی (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو بہت ہی خوبصورت صورت میں دیکھا"۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا لِقَاءَ کَ (اے ہمارے اللہ تو ہمیں اپنا دیدار نصیب فرما)۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ یعنی ان چیزوں کی قسم، جن کی قسم کھائی گئی ہے کہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) دیوانے نہیں ہیں اور یقیناً و بے شک (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا، اس وقت جب (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اُفق ظاہر، جو اُفق الافلاک ہے، میں تھے۔ سو آپ دیوانے کیسے ہوئے؟ بلکہ آپؐ تو محبوب ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بے شک (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کو دیکھا کھلے اُفق میں، جو سورج کے نکلنے کی جگہ ہے لیکن پہلا ترجمہ اولیٰ ہے، جو عقل رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم (کی شان) کے لیے پہلا معنی (زیادہ) مناسب ہے۔

وَمَا ھُوَ عطف ہے صَاحِبُکُمْ پر۔ یعنی ان چیزوں کی قسم، جن کی قسم کھائی گئی ہے کہ نہیں ہے (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور یا (حضرت) جبرائیل علیہ السلام، عَلَی الْغَیْبِ ان حکموں پر جو قرآن (مجید) سے سمجھے جاتے ہیں، دنیا اور آخرت کے حال سے، بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴﴾ متہم نہیں ہیں، یعنی جھوٹ نہیں کہتے اور ان سے بدگمانی نہیں کی جاتی۔ بضنین، ضاد کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، یعنی وہ علم شریعت کے پہنچانے میں بخیل نہیں ہیں۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ آدمی کو علم شریعت کے پہنچانے میں بخل نہیں کرنا چاہیے، اور اسے فسق، رشوت اور فریب سے ڈرنا چاہیے تا کہ لوگ اس پر بدگمانی نہ کریں۔

وَمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ﴿۲۵﴾

اور نہیں ہے قرآن (مجید)، کلام شیطان مردود اور لعنت کیے گئے کا، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو (حضرت)

www.maktabah.org

جبرائیل (علیہ السلام حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر لائے ہیں۔

فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ۞

پھر کدھر تم جا رہے ہو اے کافرو؟ چونکہ کافر کہتے تھے کہ قرآن (مجید) شیطان کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی قسم کھائی، جن کا پہلے ذکر آیا ہے کہ قرآن (مجید) میرا کلام ہے اور اس میں شیطان کا کلام بالکل نہیں ہے۔ شیطان بھی اس سے گریز کرتا ہے اور تم بھی شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ ایسا مت کرو اور باز آ جاؤ اور قرآن (مجید) کو اپنا پیشوا بناؤ۔ کافروں کی جہالت ہے کہ انہوں نے قرآن (مجید) اور سردار الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو چھوڑ رکھا ہے اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ حکیم سنائی غزنویؒ (م ۵۲۵ھ) فرماتے ہیں:

قطعہ:

گرد قرآن گرد زانکه هر که از قرآن گرفت	آن جهان رست از عقوبت این جهان رست از فتن
گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمه کن	تاشود نورِ الهی با دو چشمت مقترن
مژه در چشم سنائی چون سنانی باد تیز	گر زمانی زندگی خواهد سنائی بے سنن

(دیوان حکیم سنائی ۲۵۹-۲۶۰)

یعنی تو قرآن (مجید) کے گرد گھوم کیونکہ جس نے قرآن (مجید) سے ہدایت حاصل کی، وہ اُس جہان (آخرت) میں عذاب سے بچ گیا (اور) اس جہان (دنیا) میں فتنوں سے محفوظ رہا۔

تو شریعت کے بادشاہ (حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے گھوڑے کے سموں کی گرد کا سرمہ بنا، تاکہ نور الٰہی تیری دونوں آنکھوں کو نصیب ہو جائے۔

سنائی کی آنکھ میں پلک تیر کی مانند تیز ہو جائے، اگر وہ زندگی کا ایک لمحہ بھی (نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی) سنت کے بغیر زندہ رہنا چاہے۔

اِنْ هُوَ نہیں ہے یہ قرآن (مجید)، اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۞ مگر ایک نصیحت ہے (تمام) جہان والوں کے لیے۔

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ۞

اور یہ قرآن (مجید) ایک نصیحت ہے اس آدمی کے لیے جو تم میں سے سیدھا کھڑا ہونا چاہے۔ یعنی قرآن (مجید) سچوں کے لیے نصیحت ہے اور فاسقوں، کافروں اور غافلوں کے لیے قرآن (مجید) نفع بخش نہیں ہے، کیونکہ وہ راست نہیں بنتے اور راستی نہیں چاہتے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

www.maktabah.org

اور تم نہ چاہو گے، مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے، جو (تمام) جہان والوں کا پروردگار ہے۔

(حضرت) امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا، جب تک اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔

اس آیت میں دلیل ہے کہ ہر آدمی نیکی اور برائی کا کوئی کام نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی رضا سے۔ نیکیوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور گناہوں پر راضی نہیں ہوتا۔

عَصَمَنَا اللّٰهُ تعالیٰ عمّا لا یرضاهُ (یعنی اللہ ہمیں اس سے بچائے، جس پر وہ راضی نہیں ہوتا)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲
وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا
الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸
كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ
لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲
اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝۱۳ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝۱۴
يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝۱۵ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝۱۶
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۷ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا
يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۸ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ
وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝۱۹

سورۂ انفطار مکی ہے اور اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱

جب آسمان پھٹ جائے گا اور پھوٹ پڑے گا۔

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲

www.maktabah.org

اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور نیچے گر پڑیں گے۔

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝

اور جب سمندر بہہ پڑیں گے اور پھیل کر ایک دوسرے میں مل جائیں گے تاکہ سب ایک سمندر بن جائیں۔

رئیس ملت حضرت شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تمام سمندروں کے پانیوں کو جمع کیا جائے گا اور اسے اس مچھلی کے پیٹ میں لایا جائے گا، جس کی پشت پر زمین ہے اور زمین کو ہموار کیا جائے گا، تاکہ اس میں کسی قسم کی بلندی و پستی نہ رہے۔ دوسرے قول کے مطابق ہر سمندر کا پانی اس کی زمین کے نیچے چلا جائے گا اور خشک ہو جائے گا۔ ایک اور قول کے مطابق سب (سمندروں کے پانی) کو ایک سمندر بنایا جائے گا اور یہ آگ بن جائے گا، تاکہ (اس سے) دوزخیوں کو عذاب دیا جائے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝

اور جب قبریں کریدی جائیں گی اور زیروزبر کردی جائیں گی۔ یعنی جو کچھ قبروں میں ہوگا، اسے زندہ کردیا جائے گا۔

اس آیت میں دلیل ہے کہ حشر جسمانی برحق ہے۔ جاننا چاہیے کہ حشر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک (حشر) روحانی ہے اور وہ یوں ہے کہ روح کو جسم میں لاتے ہیں اور پھر اس سے ایک دوسرا قالب بناتے ہیں اور حشر جسمانی یہ ہے کہ روح کو اسی جسم میں لاتے ہیں اور قالب کو پھر اسی طرح پیدا کرتے ہیں، جیسا کہ وہ دنیا میں تھا اور یہی قول حق ہے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ:

جب یہ حالات ظاہر ہوں گے تو ہر شخص جان لے گا جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہے، نیکیوں، صدقہ اور نیک اولاد کی صورت میں، وَأَخَّرَتْ ۝ اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا ہے، نیکیوں اور برائیوں سے۔ کہا گیا ہے کہ مَّا قَدَّمَتْ جو کچھ اس نے اپنے ساتھ کیا ہے اور نیک یا برا عمل، وَأَخَّرَتْ ۝ اور جو کچھ چھوڑا ہے، خیر یا شر کی صورت میں۔

(حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول (اکرم) صلی اللہ عیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ (آپؐ نے ارشاد) فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو سیدھا راستہ دکھائے، اسے ان سب کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جو آدمی لوگوں کو بدعت و گمراہی کا راستہ دکھائے، اس کے لیے ان سب کا عذاب ہے، بغیر اس کے کہ ان کے عذاب میں کوئی چیز کم کی جائے اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَيُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ فَاتُّبِعَ، فَاِنَّ لَهُ مِثْلَ اَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ، وَلَايَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا، وَاَيُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰى هُدًى فَاتُّبِعَ، فَاِنَّ لَهُ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ

www.maktabah.org

اتَّبعَهُ، وَلَا ینُقِصُ مِنْ اَجُوْرِھِمْ شَیْئًا (سنن ابن ماجہ ۲۰۵،ص ۳۲)۔

يَاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ:

اے انسان کس چیز نے تجھے دھوکہ دیا ہے اور دلیر کر دیا ہے اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے پر؟ اَلْکَرِیْمِ جو کریم ہے، اس نے تیرے اوپر بہت زیادہ احسانات کیے ہیں، تو نے اس کی بندگی کو کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ اور نافرمان ہو گیا ہے۔

(حضرت) ابن عطار حمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مَاغَرَّکَ ای مَا قَطَعَکَ عَنْ صُحْبَۃِ مَوْلَاکَ:
یعنی کس چیز نے تجھے دھوکہ دیا ہے؟ کہ تو نے اپنے رب سے تعلق توڑ لیا ہے اور تو اس کی صحبت نہیں رکھتا اور اس کے علاوہ غیر کی صحبت رکھتا ہے۔

محققین (صوفیائے کرام) کا قول ہے: اِصْحَبُوْا مَعَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ تُطِیْقُوْا فَاصْحِبُوْا مَعَ مَنْ یَصْحَبُ مَعَ اللّٰہِ:

یعنی تم اللہ تعالیٰ کے ہم نشین بنو اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو اس آدمی کی صحبت اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کا ہمنشین ہے:

شعر:

غرق آبیم و آب می طلبیم　　　در وصالیم و بے خبر ز وصال

یعنی ہم پانی میں غرق ہیں اور پانی طلب کر رہے ہیں، ہم وصال میں ہیں اور وصال سے بے خبر ہیں۔

اس سے بڑا کوئی دکھ نہیں ہوگا کہ بندہ رات اور دن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے سے مشغول رہے۔
یَاحَسْرَتَا عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ، یعنی ہائے افسوس! اس بات پر جو اللہ کے بارے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی۔

اللہ رب العزت رات دن ہمارے ساتھ ہے اور ہم رات دن ماسوی اللہ کے ساتھ مشغول ہیں۔ بندے کو (کل قیامت میں) یہ خطاب ہوگا کہ ہم تیرے تھے اور تیرے ساتھ (رہتے) تھے اور تو ہمارے علاوہ دوسروں سے کیوں مشغول رہتا تھا؟

شعر:

اے دل عشاق بدام تو صید　　　ما بتو مشغول تو با عمرو زید

یعنی اے عاشقوں کے دل تیرے جال میں شکار! ہم تیرے ساتھ مشغول ہیں اور تو عمر اور زید کے ساتھ۔

(حضرت) امام مقاتل (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

www.maktabah.org

''اللہ تعالیٰ کے عفو نے بندے کو دلیر کر دیا جب اس نے پہلی مرتبہ اسے نہ پکڑا۔''

(حضرت) معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی میرے ساتھ ہمیشہ بھلائی نے مجھے گناہ پر دلیر کر دیا۔''

امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے چند بار اپنے غلام کو آواز دی۔ غلام نے چند بار (یہ) آواز سنی اور اس نے جواب نہیں دیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟ وہ بولا: ''مجھے آپ کے کرم اور عفو پر اعتماد ہے کہ آپ مجھے نہیں ماریں گے۔''

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے تجھے آزاد کر دیا کیونکہ تو نے میری مہربانی پر بھروسہ کیا ہے۔''

ہمارے خواجہ (بہاء الدین نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم اس (اللہ) کی رحمت تک پہنچتے ہیں تو اس کے اُمیدوار ہو جاتے ہیں۔ اس فقیر (مولانا یعقوب چرخیؒ) کو اپنے والد بزرگوار (رحمۃ اللہ علیہ) سے یہ رُباعی یاد ہے:

رُباعی

جز لطف تو راہ کہ نماید مارا   جز جود تو بندگی کہ شاید مارا
گرچہ پر ہر دو کون طاعت داریم   بے فضل تو کار بر نیاید مارا

یعنی تیرے لطف کے بغیر ہمیں راستہ کون سمجھائے؟ تیرے علاوہ ہمیں کس کی بندگی زیب دیتی ہے؟

اگر ہم دونوں جہانوں کو بندگی سے بھر دیں تو بھی تیرے فضل کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

الَّذِیْ خَلَقَکَ وہ اللہ جس نے تجھے پیدا کیا، فَسَوّٰکَ پھر تجھے ٹھیک کیا اور تیرے ہفت اندام (تمام ظاہری و باطنی اعضا) صحیح سلامت تجھے عطا فرمائے، فَعَدَلَکَ ۝ پھر تجھے برابر بنایا۔ یعنی تجھے معتدل مزاج پیدا فرمایا، یعنی تیرے چاروں عناصر (جسمانی) کو برابر بنایا، جس طرح ہونا چاہیے تھا، اس کا لحاظ رکھا۔ بعض نے کہا ہے: ''اس نے تجھے درست بلند کیا۔''

فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ اس صورت میں، مَّا شَآءَ جس میں چاہا، رَكَّبَكَ ۝ تجھے جوڑ دیا۔ یعنی تیرے اعضاء کو جوڑا۔ التر کیب: جوڑنا۔ یعنی وہ اللہ جس نے تجھے تین اندھیروں کے اندر ٹھیک بنایا، ایک اندھیرا ماں کے پیٹ کا، دوسرا رحم کا، تیسرا جھلی کا (جس میں بچہ لپٹا ہوتا ہے)، یعنی رحم کے اندر ایک پردہ، جہاں تک آدمی کا علم نہیں پہنچتا اور اس کی تدبیر سے عاجز ہے۔ پس تو اس (اللہ) کی بندگی کر اور اس کی نافرمانی مت کر، تاکہ تو عزیز بن جائے۔

كَلَّا ایسا (ہرگز) نہیں ہے، جیسا کہ تم کرتے ہو۔

www.maktabah.org

بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝
بلکہ ایسا ہے کہ جھٹلاتے ہو تم رسولوں کو اور قیامت کے دن کے آنے کو۔ جو چاہتے ہو تم کرتے ہو اور گمان (یہ) رکھتے ہو کہ تمہارا حساب نہیں ہوگا، عذاب اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہوگی۔ ایسا (ہرگز) نہیں ہے اور ہم تم سے بے خبر نہیں ہیں۔

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝
اور بے شک تمہارے اوپر ہیں، یقیناً نگران، یعنی فرشتے، كِرَامًا عالی قدر اور نیکوکار، كَاتِبِيْنَ ۝ لکھنے والے، دو فرشتے دن کے وقت اور دو فرشتے رات میں۔ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وہ جانتے ہیں، جو کچھ تم نیکی اور برائی سے کرتے ہو، وہ سب کچھ لکھ لیتے ہیں، توبہ کرنے تک۔

(حضرت) امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''جب رات ہوتی ہے اور بندے نیکیاں کرتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں تو وہ غمگین ہوتے ہیں۔ فرشتے نیکی اور برائی لکھ لیتے ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا مقابلہ کرو اس سے جو لوح محفوظ میں لکھا ہے اور جو کچھ اس بندے نے کیا ہے۔ (فرشتے) اس میں سر کے ایک بال کے برابر بھی زیادتی یا کمی نہیں پاتے۔ جو کچھ مباحات (جائز کاموں) سے ہوتا ہے، وہ مٹا ڈالتے ہیں اور جو کچھ بندگی اور نافرمانی میں ہوتا ہے، وہ ثواب اور عذاب کے لیے لکھا رہنے دیتے ہیں۔''

حدیث میں آیا ہے کہ مَقْعَدُ مَلَكَيْكَ، یعنی تیرے دو فرشتوں کے بیٹھنے کی جگہ، ثَنَايَاكَ۔ تیرے دو بڑے دانت ہیں، وَلِسَانُكَ قَلَمُهُمَا۔ اور تیری زبان ان کا قلم ہے، وَرِيقُكَ۔ اور تیرا تھوک، مِدَادُهُمَا۔ ان کی سیاہی ہے اور تجھے اللہ تعالیٰ سے اور ان سے شرم نہیں آتی اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے سب سے زیادہ قریب ترین ہے۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ غافل نہ بنے اور عبادت میں لگ جائے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝
یقیناً نیکوکار ایمان والے لوگ، یقیناً بہشت میں آسائش میں ہوں گے۔

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝
اور بے شک بدکردار اور کافر، یقیناً دوزخ کی آگ میں ہوں گے۔

يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝
ڈالے جائیں گے دوزخ کی آگ میں، جزا (قیامت) کے دن۔

www.maktabah.org

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور نہ ہوں گے یہ بدکردار دوزخ سے غائب ہونے والے، یعنی ہمیشہ (دوزخ میں) رہیں گے۔ فجار سے مراد کافر ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں ہوں گے۔ دوسرے قول کے مطابق فجار سے مراد سب کافر اور فاسق ہیں لیکن جب اللہ چاہے گا تو دوزخ سے غائب نہیں ہوں گے اور اس کے بعد اس سے باہر آئیں گے اور اس قول پر معنی یہ ہوں گے کہ کافر اور فاسق دوزخ میں وارد ہونے سے غائب نہیں ہو سکیں گے۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی عظمت کو بیان کیا اور فرمایا:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾

اور آپ کو کیا خبر ہے کہ روز جزا کیا ہے؟ پھر آپ کو کیا خبر ہے کہ روز جزا کیا ہے؟

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ

اس روز کوئی شخص کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے رہا نہیں کرا سکے گا اور یہ کافروں کے حق میں ہوگا جو آپس میں دوستی کرتے تھے، تاکہ کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور وہ بتوں سے شفاعت کی امید رکھتے تھے لیکن ایمانداروں کے لیے انبیاء اور اولیاء کی شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے (برحق) ہوگی۔

وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

یعنی اس روز بندوں کے درمیان حکم کرنا اللہ ہی کے لائق ہوگا اور اس کے علاوہ کسی کو حق نہیں ہوگا۔

حضرت شیخ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء اور عرفاء جانتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں ہے اور عام لوگ نہیں جانتے اور وہ ہر کسی کے بارے میں یہ خیال کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلَى الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ (یعنی اے ہمارے اللہ! تو ہمیں شریعت، طریقت اور حقیقت پر ثابت قدم رکھ)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿١﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ
يَسْتَوْفُوْنَ ﴿٢﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿٣﴾
اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٥﴾
يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ
الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿٧﴾ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿٨﴾ كِتٰبٌ
مَّرْقُوْمٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٠﴾ الَّذِيْنَ
يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ
مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾
ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ
كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ
عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾
تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ

www.maktabah.org

رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ
الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ؕ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ﴿۲۷﴾ۙ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا
الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ۖ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ۖ وَ اِذَا
انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ ﴿۳۱﴾ۖ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا
اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ۙ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۳۳﴾ؕ
فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ۙ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۙ
یَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ؕ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ؑ

سورۂ مطففین مکی ہے اور اس میں چھتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَیْلٌ خرابی ہے (اور یہ بھی) کہا گیا ہے کہ ویل دوزخ میں ایک وادی ہے، جس میں دوزخیوں کا زرد پانی (پیپ) جمع ہوگا اور اس میں سانپ اور بچھو بہت زیادہ ہیں اور دوزخی اس سے ڈرتے ہیں۔ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۙ کم تولنے والوں کے لیے اور کم ماپنے والوں کے لیے۔

الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا وہ جو کہ جب ماپ کر لیں، عَلَى النَّاسِ لوگوں سے، عَلٰی بمعنی مِن ہے، یَسْتَوْفُوْنَ ۟ۙ تو پورا (بھر کر) لیں۔

وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اور جب ماپ کر دیں، یعنی لوگوں کو، اَوْ وَّ زَنُوْهُمْ یا لوگوں کو تول کر دیں تو اس سے بھی زیادہ، یُخْسِرُوْنَ ؕ۟ کم دیتے ہیں۔

یعنی جب اپنے لیے ناپتے ہیں اور لیتے ہیں تو پورا (بھر کر) لیتے ہیں اور جب دیتے ہیں تو کم (کر کے) دیتے ہیں۔

(تفسیر) کشاف میں مذکور ہے کہ (حضرت) امام عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ناپ اور تول (کے گناہ) میں مبتلا ہوا ہے وہ دوزخ میں ہے۔ عرض کیا گیا کہ خواہ آپ کا بیٹا ہو؟ (ارشاد) فرمایا: ''ہاں، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا۔'' یعنی جب وہ پورا (بھر کر) لینے اور کم (کر کے) دینے کی عادت بنالے۔

www.maktabah.org

کہا گیا ہے کہ جب حضرت رسول (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم مکہ (مکرمہ) سے مدینہ (منورہ) تشریف لے جا رہے تھے تو یہ سورہ راستے کے درمیان میں نازل ہوئی، اس وجہ سے کہ مدینہ (منورہ) کے لوگوں کو کم (کر کے) دینے اور زیادہ لینے کی عادت تھی اور وہ اس وجہ سے مشہور تھے۔ جب رسول (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) تشریف فرما ہوئے اور آپ نے یہ سورہ انہیں سنائی تو انہوں نے توبہ کی اور آج تک اس روش پر قائم ہیں کہ کوئی آدمی بھی ناپ تول کے صحیح رکھنے میں ان کے برابر نہیں ہے۔

اَلَا یَظُنُّ کیا نہیں جانتے؟ اُولٰٓئِکَ وہ لوگ جو کم (کر کے) دیتے ہیں اور زیادہ (کر کے) لیتے ہیں، اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ بے شک وہ زندہ کیے جائیں گے مرنے کے بعد۔ یعنی ایمانداروں کو چاہیے کہ وہ یہ برا کام نہ کریں، بلکہ اسے وہ بندہ کرے جو قیامت کا منکر ہو۔

لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۙ یعنی وہ نہیں جانتے کہ انہیں حساب کے لیے زندہ کیا جائے گا، اس بڑے دن میں جو (روزِ) قیامت ہے۔

یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

وہ دن جب لوگ قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے جہانوں کے رب کے حکم سے، تاکہ وہ نیک کو برے سے الگ کرے، نیکوکاروں کو جنت میں اور بروں کو دوزخ میں بھیجے۔

کَلَّآ (ہرگز نہیں) ایسا نہیں ہے، جیسا کہ وہ کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اس کام سے رُک جائیں اور توبہ کریں اور اگر وہ (توبہ) نہ کریں اور کم (کر کے) دینے اور زیادہ (کر کے) لینے کو حلال سمجھیں تو وہ کافر ہیں اور ان کی جگہ دوزخ ہے اور ان کا دفتر اور اعمالنامہ سجین میں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۞

بے شک کافروں کا نامۂ اعمال اور دفتر، یقیناً ساتویں زمین کے نیچے (سجین میں) ہے، جو ابلیس اور اس کے لشکر کے رہنے کی جگہ ہے۔

وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا سِجِّیْنٌ ۞

اور آپ کیا جانتے ہیں اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ یعنی آپ اور آپ کی قوم نہیں جانتی کہ سجین کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور فرمایا:

کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۞

ایک دفتر ہے لکھا ہوا جو ہرگز مٹے گا نہیں۔

وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۞

www.maktabah.org

خرابی ہے اس روز میں جھٹلانے والوں کے لیے جو قرآن (مجید) کو اور رسول (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہیں سمجھتے تھے اور لوگوں کے مال سے زیادہ (کرکے) لیتے تھے اور (انہیں) کم (کرکے) دیتے تھے۔

(حضرت) کعب الاحبارؓ نے فرمایا ہے کہ کافروں کی روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں تو ان کو راستہ نہیں دیا جاتا اور دروازے بند کر دیتے ہیں۔ پھر روئے زمین پر لے جاتے ہیں تو وہ بھی قبول نہیں کرتی (پھر) اسے سجین میں لے جاتے ہیں جو ابلیس اور اس کے ساتھیوں کی جگہ ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝

وہ فاجر کافر ہیں جن کا روز قیامت پر ایمان نہیں ہے اور فجار سے مراد کفار ہیں۔

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖ اور نہیں جھٹلاتے پیغمبروں کو اور روز قیامت کو، اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ مگر (ہر) گنہگار حد سے بڑھ جانے والا۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

جب پڑھی جاتی ہیں، اس کے سامنے ہماری آیتیں، یعنی قرآن (مجید)۔

قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

تو کہتا ہے وہ کافر کہ یہ قصے ہیں پہلے لوگوں کے۔ یعنی وہ قرآن (مجید) جو ہمارا کلام ہے (اس) پر ایمان نہیں لاتے۔

كَلَّا (ہرگز نہیں) ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ بَلْ سكته رَانَ بلکہ ایسا ہے کہ زنگ پڑ گیا ہے، عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر، مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ جو کچھ وہ کرتے (کماتے) تھے۔ یعنی ان کے گناہ اس کا سبب بنے ہیں کہ ان کے دل سیاہ ہو گئے ہیں اور وہ (اس طرح) حق کو قبول نہیں کر رہے اور ایمان نہیں لا رہے۔

(حضرت) رسول (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

(حضرت) امام زجاجؒ نے فرمایا ہے کہ ران سے مراد وہ پہلی چیز ہے جو گناہ کی نحوست سے دل پر پیدا ہوتی ہے اور وہ نرم بادل جسے کالی گھٹا کہتے ہیں، کی مانند ایک غبار اور کالک ہوتی ہے۔ جب (بندہ) گناہ زیادہ کرتا ہے تو دل زیادہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ یعنی دل میں زیادہ سیاہی پیدا ہو جاتی ہے (یہاں تک کہ) سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور جب اس سے زیادہ ہو جائے تو (گناہ) اس کی فطرت اور خو بن جاتا ہے اور اس پر مہر لگ جاتی ہے، یعنی مہر لعنت ظاہر ہو جاتی ہے اور آخر کار وہ کفر کی حالت میں دنیا سے جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک (ہم اس سے اللہ کی

www.maktabah.org

پناہ مانگتے ہیں)۔

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝

(ہرگز نہیں) سچ ہے کہ یقیناً وہ کافر اس دن قیامت میں اپنے پروردگار سے روک دیے جائیں گے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے، جیسا کہ مومن اسے دیکھیں گے۔

اس آیت سے دلیل ہے کہ ایمان والوں کو (اللہ تعالیٰ کا) دیدار نصیب ہوگا اور کافروں کو نہیں ہوگا۔

شعر:

دیدار حق است مر مؤمنان را نہ خوارزم نہ ہندوستان را

یعنی مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا اور خوارزم اور ہندوستان (کے معتزلیوں) کو نہیں۔

یعنی ان دو علاقوں (میں جو معتزلی رہتے ہیں، ان) کو دیدار الٰہی نصیب نہیں ہوگا، کیونکہ وہ (دیدار حق کے) منکر ہیں۔

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝

سو یقیناً یہ کافر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ دوزخ جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے اور جھٹلاتے تھے پیغمبران (عظام) کو جو دوزخ کی خبر دیتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے فاجروں اور کافروں کا حال بیان کیا تو اب ابراروں اور مومنوں کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

كَلَّآ سچ ہے کہ، اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝

بے شک نیکوکاروں کا اعمال نامہ یقیناً ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے (علیین میں) ہوگا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝

اور آپ کیا جانتے ہیں اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ علیون کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور فرمایا:

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

یعنی علیون ایک لکھا ہوا دفتر ہے، جسے مقرب فرشتے حاضر کریں گے۔

(حضرت) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول علیون عرش کے نیچے ایک سبز تختی ہے۔ اور (حضرت) ضحاکؒ کا کہنا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ (حضرت) مقاتلؒ کہتے ہیں کہ ساقِ عرش ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق وہ بہشت ہے جب نیک لوگوں کے اعمال آسمان پر لے جائیں گے تو ہر آسمان سے مقرب فرشتے اس کے

www.maktabah.org

پیچھے چلیں گے، وہاں تک کہ جہاں ان کی جگہ ہے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۲۲﴾

بے شک یقیناً نیکوکار لوگ بہشت میں نعمتوں اور آرام میں ہوں گے۔

عَلَى الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

آراستہ تختوں (مسندوں) پر جو درّ و یاقوت سے مرصع ہوں گے اور ان تختوں کے اوپر خیمے ہوں گے۔ وہاں سے نگاہ ڈالیں گے اہل بہشت جنت کی نعمتوں اور اپنی سلطنتوں کی طرف جو دنیا کے برابر ہوں گی، ایک ہی نگاہ سے سب کو دیکھ لیں گے اور یہ نیکوکار وہ لوگ ہوں گے، جن کو (دنیا میں) اللہ تعالیٰ نے جس (کام) کے کرنے کا حکم فرمایا ہوگا، انہوں نے وہ کیا ہوگا اور جس (چیز) سے انہیں روکا ہوگا، وہ اس سے رک گئے ہوں گے۔ خواہ بدکردار ہوں اور انہوں نے آخر عمر میں توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر ان کو موت آ گئی ہو وہ (بھی فضلِ الٰہی سے) ابرار بن جائیں گے۔

تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ﴿۲۴﴾

آپ پہچان لیں گے اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ان کے چہروں پر نعمتوں اور راحتوں کی تازگی۔ بعضوں کے چہرے سورج کی طرح ہوں گے اور بعض کے چاند کی مانند اور بعض ستاروں کی طرح۔

یُسْقَوْنَ انہیں پلائی جاتی ہے، مِنْ رَّحِیْقٍ شراب صاف، خالص، بغیر ملاوٹ و آلودگی کے سفید (رنگ)، جس میں کوئی ضرر نہیں (بلکہ) سب نفع ہی ہے، مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ سربمہر کی گئی جس تک سوائے ابرار کے کسی کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ:

اس کی مہر مشک (سے لگی ہوئی) ہے، یا آخر میں اس کا ذائقہ (مزہ) مشک کی مانند ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، یعنی اے ہمارے اللہ! ہمیں یہ دنیا اور آخرت میں نصیب فرما۔

شعر:

بہر مخموران حق جام طہور — بہر این مرغان کور این آب شور

(مثنوی ۵:۳۶۲)

یعنی خدا کے مستوں کے لیے (شراب) طہور کا جام ہے، ان اندھے پرندوں کے لیے کھاری پانی ہے۔

وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾

www.maktabah.org

اوران نعمتوں میں رغبت کریں رغبت کرنے والے۔یعنی نیک عمل کو نگاہ میں رکھیں اور (اسے) کریں اور برے عمل سے رات دن بچیں۔یعنی ان نعمتوں کو تلاش کریں اوران کو طلب کریں نیک عمل سے۔التنافس :کسی چیز کی رغبت کرنا۔رات دن تمہاری کوشش دنیا کے لیے ہے اور ایک دوسرے پر حسد کرتے ہو اور دنیا کے لیے ناحق قتل کرتے ہو اور تمہیں جنت کی نعمتوں کی کوئی پروانہیں ہے۔اس طرح مت کرو۔

شعر:

گر رشک و حسد بری بدین کین رشک بد است انبیا را

یعنی اگر تو دینداری کے لیے رشک وحسد کرتا ہے تو یہ رشک نبیوں کو بھی ہوا ہے۔

تم دور دراز کے سفر دنیا کے لیے کرتے ہو اور مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنے نہیں آتے ہو۔دنیا کے کاموں میں بہت زیادہ مالوں کو خرچ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک پائی فقیروں کو نہیں دیتے ہو۔

وَمِزَاجُهٗ اوراس رحیق مختوم میں آمیزش، مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ ہے ایک چشمے کی،جس کا نام تسنیم ہے۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

ایک چشمہ ہے تسنیم جس سے مقرب بندے پیتے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے،جو (دنیا میں) نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور گناہوں سے دور رہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تسنیم مقربین کے لیے مخصوص ہے اور دوسرے جنتی اپنے شراب میں اس تسنیم کی آمیزش کریں گے،تا کہ اس کی لذت زیادہ ہو جائے۔تسنیم کا چشمہ عرش کے نیچے بہتا ہے جو جنتیوں کی کوشش سے نیچے آئے گا اور وہ جنت کا شیریں ترین اور خوشگوار ترین شراب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ کافر دنیا میں مومنوں کے ساتھ کیا کرتے تھے اور فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا:

بے شک جو لوگ دنیا میں گناہ کرتے تھے اور منکر ہو جاتے تھے،ولید بن مغیرہ،ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی طرح۔

كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝

وہ ہنستے تھے ان لوگوں پر جو ایمان لے آتے تھے اور وہ (حضرت) بلال، (حضرت) صہیب اور (حضرت) عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جیسے مسکین مومنوں پر ظلم کرتے تھے اور یہ کہتے تھے یہ جنتی ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو صالح درویشوں کے ساتھ برا اعتقاد نہ رکھ اور ان کے ساتھ محبت کر،کیونکہ آخرت کے بادشاہ صالح اور صابر مسکین ہوں گے،تا کہ تو ان کی شفاعت سے محروم نہ رہے۔

www.maktabah.org

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ۝

اور جب گزرتے ہیں مومن کافروں کے پاس سے تو کافران پر آنکھ اور ابرو سے اشارہ کرتے ہیں (یعنی آنکھ مارتے ہیں) اور ایمان والوں پر طنز کرتے ہیں اور ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ اور جب لوٹتے ہیں کافر اپنے گھر والوں اور دوسرے کافروں کی طرف، انْقَلَبُوْا لوٹتے ہیں، فَكِهِيْنَ۝ خوش ہوتے ہوئے، ہنستے ہوئے، تکبر کرتے ہوئے اور فخر کرتے ہوئے، اس مال ودولت کی وجہ سے جو وہ رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے مسکینوں کا مذاق اڑایا ہے اور ان پر ظلم کیا ہے اور (اب) خوش ہیں۔

وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ۝

(تو) وہ کہتے ہیں بے شک یہ مومن گمراہ ہیں اور نقصان اُٹھانے والے ہیں کیونکہ وہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے ہی بہت سارے منکر ہیں جو صالحین (اولیاء اللہ) کے ساتھ عقیدت رکھنے والے درویشوں (سالکین) کو (بھی) یونہی کہتے ہیں اور (درحقیقت) وہ اولیاء اللہ کی صحبت کی دولت و سعادت سے محروم ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہلاک ہوں گے۔ (یہ لوگ) اس گروہ (اولیاء اللہ) کے ظاہری حال کو دیکھتے ہیں اور وہ ان کے باطن کے حال سے بے خبر ہیں۔

شعر:

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد   قصد صورت کرد، بر اللہ زد

(مثنوی ۲:۱۲۰)

یعنی اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا، اس صورت (کوستانے) کا ارادہ کیا، (اور) اللہ پر حملہ کیا۔

حدیث (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) ہے: قَلْبُ الْمُؤْمِن عَرْشُ اللّٰه تَعَالٰی، یعنی مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ۝

اور یہ کافر نہیں بھیجے گئے تھے مومنوں پر محافظ بنا کر، تا کہ وہ ان کو اس سے باز رکھیں جو وہ کہتے تھے۔

فَالْيَوْمَ سو اس روز میں، یعنی قیامت میں۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ۝

وہ لوگ جو دنیا میں ایمان لائے ہیں، کافروں پر ہنسیں گے۔ یعنی آج وہ کافروں کو قیامت کے عذاب اور مصیبت میں دیکھتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ۝

آراستہ تختوں پر پردوں میں، یعنی یاقوت اور مروارید کے خیموں میں بیٹھے ہوئے وہ جنت سے دوزخیوں کو دیکھتے ہیں جو آگ میں پھر رہے ہیں اور چکی کے پتھر کی طرح گھوم رہے ہیں اور جیسے چنے دیگ میں جوش کھاتے ہیں (ایسے ہور ہے ہیں) مومن اس پر خوش ہور ہے ہیں اور ان پر ہنس رہے ہیں۔

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

کیا کچھ بدلہ دیا گیا کافروں کو اس چیز کا جو وہ تمسخر اور جھوٹ سے کیا کرتے تھے؟

التثویب: جزادینا۔

الٰہی! ہمارے کام کا خاتمہ بخیر فرما۔

www.maktabah.org

سُورَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَإِذَا
الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝٣ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَأَذِنَتْ
لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلٰى رَبِّكَ
كَدْحًا فَمُلٰقِيهِ ۝٦ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ ۝٧
فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝٨ وَيَنْقَلِبُ إِلٰٓى أَهْلِهِ
مَسْرُورًا ۝٩ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ وَرَآءَ ظَهْرِهِ ۝١٠ فَسَوْفَ
يَدْعُوا ثُبُورًا ۝١١ وَيَصْلٰى سَعِيرًا ۝١٢ إِنَّهُ كَانَ فِيٓ أَهْلِهِ
مَسْرُورًا ۝١٣ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ۝١٤ بَلٰٓى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ
بِهِ بَصِيرًا ۝١٥ فَلَآ أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝١٧
وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝١٨ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝١٩ فَمَا
لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٢٠ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا
يَسْجُدُونَ ۝٢١ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ۝٢٢ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ
بِمَا يُوعُونَ ۝٢٣ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝٢٤ إِلَّا الَّذِينَ
اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝٢٥

www.maktabah.org

سورہ انشقاق مکی ہے اور اس میں پچیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝

جب آسمان پھٹ جائے گا اور پارہ پارہ ہو جائے گا اور زمین پر گر پڑے گا، قیامت کے دن کی ہیبت سے۔

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

اور سُنے گا آسمان پروردگار کا فرمان اور قبول کرے گا، اور آسمان کے لائق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان قبول کرے چونکہ وہ اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝

اور جب زمین کھینچی جائے گی، جیسا کہ چمڑے کو کھینچتے ہیں، تا کہ وہ ہموار ہو جائے اور اس میں کوئی پہاڑ، بلندی اور پستی نہیں رہے گی اور ایک انگلی کے برابر بھی فرق اور ناہمواری نہیں رہے گی، تا کہ خلقت اس میں سما سکے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا:

اور (باہر) نکال ڈالے گی زمین جو کچھ اس کے اندر ہے۔ خزانوں اور مُردوں میں سے،

وَتَخَلَّتْ ۝ اور خالی ہو جائے گی زمین اور اس کے اندر کوئی چیز نہیں رہے گی۔

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

اور سنے گی زمین اپنے رب کا حکم اور زمین کے لائق ہے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے، کیونکہ اس کی جزا مقدر ہے۔

یعنی جب ایسے ہوگا، جو ہم نے (اوپر) بیان کیا ہے تو تم زندہ کر دیے جاؤ گے اور تمہارا حساب کیا جائے گا اور تمہیں نیکیوں اور برائیوں کی جزا دی جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا:

اے انسان!، بے شک تو اپنے پروردگار کے لیے کام کرنے والا ہے بڑی جانفشانی سے۔

فَمُلٰقِيْهِ ۝ سو تو دیکھے گا قیامت کے روز اپنے اعمال کی جزا، نیکی اور برائی کرنے سے اور (یہ بھی) کہا گیا ہے: کام (یعنی) ملاقات کے دکھ کو دیکھنا، یعنی جو شخص جو کرتا ہے، اس کی جزا اسے ملے گی۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں کا ذکر کیا اور فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝

سو وہ جسے دیا گیا، اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں۔

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝

www.maktabah.org

پس عنقریب اس سے حساب لیا جائے گا، ایک آسان حساب، جھگڑے اور سختی کے بغیر۔

وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۝

اور وہ واپس لوٹے گا اپنے لوگوں کے پاس، یعنی مومنوں کے گروہ کے پاس، یا اپنے مسلمان قبیلہ کے ہاں، یا جنت کی حورالعین میں سے اپنی عورتوں کے پاس، خوشحال، اس خیر اور بزرگی کی وجہ سے، جو اسے نصیب ہوئی ہوگی۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ۝

اور لیکن جس آدمی کو دیا جائے گا اس کا اعمالنامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے۔

فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا۝ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا۝

سو یقیناوہ موت کو پکارے گا، یعنی اپنی ہلاکت طلب کرے گا، یعنی آرزو کرے گا کہ کاش میں زندہ نہ ہوتا اور ہمیشہ مرا ہوا ہی رہتا، تا کہ میں دوزخ کی آگ میں داخل نہ ہوتا۔ جب آدمی کو اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا، اس کی گردن مروڑ دی جائے گی، تا کہ اس کا چہرہ پیٹھ کی جانب مڑ جائے اور اس کے بائیں ہاتھ کو توڑ دیں گے اور پیٹھ کی طرف کر دیں گے اور اس کے دائیں ہاتھ کو (اس کی گردن کا) طوق بنا دیا جائے گا اور (یوں) اس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیں گے۔

عاصمؒ، ابوعمرؒ اور حمزہؒ کی قرأت یَصْلٰی ی کی زبر کے ساتھ ہے۔ باقی قراء نے یُصَلّٰی ی کی پیش اور ل کی تشدید کے ساتھ صیغہ مجہول پڑھا ہے۔

مومن خواہ فاسق ہو، اس کا اعمالنامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے وجہ بتائی ہے کہ کافروں کو اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں کیوں دیا جائے گا؟ اور فرمایا ہے:

اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۝

بے شک کافر اپنی قوم میں خوش وخرم رہتا تھا اور اپنے نفس کی خواہش کے مطابق عمل کرتا تھا اور ناحق قتل کرتا تھا اور راحت و آسائش سے رہتا تھا۔ مومن غمگین رہتا تھا مگر اپنے رب کا فرمانبردار ہوتا تھا اور اس سے ڈرتا تھا اور کفاف (بقدر ضرورت معاش) اور عفاف (پاک دامنی) پر راضی رہتا تھا۔

شعر:

ملک دنیا تن پرستان را حلال ما غلام ملک عشق بے زوال

(مثنوی ۶: ۴۲۴)

یعنی دنیا کی مملکت تن پرستوں کے لیے حلال ہو، ہم تو کبھی فنا نہ ہونے والی سلطنت عشق کے غلام ہیں۔

کافر قیامت کے بھی منکر تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے:

www.maktabah.org

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۚ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِیْرًا ۝

بے شک کافر نے دنیا میں گمان کیا تھا کہ وہ ہرگز نہ لوٹے گا، یعنی وہ کہتا تھا کہ میں مرنے کے بعد ہرگز نہ زندہ ہوں گا اور میں جو کچھ کر رہا ہوں (اس کا) حساب نہیں ہوگا، کیوں نہیں؟ وہ (ضرور) لوٹے گا۔ بے شک اس کا پروردگار اس کو دیکھنے والا ہے۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ ملحدوں، منافقوں، حرام کو مباح سمجھنے والوں، اہل بدعت اور حرام خوروں کہ جنہیں جو ہاتھ لگے، لے لیں، سے دور رہے، کیونکہ یہ درحقیقت قیامت کے منکر ہیں...... اور وہ علماء اور اہل حق کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں اور مرید زیادہ بناتے ہیں اور سب کو شرع سے باہر لاتے ہیں اور شرع سے باہر کام (کرنے) کا حکم فرماتے ہیں۔

مثنوی:

اے بسا ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستی نشاید داد دست
دست ناقص دست شیطان ست و دیو زانکہ اندر بند تکلیف است و ریو

(مثنوی ۱:۱۸۴)

ترجمہ: ''بہت سے شیطان انسانی چہرے والے ہیں، سو ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔
ناقص کا ہاتھ، شیطان اور بھوت کا ہاتھ ہے، کیونکہ وہ تکلیف اور مکر کا جال ہے۔''

اے بھائی اس قسم کے لوگوں سے دور رہ اور علمائے حقانی اور شیخ محقق کی خدمت کر، تا کہ تیرا ایمان ضائع نہ ہو... اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس قول کہ قیامت نہیں آئے گی، کو رد کرنے کے لیے قسم کھائی کہ آدمی پر بہت سے ادوار گزریں گے اور ان سب میں اللہ تعالیٰ بندے کے حال سے آگاہ ہے اور (یونہی) وہ اسے قیامت کے روز زندہ کرنے پر قادر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَاۤ سو نہیں ہے جیسا کہ کافر کہتا ہے اور وہ قیامت کے آنے کا منکر بنتا ہے، اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ میں قسم کھاتا ہوں شفق کی، یعنی وہ سرخی جو سورج کے غروب ہونے پر ظاہر ہوتی ہے اور (یہ بھی) کہا گیا ہے ایک سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور یہ (قول) زیادہ واضح ہے، نیز کہا گیا ہے کہ سارے دن مراد ہیں۔

وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ۝

اور رات کی قسم اور ان چیزوں کی قسم جن کو رات مخلوقات میں سے اکٹھا کر لیتی ہے کہ وہ رات کو آرام کرتی ہیں۔

الوسق: اکٹھا کرنا۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝

www.maktabah.org

اور چاند کی قسم جب اس کی روشنی جمع ہو جائے اور وہ کامل ہو جائے، یعنی ایامِ ابیض۔ الاتساق: جمع ہونا اور کامل ہونا۔

لَتَرْكَبُنَّ جب ب کی پیش سے پڑھا جائے تو معنی یہ ہیں کہ یقیناً تمہیں پہنچے گا۔

طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ ایک حال کے بعد دوسرا حال، یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں لوٹو گے۔ یعنی زندگی کے بعد تمہیں موت آئے گی اور مرنے کے بعد زندہ ہو گے اور میدان قیامت میں حاضر ہو گے اور تمہیں حساب و کتاب، پل صراط اور دوزخ سے واسطہ پڑے گا اور تمہیں اس کا ادراک ہو گا اور تم جنت اور اس کے درجات کو جانو گے اور ان کو دیکھو گے اور تم تمام حالتوں میں ہمیں قادر، علیم اور بصیر پاؤ گے۔ اگر لَتَرْكَبَنَّ ب کی زبر سے پڑھا جائے، جیسا کہ ابن کثیرؒ، حمزہؒ اور کسائیؒ کی قرأت ہے، اوّل (مذکور شدہ) قرأت لَتَرْكَبُنَّ دوسرے قراکی ہے۔ اس قرأت لَتَرْكَبَنَّ کے ساتھ اس کا معنی یہ ہے کہ ان چیزوں کی قسم اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ معراج کی رات درجہ بدرجہ (رتبۂ اعلیٰ پر) چڑھیں گے۔

(حضرت) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے معالم التنزیل میں اس آیت سے ہمارے نبی (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معراج کی حقیقت پر تمسک کیا ہے اور اہل کلام کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ (حضرت) امام ضحاکؒ نے کہا ہے کہ معراج کی رات ہمارے رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ۳۸ سال کی مسافت کا راستہ طے فرمایا ہے اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اتنی مسافت کا قلیل وقت میں طے کر لینا محال نہیں ہے، جیسا کہ علم اقلیدس سے معلوم ہوا ہے کہ سورج کی بہت بڑی جسامت ہے جو کرۂ زمین کے ۱۶۰ ویں حصے کے برابر ہے اور اتنی مقدار میں جس میں تیز رفتار گھوڑا دوڑتے وقت قدم رکھتا اور اٹھاتا ہے، اتنی دیر میں وہ (سورج) ہزار سال کی مسافت طے کر لیتا ہے اور وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ (حضرت) رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (حضرت) جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کیا مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''نہیں'' اور ''ہاں''۔ (یہ) اس قول کی حقیقت پر سند ہے۔ پس اگر جذبات الوہیت سے سردار الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے اتنی مقدار مسافت ایک رات میں طے فرمائی ہے تو (یہ) محال نہیں ہے اور اولیاء کے لیے یہ چیز ظاہر ہے، جب ان کے ارواح کو عروج نصیب ہوتا ہے۔ (حضرت) خواجہ طیفور سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اپنی مجالس میں معراج کا ذکر بہت زیادہ کرتے تھے اور خواجہ امام شمس العارفین سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ، جو وقوف قرآن کے مصنف ہیں نے فرمایا ہے کہ (خواجہ طیفور سجاوندیؒ) کے دل کے پرندہ نے وہاں کے آشیانہ کی ہوا پائی ہے، اس لیے وہ اسے (معراج کو) بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔ اگر تو خود کو سمجھ لے کہ تو کیا ہے؟ اور کون ہے؟ تو (یہ حقیقت) تیرے اوپر پوشیدہ نہ رہے گی۔

www.maktabah.org

مثنوی:

که ہمی دانم یجوز ولا یجوز　　خود ندانی که یجوزی یا عجوز
جان جملہ علمہا اینست و این　　که بدانی من کیم در یوم دین

(مثنوی۳:۲۵۶)

ترجمہ: ”کہ میں یجوز (جائز) اور لا یجوز (ناجائز) کو جانتا ہوں، تو خود نہیں جانتا کہ تو یجوزی (یعنی جائز و ناجائز کا فتویٰ دینے والا) ہے یا (نادان) بڑھیا۔
تمام علوم کی جان دراصل یہ ہے کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن میں کون ہوں۔
اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی تَصْدِیْقِ الْاَنْبِیَاءِ وَارْزُقْنَا اَحْوَالَ الْاَوْلِیَاءِ:
یعنی اے ہمارے اللہ تو ہمیں انبیاء کی تصدیق پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں اولیاء کی حالت نصیب فرما۔

جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا حال بیان کیا تو اس کے بعد قسم اُٹھائی کہ لیکن کافروں نے اپنے کفر کو ترک نہیں کیا اور ایمان نہیں لائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے استفہام اور تعجب کے انداز میں فرمایا ہے:
فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

سو کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ وہ اتنے عظیم دلائل کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔ لَتَرْکَبُنَّ کی قرأت سے معنی یہ ہوگا کہ کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ وہ ہمارے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج پر ایمان نہیں لاتے؟
وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ جب ان پر قرآن (مجید) پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے؟ یعنی نماز نہیں پڑھتے اور احکام شریعت کی پابندی نہیں کرتے اور قیامت کے منکر ہو جاتے ہیں اور (حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و) السلام جب اس آیت کی تلاوت فرماتے تو سجدہ کیا کرتے تھے۔
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا:

جیسا کہ کافر کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی، ایسا نہیں ہے، بلکہ یوں ہے کہ وہ، يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ جھٹلاتے ہیں، پیغمبران (گرامی) کو اور قرآن (مجید) کو۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور اللہ تبارک وتعالیٰ خوب جانتا ہے ان باتوں کو جو وہ دل کے اندر پوشیدہ رکھتے ہیں اور اپنے سینہ میں جمع رکھتے ہیں۔ الایعاء: کسی چیز کو وعاء یعنی برتن میں محفوظ رکھنا۔
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾

www.maktabah.org

سوخوشخبری سنائیں آپ ان کو، از راہِ تمسخر اور خبر دیں آپ ان کو دردناک عذاب کی اور ہمیشہ رہنے والی دوزخ کی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ:

استثناء منقطع ہے، لیکن سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک کام کیے ہیں۔

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۲۵

ان کے لیے ہے اجر جو ہرگز کم نہیں ہوگا اور کبھی ختم نہیں ہوگا۔

المن: کٹنا اور احسان جتلانا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَشَاهِدٍ
وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ
الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا
بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ
فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ
عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝۱۱ اِنَّ بَطْشَ
رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۳ وَهُوَ
الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝۱۵ فَعَّالٌ
لِّمَا يُرِيْدُ ۝۱۶ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝۱۷ فِرْعَوْنَ
وَثَمُوْدَ ۝۱۸ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝۱۹

www.maktabah.org

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝۲۰ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝۲۱ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝۲۲

سورۂ بروج مکی ہے اور اس میں بائیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝

قسم ہے برجوں والے آسمان کی، یعنی بارہ برج جو حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت ہیں۔

جاننا چاہیے کہ سورج ہر تیس دن میں، یا اکتیس دن میں، یا بتیس روز میں، یا انتیس روز میں ایک برج کی مسافت طے کرتا ہے اور چاند ہر دو روز اور ان کے کچھ حصہ میں ایک برج کی مسافت طے کرتا ہے اور اٹھائیس دن یونہی ہوتا ہے اور دو رات چاند نظر نہیں آتا، لیکن سورج کو آسمان کے ایک دور کی مسافت کے طے کرنے کے لیے ایک سال کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ چاند تیس یا انتیس دنوں میں فلک کے دور کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ یہ چیز خالق (کائنات) عزوجل کی قدرت کے کمال کی دلیل ہے۔ اس وجہ سے اللہ کریم نے برجوں والے آسمان کی قسم کھائی ہے۔ دوسرے قول کے مطابق (برجوں سے) ''بڑے ستارے مراد ہیں'' اور ایک قول (یہ بھی) ہے کہ ''اس سے مراد آسمان کے دروازے ہیں۔''

جاننا چاہیے کہ برج آسمان کے بارہ حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ اور قسم ہے اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ آئے گا، یعنی قیامت کا دن (ضرور) آئے گا۔

وَشَاهِدٍ اور قسم ہے حاضر ہونے والے دن، یعنی جمعہ کے روز کی جو عملوں پر گواہی دیتا ہے۔

وَّمَشْهُوْدٍ ۝ اور اس (روز) کی قسم جس میں حاضر ہوتے ہیں، یعنی عرفہ کا دن جس میں حاجی اور فرشتے (عرفات میں) حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ (معنی) بھی بیان کیے گئے ہیں۔ قسم کا جواب مقدر ہے، یعنی ان چیزوں کی قسم کہ تم مرنے کے بعد زندہ کیے جاؤ گے۔ نیز (ایک معنی یہ) کیا گیا ہے کہ ان چیزوں کی قسم جن سے کافروں کو عذاب دیا جائے گا اور کہا گیا ہے کہ قسم کا جواب یہ ہے:

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝

ان چیزوں کی قسم، جن کا ہم نے ذکر کیا ہے، خندق والوں پر لعنت کی گئی ہے اور ان کو حق تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا ہے۔ الاخدود سے مراد خندق ہے۔

www.maktabah.org

یہ اصحاب خندق تین کافر تھے جو مومنوں کو اذیت دیا کرتے تھے، تا کہ وہ دین حق سے پھر جائیں اور یہ ایماندار دین حق کو نہیں چھوڑتے تھے۔ ان میں پہلا انطیانوس رومی تھا، دوسرا یوسف ذوالنواس اور تیسرا بخت نصر ایران کا آتش پرست تھا۔ انہوں نے ایک بہت بڑی خندق کھودی تھی، جس کی لمبائی چالیس گز اور چوڑائی بارہ گز تھی اور اس کو آگ سے پُر کر رکھا تھا۔ جو مومن اپنے دین سے نہیں پھرتا تھا، اسے اس خندق میں ڈال دیتے تھے، لیکن مومنوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا اور وہ آگ سے جنت میں آجاتے تھے۔

اس سورہ میں مراد ملک نجران کا حاکم ہے جو (یمن میں) ایک موضع تھا۔ یہ (حاکم) یہودی تھا اور مومن لوگ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے۔ یہ ظالم یہودی حمیر کے ایک لشکر کے ہمراہ نجران کی سرزمین میں گیا اور اس نے مومنوں کو جلا ڈالا۔ حمیر یمن کا ایک قبیلہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مومنوں میں سے ایک آدمی نجران کے یہودیوں کے پاس پہنچا اور بہت سارے یہودی اس کی برکت سے مسلمان ہو گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں داخل ہو گئے اور یہود کے اس بادشاہ کو غصہ آگیا اور اس نے ایک بڑی خندق کھدائی اور اُسے آگ سے بھر دیا اور جو آدمی دین عیسائیت سے برگشتہ نہ ہوتا، وہ اسے (اس) آگ میں ڈال دیتا تھا۔ یہ (واقعہ) ہمارے رسول (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کا ہے۔ جس مومن کو آگ میں ڈالتے تھے، اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ ایک عورت کو لے آئے جو ایک شیر خوار فرزند رکھتی تھی۔ اس نے چاہا کہ اس بچے کی خاطر دین سے پھر جائے، تا کہ وہ نہ جلے۔ اس کا فرزند بول پڑا کہ اے ماں صبر کر اور پاؤں آگ میں رکھ دے کہ یہ آگ نہیں پھول اور ریحان ہیں۔

(حضرت) وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق جن لوگوں کو آگ میں ڈالا گیا ان کی تعداد بارہ ہزار تھی اور (حضرت) امام کلبی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مطابق وہ ستر ہزار آدمی تھے۔

مذکورہ بالا واقعہ کے بعد آگ سے اچانک ایک شعلہ باہر آیا اور اس نے کافروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور سب کو جلا ڈالا۔ اس واقعہ کو قاضی عبدالصمد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور دوسری تفسیروں میں بھی مذکور ہے۔ یہ (واقعہ) طولانی تھا لیکن میں نے اسے مختصر (بیان) کیا ہے۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ ظالموں کی طرف سے آنے والی اذیتوں پر صبر کرے اور دین اسلام سے (ہرگز) برگشتہ نہ ہو اور ظالموں کا نوکر و چاکر نہ بنے اور بدعتیوں سے دور رہے اور دنیا کی خاطر ان کی خدمت نہ کرے اور اللہ رب العزت پر بھروسہ کرے۔ اے میرے عزیز! جس آدمی کو دین کا غم ہو اور وہ (حضرت) سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کا پیروکار ہو، اسے دُنیا اور اس کی مصیبت کا کیا غم ہوگا؟ شیخ سنائی غزنویؒ کہتے ہیں:

www.maktabah.org

غزل:

مسلمانان مسلمانان مسلمانی مسلمانی — درین آیات دنیائی پشیمانی پشیمانی
ازین رو که جہان پر دیو پر غول است اُمت را — که تاند کرد جز اسلام و جز سنت نگہبانی
شراب حکمت شرعی خورید اندر حریم دل — که محروم اند ازین دولت ہوس گویان یونانی
ببرید از چنان جانی کز و کفر و ہوا آید — زیرا کز چنین جانہا فرو ناید مسلمانی

مسازید از برائے نام و دام کام چون مردان
جمال نقش آدم را نقاب نفس شیطانی
(دیوان حکیم سنائی ص ۲۷۱)

ترجمہ: ''اے مسلمانو! اے مسلمانو! مسلمانی کے کام کرو کہ ان دنیاوی کاموں کی وجہ سے آخرت میں پشیمانی ہی پشیمانی ہوگی۔

اس لیے کہ (یہ) دنیا اُمت (مسلمہ) کے لیے شیطانوں اور بھوتوں سے پر ہے، کون آدمی ہے جو اسلام اور سنت (پاک) کے سوا اس کی نگہبانی کر سکتا ہے؟

تم حریم دل میں (بیٹھ کر) حکمت شرعی کی شراب نوش کرو، کہ اس دولت سے حکمائے یونان محروم ہیں۔

اس آدمی سے الگ ہو جاؤ جس سے خواہش نفس اور کفر حاصل ہو، کیونکہ ایسے انسانوں سے مسلمان ہونے کی تمنا ظاہر نہیں ہوتی۔

تم مردان حق کی طرح نامداری اور دنیاوی اغراض کی خاطر اپنے شیطانی نفس کو انسان جیسا نقاب مت پہناؤ۔

النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾

اخدود (خندق) سے بدل اشتمال ہے۔ معنی یہ ہیں کہ لعنت کی گئی ہے یاران خندق (خندق والوں) پر جو بھڑکتی ہوئی آگ والے ہیں۔ یعنی خندق میں بہت بڑی آگ تھی اور یاران خندق وہ لوگ ہیں جنہوں نے خندق کھودی تھی اور اسے آگ سے پر کیا تھا اور وہ اس آگ سے لوگوں کو اذیت دیتے تھے۔

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾

جب وہ کافر خندق کے کنارے پر بیٹھے تھے۔ القعود جمع القاعد، یعنی کافروں کے سردار اس آگ کے کنارے پر تختوں (مسندوں) پر بیٹھے تھے اور ان کے نوکر (ایماندار) لوگوں کو آگ میں ڈالتے تھے۔

www.maktabah.org

وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝

اور وہ (نوکر) جو کچھ مومنوں کے ساتھ کرتے تھے (یہ سردار اپنی آنکھوں سے اسے) دیکھتے تھے اور ترس نہیں کھاتے تھے بلکہ مومنوں کے اس عذاب پر وہ خوش ہوتے تھے۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

اور کوئی عیب جوئی نہیں کرتے تھے کافر مومنوں کی، یعنی کوئی عیب ایسا نہ تھا ان مومنوں میں کہ کافر ان کی عیب جوئی کریں مگر یہ کہ وہ ایمان لے آئے تھے اس اللہ تعالیٰ پر جو ہمیشہ ہر چیز پر غالب لاثانی اور تعریف کیا گیا ہے۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ :

وہ اللہ جس کی بادشاہت آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں پر گواہ ہے اور سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ سو وہ اس کے نیک اور برے اعمال کی جزا (اسے) دے گا۔ یعنی یہ کافر مومنوں کے ساتھ کسی طرح کی عداوت اور دشمنی نہ رکھتے تھے، مگر یہ کہ وہ (مومن) ایسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں جو کمال صفات رکھتا ہے اور جو ہر نقصان اور زوال سے پاک ہے۔ یعنی ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ایسے بندوں کے ساتھ تم دوستی کرو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ (بھی) دشمنی نہ کرو، مگر کافر اندھے ہیں کہ وہ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

(اس آیت سے) مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ دشمنی نہ کرے اور اس (چیز) پر حسد نہ کیا جائے کہ لوگ ان کے مرید اور دوست ہیں۔

مثنوی:

پس تو اے ناشستہ رُو بر چیستی — در نزاع و در حسد با کیستی
با دُمِ شیران تو بازی می کنی — بر ملائک ترک تازی می کنی

(مثنوی ۲:۳۱۴)

ترجمہ: ''اے گندہ رو! تو کس خیال میں ہے؟ کس سے جھگڑے اور حسد میں (مبتلا) ہے۔
تو شیروں کی دم سے کھیل رہا ہے، فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے۔

تو ابوجہل صفت مت بن، تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی صفات کو اپنا لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ ہر صدیق کے لیے ایک زندیق ہے، کیونکہ عارفوں کا بوستان منکروں کی نہر سے سیراب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کا حال بیان کیا اور فرمایا:

www.maktabah.org

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ:

بلاشبہ جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو خندق میں ڈالا، ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا پھر انہوں نے توبہ نہ کی اور کفر اور گناہ سے باز نہ آئے، فَلَهُمْ ان کے لیے ہے، عَذَابُ جَهَنَّمَ دوزخ کا عذاب، وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ﴿۱۰﴾ اور ان کافروں کے لیے آگ میں جلنے کا عذاب ہے، دنیا میں جو خندق سے باہر بھڑک آئی تھی اور اس نے ان سب کو جلا ڈالا تھا، تاکہ سب خلقت جان لے کہ آگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلاتی ہے۔

(اب) اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی تعریف بیان کی اور فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ:

بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان کے لیے باغات ہیں، جن کے درختوں کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ﴿۱۱﴾

یہ ہے بڑی کامیابی۔ یعنی جن مومنوں نے خندق کی آگ میں صبر کیا، ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنت ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے عذاب سے نجات پا گئے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ﴿۱۲﴾

بے شک یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ البطش: سختی سے پکڑنا۔

اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ ﴿۱۳﴾

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے پہلی بار خلقت کو پیدا کیا ہے اور (وہی) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: "کافروں کو دنیا میں عذاب دے گا اور پھر آخرت میں ان پر عذاب کو لوٹائے گا۔"

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾

اور وہی اللہ تعالیٰ ہے جو گنہگار مومنوں کو بڑا بخشنے والا ہے اور اپنے دوستوں سے محبت کرنے والا ہے۔ کہا گیا ہے: "بخشنے والا ہے اور محبت کرنے والا ہے توبہ کرنے والوں سے" تاکہ تو اس کے دوستوں کو جو کہ مومن ہیں دوست بنائے۔ یعنی مومن جو کہ حق تعالیٰ کے دوست ہیں، اور اس کے خاص دوست جو کہ اولیاء اللہ ہیں، ان کو تو دکھ نہ دے، تاکہ تو ہلاک نہ ہو جائے۔

شعر:

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد　　　قصد صورت کرد بر اللہ زد

(مثنوی ۲: ۱۲۰)

www.maktabah.org

یعنی اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا، انہوں نے صورت (کو ستانے) کا ارادہ کیا، (اور) اللہ پر حملہ کیا۔
تو اس (اللہ تعالیٰ) کے دوستوں کو دوست بنا اور ان کی صحبت کا طالب بن جا۔

مثنوی:

از کلیم حق بیاموز اے کریم — ہین چہ میگوید ز مشتاقی کلیم
میروم تا مجمع البحرین من — تا شوم مصحوبِ سلطانِ زمن
با چنین جاہ و چنین پیغمبری — طالب خضرم ز خود بینی بری
سالہا پرم بہ پر و بالہا — سالہا چہ بود ہزاران سالہا
تو مبین این پایہا را بر زمین — زانکہ بر دل میرود عاشق یقین

(مثنوی ۳:۱۹۴-۱۹۵)

ترجمہ: اے بھلے! کلیم اللہ سے سیکھ لے، آگاہ (حضرت موسیٰ) کلیم (علیہ السلام) شوق میں کیا کہہ رہے ہیں؟
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا، تا کہ شاہ زمانہ کا ساتھی بنوں۔
ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے، میں (حضرت) خضر علیہ السلام کا طالب ہوں، خود پسندی سے بری ہوں۔
میں پر و بال کے ساتھ سالوں اڑتا رہوں گا، (چند) سال کیا ہوتے ہیں، ہزاروں سال۔
تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ، کیونکہ عاشق واقعۃً دل (کے بل) پر چلتا ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾

بہت بزرگ بڑی شان والے عرش کا مالک ہے، کوئی چیز عرش سے بڑی نہیں ہے۔ **المجید**: بزرگ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ نے دکی زیر سے پڑھا ہے اور باقی قرا نے دکی پیش سے پڑھا ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾

کر دینے والا ہے جو وہ چاہے۔
(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو حسد نہ کرے اور تو اللہ تعالیٰ کی تقسیم (روزی و مقدر) پر راضی رہے۔

www.maktabah.org

شعر:

قسمت قسام بین ہیچ مگر و مُج　　　　کار بتر میشود چوکہ درو می مجی

یعنی تو بانٹنے والے (اللہ تعالیٰ) کی تقسیم (عطا) دیکھ اور اس پر مت بول اور دلیل مت لا، کیونکہ تو جب اس پر گفتگو کرے گا اور دلائل لائے گا تو کام زیادہ خراب ہو جائے گا۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾

اور بے شک تجھ پر لشکر کی بات (پہنچی ہوگی)۔

فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾

یعنی وہ لشکر جو فرعون اور قوم ثمود کے تھے، جن کو ہم نے بڑے عذاب سے تباہ کر دیا۔ (سو) ہم اس امت کے کافروں کو بھی ہلاک کر دیں گے۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾

بلکہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں، وہ عذابوں کا انکار کر رہے ہیں، باوجود اس کے کہ وہ (ان کے برحق ہونے کو) جانتے ہیں، (پھر بھی) وہ بحث و تکرار کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے (اس) قرآن (مجید) پر جو کلام الٰہی، کتاب عزیز اور فرقان شریف ہے۔

وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾

اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے ان کافروں کے حال کو اور انہیں ہلاک کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور ان کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی ان کے آس پاس گھیرا ڈالا ہوا ہے، تاکہ وہ اس کے عذاب سے بھاگ نہ سکیں۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾

ایسا نہیں ہے، جیسا کافر کہتے ہیں کہ قرآن (مجید) شاعری ہے اور (یہ) جادو اور (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا (اپنا) کلام ہے، بلکہ اس طرح ہے کہ قرآن (مجید) بڑے شرف و شان والا ہے۔

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

لکھا گیا ہے لوح محفوظ میں، جو (ہر قسم کے) تغیر اور تبدیلی سے محفوظ کر دی گئی ہے۔ اس میں کوئی ایک حرف کی زیادتی نہیں کر سکتا، نیز (اس میں) کمی بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوح محفوظ کے شروع میں لکھا ہے:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَاشَرِيْکَ لَه، دِيْنُهُ الْاِسْلَامُ وَمُحَمَّدٌ عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَصَدَّقَ وَعْدَه، وَرَسُوْلَه، اَدْخَلَه، الْجَنَّةَ"۔

www.maktabah.org

یعنی ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، دین اسلام ہے اور (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جو شخص ایمان لے آیا اللہ پر، اور اس نے اس کے وعدے اور رسول کی تصدیق کی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ مروارید کے ایک دانہ سے (بنی) ہے۔ اس کی لمبائی آسمان سے زمین تک اور اس کی چوڑائی مشرق سے مغرب تک ہے۔ اس کے کنارے جواہرات سے منقش کیے گئے ہیں اور اس کا غلاف سرخ یاقوت کا ہے۔ اس کا قلم نورانی ہے، اس کا سر عرش کو پہنچا ہوا ہے اور اس کا نچلا حصہ ایک فرشتے کے پہلو میں (ٹکا ہوا) ہے، جس کا نام ماطریون ہے۔ لوح (محفوظ) ساتویں آسمان کے اوپر ایک لوح یعنی کشادگی میں ہے۔

(حضرت) امام نافع ؒ نے محفوظ کو ظ کی پیش سے پڑھا ہے اور باقی قرا نے ظ کی زیر سے پڑھا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اور ساری تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)۔

www.maktabah.org

سُوۡرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ النَّجۡمُ
الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾ فَلۡيَنۡظُرِ
الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ يَّخۡرُجُ
مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾
يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾ وَ
السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ۙ﴿۱۱﴾ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ۙ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ
لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ؕ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۙ﴿۱۵﴾
وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ۚ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿۱۷﴾

سورہ طارق مکی ہے اور اس میں سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالسَّمَآءِ قسم ہے آسمان کی، وَالطَّارِقِ ۙ اور قسم ہے ستاروں کی، جو رات کو ظاہر ہوتے ہیں اور دن کو غائب ہو جاتے ہیں۔ الطروق: رات کو آنا۔

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ

اور آپ کو کیا معلوم اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ طارق کیا ہے؟

اللہ جل جلالہ نے تعریف کی اور فرمایا:

النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ

(یہ) ستارے ہیں روشن اور چمکتے ہوئے اور (یہ بھی) کہا گیا ہے: طارق سے مراد وہ شہاب ہیں جو رات کو ٹوٹتے ہیں اور جنوں کو مارے جاتے ہیں، تا کہ وہ آسمان تک نہ آ سکیں۔ بعض کے بقول یہ زحل ہے اور کچھ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد پروین ہے۔

(اب) قسم کا جواب یہ ہے:

www.maktabah.org

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ؕ

امام عاصمؒ، ابن عامرؒ اور حمزہؒ نے لما کو تشدید سے پڑھا ہے۔ ان کلمہ نفی ہے اور لما بمعنی الا ہے۔ اس طرح معنی یہ ہے: ''آسمان کی قسم اور چمکنے والے ستاروں کی قسم جو رات کو ظاہر ہوتے ہیں، یا معین ستارہ جو رات کو آتا ہے، اس کی قسم کہ نہیں ہے کوئی شخص، مگر اس پر ایک نگہبان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔''

دوسرے قرا نے لَمَا کو تخفیف کے ساتھ (بغیر تشدید کے) پڑھا ہے اور ما زائد ہے۔ اِنْ مخففہ ہے انّ ثقیلہ سے اور ضمیر شان محذوف ہے۔ اس طرح معنی یہ ہے: ''آسمان اور ستاروں کی قسم کہ بے شک ہر شخص پر یقیناً ایک نگہبان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔''

بعض کے بقول یہ نگہبان فرشتے ہیں جو بندوں کے نیک اور برے اعمال کو لکھتے ہیں، تاکہ بندوں کو قیامت میں ان کی جزا دی جائے۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ فرشتے ہیں جو مومن کی مصیبتوں اور جنوں سے حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر مومن پر ایک سو ساٹھ فرشتے موکل بنائے گئے ہیں، جو اس کی شیطانوں سے حفاظت کرتے ہیں جس طرح کہ شہد کو مکھیوں سے محفوظ کراتے ہیں، اس حد تک جتنا کہ ممکن ہے۔ جب تقدیر آجاتی ہے تو محفوظ نہیں رکھا جاتا۔ ہدایہ میں مذکور ہے کہ جو فرشتے آدمی کی حفاظت کرتے ہیں ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ لہٰذا معین عدد پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیے۔ جس طرح کہ بعض روایت میں ان کی تعداد دو، بعض میں پانچ اور بعض میں ساٹھ آئی ہے۔

فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ

سو دیکھے، انسان کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان کیا اور فرمایا:

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ

وہ پیدا کیا گیا ہے (اُچھلتے ہوئے) گرائے گئے پانی سے ماں کے رحم میں۔

يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ

جو باہر نکلتا ہے پانی باپ کی پیٹھ سے اور ماں کے سینے کی ہڈیوں سے جو دو چھاتیوں کے درمیان ہیں۔ الترائب جمع التریبۃ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ فرزند پیدا ہو تو وہ مرد اور عورت کی شہوت کو اُبھارتا ہے، تاکہ وہ دونوں آپس میں ملیں اور باپ کی پشت اور ماں کے سینہ سے پانی نکلے اور (پھر) دونوں پانی آپس میں مل جائیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ چالیس روز نطفہ، چالیس روز جما ہوا خون، چالیس روز گوشت کا لوتھڑا، خائیدہ (نرم) گوشت کی طرح رہتا ہے۔ بعد ازاں حق سبحانہ تعالیٰ ماں کے رحم میں ایک فرشتہ بھیجتے ہیں، تاکہ وہ چار (چیزوں کے بارے میں) حکم لکھ

www.maktabah.org

آئے: (۱) اس کے کردار کو لکھے کہ وہ کیسا ہوگا؟ (۲) اس کی موت، کہ کتنا زندہ رہے گا؟ (۳) اس کی روزی کو، کہ کتنا کھائے گا؟ (۴) اور یہ لکھے کہ وہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت۔ اس کے بعد اس میں جان ڈالی جاتی ہے، تا کہ وہ زندگی پائے۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو اپنے آغاز کو جان لے کہ تو کیا تھا؟ اور کس چیز سے پیدا ہوا ہے؟ تیرا آغاز گندہ پانی اور تیرا انجام بوسیدہ خاک ہے، پس تو منکر (حق) نہ بن کہ (کل قیامت کو) تو زندہ ہوگا، جیسا کہ باقی اور ہمیشہ قائم رہنے والے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّهٗ بے شک اللہ تعالیٰ جس نے اسے پہلی بار پیدا کیا، عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ بے شک وہ انسان کو پھر واپس لانے پر قادر ہے۔

یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝

اس دن میں، جس روز اس کے پوشیدہ عمل (راز) ظاہر کر دیے جائیں گے۔

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝

سو نہیں ہوگا اس کافر کے لیے کوئی قوت اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔ ایک قول کے مطابق یہ پوشیدہ عمل (راز) فرائض ہیں، جیسے نماز، روزہ، غسل جنابت وغیرہ، جن کو قیامت میں ظاہر کیا جائے گا کہ (اس نے) یہ کیسے (ادا) کیے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ (حضرت) رسول (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (یہ) تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو (ایماندار) شخص ان کو بجالائے اور ترک نہ کرے، وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے: نماز، روزہ اور غسل جنابت۔

ایک دوسرے قول کے مطابق ان (رازوں) سے مراد پوشیدہ گناہ، فریب اور بہانے ہیں جن کو اس روز (قیامت میں) ظاہر کیا جائے گا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے)۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝

اور قسم ہے آسمان بارش والے کی۔

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝

اور قسم ہے زمین پھٹ جانے والی کی جو گھاس اور درخت (کی روئیدگی وافزائش) سے پھٹ جاتی ہے۔

اِنَّهٗ بے شک قرآن (مجید)، لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ یقیناً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو حق و باطل کے درمیان فرق (بیان) کرنے والا ہے۔

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝

اور نہیں ہے یہ قرآن (مجید) بیہودہ بات اور آدمیوں کا کلام۔

www.maktabah.org

اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۝

اور بے شک مکہ (مکرمہ) کے یہ کافر مکر (طرح طرح کی تدبیریں) کرتے ہیں آپ کے ساتھ اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تا کہ آپ کو دُکھ پہنچائیں۔

وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ۝

اور میں جزادوں گا ان کے اس مکر کی (ان کو) دنیا اور آخرت میں۔ اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ کافروں کی جفا پر صبر کریں۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ دشمنوں کے مکر اور حاسدوں کے حسد پر صبر کرے اور حق سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کرے کہ وہ (اپنے بندوں پر) کریم ہے اور وہ ان (دشمنوں اور حاسدوں) کو جزادے گا۔

وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ (سورۃ الطلاق ۳)

یعنی اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

شعر:

آنرا کہ توئی خرقہ عریان نشود ہرگز ——— وآنرا کہ توئی چارہ بیچارہ نخواہد شد

بیمار شود عاشق اما نمی میرد ——— مہ گرچہ شود لاغر استارہ نخواہد شد

یعنی اے اللہ تعالیٰ جس کا تو خرقہ (لباس) بن جائے وہ ہرگز ننگا (رُسوا) نہیں ہوگا، اور جس کا تو چارہ (مددگار) بن جائے وہ بیچارہ نہیں ہوگا۔

عاشق بیمار ہوتا ہے لیکن اُسے موت نہیں آتی، چاند اگرچہ لاغر (پتلا) ہو جاتا ہے لیکن وہ پوشیدہ نہیں ہوگا۔

فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ۝

پس مہلت دیں اور ڈھیل دیں ان (کافروں) کو اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، یعنی چند روز ان کو امان دیں اور ان پر دعا کرنے میں جلدی نہ کریں، کیونکہ ہم ان کو ہلاک کردیں گے، جس طرح کہ (ان کو) جنگ بدر میں کیا تھا۔

(اس آیت سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے دشمنوں کے لیے بددُعا نہ کرے اور خلقت کی محبت اور دُشمنی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور شکر کرے کہ وہ (اولیاء اللہ) کے منکروں میں سے نہیں ہے۔ ہر (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم، یعنی ہر نبی) کے لیے ایک ابوجہل (انکار کرنے والا) اور (ایک) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یعنی تصدیق کرنے والا) بھی ہوتا ہے:

ع: در جمع سبک روحان ہم بولہبی باشد

یعنی اولیاء اللہ کے گروہ میں ایک ابولہب (انکار کرنے والا) بھی ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۲﴾
وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِىْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ﴿۴﴾
فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ﴿۶﴾
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ؕ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ
لِلْيُسْرٰى ۚ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ؕ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ
يَّخْشٰى ۙ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ
الْكُبْرٰى ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ؕ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ
مَنْ تَزَكّٰى ۙ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ؕ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۖ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا
لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۙ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ع﴿۱۹﴾

سورہ اعلیٰ مکی ہے اور اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾

پاکی بیان کریں اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کی، جو سب سے برتر ہے۔ قہر اور غلبہ کے لحاظ سے نہ کہ مکان سے۔ دوسرے قول کے مطابق ہے کہ ''کہیں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی''۔ پس رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تم سجدہ میں کہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ (سورہ الواقعہ ۷۴) یعنی پس آپ پاکی بیان کریں اپنے عظمت والے رب کے نام کی۔ تو (آپؐ نے) فرمایا کہ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھو۔ (اس طرح) معلوم ہوا کہ لفظ اسم زائد ہے۔ ایک اور قول کے مطابق یہ ہے کہ ''پاکی بیان کریں اپنے پروردگار کے نام کی۔'' اور اس تقدیر میں لفظ اسم زائد

www.maktabah.org

ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ﴿۲﴾

وہ اللہ جس نے پیدا کیا چیزوں کو پھر ٹھیک کیا ہر مخلوق کو، جس طرح کہ چاہا۔ آدمی کو ایک دوسری صورت میں اور گھوڑے اور اونٹ، ہر ایک کو ایک الگ شکل میں، جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا اپنی حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا۔

وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ﴿۳﴾

وہ اللہ جس نے اندازہ ٹھہرایا روزی کا، پھر ہر چیز کے طلب کرنے کا راستہ دکھایا، جیسا کہ ہونا چاہیے تھا۔ انسانوں اور حیوانوں کو ادویات اور غذائیں طلب کرنے کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے الہام ہوتے ہیں، ان میں بہت بڑی حکمت ہے۔

(تفسیر) کشاف اور (تفسیر) کواشی میں مذکور ہے کہ جب اژدھا اندھا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے الہام کرتے ہیں کہ وہ سونف کے پتوں کو اپنی آنکھوں پر ملے تاکہ وہ بینا ہو جائے۔

امام حمزہؒ اور (امام) کسائیؒ نے قدر کو تخفیف سے پڑھا ہے اور باقی قرا نے اسے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ﴿۵﴾

وہ اللہ جس نے اُگایا سرسبز چراگاہ کو، تازہ، پرگل اور سبزہ زار۔ پھر اسے خشک اور ریزہ ریزہ اور سیاہ بنا ڈالا۔

غُثَآءً ریزہ شدہ خشک تنکے، کوڑا کرکٹ کی طرح۔ اَحْوٰی ﴿۵﴾ خشک سیاہ۔ یعنی وہ اللہ جس نے پیدا فرمائے تمہارے چوپایوں کے لیے سفر و حضر میں تیار شدہ چارے (گھاس وغیرہ)، تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو۔ سردیوں میں خشک اور گرمیوں میں تر و تازہ چارے سے نفع اٹھاتے ہیں۔ اس (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے چوپایوں کے لیے گرم مقام اور سرد جگہیں (جہاں گرمی و سردی بسر کرو) پیدا فرمائے ہیں اور (اسی طرح) تمہارے لیے اس نے جنت اور دوزخ بھی بنائی ہے۔

سَنُقْرِئُكَ عنقریب ہم قرآن (مجید) پڑھائیں گے آپ پر جبرائیل (علیہ السلام) کے ذریعے۔ اور (یہ ترجمہ بھی) کہا گیا ہے: ''عنقریب ہم آپ کو پڑھائیں گے''، فَلَا تَنْسٰۤی ﴿۶﴾ پھر آپ نہ بھولیں گے، اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ مگر وہ چیز جو اللہ چاہے کہ نسخ کرے، سو وہ آپ بھلا دیں گے۔ جب وہ لفظاً اور معنیً منسوخ ہوگی تو آپ بھلا دیں گے، اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا یَخْفٰی ﴿۷﴾ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ظاہر اور پوشیدہ کو۔ سو وہ جو چاہے گا اسے منسوخ کر دے گا اور آپ کو بھلا دے گا، کیونکہ وہ خلقت کے مصالح (بھلائیوں) سے (خوب) آگاہ ہے۔

وَ نُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی ﴿۸﴾

اور ہم آسان کر دیں گے آپ کے لیے راستہ نیک عمل کا، یا آپ پر بہشت کا راستہ آسان کر دیں گے۔ یعنی دین میں جو چیز زیادہ آسان تھی، وہ ہم نے عطا کی ہے اور اسے محفوظ رکھا ہے اور جو چیز زیادہ مشکل تھی اسے ہم نے

www.maktabah.org

منسوخ کر دیا ہے۔

فَذَكِّرْ پس آپ نصیحت کرتے ہیں قرآن (مجید) اور شریعت کے ذریعے، اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ؕ اگر فائدہ رکھتا ہے نصیحت کرنا اور اگر (یہ کافروں کو) نفع نہیں دیتا تو (یہ) دوستوں اور اہل ایمان کو نفع دیتا ہے اور کافروں کے لیے الزام حجت (کا درجہ رکھتا) ہے۔

(اس آیت سے) عالم حقانی کا نصیب یہ ہے کہ وہ نصیحت (وعظ) کیا کرے، اگرچہ (یہ) فاسقوں اور مکاروں کے لیے گراں ہے اور وہ (اس سے) نفع حاصل نہیں کرتے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وعظ و نصیحت کو کسی صورت میں بھی ترک نہیں کیا جا سکتا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ چاہے نصیحت فائدہ دے یا نہ دے۔ اسی طرح مفسرین نے اس کی تفسیر کی ہے۔

اس کے بعد بتایا ہے کہ کس کے لیے فائدہ رکھتی ہے اور کسے نفع نہیں دیتی اور اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝

جلد سمجھ جائے گا وعظ سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝

اور دور رہے گا وعظ سے اور نصیحت کو قبول نہیں کرے گا۔ بدبخت شخص جو داخل ہوگا بڑی آگ میں، جو اس دنیا کی آگ سے ستر درجے زیادہ جلانے والی اور گرم ہے۔

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝

پھر وہ بدبخت دوزخی نہ مرے گا، تاکہ عذاب سے رہائی پا لے اور نہ جیے گا ایسا جینا جس میں عذاب کی سختی سے کوئی آسائش (چھوٹ) ہو۔ جیسا کہ عرب سخت مصیبت میں مبتلا ہونے پر اپنے عرف (عام) میں کہتے ہیں کہ نہ مرا ہے اور نہ زندہ۔

اس آیت سے تیرا نصیب یہ ہے کہ تو وعظ و نصیحت اور حقانی واعظوں اور مبلغوں کو ترک نہ کر اور ان سے دور مت رہ اور ان کو دل میں دشمن نہ سمجھ۔

یہ فقیر (مولانا یعقوب چرخیؒ) کہتا ہے کہ مومن آدمی ہمیشہ پند و نصیحت کے طلب کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔ شروع میں ماں باپ سے، اس کے بعد استاد سے، پھر شیخ (مرشد) سے، اس کے بعد الہامات الوہیت سے کہ حق تعالیٰ نے "فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا" (سورہ الشمس ۸) یعنی "پھر اس کے دل میں گناہ اور پرہیزگاری (کی سمجھ) ڈالی" فرمایا ہے۔ بہت سے آدمی ہیں کہ وہ وعظ (سننے کے لیے) جانے میں عار سمجھتے ہیں اور حقانی واعظوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور (ان سے) دشمنی کرتے ہیں، لیکن ان (واعظین) کا محافظ اور مددگار اللہ ہوتا ہے اور انہیں ان (لوگوں) کی دشمنی سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا، بلکہ ان (لوگوں) کا نقصان ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

شعر:

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس فف کند ریشش بسوزد

یعنی جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن فرماتا ہے، اسے (بجھانے کے لیے) جو آدمی پھونک مارے، اس کی ڈاڑھی (صورت) جل جاتی ہے۔

اللہ جل جلالہ نے (اس سورہ میں) منکرین کا ذکر کیا، پھر ان کے عذاب کو بیان کیا اور بعدازاں ایمانداروں کا ذکر کیا اور فرمایا:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰىۙ﴿۱۴﴾

بے شک سعادت مند ہوا اور اس نے فلاح پائی جس نے نصیحت کو قبول کیا اور گناہ سے پاک ہوا۔

وَذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىؕ﴿۱۵﴾

اور اس نے اپنے رب کا ذکر کیا اور اس کا نام پکارا اور نماز پڑھی، یعنی اللہ اکبر کہا اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی اور نماز ادا کی۔ امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس آدمی نے فلاح پائی جس نے عید فطر کے دن کے آغاز میں (صبح سویرے) صدقہ فطر دیا اور نماز عید کی تکبیرات پڑھیں۔ (تفسیر) کشاف میں مذکور ہے کہ امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ خواہ میں نے اپنے نامہ (اعمال) میں ان کے علاوہ کچھ نہ پایا تو بھی مجھے خوف نہیں ہوگا، اگر میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول **قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى** کے تحت صدقہ فطر اور نماز عید کی تکبیریں کہی ہوں گی تو میرے لیے یہی کافی ہوں گی۔

اس فقیر (مولانا یعقوب چرخیؒ) کا خیال ہے **وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ** کہ اس آیت میں منازل سلوک کی طرف اشارہ ہے، جن میں پہلی: توبہ اور تزکیۂ نفس ہے، (یعنی) بری صفات کو چھوڑ کر اچھی صفات کو اختیار کرنا، دوسری: زبانی، قلبی، روحانی اور سری ذکر پر دوام (ہمیشگی) (اور) تیسری: مشاہدات تک پہنچنا۔ "**قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى**" میں پہلی (منزل) کی طرف اشارہ ہے، "**وَذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ**" میں دوسری (منزل) کی جانب اور "**فَصَلّٰى**" میں تیسری (منزل) کی جانب اشارہ ہے، چونکہ نماز مومن کی معراج ہے اور "**قرة عينى فى الصلوٰة**" (اتحاف السادۃ المتقین ۵: ۳۱۱، ۳۱۲) (یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ **وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعۡلَمُ** (اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے)۔

بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ﴿۱۶﴾

ابو عمروؒ نے یائے غائب سے پڑھا ہے اور باقی قرا نے تائے خطاب پڑھا ہے۔ یعنی یہ ہے کہ تم کافر ترجیح دیتے ہو زیادہ قریب کی زندگی کو، یعنی دنیا کو آخرت پر اور قرآن (مجید) اور قرآن (مجید) والوں سے وعظ و نصیحت قبول نہیں کرتے ہو۔

www.maktabah.org

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾

اور حقیقت یہ ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے اور باقی (رہنے والی) ہے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ کفر اور حق کو قبول نہ کرنے کا سبب دنیا کی دوستی، حب جاہ، سلطنت اور حکومت (پسندی) ہے۔

"قال النبی علیہ السلام: حب الدنیا رأس کل خطیئة" (مشکوٰۃ المصابیح ۵۲۱۳،۳: ۱۴۲۸، کنز العمال ۶۱۱۴،۳: ۱۹۲)۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

امیروں اور دنیاداروں میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو اہل حق کے وعظ میں بغیر مطلب کے نہیں آتے ہیں اور بہت سے صالح فقیر ہیں جو اسے (وعظ کو) ترک نہیں کرتے۔

شعر:

عز و غنا و سلطنت سر بخفات می کشد
فقر و فنا و مسکنت جانب مات می کشد

یعنی عزت، دولت اور بادشاہی تجھے خواری کی طرف لے جاتی ہے اور فقر، فنا اور مسکینی تجھے ہماری طرف (یعنی اللہ رب العزت کی جانب) لے آتی ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

بے شک ہم نے اس سورہ میں وعد و وعید اور دلائل توحید وغیرہ سے جو بیان کیا ہے یہ پہلی کتابوں میں لکھا ہوا ہے، (حضرت) ابراہیم اور (حضرت) موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں (یہ) موجود ہے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۭ﴿١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۙ﴿٢﴾
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ﴿٤﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ
اٰنِيَةٍ ۭ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ
وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۭ﴿٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ﴿٨﴾
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ﴿٩﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا
لَاغِيَةً ۭ﴿١١﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۘ﴿١٢﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۙ﴿١٣﴾
وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۙ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۙ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِيُّ
مَبْثُوْثَةٌ ۭ﴿١٦﴾ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۫﴿١٧﴾
وَاِلَى السَّمَاۗءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۫﴿١٨﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۫﴿١٩﴾
وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۫﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ ڛ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۭ﴿٢١﴾
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۙ﴿٢٢﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۙ﴿٢٣﴾
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۭ﴿٢٤﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۙ﴿٢٥﴾
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾

www.maktabah.org

سورہ غاشیہ مکی ہے اور اس میں چھبیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝

بے شک پہنچی آپ کے پاس اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) قیامت کی خبر جو ڈھانپ لینے والی ہے تمام چیزوں کو (گونا گوں) خطرات سے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق غاشیہ ایک آگ کا نام ہے جو تمام کافروں پر چھا جانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن (مجید) میں قیامت کا ذکر ایک ہزار جگہ پر کیا ہے، تا کہ لوگ اس سے ڈر جائیں۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝

اس روز (کتنے) چہرے ہوں گے خوفزدہ، خوار و ذلیل قیامت کے خوف سے۔

عَامِلَةٌ عمل کرنے والے، نَّاصِبَةٌ ۝ رنج دیکھنے والے دوزخ میں اور ان کا کام یہ ہوگا کہ انہیں فرمایا جائے گا کہ وہ طوق اور زنجیر پہنے ہوئے صعود (بلندی) پر چڑھ کر آئیں، اور پھر ان کو (بلندی سے نیچے) گرا دیا جائے گا۔ صعود دوزخ کی آگ کا ایک پہاڑ ہے۔ یہ لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں عمل کیے ہوں گے اور تکلیفیں برداشت کی ہوں گی، لیکن یہ اللہ کی رضا کے لیے نہیں ہوں گی۔

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝

وہ داخل ہوں ایک آگ میں جو سخت گرم (دہکتی ہوئی) ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ کو تین ہزار سال تک بھڑکایا گیا ہے، یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی ہے اور اب بھی اسی طرح سیاہ ہے۔ ابوبکرؓ اور عمروؓ نے تصلی کو صیغہ مجہول پڑھا ہے، یعنی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝

پانی پلایا جائے گا ان کو دوزخ میں گرم چشمے سے، جس کی تپش بہت زیادہ ہوگی (یعنی کھولتا ہوا)۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝

نہیں ہوگا ان دوزخیوں کے لیے دوزخ میں کوئی کھانا سوائے خشک کانٹوں کے جو زہر قاتل ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ دوزخ میں یہ (ضریع) خاردار گھاس کے مشابہ ایک درخت ہے۔

لَّا يُسْمِنُ نہ موٹا کرے گا، وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝ اور نہ فائدہ دے گا اور نہ دور کرے گا بھوک، یعنی اس کے کھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جب اللہ جل جلالہ نے دوزخیوں کی حالت بیان کی تو اب جنت والوں کی ستائش بھی کی اور فرمایا:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝

(کتنے ہی) چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے، رحمت (الٰہی) کے اثر سے۔

www.maktabah.org

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝

کوشش کرنے اور دنیا میں نیک عمل کرنے کی وجہ سے خوش ہوں گے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝

عالی شان جنت میں ہوں گے۔

لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۝

نہ سنیں گے جنت میں وہ بیہودہ اور لغو بات۔ (وہاں) سب حکمت (کی باتیں) اور حمد وثنائے (الٰہی) کی جائے گی۔

فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝

اس جنت میں پانی کا چشمہ جاری ہوگا۔ اس سے مراد یہاں (جنت میں) جاری بہت سے چشمے ہیں۔

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝

اس جنت میں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے، اگر ان کے اوپر سے کوئی چیز گرے گی تو اسے سو سال لگیں گے تب وہ نیچے پہنچے گی۔ حدیث میں آیا ہے:

قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: "ان المتحابین فی اللّٰہ لفی غرفۃ ینظر الیھم اھل الجنۃ، کما ینظر اھل الدنیا الی کواکب السّمآء"۔

یعنی نبی (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو (ایماندار) لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، یقیناً وہ (جنت میں) ایسی بلند جگہوں پر ہوں گے کہ ان کو جنتی یوں دیکھیں گے، جیسے اہل دنیا آسمان پر ستاروں کو دیکھتے ہیں۔"

جب اہل جنت ان تختوں پر بیٹھنا چاہیں گے تو یہ (خود بخود) نیچے آ جائیں گے اور پھر بلند ہو جائیں گے۔

وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝

اور بہشت میں بغیر دستے والے آبخورے (ساغر) شراب سے پر کر کے بہشت کی نہروں کے کنارے پرستاروں کی تعداد میں رکھے ہوئے ہوں گے جو مختلف جواہرات، بعض سونے اور بعض چاندی وغیرہ کے ہوں گے۔

وَّنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝

اور جنت میں تکیے بچھے ہوئے ہوں گے، ایک دوسرے کے پہلو میں صف بہ صف رکھے گئے۔

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝

اور قالین اور مسندیں پھیلا کر جنت میں بچھی ہوں گی۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ مخملی قالین جنتیوں کے محلات

www.maktabah.org

میں بچھائے گئے ہوں گے، جب رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے جنت کے تختوں (مسندوں) کے بارے میں ارشاد فرمایا تو کافر کہنے لگے: ''کس طرح (مومن) ان بلند تختوں پر سوار ہوں گے؟'' اس پر حق سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے اونٹوں کو کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں؟ جب وہ اس پر سوار ہونا چاہتے ہیں تو وہ نیچے بیٹھ جاتا ہے اور پھر بلند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں (مزید) کتنے فائدے رکھے ہیں۔

وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾

اور وہ آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بلند کیا گیا ہے؟ بغیر ستون کے سبز خیمہ کی مانند لگا ہے اور اس میں بہت سارے عجائب ہیں۔

وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾

اور وہ پہاڑوں کی جانب کیوں نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح کھڑے کیے گئے ہیں؟ اور پہاڑوں میں اور کتنے فائدے رکھے ہیں۔

وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾

اور وہ زمین کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے بچھائی گئی ہے؟ اور کتنے ہزار عجائب قدرت اس میں پیدا کیے گئے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوزخ اور اس کی سختیوں اور جنت اور اس کی نعمتوں کو پیدا کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ جس طرح کہ اللہ جلالہ نے اس سورہ کے شروع میں بیان فرمایا ہے۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾

یعنی پس آپ اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سمجھاتے رہیں اور بے شک آپ سمجھانے والے ہیں۔

لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾

اور نہیں ہیں آپ ان کافروں پر مقرر کیے گئے، تاکہ ان پر زبردستی کریں ایمان لانے کے لیے اور اس آیت کا حکم آیت سیف یعنی فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ (سورہ توبہ ۵)، یعنی ''مشرکوں کو قتل کرو'' سے منسوخ ہے اور کہا گیا ہے کہ آیت مذکور کا معنی یہ ہے کہ آپ اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس پر مجبور نہیں ہیں کہ ان میں راہ راست پر آنے کی خو پیدا کریں اور ظاہر کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ (سورہ القصص ۵۶)

یعنی ''اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند

www.maktabah.org

کریں، البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔"

یعنی آپ راستہ دکھائیں، وعظ کریں اور نصیحت کریں، سعادت کس آدمی کی مددگار بنتی ہے، تاکہ وہ حق کو قبول کرے اور بدقسمتی کسے اس پر اُبھارتی ہے کہ وہ حق کو قبول نہ کرے۔ کتنی عجیب بدبختی ہے کہ اللہ (کریم) کے رسول (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کے پاس بھیجا جائے (اور) وہ آپؐ کو نہ پہچانے (یعنی قدر نہ کرے) اور ایمان نہ لائے بلکہ آپؐ کا دشمن بن جائے۔

مثنوی:

اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ ——— پیش بے دولت بگردد اُو ز راہ

اے بسا معشوق کآید ناشناخت ——— پیش بد بختے نداند عشق باخت

این غلط دہ دیدہ را حرمان ماست ——— وین مقلب قلب راسوء القضاست

دیدہ و دل ہست بین الاصبعین ——— چون قلم در دست کاتب اے حسین

جز نیاز و جز تضرع راہ نیست ——— زین تقلب ہر قلم آگاہ نیست

اے قلم بنگر گر اجلا لیستی

کہ میان اصبعین کیستی

(مثنوی ۳: ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸)

ترجمہ: "بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں، بدبخت کے لیے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں۔

بہت سے معشوق ہیں جو بغیر جان پہچان کے آجاتے ہیں۔ ایک بدبخت کے سامنے جو عشق بازی نہیں جانتا ہے۔

آنکھ کو غلط دکھانے والی ہماری محرومی ہے اور یہ ہمارے دل کو پھیرنے والی بری تقدیر ہے۔

آنکھ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں، اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم۔

دُعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے، اس گردش سے ہر قلم باخبر نہیں ہے۔

اے قلم! اگر تو خدائی ہے تو خیال رکھ، کہ تو کس کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے؟

قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم: قلوب العارفین بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن، یقلّبھا کیف یشآء (السنۃ لابن ابی عاصم ۱: ۱۰۴، اتحاف السادۃ المتقین ۸: ۵۴۹، ان الفاظ کے ساتھ: "قلوب العباد" اور "قلوب بنی آدم"):

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عارفوں کے دل رحمٰن (اللہ) کی انگلیوں میں سے دو

www.maktabah.org

انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ ان کو پھیر دیتا ہے، جیسے چاہتا ہے"۔

اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی وَکَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَکْبَرَ ﴿۲۴﴾

مگر وہ آدمی جو منہ موڑے ایمان سے اور کافر ہو جائے، پھر عذاب دے گا اللہ تعالیٰ اسے، بہت بڑا عذاب۔
یعنی دنیا اور آخرت میں اس تقدیر سے استثناء منقطع ہوگا اور اگر استثناء متصل ہو تو دو معنی کرتے ہیں (۱) آپ اپنی قوم کو نصیحت کریں کہ (یہ) ان کو نفع دے گی، مگر جو آدمی کافر ہو جائے اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔ (۲) دوسرا معنی یہ ہے کہ آپ ان کو قتل کرنے پر مسلط نہیں ہیں، مگر اس آدمی کو جو ایمان لانے سے منہ موڑے۔

اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَهُمْ ﴿۲۵﴾

بلاشبہ ان کو ہماری طرف لوٹنا ہے۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

پھر (یقیناً) ہمارے ہی ذمہ ہے ان سے حساب لینا اور ان کو جزا دینا۔ ہم ان کے اعمال کی جزا دیں گے (اور) اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ ان کو (احکام) شریعت پہنچائیں، تاکہ (یہ) ان پر حجت ہو۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ:

یعنی اے ہمارے اللہ ہمارے دلوں کو اپنے دین اور اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھ، اے دلوں کو موڑنے والے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ وَالَّيْلِ
إِذَا يَسْرِ ۝٤ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ
فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ
مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩
وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝١٠ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝١١
فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝١٢ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
عَذَابٍ ۝١٣ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا
مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَكْرَمَنِ ۝١٥
وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ
أَهَانَنِ ۝١٦ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝١٧ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ
عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝١٨ وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۝١٩
وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝٢٠ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا
دَكًّا ۝٢١ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝٢٢ وَجِايْٓءَ
يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنّٰى لَهُ
الذِّكْرٰى ۝٢٣ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝٢٤ فَيَوْمَئِذٍ

www.maktabah.org

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾
يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

سورۂ فجر مکی ہے اور اس میں تیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالْفَجْرِ﴿۱﴾ قسم ہے اس فجر (صبح) کی، جو سورج کے نور اور روشنی کے ظاہر ہونے کا اوّل وقت ہے۔ یا قسم ہے صبح کے رات کی تاریکی سے پھوٹنے کی۔ یہ حق تعالیٰ کی ہستی، قدرت، علم اور حشر ونشر پر بہت بڑی اور واضح دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے بقول فجر سے مراد صبح کی نماز ہے اور بعض (دوسروں) کا کہنا ہے (کہ اس سے) ذی الحجہ کے مہینے کا آغاز (مراد) ہے۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴿۲﴾ اور قسم ہے ذی الحجہ کے مہینے کی دس راتوں کی جو حاجیوں کا عشرہ ہے اور بعض کے بقول (یہ دس راتیں) رمضان (المبارک) کا آخری عشرہ ہے۔

وَّالشَّفْعِ اور جفت کی قسم، یعنی عید الاضحیٰ کے دن کی قسم، وَالْوَتْرِ﴿۳﴾ اور قسم طاق کی، عید الفطر کی قسم۔ بعض کا کہنا ہے کہ شفع سے مراد پیدا کی ہوئی (مخلوقات) ہے اور وتر سے مراد پیدا کرنے والا (خالق) ہے۔ اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔ حمزہؒ اور کسائیؒ نے والوتر کو واؤ کی زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی قرا نے واؤ کو زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ﴿۴﴾ اور قسم ہے رات کی جب وہ گزرنے لگے۔ بعض کا کہنا ہے کہ رات سے مراد وہ رات ہے جس میں حاجی عرفات سے مزدلفہ کی طرف جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں بھی کہا گیا ہے اور قسم کا جواب محذوف ہے۔ یعنی البتہ ان کو عذاب دیا جائے گا، یعنی ان چیزوں کی قسم جن کو ہم نے بیان کیا ہے یقیناً کافروں کو عذاب دیا جائے گا۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ﴿۵﴾

آیا اس میں جو بڑی قسم کھائی گئی ہے، کسی آدمی کو (شک) ہے جو صاحب عقل ہے؟ یعنی عقل والے جانتے ہیں کہ (یہ) بہت بڑی قسم ہے، ان چیزوں کی جو عجائب قدرت کی مظاہر ہیں اور حکمت کی نادر چیزیں ہیں۔ یہ عقل والے اولیاء اللہ اور انبیاء ہیں جن کے دل کی آنکھ اللہ کے نور سے منور ہے اور ان کے باطن ان کے لیے مصور ہیں۔ کسی گندے چہرے والے (بے آبرو آدمی) کو یہ حقیقت میسر نہیں آتی۔

شعر:

روئے ناشستہ نہ بیند روئے حور　　　لا صلوٰة گفت اِلَّا بِالطُّهُوْر

(مثنوی ۳: ۲۹۳)

www.maktabah.org

یعنی اَنْ دُھلا منہ (بدکار آدمی) حور کا منہ نہیں دیکھتا ہے۔ آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ نماز بغیر طہارت (پاکیزگی) کے نہیں ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝

کیا آپ نہیں جانتے کہ کیا کیا ہے آپ کے اللہ نے پہلے کافروں کے ساتھ؟ یعنی آپ جانتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے عاد کی قوم کو ہلاک کیا، جن کا نام ارم تھا۔

عاد دو ہوئے ہیں۔ پہلا عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام تھا اور وہ ہود علیہ السلام کی قوم سے تھا۔ اس کے بعد دوسرا عاد تھا، جس کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام شداد بن عاد اور دوسرا شدید (بن عاد) تھا۔ اور یہ (حضرت) صالح (علیہ السلام) کی قوم سے تھے۔ کہا گیا ہے کہ ارم ایک باغ کا نام تھا جو شداد بن عامر نے بنایا تھا۔

پہلی صورت میں ارم عطف بیان ہے عاد پر اور دوسری صورت میں مضاف محذوف ہے، یعنی عاد صاحب ارم۔

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ

کہ وہ ارم شداد کا باغ ستونوں اور عمارتوں والا تھا۔

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝

پیدا نہیں کیا گیا ہے، اس جیسا شہروں میں (کوئی شہر)۔ کہا گیا ہے کہ قوم عاد دراز اور لمبے قد والے تھے کہ ہر ایک کا قد سات سو گز تھا۔ شداد بن عاد کی نو سو سال عمر تھی۔ اس ملعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور تمام روئے زمین کو قبضہ میں لے لیا۔ اس نے عدن کے بیابان میں تین سو سال کے اندر ایک جنت بنوائی۔ جب وہ تیار ہوگئی تو اس نے اپنے لشکروں کے ساتھ اس (بی نظیر) جنت میں داخل ہونا چاہا، جس کی مانند جنت نہ کسی نے دیکھی تھی اور نہ ہی اس کا ذکر کتابوں میں کیا گیا ہے۔ جب وہ قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک آواز جو آسمان سے آئی، سے ہلاک کر دیا۔

وَثَمُوْدَ اور آپ نہیں دیکھتے اور نہیں جانتے کہ کس طرح آپ کے اللہ نے ثمود کے لوگوں کو جو (حضرت) صالح علیہ السلام کی قوم تھے، ہلاک کر دیا۔

الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝

جنہوں نے پتھروں کو تراشا اور پتھروں سے محلات اور گھر بنائے۔ ایک موضع کے اندر جس کا نام ام القریٰ ہے۔ اس میں انہوں نے دو ہزار یا ایک ہزار سات سو محلات، محرابوں اور چھتوں کے ساتھ پہاڑ کھود کر بنائے تھے۔ جب انہوں نے (حضرت) صالح (علیہ السلام) کی اونٹنی کو مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝

اور آپ نہیں دیکھتے اور نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا فرعون کو جو میخوں والا تھا؟ حضرت عبداللہ بن

www.maktabah.org

عباس رضی اللہ عنہ کے بقول ان میخوں سے مراد یہ ہے کہ اس کے لشکر بہت زیادہ تھے اور ان کے خیمے تھے جو میخوں سے لگائے جاتے تھے۔ (حضرت) مجاہدؒ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ میخیں ہیں جو وہ لوگوں کو سولی پر لٹکا کر گاڑتے تھے اور ہلاک کر دیتے تھے۔ جیسا کہ علماء نے روایت کی ہے کہ فرعون کا ایک خزانہ دار تھا جس کا نام حزقیل تھا۔ وہ فرعون سے چھپ کر (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا۔ کیونکہ وہ فرعون کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھا اور اس کی بیوی فرعون کی بیٹی کی مشاطہ (کنگھی کرنے والی) تھی۔ یہ عورت بھی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھی۔ ایک روز فرعون کی بیٹی اس سے آگاہ ہوگئی اور اس نے فرعون کو بتا دیا۔ فرعون نے اس عورت سے کہا کہ تو ایمان اور اسلام سے پھر جا۔ وہ عورت (ایمان سے) برگشتہ نہ ہوئی۔ فرعون نے اس عورت کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا، لہٰذا اس عورت کو سولی پر لٹکایا گیا اور اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گاڑ دی گئیں۔ فرعون کی بیوی آسیہ خاتون نیز ایمان قبول کر چکی تھیں، انہیں بھی اسی طرح کا عذاب دیا گیا اور وہ (مومن) ایمان سے برگشتہ نہ ہوئے۔

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾

وہ جنہوں نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی شہروں میں۔

فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾

پس انہوں نے بہت کیا شہروں میں فساد۔ یعنی انہوں نے بہت زیادہ گناہ کیے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾

پھر برسایا اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کا کوڑا۔ (حضرت) امام سدیؒ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے) ہر ایک کو جداگانہ عذاب دیا۔ عاد کے لوگوں کو ہوا کے ذریعے، ثمود کی قوم کو آواز سے جو آسمان سے آئی، اور فرعون اور اس کے لوگوں کو پانی میں غرق کر کے۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾

بے شک آپ کا پروردگار یقیناً تاک میں ہے۔ الْمِرْصَادِ راستہ۔ نیز کہا گیا ہے کہ تنگ راستہ جس پر چلنا پڑے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور دیکھتا ہے اور سنتا ہے جو لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ کرتے ہیں، وہ اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ دنیا میں کافروں کو عذاب دے گا اور آخرت میں بھی۔ کوئی آدمی اس سے پوشیدہ نہیں ہوتا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ (اس سے مراد) اللہ تعالیٰ کے وہ فرشتے ہیں جو (پل) صراط پر گزرگاہوں اور تنگ جگہوں پر (کھڑے) ہیں۔ پل صراط پر سات جگہوں میں سات چیزوں کے بارے میں پوچھیں گے۔ پہلی چیز توحید اور ایمان، دوسری نماز، تیسری زکوٰۃ، چوتھی روزہ، پانچویں حج و عمرہ، چھٹی طہارت و غسل جنابت، ساتویں ماں باپ کے حقوق اور صلہ رحمی۔ جب ان سب سے فارغ ہو جائیں گے اور جواب صحیح دیں گے تو جنت میں چلے

www.maktabah.org

جائیں گے، وگرنہ دوزخ میں گریں گے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

جب اللہ تعالیٰ نے گزشتہ (زمانے کے) کافروں کا حال بیان کیا اور ان کے عذاب کا ذکر کیا اور ان کے ناپسندیدہ اعمال کی خبر دی کہ انہوں نے (اللہ تعالیٰ کی) نعمتوں کا شکر نہیں کیا اور مصیبتوں میں صبر نہیں کیا، باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور دیکھنے والا ہے اور ''اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔ پھر (اب) اس امت کے کافروں کا ذکر کیا اور اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ:

لیکن وہ معین کافر یا سارے کفار، جب آزمائے اس کو پروردگار اس کا، فَاَكْرَمَهٗ پھر احسان کرے اس پر مال واولاد دے کر۔ وَنَعَّمَهٗ اور اسے ناز ونعمت میں پرورش دے کر۔

فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ

پس یہ کافر کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میرے ساتھ بھلائی کی اور اس میں اپنی عزت وحرمت دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال دیا اور اسے (اپنی) نعمتوں سے خوشحال بنا دیا۔

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ:

اور لیکن جب آزمائے اسے پروردگار اس کا۔

فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ:

پھر تنگ کر دے اس کے اوپر روزی کو۔

فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ

پس وہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے ذلیل کر دیا۔ روزی کے کم ہونے کو وہ اپنی خواری کا سبب سمجھتا ہے۔ دنیا میں کافر کا مقصود یہی ہے کہ وہ عزت وحرمت مال کو (ہی) سمجھتا ہے اور فقر کو خواری اور ذلت خیال کرتا ہے، لیکن مومن عزت وحرمت ایمان، طاعت، تقویٰ اور زہد کی توفیق کو سمجھتا ہے اور کفر وحرام کے گناہ کو خواری وذلت خیال کرتا ہے۔ (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (سورہ الحجرات ۱۳) یعنی بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَعْلَمُكُمْ وَاَغْنَاكُمْ وَاَقْوَاكُمْ یعنی بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ علم والا ہو اور زیادہ مال والا ہو اور زیادہ قوی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس اعتقاد کا رد فرمایا اور جل جلالہ نے فرمایا:

كَلَّا (ہرگز نہیں) باز آجاؤ اے کافرو! اس برے عقیدے سے، ایسا نہیں ہے جیسا تم نے اعتقاد بنا لیا ہے۔

بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ

www.maktabah.org

بلکہ تم بھلائی نہیں کرتے یتیموں کے ساتھ اور یہ تمہاری بدقسمتی اور ذلت کی دلیل ہے اور مومن یتیموں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں اور یہ ان کی سعادت اور بزرگی کی دلیل ہے۔ (اس سورہ کے) آخر تک اسی طرح سمجھ لیں۔ وَاللّٰہُ تعالٰی اَعْلَمُ (اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے) اور کافر یتیموں کو وراثت (بھی) نہیں دیتے تھے۔

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

اور ایک دوسرے کو رغبت نہیں دلاتے ہو سوالی کو کھانا کھلانے کی اور خود بھی (کھانا) نہیں دیتے ہو۔

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝

اور تم کھا جاتے ہو (مالِ) میراث کو خوب سمیٹ سمیٹ کر اور جو کچھ پاتے ہیں، کھا جاتے ہیں اور حلال و حرام کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں، گویا کہ (یہ) دنیا میں حرام نہیں ہے۔ اپنا اور دوسروں کا مال کھا جاتے ہیں اور آخرت کا کوئی غم نہیں سمجھتے اور فکر نہیں کرتے۔ چوپایوں سے بھی گھٹیا ہیں، کیونکہ چوپایہ اپنے گھاس میں جسے بھلا اور نفع بخش سمجھتا ہے وہ کھاتا ہے اور باقی چھوڑ دیتا ہے۔

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

اور تم محبت کرتے ہو مال سے، بہت زیادہ محبت۔ حلال ہو یا حرام، سب کو جمع کرتے ہو۔ تُكْرِمُوْنَ سے تُحِبُّوْنَ تک کو تائے خطاب سے پڑھا گیا ہے اور یائے غائب سے بھی پڑھا گیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ہمارے زمانہ کے لوگوں کے سامنے گوشت (بس) موٹا ہونا چاہیے، کیا حلال و کیا حرام؟ اور مال زیادہ ہونا چاہیے، خواہ حلال و خواہ حرام! خاص کر کے خدا سے بے خوف شیوخ اور عالموں کو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (اے اللہ تو ہمیں پرہیز گاروں میں سے بنا)۔

كَلَّآ ہرگز نہیں ہے ایسا، جیسا کہ تم کرتے ہو اور کہتے ہو اور یتیم کا مال لے لیتے ہو اور کھاتے ہو اور حرام سے پرہیز نہیں کرتے ہو۔ رک جاؤ اس برے عقیدے سے اور یوں مت کرو۔

اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝

اور جب کوٹ دیا جائے گا زمین کو خوب ریزہ ریزہ۔ یعنی جب زمین کو لرزا دیا جائے گا خوب سخت لرزانا، تاکہ ہموار ہو جائے اور اس کے اوپر کوئی پہاڑ اور بلندی نہ رہے۔

وَّجَآءَ رَبُّكَ

اور آئے گا حکم آپ کے رب کا، یعنی تمام خلقت زندہ ہو جائے گی اور انہیں جزا دی جائے گی۔

وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝

اور آئیں گے فرشتے، اس حال میں کہ وہ آدمیوں اور جنوں کے چاروں طرف قطار در قطار موجود ہوں گے۔

وَجِایْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ

www.maktabah.org

اور لائی جائے گی اس روز دوزخ ستر ہزار مہار سے اور ہر مہار کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا اور یہ دوزخ چنگھاڑ رہی ہوگی۔

(حضرت) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہے کہ جب یہ آیت ''وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ'' تا آخر، نازل ہوئی تو (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ (انور) کا رنگ یوں متغیر ہوگیا کہ ایسے (کبھی) متغیر نہیں ہوا تھا۔ امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بغل میں لے لیا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) یہ کیسی حالت ہے؟'' رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا:

''اے علی (رضی اللہ عنہ) ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے قیامت کے حال کی خبر بتائی ہے۔''

یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ:

اس روز انسان سمجھ جائے گا، وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ اور کیا فائدہ دے گا انسان کو اس روز سمجھ جانا؟ چونکہ اس نے دنیا میں نصیحت نہ پکڑی اور حق کو قبول نہ کیا اور ایمان نہ لایا اور گناہ کو ترک نہ کیا۔

یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾

کہے گا کافر قیامت کے دن، اے کاش کہ میں نے دنیا میں (رہتے ہوئے) ایمان اور بندگی (میں سے کچھ) کو آگے بھیجا ہوتا ہے (اس) آخرت کی زندگی کے لیے۔

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾

ذال اور ثا کی زیر سے، یعنی یعذب اور یوثق پڑھا گیا ہے اور دونوں کی زبر کے ساتھ بھی اس کی قرأت ہے۔ پہلی (قرأت) کے مطابق معنی یہ ہوں گے کہ ''اس روز عذاب نہیں کرے گا کوئی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح اور نہیں باندھے گا کوئی اللہ تعالیٰ کے باندھنے کی مانند'' اور دوسری قرأت کے مطابق معنی یہ ہیں کہ ''اس روز عذاب نہیں دیا جائے گا کسی کو کافر کی طرح اور اس روز باندھا نہیں جائے گا کوئی کافر کی مانند''۔ یعنی قیامت میں کافروں کو عذاب دیا جائے گا اور ان کو باندھا جائے گا، ایک ایسا عذاب اور ایک ایسا باندھنا کہ دنیا اور آخرت میں اس کی مانند کسی آدمی کو عذاب نہیں ہوا ہوگا اور نہ (آئندہ) ہوگا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾

(یہ) مومن کو مرتے وقت کہا جائے گا۔ بعض تفسیروں میں آیا ہے کہ جب (حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قبر میں رکھا گیا تو ایک سبز پرندہ آیا اور ان کی قبر میں داخل ہوگیا اور ایک آواز سنی گئی کہ ''یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ

www.maktabah.org

الْمُطْمَىِٕنَّةُ﴿۲۷﴾ '' تا آخر۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ قیامت میں زندہ ہونے کے وقت (کہا جائے گا) یعنی ''اے ایمان اور طاعت سے آرام پانے والے نفس لوٹ چل اپنے رب کی طرف۔ یعنی اس کی رحمت میں، اس حالت میں کہ تو خوش ہو جائے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہو جائے۔''

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ﴿۲۹﴾

پس داخل ہو جا تو میرے بندوں میں۔

وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴿۳۰﴾

اور تو داخل ہو جا میری بہشت جاوداں میں۔

(حضرت) عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے روایت فرمائی ہے کہ جب مومن کو موت آتی ہے تو فرشتے اس کے سرہانے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے حق، ایمان اور طاعت سے آرام پانے والی جان تو باہر آ جا نعمت اور آسائش کی طرف، اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے۔ اس بندے کی جان خوشی سے باہر آتی ہے اور جہان اس کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور فرشتے آسمان سے اس کا نظارہ کرتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیتے ہیں اور اس مومن کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اس مومن کی جان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے اور (حضرت) میکائیل (علیہ السلام) کو فرمان ملتا ہے کہ اس جان کو مومنوں کی جانوں کے قریب لے جائیں اور اس مومن کی قبر کو کھلا کر دیا جائے، تاکہ اس بندے کی جان کو راحت اور آسائش پہنچے۔ اگر اس نے قرآن (مجید) سے کچھ پڑھا ہو تو اس کا نور اس قبر کو منور کر دیتا ہے اور وہ (اس میں) یوں سوتا ہے، جیسے کسی نئی دلہن کی ہو۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا (یعنی اے اللہ تو ہمیں یہ نصیب فرما)۔ جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو دو فرشتے اس کے سرہانے آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پلید نفس! باہر آ جا ناپاک بدن سے دردناک عذاب کی طرف کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ (یعنی ہم اللہ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾
وَ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ﴿۴﴾
اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ
مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ
لَّهٗ عَیْنَیْنِ ﴿۸﴾ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ ﴿۹﴾ وَ هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ ﴿۱۰﴾
فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ
رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ یَّتِیْمًا ذَا
مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾
اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا
هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

سورۂ بلد مکی ہے اور اس میں بیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾

بعض کہتے ہیں کہ کلمہ ''لا'' زائد ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ ''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ (مکرمہ) کی'' یعنی مکہ (مکرمہ) کی قسم۔ بعض کا کہنا ہے کہ ''لا'' زائد نہیں ہے اور اس طرح معنی یہ ہے کہ نہیں ہے ایسا جیسا کہ کافر کہتے ہیں کہ ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ مکہ (مکرمہ) کی قسم۔

www.maktabah.org

وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝

اور حال یہ ہے کہ آپ کے لیے حلال ہے اس شہر میں، یعنی آپ کے لیے جائز ہے کہ آپ اس شہر میں کافروں کے ساتھ جنگ کریں اور ان میں سے جس کو چاہیں قتل کر دیں۔ آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں ہے اور آپ کے لیے ایک ساعت میں جائز ہے، اس دن کے لیے، جس روز مکہ (مکرمہ) فتح ہوا۔

وَوَالِدٍ اور باپ کی قسم، وَّمَا وَلَدَ ۝ اور اولاد کی قسم جو جنتے ہیں، یا اس سے مراد (حضرت) آدم (علیہ السلام) ہیں اور ان کی اولاد۔ ایک دوسرے قول کے مطابق (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد مراد ہے۔ ایک اور قول یہ ہے کہ ہر باپ اور اولاد جو بھی ہوں، وہ مراد ہیں۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ۝

بے شک ہم نے انسان کو سختی اور رنج میں پیدا کیا۔ یعنی ہم نے اسے پیدا کیا، تا کہ وہ دنیا اور آخرت کا رنج برداشت کرے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''ہم نے انسان کو درست بلند قد پیدا کیا''۔ اس انسان سے مراد (حضرت) آدم (علیہ السلام) ہیں اور بعض کے بقول سب انسان ہیں۔ (حضرت) مقاتلؒ کا قول ہے کہ اس انسان سے مراد معین کافر ہے جو قریش میں اپنی طاقت اور زور کے لحاظ سے مشہور تھا اور وہ رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام کا دشمن تھا، اس کا نام اشد ابن کلدہ ہے۔

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۝

کیا گمان کرتا ہے وہ کافر جو اشد ابن کلدہ ہے، کہ اس پر ہرگز کوئی آدمی قدرت نہیں رکھتا۔ یعنی وہ گمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں ہے اور وہ اسے ہلاک نہیں کرے گا۔ وہ اسی گمان میں تھا کہ اچانک اُسے پیٹ درد نے آلیا اور وہ خاک پر لوٹنے لگا۔ کہتا تھا کہ مجھے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اللہ نے مار ڈالا۔

یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝

کہتا ہے وہ کافر کہ ضائع کیا میں نے، یعنی میں نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دشمنی میں بہت زیادہ مال خرچ کیا اور جھوٹ کہتا تھا کیونکہ وہ غریب آدمی تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا رد کیا اور فرمایا:

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝

آیا گمان کرتا ہے وہ کافر کہ نہیں دیکھا ہے اس کو کسی نے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے شرم نہیں آتی۔ ایک دوسرے قول کے مطابق اس انسان سے ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ مراد ہے۔

بعد ازاں حق تعالیٰ نے اس کافر پر اپنی قدرت کی دلیل بیان کی اور (وہ) یہ کہ اللہ اُسے زندہ کرے گا اور عذاب دے گا۔ وہ دلیل کافر کے نفس میں موجود تھی، لہٰذا اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

www.maktabah.org

اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَیۡنَیۡنِ ۙ﴿۸﴾

کیا ہم نے نہیں بنائیں؟ اس آدمی کے لیے دو دیکھنے والی آنکھیں۔

وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیۡنِ ۙ﴿۹﴾

اور زبان بولنے والی اور دو ہونٹ دانتوں کے اوپر۔

وَ هَدَیۡنٰهُ النَّجۡدَیۡنِ ﴿۱۰﴾

اور ہم نے دکھائے اسے دو راستے۔ نیکی کا راستہ اور برائی کا راستہ۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''دو تھن ماں کے''۔ یعنی جو اللہ ان چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ ہر چیز جسے چاہے، کو پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور سب چیزوں سے آگاہ ہے۔ سو وہ اس کافر کی حالت کو بھی جانتا ہے اور اس کے (حضرت) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی میں خرچ کرنے کو بھی جانتا ہے۔ وہ اللہ اسے ہلاک کرنے اور اسے (پھر) زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ یہ کافر قیامت کے عذاب سے غافل ہے اور وہ اس کا غم نہیں رکھتا اور نہیں جانتا کہ کیسا دشوار راستہ اسے پیش آئے گا؟ اور وہ اس (کے طے کرنے) کی قابلیت نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کی غفلت کی خبر دی اور فرمایا:

فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾

پس ابھی یہ کافر نہیں گزرا دشوار راستے سے جو قیامت کی گھاٹی ہے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''پس نہیں گزرا وہ دکھ، سختی اور مصیبت سے۔''

کعب الاحبارؒ کے قول کے مطابق اس گھاٹی سے مراد دوزخ کے سات درجے ہیں۔ ایک دوسرے قول کے مطابق وہ پل صراط کے علاوہ ایک پہاڑ ہے۔ امام کلبیؒ کے بقول یہ گھاٹی پل صراط ہے جو دوزخ کے اوپر رکھا گیا ہے، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز اور یہ تین ہزار سال کی مسافت ہے۔ ایک ہزار سال اس کے اوپر چڑھنے کے لیے، ایک ہزار سال اس کے اوپر گزرنے کے لیے اور ایک ہزار سال اس سے نیچے اُترنے کے لیے اور حقیقی مومن کے لیے یہ نماز عصر سے غروب آفتاب تک کے وقت جتنی ہوگی۔ بعض بجلی کی طرح گزر جائیں گے، بعض ہوا کی مانند، بعض تیز دوڑنے والے گھوڑے کی طرح، بعض دوڑتے ہوئے اور بعض آہستہ آہستہ گزریں گے۔ کچھ دوزخ میں گر پڑیں گے اور اس سے گزر نہیں سکیں گے۔ بعض کے بقول اس گھاٹی سے مراد نیک اعمال ہیں۔ بطریق استعارہ مصرحہ صالح اعمال کو گھاٹی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پس اس طرح معنی یہ ہوں گے کہ ''نہیں کیے اس کافر نے نیک اعمال'' جو اس کی دوزخ سے نجات کا سبب بنیں۔ وہ صالح اعمال یہ ہیں جو اللہ جل جلالہ نے بیان کیے ہیں اور فرمایا:

وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾

اور آپ کیا سمجھے اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سبب اس گھاٹی سے گزرنے کا؟

www.maktabah.org

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾

گردن چھڑانا غلامی سے۔یعنی وہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔

اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾

یا کھانا کھلانا ہے، بھوک والے دن میں۔یعنی وہ دن جس میں بھوک ہو۔

یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾

یتیم کو جو رشتہ دار ہو، یعنی قرابت دار۔

اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾

یا سوالی کو جو درویش ہو۔یعنی ایسا سوالی جو خاک نشیں ہو۔یعنی اسے کھانا کھلانا جو کہ (صرف) اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو اور اس میں دکھلاوا اور ریا نہ ہو۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا :

پھر ہو وہ ان لوگوں میں سے جو کہ ایمان لائے ہیں۔یعنی یہ آزاد کیا جانے والا اور یہ کھانا کھلایا جانے والا مومنوں میں سے ہوں اور وہ کافر نہ ہوں۔

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ :

اور یہ ایمان والے ایک دوسرے کو مصیبتوں اور عبادتوں میں صبر کی تلقین کرنے والے ہوں۔

وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾

اور نصیحت کرنے والے ہوں ایک دوسرے کو خلقت پر رحم کرنے کی۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿۱۸﴾

یہی (لوگ) ہیں دائیں ہاتھ والے۔یعنی قیامت میں انہیں اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، یا یہ وہ لوگ ہیں جن کو یمن اور برکت حاصل ہے۔یعنی وہ جنتی ہیں۔

اس آیت سے درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ ان صفات کے لیے پوری طرح مستعد رہے۔اوّل ایمان کا حصول، دوّم عبادتوں اور مصیبتوں میں صبر کی تلقین کرنا، سوم تمام مخلوقات پر شفقت کرنا، چہارم غلام کو پوری طرح آزاد کرنا یا اس کی رہائی کے لیے اس کی قیمت میں مدد کرنا، پنجم مستحقین کو رضائے الٰہی کے لیے کھانا کھلانا۔یہ کام سعادت مندی کی علامت ہیں۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾

اور وہ لوگ کہ جنہوں نے ہماری آیات کو قبول نہ کیا، یعنی انہوں نے قرآن (مجید)، پیغمبران (گرامی) اور توحید کے دلائل کا انکار کیا، یہی لوگ (ہیں) بد قسمتی والے، یا بائیں ہاتھ والے اور ان کی ان برائیوں کی وجہ سے

www.maktabah.org

اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝

ان پر (یوں) آگ (چھائی ہوئی) ہوگی کہ وہ ہمیشہ اس آگ میں بند رہیں گے۔

مُّؤْصَدَةٌ ۝ کی قرات ہمزہ کے بغیر اور ہمزہ کے ساتھ (بھی) ہے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا
جَلّٰهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝۵
وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا
فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝۹ وَقَدْ
خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ ۝۱۱ اِذِ
انْبَعَثَ اَشْقٰهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ
وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ
رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

سورہ شمس مکی ہے اور اس میں پندرہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالشَّمْسِ سورج کی قسم، وَضُحٰهَا ۝۱ اور سورج کی روشنی کی قسم۔

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲

اور چاند کی قسم جب وہ رات کو سورج کے بعد نکلتا ہے اور یہ مہینے کا نصف اوّل ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ مہینے کے پہلے نصف میں چاند سورج کے پیچھے ہوتا ہے اور مہینے کے آخری نصف میں چاند سورج کے آگے ہوتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ مہینے کے نصف اوّل میں چاند کی روشنی مغرب کی طرف ہوتی ہے اور اس کا نقصان مشرق کی جانب ہوتا ہے اور اس کے نصف آخر میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ شرح (تفسیر) کشاف میں سید یمنی نے لکھا ہے کہ امام فرا کہتے ہیں کہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے کہ احتمال ہے کہ ایسے ہی ہے۔

اس طرح معنی یہ ہے کہ چاند کی قسم جب وہ روشنی حاصل کرتا ہے سورج سے۔ علم نجوم و ہیئت کے جاننے

www.maktabah.org

والے بھی یہی کہتے ہیں کہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ۝

اور دن کی قسم جب وہ روشن کر دیتا ہے دنیا کو، یا اندھیرے کو۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ۝

اور رات کی قسم جب وہ ڈھانپ لے سورج یا زمین کو۔

وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ۝

اور آسمان اور اس کے بنانے کی قسم۔

وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ۝

اور زمین اور اس کے پھیلانے، یعنی اس کو فراخ کرنے کی قسم۔

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝

اور قسم انسان کے تن کی اور اس کے اعضا کو درست کرنے کی۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝

پھر بتایا اللہ تعالیٰ نے اسے گناہ اور برائی کا راستہ اور تقویٰ اور پرہیز گاری کا راستہ۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝

ان چیزوں کی قسم، جن کا ذکر کیا گیا ہے کہ سعادت مند ہو گیا وہ آدمی جس نے اپنے نفس کو پاک بنایا کفر اور گناہ سے، اور اس نے اس پر عمل کیا، جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''سعادت مند ہوا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے پاک بنایا کفر اور گناہ سے۔''

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۝

اور بے شک خسارے میں رہا اور ہلاک ہوا اور نا اُمید ہوا وہ آدمی جس نے اپنے نفس کو کفر و گناہ میں لگایا اور اس نے عمل نہ کیا، جس کا اسے حکم فرمایا گیا تھا نیک اعمال سے۔ نیز کہا گیا ہے کہ ہلاک ہوا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے بندگی کی توفیق نہ دی اور اس کے نفس کو اس نے خوار اور ذلیل بنایا۔

بعد ازاں جن کافروں نے اپنے نفس کو کفر اور گناہ سے ڈھانپا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب دیا (اللہ) جل جلالہ نے ان کی خبر دی ہے اور فرمایا:

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۝

جھٹلاتے تھے ثمود (کے لوگ) اللہ عزوجل کے نبی (حضرت) صالح علیہ السلام کو کفر اور سرکشی کی وجہ سے۔

إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ۝

www.maktabah.org

جب اٹھ کھڑا ہوا اور بھاگ پڑا (قومِ) ثمود کا بد بخت ترین (آدمی) جو قدار بن سالف یا مصدع بن دہرہ تھا (اور) اس نے اونٹنی جو (حضرت) صالح (علیہ السلام) کا معجزہ تھی، کو مار ڈالا۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾

پس فرمایا ان کو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (حضرت) صالح (علیہ السلام) نے کہ دور رہو اللہ تعالیٰ کی اونٹنی سے، جو اس کے نبی کا معجزہ ہے اور اس کے مار ڈالنے سے اور اس کے پانی کی باری لینے سے، یعنی اس کے پانی کا پورا حصہ اسے (پینے) دو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ

پس انہوں نے جھٹلایا (حضرت) صالح (علیہ السلام) کو، پھر انہوں نے پیچھا کیا اونٹنی کا (اور) پھر مار ڈالا اونٹنی کو۔

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾

پھر ہلاک کر ڈالا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو، ان کے گناہ کی وجہ سے، (پھر) سب (برابر کر دیے)، یا ان کو زمین کے برابر کر دیا، یا زمین کو ان کے برابر کر دیا۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

اور نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ ان کے ہلاکت خیز انجام سے، یعنی کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ وہ (اللہ) اپنی سلطنت میں جو چاہے کرتا ہے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''اور نہیں ڈرتا وہ ان (کافروں) کا بد بخت ترین (آدمی) اپنے انجام سے۔''

اس کی قرأت فلا یخاف فا کے ساتھ اور ولا یخاف واؤ کے ساتھ دونوں طرح درست ہے اور یہ واقعہ سورہ حاقہ میں گزر چکا ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے)۔

www.maktabah.org

سُوْرَۃُ الَّیْلِ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝١ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝٢ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالْاُنْثٰۤى ۝٣ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝٤ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ
اتَّقٰى ۝٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝٦ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝٧
وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝١١
اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝١٢ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝١٣
فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝١٤ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۝١٥
الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٦ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝١٧ الَّذِيْ
يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝١٨ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ
تُجْزٰۤى ۝١٩ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝٢١

سورۂ لیل مکی ہے اور اس میں اکیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝١

اور رات کی قسم جب اس کی تاریکی دنیا کو ڈھانپ لے۔

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝٢

اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے۔

جاننا چاہیے کہ دن اور رات خلقت کے لیے (توحید الٰہی) کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کبھی ایک کم ہوتا ہے تو
دوسرا بڑھ جاتا ہے اور ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے ہیں، تا کہ جہان والے سمجھ جائیں کہ ان کا ایک اللہ ہے جو

www.maktabah.org

بہت ہی جاننے والا، قدرت والا، قدیم، حکیم، کریم، علیم اور رحیم ہے، جو اندھیرے کو ختم کر ڈالتا ہے اور روشنی کو لے آتا ہے اور اس کے برعکس بھی کرتا ہے، تاکہ خلقت کو آرام (میسر) ہو۔

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰٓ ۝

اور قسم اس اللہ کی جس نے پیدا کیا نر و مادہ کو۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''قسم ہے پیدا کرنے نر و مادہ کی'' جو توحید اور اسلام کی دلیلوں میں سے ایک بڑی دلیل ہے۔ ماں کے رحم میں نر و مادہ کو کوئی پیدا نہیں کر سکتا، مگر (سب سے) بڑا، قدرت والا اور حکمت والا اللہ تعالیٰ کہ جس کا کوئی شریک اور برابری کرنے والا نہیں، کیونکہ اگر (شریک) ہوں تو وہ عاجز ہوں گے، عیب دار ہوں گے اور عیب دار خدائی کے لائق نہیں۔

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝

بے شک تمہاری کوشش یقیناً طرح طرح کی ہے۔ بعض دنیا طلب کرتے ہیں اور بعض آخرت۔ بعض ہر دو اور بعض مولیٰ تعالیٰ کی رضا اور دیدار طلب کرتے ہیں۔ مومن کا عمل جنت کے لیے ہے اور کافر کا دوزخ کے لیے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور (حضرت) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے والد (حضرت) ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں نازل ہوئی ہے، جب آپ نے (حضرت) بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ان کے کافر مالک سے خریدا اور آزاد کیا۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کافر کے گھر سے گزرتے تھے۔ (آپ نے) ایک آواز سنی کہ ایک شخص احد احد کہہ رہا تھا۔ آپ نے اس کافر کو بلایا اور پوچھا کہ کون ہیں جو احد احد کہہ رہے ہے؟ اس نے کہا میرا غلام ہے جو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آیا ہے۔ میں نے اسے دھوپ میں لٹا رکھا ہے اور اس کے سینہ پر کانٹے رکھے ہیں اور ان کے اوپر ایک بھاری پتھر رکھا ہے، تاکہ وہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے سے برگشتہ ہو جائے اور وہ برگشتہ نہیں ہو رہا۔ (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھاری قیمت ادا کی اور ان کو خرید لیا اور آزاد کر دیا اور (یونہی) دوسرے چھ افراد تھے، جن کو کافر اسلام قبول کرنے پر دکھ دیا کرتے تھے، ان کو بھی آپ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ) نے خریدا اور آزاد کر دیا (اور) یہ آیت آپ کے حق میں نازل ہوئی۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى

سو جس نے دیا اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور مومنوں کو آزاد کیا، وَاتَّقٰى ۝ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝

اور سچ جانا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ اچھی چیز، یعنی بہشت کے ساتھ، یا لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ۔

www.maktabah.org

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝

پس عنقریب ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے، زیادہ آسان کو۔ یعنی اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیں گے اور اسے بندگی کی توفیق دیں گے، جس طرح کہ ہم نے (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دی ہے۔

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ:

اور لیکن وہ آدمی جس نے بخل کیا اور اس نے اپنا مال نہ دیا اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا،

وَاسْتَغْنٰى ۝ اور اس نے خود کو اللہ تعالیٰ سے بے پروا بنایا اور اس کا نیاز مند نہ بنا۔

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝

اور اس نے جھٹلایا بہشت کو، یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کو۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝

پس عنقریب ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے، زیادہ مشکل کو، یعنی دوزخ کو اس پر آسان کر دیں گے، جیسا کہ یہ کافر (حضرت) بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دُکھ دیا کرتا تھا، تا کہ وہ اسلام سے پھر جائیں۔

وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝

اور نفع نہیں دے گا اسے اس کا مال، جب وہ ہلاک ہوگا تو دوزخ میں گر پڑے گا، یا قبر میں جا پڑے گا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''کیا نفع دے گا اسے اس کا مال؟''

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝

بے شک یقیناً ہم پر ہے بیان کرنا راہِ راست کا۔ (سو) ہم بیان کرتے ہیں، جو ایمان لانا چاہے، ہم اسے توفیق دے دیتے ہیں۔

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝

بے شک ہمارا ہے یہ جہان (دنیا) اور وہ جہان (آخرت)۔ جو شخص ہم سے جو چیز طلب کرے، ہم (اسے) دیں گے، جیسا کہ ہم نے (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دی ہے۔ ہم نے آپ کو دُنیا بھی دی ہے اور آخرت بھی عطا فرمائی ہے کہ آپ کے والد (بزرگوار)، والدہ (ماجدہ)، صاحبزادگان (گرامی) اور (صاحب عزت) صاحبزادیاں سبھی صاحب ایمان ہوئے ہیں اور یہ (سعادت) صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی ہے۔

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝

پس ہم تمہیں خوف دلاتے ہیں اور ڈراتے ہیں اس آگ سے جو بھڑکتی ہوئی ہے۔ یعنی بہت بڑی ہے، جب

www.maktabah.org

بھی وہ کافروں کی طرف لپکتی ہے تو بارہ سال کی مسافت سے ان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ (کافر) زنجیروں میں جکڑا ہوگا اور اس کی گردن میں طوق ہوں گے اور عذاب کے فرشتے اس کے سر پر گرز مار رہے ہوں گے اور (یوں) وہ آگ میں گر پڑے گا۔

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝

داخل نہیں ہوگا اس بھڑکتی ہوئی آگ میں مگر وہ بدقسمت کافر جو کہ جھٹلاتا ہوگا اللہ کو اور (اس نے) منہ موڑا ہوگا اور حق کو قبول نہیں کیا ہوگا۔ الاشقی کے معنی بدقسمت ہیں۔ گنہگار مومن کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا یا دوزخ کے دوسرے درجہ میں گنہگار کو اس کے گناہوں کی مقدار کے مطابق رکھے گا اور آخر اس کو باہر نکال لے گا۔ مرجیہ کہتے ہیں کہ مومن دوزخ میں نہیں جائے گا اور وہ اس آیت سے تمسک کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آگ سے مراد ایک خاص آگ ہے اور مرجیہ ایسا گروہ ہیں جو کہتے ہیں: ''ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ بندے کو نقصان نہیں دیتا۔''

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝

عنقریب بچالیا جائے گا اس آگ سے اس پرہیزگار آدمی کو جو اپنا مال خیر کے کاموں میں دیتا ہے اور پاک کرتا ہے اپنے مال کو اور اپنے تن کو، کفر، گناہ اور حرام سے (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح۔ الاتقی کا معنی التقی ہے۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝

اور اس پارسا کے نزدیک اس کا کسی پر کوئی احسان نہیں ہے کہ اسے جزا دی جائے۔

یعنی (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ مومن آدمی جو کافروں سے خرید کر آزاد کیے ہیں، جن کو کافر اذیتیں دیا کرتے تھے، تاکہ وہ ایمان سے برگشتہ ہو جائیں، (آپ نے یہ) اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا ہے، کسی اور چیز کے لیے نہیں کیا ہے۔

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝

یعنی (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ خیر کے کام نہیں کیے مگر اپنے پروردگار کی رضا حاصل کرنے کے لیے جو سب سے برتر ہے قدرت وغلبہ کے لحاظ سے، نہ کہ مکان کے لحاظ سے۔

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝

اور یقیناً (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) راضی ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنت میں داخل ہونے سے۔

اس سورہ میں (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور افسوس ہے اس

www.maktabah.org

شخص پر جو (حضرت) ابوبکر، (حضرت) عمر، (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور افسوس ہے اس آدمی پر جو شاہ مردان امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے......

جاننا چاہیے کہ یہ نیک اعمال اور اچھی صفات چاروں خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں موجود تھیں اور بہت سارے مومنین میں رہی ہیں اور رہیں گی۔ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ** (اے اللہ ہمیں ان میں سے بنا)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰى ۝١ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا
قَلٰى ۝٣ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝٦
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝٧ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝٨
فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝٩ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝١٠
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝١١

سورہ ضحیٰ مکی ہے اوراس میں گیارہ آیتیں اورایک رکوع ہے۔

وَالضُّحٰى ۝

قسم سورج کی روشنی کی۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ اس روزروشن کی قسم جس میں اللہ تعالیٰ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہم کلام ہوا۔

وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝

اوررات کی قسم جب تاریک ہوجائے اورخلقت اس میں آرام کرنے لگے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ قسم ہے شب معراج (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھوڑا نہیں اورآپ کو دشمن نہیں بنایا۔

اس سورہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مکہ (مکرمہ) کے کافروں نے یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ آخری زمانے کے نبی کے آنے کا وقت آگیا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے درمیان ایک صاحب ظاہر ہوئے ہیں جن کا (مبارک) نام (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اورآپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اوصاف بھی بیان کیے۔ یہودی کہنے لگے کہ آخری نبی کے ظاہر ہونے کا وقت ہو چکا ہے۔ یہ

www.maktabah.org

صاحب جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، ان سے تین چیزیں پوچھیں، ایک اصحابِ کہف، دوسری ذوالقرنین اور تیسری روح۔ اگر آپ روح کے بارے میں کچھ نہ بتائیں اور باقی دو کے بارے میں بتا دیں تو سمجھو کہ آپ صادق اور راست گو ہیں۔ مکہ (مکرمہ) کے کافروں نے رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام سے ان تین چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا ''کل جواب دوں گا'' اور اِنْ شَاءَ اللہ نہ فرمایا۔ امام کلبیؒ کے مطابق (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) انیس روز تک نہ آئے اور امام ضحاکؒ کے بقول چالیس روز، ایک دوسرے قول کے مطابق پچیس روز اور ایک قول یہ بھی ہے کہ پندرہ روز تک نہ آئے۔ مکہ (مکرمہ) کے کافر کہنے لگے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دیا ہے اور (آپ کا) دشمن ہو گیا ہے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی اور ان چیزوں کی قسم کھائی کہ ہم نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھلا نہیں دیا اور ہم نے (آپ کو) دشمن نہیں بنایا۔

جاننا چاہیے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائی گئی ہے، بعض کے نزدیک یہاں کلمہء رب مقدر ہے، یعنی (والضحیٰ) ربِ ضحیٰ کی قسم اور (والیل) ربِ لیل کی قسم۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے تقدیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات کی قسم ہے۔ یعنی قسم ہے ان عظیم مخلوقات کے پیدا کرنے کی صفت کی۔ یہ قسم عاشق (حقیقی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے نزدیک جس چیز کی بھی ہو، بہت ہی پیاری ہے۔ جس طرح کہ محبوب اور معشوق کی قسم محبّ اور عاشق کے لیے ہوتی ہے کہ وہ کہتا ہے میری خوشبو کی قسم، میرے بالوں کی قسم، میرے کوچہ کی قسم، میرے چہرہ کی قسم۔ اس (انداز) سخن کی لذت عاشق ہی سمجھتا ہے۔

<u>شعر:</u>

ہم رویت خوش، ہم مویت خوش، ہم پیچ زلف و ہم قفا
ہم شیوہ خوش ہم عشوہ خوش ہم لطف خوب و ہم لقا

یعنی (اے محبوب) تیرا چہرہ حسیں، تیرے بال حسیں، تیری زلف کے بل بھی اور گردن کی پچھلی طرف بھی حسیں ہے، تیرا انداز حسیں، تیرا ناز حسیں، تیرا لطف اور تیرا دیکھنا بھی بہت ہی خوبصورت ہے۔

<u>قطعہ:</u>

عاشق داند زبان معشوق — اے دوست تو نیستی چہ دانی
گوسالہء سامری چہ داند — رمز اَرِنِیْ وَلَنْ تَرَانِیْ

یعنی معشوق کی زبان عاشق سمجھتا ہے، اے دوست تو (عاشق) نہیں ہے تجھے (اس کی) کیا خبر؟ سامری کا بچھڑا کیا جانے، اَرِنِیْ (اے اللہ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں) اور لَنْ تَرَانِیْ (تو مجھے نہیں دیکھ

www.maktabah.org

سکتا) کی رمز۔

وہ شخص مفلس ہے جسے عشق کی لذت اور گرمی سے کچھ نصیب نہ ہوا ہو:

ع۔ محروم ز آتش تو جز بولہب ندیدم

یعنی میں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی محبت سے ابولہب کے علاوہ کسی کو محروم نہیں پایا۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝

اور یقیناً آپ کے لیے وہ جہان (آخرت) بہتر ہے اس جہان (دنیا) سے۔ یعنی ہم آپ کے دشمن نہیں بنے اور ہم نے آپ کو اس جہان (دنیا) میں اور اس جہان (آخرت) میں بھلایا نہیں۔ آپ کے لیے آخرت بہتر ہے دنیا سے، کیونکہ وہاں دائمی وصال اور تجلی ذاتی ہوگی اور مقام محمود اکرم اور مشہود اعظم، جس کا ایک جہاں آرزو مند ہے، وہ وہاں (صرف) آپ کو نصیب ہوگا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

اور (یقیناً) اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے گا، سو آپ اس سے راضی ہو جائیں گے۔ یعنی اس جہان (آخرت) میں آپ کو اللہ کریم (یوں) اپنی عطائیں عنایت فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور یہ دیدار الٰہی ہوگا، اُمت کی شفاعت اور سیر فی اللہ جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اللہ کے رسول (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مقام محمود میں ذاتِ صمدی میں ہمیشہ کی عمر کے ساتھ اس قدر سیر کریں گے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں ہوگی لیکن مقام شہود میں آپ مقررہ درجات کے تفاوت کے ساتھ راضی ہو جائیں گے۔ رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں باقی ہوگا، میں راضی نہیں ہوں گا۔'' یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اثر ہے اور (اس سے) بہت زیادہ اُمید ہے۔

اس آیت سے عاشق کا نصیب یہ ہے کہ وہ محبوب حقیقی کی رضا تلاش کرے، اگرچہ اس کی طلب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ (خواہ) ہر دو جہاں عاشق کے سامنے رکھ دیے جائیں تو بھی وہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

شعر:

ریگ ز آب سیر شد و من نشدم زہی زہی — لائق این گمان من نیست درین جہان زہی

کوہ کمینہ لقمہ ام بحر کمینہ جرعہ ام — من چو نہنگم اے خدا باز نما بمن زہی

یعنی صحرا (اتنی بزرگی کے باوجود) پانی سے سیر ہو گیا، لیکن میں (اپنے معشوق کے دیدار سے) سیر نہیں ہوا، (اس حالت پر) تعجب ہے، تعجب، میرے اس گمان کے لائق (میرے علاوہ کوئی عاشق) دنیا میں نہیں ہے، ہائے قسمت۔

www.maktabah.org

پہاڑ بے چارہ تو میر القمہ ہے اور سمندر بیچارہ تو میرا گھونٹ ہے، یا اللہ میں مگر مچھ کی طرح ہوں، مجھے یہ بار بار نصیب فرما۔

(حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا، کاش کہ میں نہ کرتا۔ میں نے کہا: یارب! تو نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنی دوستی کی پوشاک عطا فرمائی، (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو بغیر کسی واسطہ کے اپنا کلام سُنانے کا شرف عطا فرمایا اور (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کو عظیم مملکت عنایت فرمائی، مجھے کیا عطا فرمائیں گے؟'' پس یہ سورہ اور سورہ الم نشرح ان عطاؤں کے بیان میں نازل ہوئی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد مصطفیٰ علیہ (الصلوٰۃ و) السلام کو عنایت فرمائی ہیں۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۞

کیا نہیں پایا آپ کو اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یتیم؟ پھر آپ کو اپنے (شفیق و مہربان) چچا ابوطالب کے ہاں جگہ دی۔ رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام کے والد (بزرگوار) نے وصال فرمایا تو آپ (اپنی) والدہ (ماجدہ) کے شکم (مبارک) میں تھے اور جب آپ کی والدہ (ماجدہ) نے وصال فرمایا تو آپ دو سال کے تھے۔ جب دادا (بزرگوار) عبدالمطلب نے وصال فرمایا تو آپ آٹھ سال کے تھے۔

(یہ ترجمہ بھی) کیا گیا ہے: ''آپ کو دُرِ یتیم پایا، پس آپ کو (خلقت کے) کانوں اور دلوں میں جگہ دی، اور آپ کی محبت میں جہان کو پیدا فرمایا''۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا:

اور پایا آپ کو (اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ آپ اس چیز کو نہیں جانتے تھے جس کو اب جانتے ہیں۔ یعنی آپ پیغمبر (مبعوث) نہیں (ہوئے) تھے اور آپ کو قرآن (مجید) اور عرفان (عطا) نہیں (ہوا) تھا، فَهَدٰى ۞ پس اس نے راستہ دکھایا آپ کو نبوت، قرآن (مجید) اور عرفان کا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''چھوٹی عمر میں آپ راستہ بھول گئے تھے اور مکہ (مکرمہ) کے پہاڑوں میں رہ گئے تھے۔ ابوجہل ہمارے حکم پر آپ کو آپ کے (مہربان) چچا ابوطالب کے پاس لے آیا۔'' (ایک ترجمہ یہ) کہا گیا ہے کہ آپ شام کے سفر میں راستہ بھول گئے تھے اور قافلہ سے الگ ہو گئے تھے اور ابلیس نے آپ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی تھی اور راستہ سے دور لے گیا تھا۔ (حضرت) جبرائیل علیہ السلام نے ابلیس کو اپنا پر مارا اور اسے حبشہ کے ملک میں پھینک دیا۔ اور رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قافلہ تک پہنچا دیا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ ''ضالاً کے معنی محبا کے ہیں۔ یعنی اس نے آپ کو اپنا دوست پایا، پھر اپنی ذات وصفات کی معرفت کا راستہ دکھایا۔''

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا

www.maktabah.org

اور پایا آپ کو حاجت مند، فَاَغْنٰی ؀ تو آپ کو غنی کر دیا، (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال اور غنیمتوں کے ذریعے۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؀

پس آپ یتیم پر سختی نہ فرمائیں اور اس کے مال کو نہ لیں۔ یتیم کو خوار نہ کریں، کیونکہ آپ بھی یتیم تھے اور آپ جانتے ہیں کہ یتیموں کا حال کیسا ہوتا ہے۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؀

اور سوالی کو مت جھڑکیں اور آپ اسے کچھ (ضرور) دیں، خواہ تھوڑا ہی ہو، یا اسے بھلائی سے جواب دیں اور اپنی تنگدستی کو یاد رکھیں۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ؀

اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ کی آپ پر نبوت اور قرآن (مجید) وغیرہ کی ہیں، ان کا تذکرہ فرمائیں اور ان سے (خلقت کو) آگاہ فرمائیں اور شکر ادا فرمائیں کہ ہم نے یہ نعمتیں آپ کو عطا فرمائی ہیں اور (آپ کے علاوہ) کسی اور کو نہیں دی ہیں۔

(اس آیت سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ اپنی حالت کو یاد رکھے کہ وہ فقیر تھا اور غنی ہو گیا۔ جاہل تھا، عالم اور عارف بن گیا، یتیم تھا، یعنی اس کا کوئی نہیں تھا جو اس کی تربیت کرتا، اللہ تعالیٰ نے دین میں استاد اور شیخ بنائے، جنہوں نے اس کی تربیت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق بخشی، تب اس نے استاد اور شیخ کی فرمانبرداری کا شرف پایا، اگر وہ ان کی فرمانبرداری نہ کرتا تو سعادت ابدی سے محروم رہتا۔

مثنوی:

خدمت اکسیر کن مس وار تو ۔۔۔ جور می کش اے دل از دلدار تو

عیب کم گو بندہ اللہ را ۔۔۔ متہم کم کن بدزدی شاہ را

(مثنوی ۲:۳۲۶)

یعنی تو تانبے کی طرح اکسیر کی خدمت کر، اے دل! اپنے دلدار کی سختی برداشت کر۔

اللہ (تعالیٰ) کے (خاص) بندے کی عیب جوئی نہ کر، بادشاہ پر چوری کا الزام نہ لگا۔

پس (عارف کو چاہیے کہ) وہ ہمیشہ ان نعمتوں کو یاد رکھے:

ع۔ اے شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

یعنی اے وہ (ذات باری تعالیٰ) تیری نعمتوں کا اتنا شکر ہے، جس قدر کہ تیری نعمتیں ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی (سلامتی ہو اس کے لیے جس نے ہدایت کی پیروی کی)۔

www.maktabah.org

سُوۡرَةُ الۡمۡ نَشۡرَحۡ مَكِّيَّةٌ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۙ﴿۱﴾ وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۙ﴿۳﴾ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾

سورہ الم نشرح مکی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۙ﴿۱﴾

کیا ہم نے کھول نہیں دیا آپ کا سینہ؟ یعنی ہم نے آپ کا دل ایمان اور حکمت نبوت سے روشن کر دیا ہے اور یہ امام مقاتلؒ کا قول ہے۔ امام کلبیؒ کے بقول آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا سینہ مبارک کشادہ کرنا یوں ہے کہ جب ہمارے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام تین برس کے تھے اور اپنی دائی (حضرت) حلیمہ (سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس تھے اور قبیلہ کے بچوں کے ساتھ صحرا میں تشریف لے گئے تھے تو (حضرت) جبرائیل اور (حضرت) میکائیل علیہما السلام آئے اور ان میں سے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لیا اور آپ کو ایک طرف لے گئے اور آپ کا (مبارک) سینہ چاک کیا اور آپ کا (مبارک) دل باہر نکالا اور اسے سونے کے تھال میں زمزم کے پانی سے دھویا اور آپؐ کے (مبارک) دل سے جما ہوا خون لیا اور اسے باہر ڈال دیا اور کہنے لگے کہ یہ ٹکڑا اور حصہ شیطان کا ہے اور اس عمل سے ہمارے رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو کوئی زخم نہ ہوا اور انہوں نے آپؐ کے شکم (مبارک) پر ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے کی طرح درست ہو گیا۔ (تفسیر مظہری ۱۲: ۴۵۰)

وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۙ﴿۳﴾

اور ہم نے اُتار دیا آپ سے، یعنی آپ سے دور کر دیا بھاری بوجھ جس نے آپ کی پشت (مبارک) کو بوجھل کر دیا تھا۔ الانقاض: بھاری کرنا، جیسا کہ آدمی بھاری بوجھ سے خمیدہ کمر ہو جائے، ایسے ہی غم سے بھی کبڑا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عام طور پر کہتے ہیں کہ غم کی وجہ سے میرے دل پر بوجھ ہے، جس سے میری کمر جھک گئی ہے۔ ہر کسی نے ایک چیز کہی ہے۔ یہ بارِ گراں اُمت کا غم تھا، جسے دُور کیا گیا اور شفاعت کا وعدہ عنایت فرمایا گیا کہ وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى ؕ﴿۵﴾ (سورہ الضحیٰ)۔

www.maktabah.org

یعنی اور عنقریب آپ کو آپ کا رب عطا کرے گا، پس آپ راضی ہو جائیں گے۔
بعض نے کہا ہے (کہ یہ بوجھ) کافروں کی جفا (کا) تھا۔ یہ فقیر (مولانا یعقوب خرچیؒ) کہتا ہے ہوسکتا ہے کہ یہ بارگراں درد نایافت (محبوب حقیقی کے ہجر کا غم) ہو، جیسا کہ ابن فارضؒ کہتے ہیں:

وَحُزْنِی مَا یَعْقُوْبُ بَثَّ اَقَلَّهٗ وَکُلُّ بَلَاءِ اَیُّوبَ بَعْضُ بَلِیَّتِی

یعنی میرا غم ایسا ہے کہ اس میں سے (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کو تھوڑی سی مصیبت دی گئی ہے اور (حضرت) ایوب (علیہ السلام) کی تمام مصیبت میرے غم کا ایک جز تھی۔
اس غم اور دکھ کے بوجھ کو اُتارنے سے مراد یہ ہے کہ مقصود ہاتھ لگا اور ہجر وصال میں تبدیل ہوگیا۔ ابن فارضؒ (ہی) کہتے ہیں۔

شعر:

سَقَتْنِی حُمَیَا الْحُبِّ رَاحَةَ مُقْلَتِیْ وَکَاسِیْ مُحَیَا مَنْ عَنِ الْحُسْنِ جَلَّت

یعنی مجھے میرے محبوب نے جام محبت پلایا، جو میری آنکھوں کی راحت ہے اور میرا پیالہ محبوب کا چہرہ ہے جس کا حسن بہت بلند ہے۔

مثنوی:

مصطفیٰ را ہجر چون بفراختے خویش را از کوه می انداختے
تا بگفتے جبرئیلش " ہین مکن کہ ترا بس دولت است از امر کن
ہمچنین می بود تا کشف جیب تا بیابید آن گہر را او ز جیب
عاشق و معشوق و عشقش بر دوام در دو عالم بہره مند و نیکنام

(مثنوی ۵: ۳۵۵-۳۵۶)

ترجمہ: "(حضرت محمد) مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جب فراق غلبہ پاتا (تو) اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کا ارادہ کرتے۔
حتیٰ کہ آپ کو (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) کہتے خبردار! یہ نہ کریں، کیونکہ امر کن کی وجہ سے آپ کے لیے بہت دولتیں ہیں۔
پردہ کھلنے تک یہی ہوتا رہتا، یہاں تک کہ آپ نے جیب میں سے وہ موتی پالیا۔
عاشق اور معشوق اور اس کا عشق ہمیشہ، دونوں جہان میں نصیبہ ور اور نیک نام ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

www.maktabah.org

اور اوپر اٹھایا اور بلند کیا ہم نے آپ کے ذکر کو، یعنی جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔ اذان، خطبات اور کلمہ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه میں اور ہم نے آپ کو دنیا اور آخرت میں یوں شرف بخشا ہے کہ کسی اور کو نہیں بخشا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (سورہ آل عمران ۱۱۰) یعنی تم بہترین اُمت ہو۔ میں نے آپ اور آپ کی اُمت کے حق میں کہا ہے۔

قطعہ:

سَلَامٌ عَلٰی خاتم الانبیاء ۔۔۔ سَلَامٌ عَلٰی سید الاصفیاء
محمدؐ کہ عالم پر از نام او است ۔۔۔ سجود ملائک ز اکرام او ست
محبّ مساکین و محبوب حق ۔۔۔ کہ از شرم رویش کند گل عرق
طفیل وجودش زمین و زمان ۔۔۔ منور ز رویش مکین و مکان
غلامِ تو شاہانِ روئے زمین ۔۔۔ تو بابینوایان امت قرین

یعنی سلام ہو خاتم الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر، سلام ہو سید الاصفیا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر۔
(حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، جن کے نام سے جہان پر ہے، آپؐ کے اکرام سے فرشتوں نے (حضرت آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا۔
آپؐ مسکینوں کے محبّ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپؐ کے چہرہ (انور) کے شرم سے پھول کو پسینہ آجاتا ہے۔
آپؐ کے وجود (مبارک) کے طفیل زمین وزمان (بنے ہیں) اور آپؐ کے چہرہ (انور) سے مکیں ومکان منور (ہو گئے ہیں)۔
روئے زمین کے بادشاہ آپؐ کے غلام ہیں۔ آپؐ امت کے بے کسوں کے قریب ہیں۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ یقیناً اس مشکل کے ساتھ دوسری آسانی ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو کہ ایک مشکل کے لیے دو آسانیاں ہیں۔ مومنوں میں سے جسے مشکل پیش آئے، وہ صبر کرے اور عبادت کو نہ چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ اس دشواری کو دُنیا میں نعمت دینے اور آخرت میں جنت دینے سے بدل دیتے ہیں۔ قبض کے بعد بسط ہے اور فراق کے بعد وصال ہے۔

شعر:

بلا نومید نباشی کہ ترا یار براند ۔۔۔ گرت امروز براند نہ کہ فردات بخواند

www.maktabah.org

یعنی خبردار تو نا امید نہ ہو کہ تجھے محبوب ٹھکرا دے گا۔ اگر آج وہ تجھے ٹھکرائے گا تو کل تجھے بلا لے گا۔

شعر:

بأمید وصالت میزید جان وگرنہ طاقت ہجران ندارم

یعنی تیرے وصال کی اُمید پر جان زندہ ہے، وگرنہ میں ہجر (کے برداشت کرنے) کی سکت نہیں رکھتا۔

شعر:

اذا ضاقت بک البلوی ففکر فی الم نشرح فبعد عسرٍ یسرین اذا فکرته تفرح

یعنی جب تم شدید مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو اَلَمْ نَشْرَحْ میں غور کرو۔ ایک تنگی کے بعد دو آسانیاں ہیں۔ جب (اس میں) غور کرو گے تو خوش ہو جاؤ گے۔

صحت اور نعمت تھی، (اب) بیماری اور تنگ دستی آ گئی ہے۔ جب تو صبر کرے گا، پھر صحت پائے گا اور نعمت ملے گی اور آخرت میں جنت پائے گا۔ پس اس طرح ایک تنگی کے ساتھ دو آسانیاں ہیں۔

فَاِذَا فَرَغْتَ

پس جب آپ فارغ ہوں نماز سے، فَانْصَبْ ۝ تو آپ دعا میں لگ جائیں، نماز کے بعد آپ نیاز پیش کریں اور اللہ تعالیٰ کی زیارت کی جستجو فرمائیں اور دنیا اور آخرت کو اللہ تعالیٰ سے طلب کریں۔ جب بندہ نماز پڑھے اور دُعا نہ مانگے، اس کی نماز کو اس کے منہ پر دے مارتے ہیں (یعنی قبول نہیں کی جاتی)۔

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں اور تضرع اور زاری کریں اور اس کا دیدار طلب فرمائیں کہ بندگی کا مقصود یہی ہے۔

مثنوی:

بندہ دائم خلعت و ادرار جوست خلعت عاشق ہمہ دیدار اوست

عاشق عشق خدا و انگاہ مزد جبرئیل موتمن آنگاہ دُزد

(مثنوی ۵: ۲۷۶، ۲۷۷)

ترجمہ: ''بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جویاں ہے، عاشق کی سب خلعت اس کا دیدار ہے۔ عشق خدا کا عاشق اور پھر مزدوری، امانتدار جبرئیل (علیہ السلام) اور پھر چور۔

امام شمس العارفین محمد سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بندہ کو چاہیے کہ وہ مزدوری طلب نہ کرے، کیونکہ

www.maktabah.org

کسی غلام نے (کبھی) اپنے مالک سے کام کی مزدوری طلب نہیں کی ہے اور (سب) دولت وسعادت عبادت میں ہے۔

شعر:

بندگی کن تاشوی عاشق اجل　　بندگی کسبی ست آید در عمل
بندہ زادی طمع دارد ز جد　　عاشق آزادی نخواہد تا ابد

یعنی تو (اللہ تعالیٰ کی) بندگی کر، تاکہ بہت بڑا عاشق بن جائے، بندگی ایک ایسا عمل ہے جو کیا جاسکتا ہے۔

تو غلام زادہ ہے اور تو نگ [illegible] سے (مزدوری کی) اُمید کرتا ہے، جو عاشق ہوتا ہے وہ ابد تک (معشوق سے) آزادی نہیں مانگتا۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ التِّیْنِ مَکِّیَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ
الْاَمِیْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۫﴿۴﴾
ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ
بِالدِّیْنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۠﴿۸﴾

سورۂ تین مکی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالتِّیْنِ قسم ہے انجیر کی، وَالزَّیْتُوْنِ ۙ اور زیتون کی قسم، جس سے روغن زیت (زیتون کا تیل) نکلتا ہے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ اس سے دو پہاڑ مراد ہیں جو شام میں ہیں۔ ان میں سے ایک کو طورِ تینا کہتے ہیں اور دوسرے کو طورِ زیتا کہتے ہیں اور ان دو پہاڑوں پر انجیر اور زیتون بہت زیادہ ہوتا ہے۔

وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ اور قسم ہے بابرکت پہاڑ کی، یعنی وہ پہاڑ، جس پر اللہ تعالیٰ نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی فرمائی۔

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ

اور قسم ہے اس شہر کی، جو امن والا ہے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ محفوظ اور ماموں ہے، یعنی مکہ (مکرمہ)۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ:

یقیناً ہم نے پیدا کیا انسان کو۔

فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۫

بہترین شکل و صورت اور درست ترین ساخت (قد و قامت) میں۔ التقویم: درست بنانا، مصدر ہے بجائے اسم، یعنی ایک بہترین قامت و ہیئت۔ اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو اس صورت میں پیدا نہیں فرمایا اور کسی چیز کو یہ خوبی اور جمال عطا نہیں فرمایا جو انسان کو عنایت فرمایا۔

بعد ازاں اللہ جل جلالہ نے بتایا کہ انسان اس صورت اور خوبی میں نہیں رہے گا اور فرمایا:

www.maktabah.org

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝

پھر ہم نے لوٹا دیا انسان کو پست ترین حالت کی جانب۔ یعنی جب بے ایمان مریں گے تو ہم انہیں دوزخ کی گہرائی (پست ترین درجے) میں پہنچائیں گے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ:

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ ان کو دوزخ میں داخل نہیں کریں گے، فَلَهُمْ اَجْرٌ پس ان کے لیے ہوگا اجر، غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ نہ ختم ہونے والا اور نہ کم ہونے والا اجر۔ یعنی ہم انہیں ایسا اجر دیں گے اور جنت میں داخل کریں گے کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

کہا گیا ہے کہ اس کا ایک اور معنی یہ ہے کہ ہم لوٹائیں گے انسان کو پست ترین حالت کی جانب۔ یعنی ہم اسے بڑھاپا دیں گے، تاکہ اس کا جسم کمزور ہو جائے، نیز اس کے عقل میں خلل آ جائے اور اس کا حسن کم ہو جائے۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ فَلَهُمْ پس ان کے لیے ہوگا، اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ نہ ختم ہونے والا اجر۔ پہلے معنی کے اعتبار سے استثناء متصل ہوگا اور دوسرے معنی کے لحاظ سے استثناء منقطع ہوگا۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝

پس اے کافر تجھے کس چیز نے اس پر رکھا کہ تو قیامت کو جھٹلاتا ہے؟ اور (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ فَمَا يُكَذِّبُكَ کا معنی ہے کہ اے انسان کس چیز نے تجھے جھوٹا بنایا، اس وجہ سے کہ تو دوبارہ زندہ ہونے کے بعد حساب و کتاب کو جھٹلاتا ہے۔ اس لیے کہ ہر جھٹلانے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ پس ظاہری دلیلوں اور یقینی حجتوں کے بعد عجیب حالات جو تیرے اوپر اوّل سے آخر تک گزرے، مثلاً تو نہیں تھا، (پھر) پیدا ہو گیا، تو نطفہ، جما ہوا خون، گوشت کا لوتھڑا، بچہ، جوان اور بوڑھا بنا (گویا ان سب کا منکر ہے)۔

قولہ بالدین: یعنی بدلہ دینا روزِ حساب و جزا میں، یعنی قیامت کو۔ نیز کہا گیا ہے کہ اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو کون قیامت کے حوالے سے جھٹلاتا ہے؟ یعنی کلمہ ما بمعنی مَن ہے۔

اس کے بعد حجت اور دلیل بیان فرمائی اَلَيْسَ اللّٰهُ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ، بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ سب حاکموں سے بڑا حاکم؟ عدل کرنے والوں میں سب سے بڑا عدل کرنے والا۔ یعنی وہ کافروں، مومنوں اور سب پر حاکم ہے۔ دونوں جہانوں میں دشمنوں سے انتقام لیتا ہے اور دوستوں کو عزیز بناتا ہے۔ پس اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر چند آپ کے دشمن بدزبان ہیں۔ (لیکن) آپ غم نہ کھائیں کہ حاکم مطلق میں ہوں۔ (آپ کے) یہ دشمن کتوں کی طرح ہیں اور (آپ کے) دوست چمکتے ہوئے چاند ہیں۔

www.maktabah.org

مثنوی:

بدر بر صدر فلک شد شب روان — سیر را نگذارد از بانگ سگان

طاعنان ہمچون سگان بر بدرِ تو — بانگ میدارند سوئے صدرِ تو

این سگان کرندز اَمرِ اَنصِتُوا — از سفہ وَعُـــوَع کُنان بر بدرِتو

ہر کہ در مکر تو دارد دل گرو — گردنش را من زنم تو شاد رو

(مثنوی ۴: ۱۴۶، ۱۴۷)

ترجمہ: ''چودھویں کا چاند آسمان کے سینہ پر رات کو چلتا ہے، کتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑتا۔

تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے کتوں کی طرح ہیں، جو تیرے رتبہ پر بھونکتے ہیں۔

یہ کتے ''خاموش رہو'' کے حکم سے بہرے ہیں، تیرے بدر پر بے وقوفی سے بھوں بھوں کرتے ہیں۔

جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے، میں اس کی گردن ماردوں گا، تو خوشی سے چل۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَوْلِیَائِکَ (اے اللہ ہمیں اپنے اولیاء میں سے بنا)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ (۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
عَلَقٍ ۚ (۲) اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ (۳) الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ (۴)
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۭ (۵) كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ (۶)
اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۭ (۷) اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۭ (۸) اَرَءَيْتَ الَّذِيْ
يَنْهٰى ۙ (۹) عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۭ (۱۰) اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ (۱۱)
اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۭ (۱۲) اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۭ (۱۳) اَلَمْ يَعْلَمْ
بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۭ (۱۴) كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ ڏ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ (۱۵)
نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ (۱۶) فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ (۱۷) سَنَدْعُ
الزَّبَانِيَةَ ۙ (۱۸) كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ السجدة (۱۹)

سورۂ علق مکی ہے اور اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ (۱)

یعنی پڑھیے اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن (مجید) کو اپنے پروردگار کے نام سے، یعنی جب آپ قرآن (مجید) کو پڑھیں تو کہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(حضرت) ابن عباس اور (ام المومنین حضرت) عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہم، (حضرت) مجاہد، (حضرت) عطا اور (حضرت) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے قول کے مطابق پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ ''اقرا'' تھی اور امیر المومنین (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ فاتحہ سب سے) پہلے نازل ہوئی اور بعض کے بقول يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (سب سے) پہلے نازل ہوئی۔

(ام المومنین سیدہ) عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سب سے

www.maktabah.org

پہلے جو چیز ظاہر ہوئی وہ سچے خواب تھے۔ آپ رات کو جو کچھ خواب میں دیکھتے، دن میں اسی طرح رُونما ہوتا جیسا کہ (خواب میں) دیکھا تھا۔ بعد ازاں آپ خلوت کو پسند فرمانے لگے۔ آپ کھانا لیتے اور کوہِ حرا پر ایک غار میں تشریف لے جاتے، جہاں آپ تنہا رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز ایک آواز سنی کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور کسی آدمی کو نہ پایا۔ دوسری بار نیز سُنا اور کسی کو نہ پایا۔ پھر تیسری بار ایک آواز سنی کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم اور) سورج کی مانند روشن ایک شخص دیکھا جو ایک سونے کے تخت پر بیٹھا تھا۔ نور کا ایک تاج اس کے سر پر تھا اور اس نے سبز جبہ آدمی کی طرح زیب تن کر رکھا تھا۔ (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ڈر گئے اور چاہا کہ خود کو پہاڑ سے گرادیں۔ اس شخص نے آواز دی کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں جبرئیل ہوں اور آپ آخری زمانے کے نبی ہیں۔ مت ڈریں (پھر) آپ کو سینہ سے لگالیا اور کہا اِقْرَاْ پڑھیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)۔ آپؐ نے کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔ تین بار ایسے ہی کہا۔ پھر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ

رسول (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) گھر تشریف لائے اور آپؐ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ (آپؐ نے) فرمایا:

زَمِّلُوْنِیْ وَدَثِّرُوْنِیْ (دیکھئے صحیح البخاری ۳، ص ۱)۔

یعنی مجھے کپڑا اوڑھادو، میرے اوپر چادر ڈال دو۔

آپؐ کو کپڑا اوڑھا دیا گیا، یہاں تک کہ آپؐ کے دل سے خوف نکل گیا اور آپؐ نے فرمایا: ''اے خدیجہ! میں ڈرتا ہوں کہ دیوانہ ہو جاؤں گا۔'' (نَعُوْذُ بِاللّٰہ) ۔ (ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) فرمایا: ''آپ غم نہ کھائیں کیونکہ آپ تو ضعیفوں پر رحم فرماتے ہیں اور مہمان کا اکرام کرتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کی عزت فرماتے ہیں اور لوگوں کے کاموں میں ان کی مدد فرماتے ہیں، آپ ہرگز دیوانہ نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد (ام المومنین حضرت سیدہ) خدیجہ (الکبریٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ (حضرت) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کا دین قبول کر رکھا تھا اور عبرانی زبان جانتے تھے۔ (حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) کہا کہ اے چچا کے بیٹے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے سُنیں آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے جو دیکھا تھا وہ بیان فرمایا۔ (ورقہ بن نوفل نے) کہا کہ یہ جبرئیل ''ناموسِ اکبر'' ہیں اور (یہ) پیغمبروں کے ہاں آتے ہیں۔ اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ کو مبارک ہو، ہم عزت والے ہو گئے ہیں، ہم ہرگز رسوا نہیں ہوں گے۔ آپ خوش رہیں، اس بار گریز نہ کریں، وہ جو کچھ کہیں آپ یاد کرلیں (اور پھر) مجھے بتائیں۔ پھر رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (حضرت) جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا

www.maktabah.org

اور گریز نہ فرمایا (اور) کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ اور (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو وہاں پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ انہوں نے نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو وضو کرنا سکھایا اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر ورقہ کو بتایا۔ ورقہ نے کہا: ''کیا انہوں نے آپ سے فرمایا ہے کہ کسی کو ایمان کی دعوت دیں؟'' (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''نہیں'' ورقہ کہنے لگے: ''اگر وہ فرماتے تو میں ایمان لے آتا۔ اے بیٹا! اگر میں اس وقت زندہ ہوتا جس وقت لوگ آپ کو شہر سے نکالیں گے تو میں آپ کی مدد اور نصرت کرتا۔'' (تفصیل کے لیے دیکھئے: صحیح البخاری ۳، ص ۱)۔ اس کے (کچھ مدت) بعد ورقہ فوت ہو گئے۔ رسول (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے سفید لباس پہن رکھا تھا۔'' یعنی وہ جنتی تھے اور ان کی یہ تصدیق قبول کی گئی ہے۔ واللّٰہُ اَعْلَمُ (اور اللہ خوب جانتا ہے)۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ

(اللہ نے) پیدا کیا سب انسانوں کو جمے ہوئے خون کے ٹکڑے سے۔ یعنی (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا اور آپ کی اولاد کو خون سے۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ

اور پڑھیے اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کا رب کریم ہے اور اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ

وہ اللہ تعالیٰ، جس نے خط لکھنا سکھایا قلم سے۔ وہ کریم ہے جس نے آدمیوں کو خط و کتابت لکھنے کی نعمت سکھائی۔ علم خط ایک بہت بڑا علم ہے کہ دین و دنیا اس سے وابستہ ہے، کیونکہ اگر علم خط نہ ہوتا تو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد کا انتظام آراستہ نہ ہوتا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۙ

اس نے بنی نوع انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''اس انسان سے مراد (حضرت) آدم (علیہ السلام) ہیں۔'' یعنی (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے سب اسماء اور چیزوں کا علم سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ (نیز) کہا گیا ہے: ''(اس سے مراد حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، جن کو اس (اللہ تعالیٰ) نے بغیر خط و کتابت کے اولین و آخرین کے علوم سکھائے۔''

جاننا چاہیے کہ کہا گیا ہے کہ سورہ کی آخری آیات اس کی ابتدائی آیتوں کے کچھ عرصہ بعد نازل ہوئی ہیں، اس آیت سے (لے کر آخر تک):

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ

(ہرگز نہیں) سچ ہے کہ بنی نوع انسان اور (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ ابوجہل یقیناً گناہ کرنے اور سرکشی کرنے

www.maktabah.org

میں حد سے گزر جاتا ہے۔

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ؁

جب کہ دیکھتا ہے خود کو، بے پروا اور غنی۔

اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ؁

بے شک سب کو لوٹنا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ بغیر مال اور جاہ کے، عاجز اور مفلس ہو کر اور محتاجی کی صورت میں۔ (حضرت) یحییٰ بن معاذؒ نے فرمایا کہ سرکشی کی دو قسمیں ہیں: علم کی سرکشی اور مال کی سرکشی۔ علم کی سرکشی یہ ہے کہ خود پر بھروسہ ہو اور تکبر کرے اور مال کی سرکشی یہ ہے کہ زہد سے منکر ہو جائے اور عبادت (کرنے) سے رہ جائے۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ؁ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؁

کیا دیکھا آپ نے اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس آدمی کو، جو روکتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے؟ نماز پڑھنے والے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہیں اور روکنے والا ابو جہل علیہ اللعنۃ تھا۔ اس ملعون نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو نماز ادا کرتے ہوئے اور اپنے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو میں آپ کی گردن پر پاؤں رکھ کر آپ کو ہلاک کر دوں گا۔ مومن اس سے غمگین تھے اور انہوں نے اس بارے میں نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلّم) کو آگاہ کیا۔ رسول (اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ بعد ازاں ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس ملعون نے (مذکورہ بالا) ارادہ کیا۔ جونہی آپؐ کے قریب پہنچا۔ پھر پیچھے بھاگا۔ کافروں نے اس سے کہا: ''تجھے کیا ہوا کہ لوٹ آیا ہے؟'' کہنے لگا: ''میرے اور (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے درمیان آگ سے بھری ہوئی ایک خندق ظاہر ہوئی اور ایک اژدھا میری طرف لپکا، اگر میں نہ لوٹتا تو جل جاتا اور اژدھا مجھے ہلاک کر دیتا''۔ اس کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ؁ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؁

یعنی اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کیا آپ نے دیکھا اور آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کو آپ کے دشمن سے کیسے محفوظ رکھا؟ جب اس نے (آپ کے نقصان کا) ارادہ کیا۔ آپ نے جب جان لیا ہے تو اب اس حال کی خبر دیں اور خوف نہ کھائیں۔

پھر اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ؁ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ؁

کیا آپ نے دیکھا اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کا یہ دشمن جو آپ

www.maktabah.org

کو نماز سے روکتا تھا، اگر یہ ہوتا راہِ راست اور تقویٰ پر تو اس کا بہشت میں کیسا (بلند) درجہ ہوتا اور کیسا (اعلیٰ) ثواب اسے ملتا؟ جب آپ نے جان لیا تو اس کی خبر دیں۔ پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا:

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿١٣﴾

کیا آپ نے دیکھا اور جانا کہ آپ کا یہ دشمن اگر آپ کو جھٹلاتا ہے اور حق سے منہ موڑتا ہے اور ایمان نہیں لاتا، تو اسے دنیا اور آخرت میں کیسا عذاب ہوگا؟ جب آپ نے جان لیا تو اس حال کی خبر دیں اور غمگین مت ہوں۔

پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا:

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿١٤﴾

کیا نہ جانا آپ کے اس ملعون دشمن نے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اس کے حال کو جانتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اسے (ضرور) بدلہ دے گا۔

(حضرت) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جب ابو جہل رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز سے روکتا تھا تو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے تھے اور اسے خبردار کرتے تھے تو وہ ملعون کہتا تھا کہ آپ مجھے اپنے اللہ سے ڈراتے ہیں۔ میں مکہ (مکرمہ) میں سوار اور پیادوں کا ایسا لشکر لاؤں گا کہ مکہ (مکرمہ) پر ہو جائے گا اور کسی آدمی کا اجتماع میرے اجتماع کی طرح بڑا نہیں ہوگا۔

(اس پر) یہ آیت نازل ہوئی:

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۬

(ہرگز نہیں) سچ ہے کہ اگر باز نہ آیا ابو جہل اس کام سے، لَنَسْفَعًا ہم پکڑیں گے، بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ اسے پیشانی کے بالوں سے اور ذلیل کر کے زمین پر دے ماریں گے اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر، كَاذِبَةٍ (وہ پیشانی جو) جھوٹی (اور) خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ خطار کار (ہے)۔

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾

سو چاہیے کہ بلالے ابو جہل اپنی قوم کو اور اپنے لشکر کو، عنقریب ہم بلائیں گے دوزخ کے فرشتوں کو، یعنی عذاب دینے والے فرشتوں کو۔

كَلَّا ؕ (ہرگز نہیں) ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے، لَا تُطِعْهُ آپ اس کی بات نہ مانیں، وَاسْجُدْ اور آپ سجدہ کریں، وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ اور آپ میری رحمت کے نزدیک ہو جائیں۔

واعظ کا امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنے) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنے) میں نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں مضبوطی سے لگا رہے اور دشمن سے نہ ڈرے، تا کہ اللہ تعالیٰ اس کا اسی طرح مددگار اور ناصر بن جائے جیسا

www.maktabah.org

کہ وہ (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا (بن گیا) تھا۔

مثنوی:

بدر بر صدر فلک شد شب روان — سیر را نگذارد از بانگ سگان
طاعنان ہمچون سگان بر بدرِ تو — بانگ می دارند سوئے صدر تو
کار ہادی این بود تو ہادئی — ماتم آخر زمان را شادئی
ہین روان کن اے امام المتقین — این خیال اندیشگان را تا یقین
ہر کہ در مکر تو دارد دل گرو — گردنش رامن زنم تو شاد رو
آن چراغِ اُو بہ پیشِ صرصرم — خود چہ باشد اے مہین پیغمبرم

(مثنوی ۴:۱۴۶، ۱۴۷)

ترجمہ: چودھویں کا چاند آسمان کے سینہ پر رات کو چلتا ہے، کتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑتا۔

تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے کتوں کی طرح ہیں، جو تیرے رُتبہ پر بھونکتے ہیں۔

ہدایت دینے والے کا یہی کام ہے، تو ہدایت دینے والا ہے۔ تو آخری زمانے کے سوگ کے لیے خوشی ہے۔

ہاں اے متقیوں کے امام! پہنچادے، ان شک کرنے والوں کو یقین تک۔

جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے، میں اس کی گردن ماردوں گا، تو خوشی سے چل۔

میری آندھی کے سامنے اس کا چراغ، اے میرے بزرگ پیغمبر! خود کیا ہے؟

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ التَّابِعِیْنَ لِلنَّبِیِّ الْاُمِّیِ الْعَرَبِیِ الْھَاشِمِیِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ:

یعنی اے ہمارے اللہ! ہمیں (اپنے حبیب) امی عربی ہاشمی نبی (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی پیروی کرنے والوں میں شامل فرما۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ
الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝٤
سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

سورۂ قدر مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١

بے شک ہم نے نازل کیا قرآن (مجید) کو اندازہ کرنے والی رات میں۔ یعنی وہ رات جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ تقدیر (کے کام مقدر) فرماتا ہے، جو اس سال میں ہونے والے ہوتے ہیں۔ (حضرت) جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں پورے قرآن (مجید) کو لوحِ محفوظ سے ایک ہی دفعہ بیت العزت تک لائے جو چوتھے آسمان میں ہے۔ بعدازاں بیس سال میں اور ایک دوسرے قول کے مطابق تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا کر کے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے آئے۔

وَمَآ أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢

اور اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے؟

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝٣

شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، جن ہزار مہینوں میں (بندہ) ہر روز روزہ رکھے، رات کو بیدار رہے اور نماز ادا کرے۔

یہ رات رمضان المبارک میں ہے اور ہر سال آتی ہے۔ علماؒ کا کہنا یہ ہے کہ یہ آخری دس دنوں میں ہے اور مہینے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ تمام مہینے میں بھی اس کے ہونے کا احتمال ہے (یعنی) جفت اور طاق (راتوں) میں۔ بعض کہتے ہیں کہ ستائیسویں کی رات ہے۔ جو (مسلمان) نمازِ مغرب اور نماز عشاء کو باجماعت ادا کرے، وہ شب قدر سے حصہ پالیتا ہے۔ اس کے پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ تو زیادہ راتیں بیدار رہے، تاکہ اس کے ثواب کو پالے۔

www.maktabah.org

شعر:

خواہی کہ ہلال طاعت گردد بدر ہرمہ مہ روزہ دان ہر شب شب قدر

یعنی اگر تو چاہتا ہے کہ بندگی کا ہلال چودھویں رات کا چاند بن جائے تو تو ہر ماہ کو رمضان المبارک اور ہر رات کو لیلۃ القدر سمجھ۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ اُترتے ہیں فرشتے، وَالرُّوْحُ اور (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام)، فِيْهَا اس رات میں، بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اپنے پروردگار کے حکم سے، سورج کے غروب ہونے کے وقت سے لے کر صبح کے ہونے تک، مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ہر کام کے لیے، نیکی و برائی سے آئندہ سال تک (ہونے والا)، سَلٰمٌ هِيَ یعنی وہ تمام رات خیر اور سلامتی والی ہے۔ شیطان اس رات میں کوئی کام نہیں کرسکتا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے بہت زیادہ سلام کہتے ہیں فرشتے ہر مومن اور مومنہ کو جو بیدار ہوں۔ فرشتے جب اس کے پاس سے گزرتے ہیں تو اسے سلام کہتے ہیں، حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ اس رات میں سلامتی ہے صبح کے روشن ہونے تک۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ (صحیح البخاری ۱۹۰۱، ص ۳۰۶، سنن النسائی ۲۱۹۵، ص ۳۰۷)۔

یعنی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لیے) کھڑا ہوا، اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(ام المومنین سیدہ) عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمارے رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پالوں تو کون سی دعا مانگوں؟ نبی (اکرم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے ارشاد فرمایا کہ پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (مسند احمد بن حنبل ۶: ۱۷۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۰۸، کنز العمال ۳۷۱۵، ج ۲: ۱۹۵)۔

یعنی اے اللہ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس مجھے معاف فرمادے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ثَوَابَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ:

اے اللہ! ہمیں اس رات کا ثواب عطا فرما، مجھے مسلمانی کی حالت میں موت نصیب فرما اور صالحین کے ساتھ شامل فرما۔

تنبیہ الغافلین میں مذکور ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) کو فرماتا

www.maktabah.org

ہے کہ وہ فرشتوں کے ساتھ زمین پر اُتر جائیں اور ایک سبز جھنڈا ان کے ساتھ ہوتا ہے، اس جھنڈے کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرتے ہیں اور فرشتے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ ایمان والوں میں سے جو بھی جاگ رہا ہوتا ہے، کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو، اسے یہ فرشتے سلام کہتے ہیں۔ (فرشتے) مومنوں کو پاتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ اس وقت (حضرت) جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ **یا معشر الملائکة الرحیل الرحیل**، یعنی اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور آسمان کی طرف لوٹ چلو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اے جبرائیل! حق سبحانہ وتعالیٰ نے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے مومنوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ (حضرت) جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان پر رحمت کی نگاہ فرمائی ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے، سوائے چار گروہ کے:

اوّل: عادی شراب خور، یعنی جو آدمی شراب پیے اور بیچے۔

دوم: جس کو ماں باپ نے عاق کر دیا، یعنی وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔

سوم: قطع رحمی کرنے والا، یعنی جو آدمی رشتہ داروں سے تعلقات نہ جوڑے اور رشتہ داروں کا حق ادا نہ کرے۔

چہارم: کینہ ور، جو مسلمان بھائی کے ساتھ بولنا پسند نہ کرے۔ ان چار گروہ کو نہیں بخشا اور باقی سب کو بخش دیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ سود خور کو بھی نہیں بخشا۔ (دیکھئے: الترغیب والترھیب ۲: ۱۰۰-۱۰۱)۔

مومن تو ان پانچ کاموں سے توبہ کر، تاکہ تو شب قدر کی فضیلت سے محروم نہ رہے۔

تفسیر ابی سعود (محمد بن محمد بن مصطفیٰ عمادی حنفی م ۹۸۲ھ) میں آیا ہے کہ جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور سات بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (سورہ اخلاص) پڑھے اور جب سلام پھیرے تو ستر بار استغفر اللہ پڑھے۔ ابھی وہ اپنی جگہ سے نہیں اُٹھتا کہ اس پر، اور اس کے ماں باپ پر رحمت کی نظر کی جاتی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ اس کے اعمال نامہ میں آئندہ سال تک بہت نیکیاں لکھی جائیں اور فرماتا ہے کہ جنت میں اس مومن آدمی کے لیے درخت لگائے جائیں اور اس کے لیے محلات بنائے جائیں۔ وَاللہ اعلم (اور اللہ ہی خوب جانتا ہے)۔

سو ہر آدمی کو رمضان المبارک میں ہر رات شب قدر کی اُمید سے نماز وتر کے بعد یہ دو رکعت نماز (نفل) ادا کرنی چاہیے، تاکہ وہ اس ثواب کا شرف پائے اور ہر رات نماز تراویح کے بعد شب قدر کی اُمید سے دو رکعت نماز (نفل) ادا کرنی چاہیے، ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص۔ (یہ) اس طرح ہے کہ جیسے (اس نے) دو بار ختم قرآن (مجید) کیا ہے اور سورۂ اخلاص کا ثواب ایک سوم (تیسرا حصہ) قرآن (مجید) پڑھنے کے برابر ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَضْلَکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ:

یعنی اے اللہ! ہمیں اپنا فضل عطا فرما، اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

www.maktabah.org

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا
صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَا
اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵
حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ
دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ اُولٰٓئِكَ
هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ
عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

سورہ بینہ مدنی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

جاننا چاہیے کہ اہل کتاب، یعنی یہودی، عیسائی اور عرب کے مشرک، یعنی بت پرست، ہمارے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے سے پہلے متفق تھے کہ جب آخر الزمان پیغمبر ظاہر ہوں گے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے اور سب ایک دین کے ماننے والے بن جائیں گے۔ جب نبی (اکرم) علیہ (الصلوٰۃ و السلام تشریف فرمائے ہوئے تو (یہ لوگ) اپنے قول سے پھر گئے۔ بعض ایمان لے آئے اور بعض نہ لائے۔ حق

www.maktabah.org

سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی خبر دی اور جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ

نہ تھے وہ لوگ جو کافر ہوئے، اہل کتاب سے، یعنی اہل توریت جو یہودی ہیں اور عیسائی جو کہ اہل انجیل ہیں۔

وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ اور بت پرست اور اللہ تعالیٰ کے شریک ماننے والے، مُنۡفَکِّیۡنَ الگ ہونے والے، یعنی سب کا اتفاق تھا کہ آخر الزمان پیغمبر (حضرت) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام برحق ہیں۔

حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۙ﴿۱﴾

ان کا اس پر اتفاق تھا، یہاں تک کہ آ گیا ان کے پاس سچا اور ظاہر گواہ۔

رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ:

اور وہ (حضرت) محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، جو بہت زیادہ معجزات لائے اور ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ اُمّی تھے اور لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اس کے باوجود یہ قرآن (مجید) لائے، جس کی طرح ایک سورۃ لانے سے عرب کے تمام فصحا اور بلغاء عاجز آ گئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی خبر دی اور فرمایا:

یَتۡلُوۡا پڑھتے ہیں یہ ہمارے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر، صُحُفًا صحیفے، یعنی لکھے ہوئے اوراق، مُّطَہَّرَۃً ﴿۲﴾ پاک کیے ہوئے۔ خیانت، لہو اور لغو سے۔ یعنی قرآن (مجید) کو جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے (آپؐ) زبانی پڑھتے ہیں، کیونکہ آپؐ حرف اور خط کو نہیں جانتے۔

فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ﴿۳﴾

ان اوراق میں سچی تحریریں ہیں، یعنی قرآن (مجید) کی آیات یا احکام ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ ہمارے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کے بعد (کافروں کا) یہ اختلاف، ان کے حسد اور نفسانی خواہش کی وجہ سے تھا۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ:

اور جدا جدا نہ ہوئے وہ لوگ، جن کو ہم نے کتاب دی ہے، یعنی یہودی اور عیسائی متفرق نہ ہوئے اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین اور (حضرت) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے حق ہونے سے برگشتہ نہ ہوئے۔

اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ؕ﴿۴﴾

مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس آ گئی واضح دلیل۔ اس آیت میں یہود اور عیسائیوں کو سرزنش کی گئی ہے، جو

www.maktabah.org

اہل کتاب ہونے کے باوجود ایمان نہیں لائے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ:

اور حکم نہیں دیا گیا ان اہل کتاب کو توریت اور انجیل میں، مگر دین پاک کا، کہ تم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی بغیر کفر کی ملاوٹ کے (یعنی خالص اسی کے لیے) اور (یہ کہ وہ) کفر سے لوٹ کر (حضرت) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آملیں اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے دین اور (حضرت) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر رہیں، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو قائم کریں، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کریں، وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ۝ اور یہی سچا دین وملت ہے اور قرآن (مجید) میں بھی یہی فرمایا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ کافروں پر سرداری کرنے، پیغمبران (گرامی) کے ساتھ حسد رکھنے اور نفس کی پیروی کرنے کی وجہ سے دین اسلام پر ایمان نہیں لائے۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو حق کو قبول کر اور جس طرح کہ تیرا نفس بد تجھے کہتا ہے تو اس طرح اہل حق کے ساتھ حسد نہ کر اور ان کا انکار نہ کر۔

شعر:

ذرہٴ گر برگ ہستی باشدت کافری و بت پرستی باشدت

یعنی اگر تیرے وجود میں انانیت وتکبر کا ایک ذرہ بھی ہوا تو یہ تیرے لیے کافری اور بت پرستی ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا:

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور ایمان نہ لائے، یہود اور عیسائیوں میں سے، اور بت پرستوں میں سے، وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے، رہیں گے ہمیشہ دوزخ میں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ۝

یہودی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ خنزیروں، ریچھوں، بیلوں، گدھوں اور تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کا ذکر کیا (اب) دوستوں کا حال بھی بیان کیا اور جل جلالہ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝

بے شک جو لوگ مان گئے اور ایمان لے آئے اور انہوں نے عمل کیے نیک، یہی لوگ ہیں بہترین مخلوق۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صالح ایماندار بندوں کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ عزت ہے۔

www.maktabah.org

مثنوی:

برتر اند از عرش و کرسی و خلا   ساکنان مقعد صدق و خدا
(مثنوی ۱:۳۵۹)

خلق اطفال اند جز مست خدا   نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
(مثنوی ۱:۳۵۳)

ترجمہ: وہ عرش اور کرسی اور خلا سے بھی بہتر ہیں، (وہ) خدا کی سچائی کی نشستگاہ کے ساکن ہیں۔

مخلوق بچے ہیں، خدا کے مست کے علاوہ، بالغ کوئی نہیں ہے، اس کے علاوہ جو نفسانی خواہش سے نجات پا گیا۔

مسئلہ یہ ہے کہ انسانوں کے پیغمبر، فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں اور فرشتوں کے رسول عام آدمیوں سے افضل ہیں اور صالح (مومن بندے) عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس پر دلیل مذکورہ بالا آیت ہے۔

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ:

ان کی جزا اور بدلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں، جن میں سے ہر باغ کے نیچے پانی، دودھ، شہد اور جنتی شراب کی نہریں بہہ رہیں اور یہ نہریں دنیا کی نہروں کے برعکس بغیر گہرائی کے جنت کی زمین پر جاری ہیں۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط:

رہیں گے ہمیشہ جنت میں:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط:

راضی ہے حق سبحانہ وتعالیٰ ایمان والوں سے، اور ایمان والے بھی راضی ہیں اللہ تعالیٰ سے۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

یہ سب اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور گناہوں سے رک جائے۔

شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بندے کا اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی نعمت، مصیبت اور دُکھ اسے پہنچے، وہ اس پر راضی رہے۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا (اے اللہ ہمیں نصیب فرما)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ① وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ
أَثْقَالَهَا ② وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ
أَخْبَارَهَا ④ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ⑤ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ
أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ⑥ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَرَهُ ⑦ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ⑧

سورۂ زلزال مدنی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ①

جب ہلا کر رکھ دی جائے گی زمین، خوب ہلا کر۔ یعنی سخت شدت سے ہلائی جائے گی کہ زمین پر کوئی عمارت نہیں رہے گی اور پہاڑ، ٹیلے اور بند ہموار ہو جائیں گے اور زمین کی شکل بدل دی جائے گی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ (سورہ ابراہیم ۴۸):

یعنی جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔

حدیث میں آیا ہے کہ زمین چاندی کی طرح پیدا کی جائے گی، (یہ بھی) کہا گیا ہے: ''زلزلہ دو بار آئے گا، ایک اس وقت جب خلقت کو ہلاک کیا جائے گا اور دوسرا اس وقت جب خلقت کو زندہ کیا جائے گا۔'' (نیز) کہا گیا ہے: ''یہ زلزلہ (صرف) پہلی دفعہ ہوگا''۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ ''(صرف) دوسری مرتبہ ہوگا'' اور (تفسیر) کشاف نے (اسی قول کو) اختیار کیا ہے۔

وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ②

اور باہر نکال ڈالے گی زمین اپنے بوجھ۔ یعنی جو کچھ زمین میں ہوگا، مردے اور خزانے سب باہر نکال ڈالے گی، تا کہ وہ زمین کے اوپر آ پڑے۔

وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ③

www.maktabah.org

اور کہے گا انسان، یعنی قیامت کا منکر کافر، کیا ہو گیا ہے اس زمین کو، کہ اس طرح سخت لرز رہی ہے؟ لیکن قیامت کو ماننے والا ایماندار (بندہ) کہے گا:

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (سورہ یٰسین ۵۲)

یعنی یہ قیامت ہے، جس کے آنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔ (تفسیر) کشاف میں یونہی مذکور ہے، جیسا کہ لکھا گیا ہے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ (زمین جو کچھ باہر نکال ڈالے گی اس سے) جنس (مطلق) انسان مراد ہے۔

يَوْمَئِذٍ اس وقت کہ جب ایسا ہوگا، تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بولے گی اور خبریں دے گی زمین اپنے حالات کی۔ يَوْمَئِذٍ بدل ہے اذا سے اور ان دونوں میں عامل تحدث ہے اور تحدث کا مفعول اوّل محذوف ہے، یعنی ''تحدث الارض الخلق اخبارھا''، یعنی اس روز زمین خلقت کو بتائے گی جو کچھ نیکی اور برائی سے انہوں نے اس کے اوپر کیا ہوگا۔

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝

باتیں کرے گی اس وجہ سے کہ تیرا رب فرمائے گا زمین کو کہ وہ بتائے کہ فلاں آدمی نے ناحق قتل کیا، زنا کیا اور برائیاں کیں اور فلاں آدمی نے میرے اوپر نماز پڑھی، روزہ رکھا اور نیک اعمال کیے۔ آدمی کے تمام اعضاء گواہی دیں گے اور زمین بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان پر گواہی دے گی۔ تو اس کا منکر مت ہو کیونکہ عرش سے فرش تک سب اس کا حکم ماننے والے ہیں، اگرچہ تیری عقل اسے نہیں مانتی۔ (حضرت) مولانا جلال (الدین) رومی (رحمۃ اللہ علیہ) بتاتے ہیں:

مثنوی:

نسبتے گرہست مخفی از خرد — ہست بے چون وخرد کے پے برد
باد را بے چشم اگر بینش نداد — فرق چون می کرد اندر قوم عاد
آتشِ نمرود را گر چشم نیست — با خلیلش چون تجشم کردنی ست
گر نبودے نیل را آن نور دید — از چہ قبطی را ز سبطی می گزید
گر نہ کوہ و سنگ با دیدار شد — پس چرا داودؑ را او یار شد
این زمین را گر نبودے چشم جان — از چہ قارون را فرو خورد آنچنان
گر نبودے چشم دل حنانہ را — چون بدیدے ہجر آن فرزانہؐ را
تابدانی کو حکیم ست و خبیر — مصلح امراض درمان ناپذیر

(مثنوی ۴: ۲۳۲-۲۳۳، ۲۳۴)

www.maktabah.org

ترجمہ: اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے، وہ بے کیفیت ہے اور عقل اس کو کب پا سکتی ہے۔
اگر اس نے ہوا کو بغیر آنکھ کے بینائی عطا نہیں کی ہے، تو اس نے قوم عاد میں فرق کیسے کیا؟
نمرود کی آگ میں اگر آنکھ نہیں ہے، اس کے (حضرت) خلیل (علیہ السلام) کے ساتھ اس کو کیوں تکلف ہوا؟
اگر دریائے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی، تو قبطی کو سبطی سے کیسے منتخب کرتا؟
اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے، تو وہ (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کے دوست کیوں بنے؟
اگر اس زمین کی جان کی آنکھ نہ ہوتی، تو قارون کو اس طرح کس وجہ سے نگل گئی؟
اگر (استوانہ) حنانہ کے دل کی آنکھ نہ ہوتی، تو ان فرزانہ (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہجر کو کیسے دیکھ لیتی؟
تا کہ تو سمجھ لے وہ دانا اور باخبر ہے، نا قابل علاج مرضوں کا مصلح ہے۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝

اس روز لوگ پلٹ کر آئیں گے گروہ در گروہ حساب گاہ سے، تا کہ ان کو دکھادی جائے جزا ان کے اعمال اور کاموں کی۔

اس آیت کے دو معنی کیے گئے ہیں۔ اوّل: ''یہ کہ لوگ حساب کے بعد پلٹیں گے، جنتی جنت میں روشن چہروں اور خوش حالی سے اور دوزخی دوزخ میں سیاہ چہروں اور طوقوں اور زنجیروں کے ساتھ، تا کہ انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے۔'' دوم: یہ کہ وہ قبروں سے حساب گاہ میں پلٹیں گے، تا کہ انہیں ان کے اعمال کی جزا دی جائے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝

پس جس نے کی ہوگی چھوٹی چیونٹی کے برابر، یا ایک ذرّہ کے برابر جو گھر کے اندر سورج کی شعاع میں دیکھا جاتا ہے، نیکی وہ اس کی جزا دیکھ لے گا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

اور جس نے ایک ذرہ کے برابر کی ہوگی برائی وہ اس کی سزا دیکھ لے گا۔ بعض کہتے ہیں اگر کافر ایک ذرّہ کے برابر نیکی کرے تو وہ اس کی بھلائی دنیا میں، اپنے جسم، اپنے مال اور اپنی اولاد میں دیکھ لے گا، تا کہ جب وہ مرے تو اس کے لیے کوئی نیکی نہ ہو اور ایماندار بندہ جو ایک ذرّہ بدی کرے، اس کا اسے دنیا میں وبال پہنچتا ہے، جسمانی تکلیف، مصیبت، بیماری یا اس کے مال اور اس کی اولاد میں نقصان ہو جاتا ہے، تا کہ جب اسے موت آئے، تو اس کا کوئی گناہ نہ رہے، تا کہ اسے قیامت میں عذاب نہ دیا جائے۔

(اس آیت سے) ایماندار آدمی کا نصیب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیکی کرے، اگر گناہ کر بیٹھے تو توبہ اور استغفار سے اس کی بخشش طلب کرے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (اے اللہ تو ہمیں صالح لوگوں میں سے بنا)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ
صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾
اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ
لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۭ﴿۸﴾ اَفَلَا
يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي
الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

سورۂ عادیات مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾

قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی، جو سانس لیتے ہیں ہانپ کر، ایسی آواز میں جو ہنہناہٹ نہیں ہوتی۔

فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾

پھر قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پتھر پر دوڑتے ہیں اور پتھر سے آگ نکالتے ہیں، اپنے سموں کے ذریعے، جب وہ رات کو پتھریلی زمین پر دوڑتے ہیں۔

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾

پھر قسم ان گھوڑوں کی جو صبح کے وقت غارت کرتے ہیں کافروں کو۔

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾

پھر جو اڑاتے ہیں اپنے سموں سے زمین سے گرد جس پر وہ دوڑتے ہیں۔

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾

پھر وہ دشمن کی فوج میں جا گھسے اس دوڑنے کی جگہ۔ یعنی جنگ میں حملہ کرتے ہیں اور خود کو دشمن کے لشکر کے درمیان ڈالتے ہیں۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾

www.maktabah.org

بے شک انسان، (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ کافر، اپنے پالنے والا کا ناشکر گزار ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ کنود وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بھلائیوں کو بھلا ڈالے اور مصیبتوں کو یاد کرے۔ (نیز) کہا گیا ہے کہ کنود وہ آدمی ہے جو اکیلا کھائے اور اپنے غلام (نوکر) کو بھوکا رکھے اور اپنی عطاؤں کو روک رکھے۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌۚ۝

اور بے شک یہ آدمی یقیناً گواہ ہے اس پر کہ وہ کنود (ناشکرا) ہے۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۝

اور بے شک یہ آدمی مال کی محبت میں سخت ہے، یعنی بخیل ہے، مال زیادہ جمع کرتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا اور اہل اللہ کی محبت سے گریز کرتا ہے۔ اس کا مقصود صرف دنیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ ہرگز محبت نہیں کرتا۔

(اس آیت سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کر اور مال اور جاہ کی وجہ سے ان کے ساتھ دشمنی نہ کر، تا کہ تو ان کے باطنی انوار سے محروم نہ رہے۔

مثنوی:

ہمچو چغدان دشمن باز ان شدیم — لا جرم و امانده و حیران شدیم
می کنیم از غایت جہل و عمی — قصد آزار عزیزان خدا
با سلیمان خوکن اے خفاش رد — تا کہ در ظلمت نمانی تا ابد
کور مرغا نیم و بس ناسا ختیم — کان سلیمان را دمے نشنا ختیم
آن سلیمان پیش جملہ حاضرست — لیک غیرت چشم بندو ساحرست

(مثنوی ۲: ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۵۳)

ترجمہ: ہم الوؤں کی طرح بازوں کے دشمن بن گئے ہیں، لامحالہ پس ماندہ اور تباہ ہو گئے۔
انتہائی نادانی اور اندھے پن کی وجہ سے ہم کرتے ہیں، اللہ (تعالیٰ) کے پیاروں کو ستانے کا ارادہ۔
اے مردود چمگادڑ! (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کی عادت ڈال، تا کہ ہمیشہ تک کے لیے اندھیرے میں نہ رہے۔
ہم اندھے پرندے ہیں اور بہت انگھڑ، کہ ہم نے تھوڑی دیر کے لیے بھی سلیمان کو نہیں پہچانا۔
وہ سلیمان سب کے سامنے موجود ہے، لیکن غیرت آنکھ کی پٹی اور جادوگر ہے۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ۝

www.maktabah.org

آیا پھر نہیں جانتا یہ آدمی جب اُٹھایا جائے گا اور باہر نکال لیا جائے گا، جو کچھ قبروں میں ہے، یعنی جب زندہ کیا جائے گا قیامت کے دن اور روح اور بوسیدہ ہڈیوں کو جمع کیا جائے گا۔ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اجسام کا حشر برحق ہے۔

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۝

اور جدا کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔ یعنی کفر، ایمان اور نفاق میں سے جو چیز دلوں کے اندر ہے اس کو ظاہر کر دیا جائے گا اور اس کی جزا دی جائے گی۔

إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝

اور بے شک ان کا پروردگار اس روز آگاہ ہوگا اور جانتا ہوگا ان کے اعمال اور ان کے اعتقاد کو اور اس کا ان کو بدلہ دے گا۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اے اللہ! ہمیں قیامت کے روز رُسوا نہ کرنا)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾
يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ
الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ
مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ
خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ
مَا هِيَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

سورۂ قارعہ مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾

قیامت کا دن جو دلوں کو خوف اور غم کے ذریعے کوٹنے والا ہے۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ یہ کوٹنے والی کیا ہے؟ یعنی یہ ایک بڑی چیز ہے۔

وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾

کیا سمجھے آپ اور آپ کو کیا معلوم اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ کیا ہے یہ کوٹنے والی؟

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾

یہ کوٹ کر رکھ دینے والی ہے گردنیں سرکشوں کی، متکبروں کی اور کافروں کی اس دن میں، جس روز ہوں گے لوگ پروانوں کی طرح بکھرے ہوئے، وہ ضعیف، بے خبر اور عاجز ہوں گے اور (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ (ہوں گے وہ) ٹڈی (کی طرح) پیدل اور ہجوم (کی صورت میں)۔ بعض بعض کے اوپر، جڑے ہوئے یعنی ٹڈی کی طرح منتشر۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾

اور ہوں گے پہاڑ دُھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح، یعنی پہاڑ اس بزرگی کے باوجود اور انسان اس قوت، مال

www.makitabah.org

اور عزت کے باوجود قیامت کی ہیبت سے یوں ضعیف اور ناتواں ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا حال بیان کیا اور جل جلالہ نے فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾

پس جس کے بھاری ہوں گے وزن، (یہ) میزان کی جمع ہے۔

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۭ﴿۷﴾

سو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا، یعنی جنت میں ہوگا۔

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾

اور لیکن جس کے ہلکے ہوں گے وزن، یا پلڑے۔

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۭ﴿۹﴾

پس اس کی ماں، یعنی اس کی جگہ (ٹھکانا) دوزخ ہوگی۔ الھوا: اوپر سے نیچے گرنا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۭ﴿۱۰﴾

اور آپ کو کیا معلوم اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ یہ دوزخ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور جل جلالہ نے فرمایا:

نَارٌ حَامِيَةٌ ۧ﴿۱۱﴾

ایک آگ ہے دہکتی ہوئی۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اللہ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

سورۂ تکاثر مکی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١

مصروف رکھا تم کو، مال اور اولاد کی کثرت پر فخر کرنے نے اور اس کے جمع کرنے نے تم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی سے غافل کر دیا۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢

یہاں تک کہ تمہیں موت آ گئی اور تم قبرستان میں پہنچ گئے۔

یہ سورہ یہود کے حق میں نازل ہوئی۔

(اس سے) ایماندار (بندے) کا نصیب یہ ہے کہ وہ دنیا سے زیادہ مشغول نہ ہو اور وہ موت اور آخرت کی تیاری میں لگ جائے۔ توبہ اور استغفار کی طرف آئے اور گناہوں کی معافی طلب کرے۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣

(ہرگز نہیں)، سچ ہے کہ تم عنقریب جان لوگے کہ کیسی غلطی میں مبتلا تھے؟ اور اسے مرتے وقت سمجھ جاؤ گے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٤

پھر (ہرگز نہیں) سچ ہے کہ تم جلد قبر میں جان لوگے، جب عذاب قبر کو چکھو گے، تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کیسے برے کام میں پڑے تھے اور کیسے غافل تھے؟ تمہیں اپنی آخرت کا کوئی غم نہیں ہے اور گندم اور گھاس کے لیے اتنے فکر مند رہتے ہو کہ تم قبر اور قیامت کے دن کا اس کے دسویں حصہ کے برابر بھی غم نہیں رکھتے۔

الٰہی! تو ہمیں خواب غفلت سے بیداری عطا فرما اور شہوت کی مستی سے ہشیاری نصیب فرما۔

پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا:

www.maktabah.org

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝

(ہرگز نہیں) سچ ہے کہ کاش تم جان لیتے یقین سے کہ مرنے کے بعد تمہارا کیا حال ہوگا؟ تو تم آخرت کی فکر میں مصروف ہو جاتے اور دنیا کے لیے زیادہ غم نہ کھاتے۔ لو کا جواب مقدر (مخفی) ہے۔

پھر (اللہ) جل جلالہ نے فرمایا:

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝

یقیناً تم (ضرور) دیکھو گے دوزخ کو۔

پھر تاکید کی اور (اللہ) جل جلالہ نے فرمایا:

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝

پھر یقیناً تم (ضرور) دیکھو گے دوزخ کو، علم الیقین کی آنکھوں سے۔ کل قیامت کو عین الیقین ہو جائے گا، اور (اس وقت کوئی) فائدہ نہ ہوگا اور جب تو نے طاعت نہیں کی ہوگی تو کوئی نفع نہیں ہوگا۔

پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

پھر یقیناً پوچھے جاؤ گے تم اس روز قیامت میں ان نعمتوں کے بارے میں، جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمتیں دی تھیں، ان کا تم نے کیا کیا؟ اور ان کو کہاں خرچ کیا؟ اور ان کو کیسے حاصل کیا؟ اور ان کا شکر (ادا) کیا یا نہیں؟

ع۔ اے شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

یعنی اے اللہ! (ذات باری تعالیٰ) تیری نعمتوں کا اتنا شکر ہے، جس قدر تیری نعمتیں ہیں۔

الٰہی! تو ہمیں خواب غفلت، نعمتوں کے بے جا خرچ اور عذاب قیامت سے محفوظ فرما، آمین۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

سورۂ عصر مکی ہےاوراس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝۱

قسم زمانہ کی، (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ قسم رات اور دن کی۔ (نیز) کہا گیا ہے کہ قسم نمازِ عصر کی۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲

یقیناً تمام آدمی نقصان میں ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ :

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے، اور انہوں نے نیک عمل کیے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ :

اور وہ ایک دوسرے کو حق کے کاموں کی وصیت کرتے رہے۔ یعنی انہوں نے خود نیک کام کیے اور دوسروں کو (بھی نیک کام کرنے کی) وصیت کرتے رہے اور فرماتے رہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

اور ایک دوسرے کو صبر (کرنے کا) فرماتے رہے، مصیبتوں اور عبادتوں میں۔

(اس سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو خود کو ہمیشہ کے نقصان سے محفوظ رکھ اور نیک کام کر اور دوسروں کو بھی اس پر رکھ اور نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے رُکنے کا حکم کرتا رہ، تا کہ اس کا نفع دنیا اور آخرت میں تجھے نصیب ہو۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝١ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢
يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤
وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ
تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ
عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

سورۂ ہمزہ مکی ہے اور اس میں نو آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝١

خرابی ہے ہر اس شخص کے لیے جو منہ پر بد گوئی کرتا ہے اور غیبت کرتا ہے، اور ہر اس شخص کے لیے جو پیٹھ کے پیچھے بد گوئی اور غیبت کرتا ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق ویل دوزخ میں ایک وادی ہے جو دوزخیوں کے جسموں سے بہنے والی پیپ اور زرد پانی سے پر ہے اور جس سے دوزخی ڈرتے ہیں۔ یہ وادی بدگوؤں اور غیبت کرنے والوں کا ٹھکانہ ہے۔

یہ سورہ ایک کافر کے حق میں نازل ہوئی، جس نے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایمان والوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی غیبت ان کی پیٹھ کے پیچھے کی اور بدگوئی ان کے سامنے کی۔

(اس سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو اپنی زبان کو مسلمانوں کی برائی سے محفوظ رکھ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ اور کسی کی عیب جوئی مت کر۔

الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢

جس نے جمع کیا مال کو اور اسے گنا اور اسے تیار کیا (بچا کر رکھا) ہے مصیبتوں کے لیے اور اس نے زکوٰۃ نہیں دی۔

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝٣

وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔

www.maktabah.org

كَلَّا (ہرگز نہیں) سچ ہے کہ ایسا نہیں ہے جیسا وہ گمان کرتا ہے، بلکہ وہ مر جائے گا اور اس کا مال قیامت کے عذاب سے (بچنے میں) اسے کوئی نفع نہیں دے گا۔ لَيُنۢبَذَنَّ یقیناً گرایا جائے گا اس غیبت کرنے والے کو، فِي الْحُطَمَةِ دوزخ میں۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ

اور آپ کیا جانیں اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ حطمہ کیا ہے؟ حطمہ دوزخ کا ایک درجہ ہے، جسے اس میں ڈالا جائے گا وہ جل جائے گا اور اسے عذاب دیا جائے گا۔

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ

یہ حطمہ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے، جو اس کے قہر اور غضب سے بھڑکائی گئی ہے اور یہ دلوں تک جا پہنچے گی اور ان کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ

بے شک دوزخ کی اس آگ کے دروازے ان دوزخیوں پر بند کر دیے جائیں گے اور وہ ہرگز اس سے نجات نہیں پائیں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ

یعنی وہ ہوں گے عمد ممددہ، یعنی ہوں گے یہ دوزخی بڑی بڑی سولیوں پر لٹکے ہوئے، جو دوزخ کی آگ سے بنی ہوں گی، یا ہوں گے ان کی گردنوں میں زنجیر (آگ کے)۔ یہ (حضرت) ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق دوزخ کے دروازوں کو آگ کے ستون کھڑے کر کے پیچھے سے بند کر دیا جائے گا، تا کہ دوزخی باہر آنے سے نا اُمید ہو جائیں۔

(اس سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو مسلمانوں کی برائی کرنے اور ان کی عیب جوئی کرنے اور غیبت کرنے سے توبہ کر اور مال جمع کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کر اور زبان کو تلاوت اور ذکر میں مشغول کر، تا کہ تو دوزخ کے اس عذاب سے بچ جائے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

سورۂ فیل مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱

کیا نہیں دیکھا آپ نے اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، کیا سلوک کیا آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ؟ یعنی آپ جانتے ہیں اور آپ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے ان کا لشکر کس طرح ہلاک کر ڈالا، جن کے ساتھ ہاتھی تھے؟ امام مقاتلؒ کے بقول ایک ہاتھی تھا اور امام ضحاکؒ کے بقول آٹھ ہاتھی تھے۔ سب سے بڑے کا نام محمود تھا۔ اس لیے ہاتھی والے کہا گیا ہے اور اضافت ایک سے کی گئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ (آپ سے) بیس سال پہلے (کا واقعہ) تھا اور (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ تئیس سال، نیز ایک روایت یہ بھی ہے کہ چالیس سال پہلے (کا واقعہ) تھا۔

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲

کیا نہ کر دیا ان کی تدبیر کو، یعنی ان کے داؤ کو بیکار اور باطل کر دیا۔ ان کا داؤ یہ تھا کہ خانہ کعبہ کو خراب کر دیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو خراب کر دیا۔

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳

اور بھیجے ان پر پرندے، جھنڈ کے جھنڈ اور (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ پرندوں کے ڈار، جن کی ہاتھی کی سونڈ کی طرح سونڈیں تھیں اور کتے کی ہتھیلی کی مانند ہتھیلی تھی اور سب سیاہ تھے، نیز کہا گیا ہے کہ وہ سبز (رنگ) تھے۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴

گراتے تھے وہ پرندے اس لشکر پر آگ سے پکی ہوئی پتھریاں۔ کہا گیا ہے کہ **مِنْ سِجِّيْل** یعنی پہلے آسمان سے۔

www.maktabah.org

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ۵

پس اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ یعنی ان کو اس بھوسے کی طرح حقیر بنا ڈالا جو جانور کھاتے ہیں اور ان کے پاؤں کے نیچے ناچیز ہو جاتا ہے۔ عارف رومیؒ (مولانا جلال الدین بلخیؒ) مثنوی میں اس سے آگاہ کرتے ہیں:

ہمچو آن اصحاب فیل اندر حبش کعبہء کردند حق آتش زدش
قصد خانہ کعبہ کردند ز انتقام حال شان چون شد فرو خوان از کلام
(مثنوی ۲:۲۷۵)

لشکرے رامرغکے چندے شکست تابدانی کین صلابت از حق ست
گر ترا وسواس آمد زین قبیل رو بخوان تو سورۂ اصحابِ فیل
(مثنوی ۲:۳۲۲)

ترجمہ: ان ہاتھی والوں کی طرح جنہوں نے حبشہ میں، کعبہ بنایا اور اللہ نے اس میں آگ لگا دی۔

بدلہ لینے کے لیے انہوں نے خانہ کعبہ کا قصد کیا، ان کا کیا حال ہوا؟ کلام اللہ میں پڑھ لے۔

بڑے لشکر کو چھوٹے پرندہ نے شکست دے دی، تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ سختی اللہ کی طرف سے تھی۔

اگر تجھے اس معاملہ میں شک ہو (تو) جا تو اصحاب فیل کی سورت پڑھ لے۔

قصہ (اصحاب فیل)

یہ یوں ہوا کہ عیسائیوں کے نجاشی نام ایک بادشاہ نے یمن کے شہر صنعا میں ایک کلیسا بنوایا۔ یعنی عیسائیوں کی عبادت گاہ بنائی، جس کی مانند کسی نے عمارت نہ دیکھی تھی اور اس نے فرمان جاری کیا کہ کوئی آدمی کعبہ کی زیارت کو نہ جائے اور یہ کعبہ جو میں نے بنایا ہے، اس کی طرف آئیں اور حج ادا کریں۔ ایک رات آگ لگی اور اس نے اس عبادت گاہ کو جلا ڈالا۔ نجاشی کو بتایا گیا کہ تیرے اس کعبہ کو عربوں نے جلایا ہے۔ اپنے خانہ کعبہ (کے جلنے پر) اس کافر نے قسم کھائی کہ میں (مسلمانوں کے) خانہ کعبہ کو تباہ کروں گا۔ اس نے اپنے حکام میں سے ابرہہ نامی ایک حاکم کو بلایا اور اسے ایک لشکر جرار کے ساتھ روانہ کیا اور ان کے ساتھ محمود نام کا ایک ہاتھی تھا، جس کو اس نے لشکر کے آگے کر رکھا تھا۔ جب وہ عرب کے ملک میں پہنچے۔ عرب کے بادشاہ نے عربی لشکر کے ساتھ ان سے جنگ کی۔ انہوں نے عربی لشکر کو شکست دی اور ملک عرب پر قبضہ کر لیا۔ جب مکہ (مکرمہ) کے قریب پہنچے تو ابرہہ کے لشکریوں نے مکہ (مکرمہ) کے لوگوں کا مال لوٹ لیا۔ اس میں رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام کے (جد

www.maktabah.org

بزرگوار) عبدالمطلب کے دوسو اونٹ بھی انہوں نے پکڑ لیے۔ عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے۔ ابلاہہ نے ان کا نام سن رکھا تھا۔ ابرہہ نے ان سے پوچھا کہ میرے پاس کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے اونٹوں کے لیے آیا ہوں جو آپ کے لشکریوں نے پکڑ لیے ہیں۔ ابرہہ بولا کہ مجھے آپ کی بات پر خوشی ہوئی۔ آپ نے کعبہ، جس سے تمام عرب کا فخر ہے، کے لیے درخواست کیوں نہیں کی کہ میں وہ آپ کو بخش دوں؟ میں آپ کے اونٹوں کو واپس لوٹانے کے لیے حکم دیتا ہوں۔ عبدالمطلب نے فرمایا: ''اس خانہ کعبہ کا ایک مالک ہے، جو اس کی حفاظت کرتا ہے، لہٰذا میرا اس سے کیا کام؟'' عبدالمطلب مکہ (مکرمہ) کو واپس آ گئے اور لوگوں کو (صورت حال سے آگاہ) فرمایا۔ لوگ (شہر سے) نکل گئے اور پہاڑوں پر آ گئے، عبدالمطلب (شہر میں) رہ گئے اور ایک دوسرا آدمی آپ کے ساتھ رہ گیا۔ عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کے دروازہ کا کنڈا پکڑا اور فرمایا:

یا رب لا ارجو لهم سواکا — یا رب فامنع منهم حماکا

ان عدوّ البیت من ذا عاداکا — امنعهم ان یخربوا قراکا

یعنی اے پروردگار میں تیرے سوا کسی سے اُمید نہیں رکھتا، تو ان لشکریوں کو اپنے خانہ کعبہ سے روک لے۔

تیرے کعبہ کا دشمن ایسا آدمی ہے جو تیرے ساتھ دشمنی رکھتا ہے، ان کو اس سے منع کر کہ وہ تیرے خانہ کعبہ کو خراب کریں۔

تیرے قراکو یعنی تیرے کعبہ کو۔

ابرہہ نے لشکر کو آراستہ کیا اور خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ حرم کعبہ میں پہنچا۔ جاننا چاہیے کہ کعبہ کے آس پاس ایک روز کی مسافت اور دو روز کی مسافت تک، جگہ کو حرم کہتے ہیں۔ یعنی اس کے اندر شکار کرنا اور اس جگہ کے درخت کا کاٹنا حرام ہے۔ لشکریوں کے آگے ہاتھی تھا۔ عرب کے بادشاہ نے ہاتھی سے کہا کہ اے محمود یہ حرم کعبہ ہے، تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر اور لوٹ جا۔ فوراً اس ہاتھی نے سجدہ کیا اور واپس چلا گیا۔ ہر چند لشکر والوں نے اس کے سر پر مارا مگر وہ (پھر حرم کے) اندر نہ آیا۔ عبدالمطلب دعا کر رہے تھے اور ہاتھ کعبہ کے (دروازے کے) کنڈا میں ڈال رکھا تھا۔ اچانک ابابیل جیسے پرندوں کا ایک لشکر ظاہر ہوا، جن کی چونچ میں مسور سے بڑا اور چنے سے چھوٹا ایک پتھر تھا۔ ہر لشکری کے سر پر ایک پتھر آ کر لگتا تھا اور ہر پتھر پر اس آدمی کا نام لکھا تھا، جس کے سر پر آ کر گرتا تھا۔ لوہے کی ٹوپی سے گزر جاتا تھا اور وہ سوار اور گھوڑے کو ہلاک کر ڈالتا تھا۔ یہاں تک کہ سارا لشکر ہلاک ہو گیا۔ مگر وہ ہاتھی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا تھا (ہلاک نہ ہوا)۔ ایک آدمی لشکر سے بھاگ کر نجاشی کے پاس پہنچا اور اسے لشکر کی خبر دی۔ ایک پرندہ اس کے سر کے اوپر اڑتا رہا۔ جب اس لشکری نے خبر ختم کی، اس پرندے نے اس کے سر پر پتھر گرا دیا، وہ بھی ہلاک ہو گیا۔

اس قصہ سے ایماندار آدمی کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ دُشمنی نہ کرے اور وہ خود کو

www.maktabah.org

خطاسیہ اور بلعمیہ (گمراہوں) کی مانند نہ بنائے، تاکہ وہ لوگوں کو اپنا مرید بنائے اور انہیں صالح لوگوں کے راستے سے ہٹا کر جھوٹی تواضع اور مکر و فریب کی پوشاک والا بنا ڈالے۔ اس طرح وہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے غضب اور پھٹکار کا حقدار بن جائے گا اور یہ خوف ہے کہ وہ دنیا سے ایمان کے بغیر جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

مثنوی:

صد ہزاران شہر را خشم شہان — سرنگون کر دست اے بد گو ہران
خشم مردان خشک گرداند سحاب — خشم دلہا کرد عالم را خراب
اضعف مرغان ابابیل ست و اُو — پیل را بدرید و نپذیرد رفو
(مثنوی۳:۲۷۲)

ترجمہ: شاہوں کے غصہ نے، لاکھوں شہر، اے بداصلو! اوندھے کر دیے ہیں۔
مردان (خدا) کا غصہ ابر کو خشک کر دیتا ہے، دلوں کے غصہ نے جہان کو تباہ کر دیا ہے۔
ابابیل کمزور ترین پرندہ ہے، اور اس نے ہاتھی کو (ایسا) پھاڑا جس کا رفو نہیں ہو سکتا۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝٤

سورۂ قریش مکی ہے اور اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

جاننا چاہیے کہ (تفسیر) کشاف اور (تفسیر) کواشی میں مذکور ہے کہ مصحف ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ اور لِاِيْلٰفِ کو ایک سورہ لکھا گیا ہے اور ان کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہیں لکھی گئی۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں سورتوں کو نماز مغرب کی ایک رکعت میں پڑھا ہے۔

اس کا معنی اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کے لشکر کو ہلاک کیا۔ پھر ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ قبیلہ قریش کو سازگاری (حالات) فراہم کرنے کے سبب، کہ وہ مکہ (مکرمہ) کے رہنے والے ہیں اور ان کو سفروں میں عزت عطا کرنے کی وجہ سے، کہ کوئی آدمی ان کو نہیں ستاتا، کیونکہ وہ خانہ کعبہ کے مجاور ہیں۔

اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢

ان کو دو سفروں سے مانوس کرنے اور ان کا خوگر بنانے کے سبب، ایک سردیوں میں یمن کی طرف اور دوسرا گرمیوں میں شام کی جانب (سفر کرنا)۔ قریش ہر سال میں مکہ (مکرمہ) سے دو سفر کرتے تھے اور مکہ (مکرمہ) میں زندگی گزارنے کے لیے استعداد پیدا کیا کرتے تھے، کھانے اور پہننے کی اتنی چیزیں لایا کرتے تھے جو ان کے لیے کافی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا احسان یاد دلایا ہے کہ ہم نے تمہارے دشمن کے لشکر کو آسمانی پرندوں کے ذریعے ہلاک کر ڈالا ہے، تاکہ کعبہ کی عزت اور تمہارا اشرف ہر جگہ ظاہر ہو جائے اور کوئی آدمی تمہارے نقصان کا ارادہ نہ کرے۔ تو اس کا تقاضا ہے:

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣

جب ایسا ہے تو پھر چاہیے کہ اہل مکہ (مکرمہ)، یعنی قریش بندگی کریں اس گھر کے رب کی۔

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ

www.maktabah.org

وہ اللہ جس نے ان کو کھانا دیا بھوک کے بعد۔

وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

اور ان کو امن دیا خوف میں، تمام سفروں میں اور ان کا لوگ احترام کرتے ہیں اور ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے، تاکہ وہ مکہ (مکرمہ) میں کھانے کی چیزیں اور نعمتیں لائیں اور کھائیں۔ انہیں عرب اور عجم کے کسی آدمی سے کوئی خوف نہیں ہے۔ پس ان کو کافر نہیں بنا چاہیے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنی چاہیے اور وہ بت پرستی نہ کریں۔ ان کی یہ سب عزت، کعبہ (شریف) اور مکہ (مکرمہ) کی عزت اور شان ہمارے رسول (حضرت) محمد علیہ (الصلوٰۃ و) السلام کی وجہ سے ہے، جو ان کے درمیان پیدا ہوئے۔ ہم علم قدیم سے جانتے تھے، (لہٰذا) ہم نے آپ کی ولادت (باسعادت) سے قبل (ہی) آپ کی جگہ کو دشمن سے محفوظ رکھا۔ جب آپ تشریف لا چکے ہیں تو اب آپ اور آپ کے پیروکاروں کو ہم بہت ہی اعلیٰ طریقے سے محفوظ رکھیں گے۔

شعر:

وھل انت یا مکۃ الّا ——— وادٍ شرفک اللّٰہ علی البلاد

یعنی اور اے مکہ (مکرمہ) تو ایک ایسی وادی ہے، جسے اللہ نے سب شہروں سے (زیادہ) شرف عطا فرمایا ہے۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی خدمت کرے، تاکہ ان کی برکت سے وہ دین و دنیا کی مصیبت اور اثر سے محفوظ رہے۔ جب تو نے دیکھ لیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے دوست کے دشمن کو آپؐ کے شہر سے روک لیتا ہے اور آپ کے پیروکاروں کو دنیا میں بلا سے محفوظ رکھتا ہے تو یہ آخرت میں (بھی) اس کے کرم سے دور نہیں ہوگا۔

مثنوی

سرمہ کن تو خاک ہر بگزیدہ را ——— کہ بسوزد ہم بسازد دیدہ را

کحل دیدہ ساز خاک پاش را ——— تا نینداز ی سر او باش را

کہ ازین شاگردی وزین افتقار ——— سوز نے باشی شوی تو ذوالفقار

پس روی خاموش باش از انقیاد ——— زیر ظل امر شیخ و اوستاد

ورنہ گرچہ مستعد و قابلی ——— مسخ گردی تو ز لافِ کاملی

ہم از استعداد و آمانی اگر ——— سرکشی ز استاد راد با خبر

(مثنوی ۴: ۳۱۹، ۳۲۱)

www.maktabah.org

ہان و ہان ترک حسد کن باشہان ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان
کو اگر زہرے خورد شہدے شود تو اگر شہدے خوری زہرے شود
کو بدل گشت و بدل شد کار او لطف گشت و نور شد مرنارِ او
(مثنوی۲:۳۲۲)

ترجمہ: ہر برگزیدہ کی خاک کو سُرمہ بنالے، وہ لگتی بھی ہے اور آنکھ کو بناتی (بھی) ہے۔
اس کے پاؤں کی خاک کو آنکھ کا سُرمہ بنالے، تاکہ بیہودہ سر کو نہ ٹکرائے۔
کیونکہ اس شاگردی اور اس احتیاج سے، اگر تو سوئی (بھی) ہے، ذوالفقار بن جائے گا۔
تو پیرو ہے، فرمانبرداری سے چپ رہ، استاد اور شیخ کے حکم کے سایہ تلے۔
ورنہ، اگرچہ تو صاحب استعداد و قابلیت ہے، تو کمال کی شیخی بگھارنے سے مسخ ہو جائے گا۔
استعداد اور تمناؤں سے بھی اگر تو عقلمند، باخبر استاد سے سرکشی کرے گا۔
خبردار خبردار! شاہوں سے حسد کرنا چھوڑ دے ورنہ تو دنیا میں شیطان ہو جائے گا۔
کیونکہ وہ اگر زہر کھالے تو شہد بن جائے گا، تو اگر شہد کھائے، زہر ہو جائے گا۔
کیونکہ وہ بدل گیا اور اس کا کام بدل گیا، وہ محبت بن گیا، اس کی آگ نور بن گئی۔
اللّٰھم ارزقنا حبک وحب من احبک (اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرما اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے)۔
اس سورت کے اس کے علاوہ بھی معنی کیے گئے ہیں۔ واللہ اعلم (اور اللہ ہی خوب جانتا ہے)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿۲﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

سورہ ماعون مکی ہے اور اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

أَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿۱﴾

کیا آپ نے دیکھا اے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس (شخص) کو جو روز قیامت کے آنے میں آپ کو جھٹلاتا ہے؟ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتا کہ لوگ زندہ ہو جائیں گے، حساب اور جزا دینے کے لیے۔ تفسیر عتابی میں مذکور ہے کہ اس سورہ کا نصف (اوّل) ابوجہل کے حق میں (نازل ہوا) ہے۔ اس ملعون کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو یہ اس کے سرہانے بیٹھ جاتا تھا اور کہتا تھا کہ میرے لیے وصیت کر و اور (اپنے مال میں سے) کچھ مجھے دو اور (یوں) یتیموں کے مال کو لے لیتا تھا اور اگر اس سے (مال کو واپس) مانگتے تو وہ سخت (وست) کہتا تھا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿۲﴾

اور (تفسیر) کواشی میں آیا ہے کہ یہ جواب شرطِ مقدر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا آپ پہچانتے ہیں اس کافر کو جو قیامت کا منکر ہے؟ اگر آپ نہیں جانتے تو جانیں کہ یہ کافر وہ آدمی ہے جو یتیم کو اپنے پاس سے بھگا دیتا ہے اور اس کے حق کو دبالیتا ہے اور اسے واپس نہیں دیتا۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳﴾

اور نہیں رغبت دلاتا، یعنی کسی کو نہیں کہتا سوالی کو کھانا کھلانے کا اور خود بھی اسے کچھ نہیں دیتا اور دوسروں کو بھی نہیں کہتا کہ وہ فقیروں کو کھانا کھلائیں۔

(اس سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو یتیم کا حق نہ لے اور فقیروں کو کھانا کھلائے اور دوسروں کو بھی کہے کہ وہ ان کو کھانا کھلائیں۔ جو شخص قیامت کا منکر ہے اس کی دو نشانیاں ہیں، اوّل یہ کہ یتیم پر رحم نہ کرنا، اس کا حق لے لینا اور

www.maktabah.org

اسے واپس نہ کرنا۔ جہاں تک ہو سکے تو یتیموں کا وصی مت بن اور یتیم کے مال میں تصرف نہ کر۔

حکایت

ایک روز میں اپنے والد (بزرگوار) رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ ہمسائے کے گھر سے پانی لایا گیا، انہوں نے نہ پیا اور فرمایا: ''یتیموں کے پیالہ میں میں کس طرح پانی پیوں؟ جو شخص یتیموں کے پیالہ میں پانی پیتا ہے، وہ ان کے پانی کو پیتا ہے۔''

(منکر قیامت کی) دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ فقیروں اور سوالیوں پر رحم نہیں کرتا اور ان کو کھانا نہیں کھلاتا اور نہ دوسروں کو (ایسا کرنے کے لیے) کہتا ہے۔

اس سورہ کا نصف دوّم ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جو نماز میں کوتاہی کرتے تھے اور اعمال ریا سے کیا کرتے تھے اور بخیلی کیا کرتے تھے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

(تفسیر) کشاف میں آیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جب کافر ایسا ہے تو ہلاک ہو جائے وہ آدمی جو اپنی نماز سے غافل ہو اور نماز اس سے رہ جائے۔ (اور یہ بھی) کہا گیا ہے کہ ویل دوزخ میں ایک مخصوص جگہ ہے، جہاں دوزخیوں کی پیپ جمع ہوتی ہے اور اس میں سانپ اور بچھو بہت زیادہ ہیں اور دوزخی اس سے خوف کھاتے ہیں۔

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝

وہ لوگ جو اپنے اعمال ایک دوسرے کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں۔ یعنی جو عبادت کرتے ہیں اس میں ریاکاری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں کرتے۔ ویل ان کے لیے ہے۔

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

وہ روکتے ہیں زکوٰۃ کو اور (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ روکتے ہیں عام ضرورت کی چیز کو، یعنی گھر کی چیزیں ہمسایوں اور محتاجوں کو نہیں دیتے۔ جیسے، بیل، کلہاڑی، دیگچہ وغیرہ۔ رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ ماعون کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''پانی، نمک، آگ''۔ جو شخص کسی کو آگ دیتا ہے وہ ثواب کے لحاظ سے یوں ہے کہ جو چیز اس آگ سے پکائی گئی ہے گویا اس نے وہ دی ہے اور جو نمک دے اس کے لیے بھی ایسا (ہی ثواب) ہے۔ جس نے کسی کو پانی دیا، ایسی جگہ جہاں پانی زیادہ ہو، وہ ایسے ہے کہ جیسے اس نے غلام آزاد کیا ہے۔ اگر ایسی جگہ (کسی کو) پانی دے جہاں پانی (بڑا) عزیز (نایاب) ہو تو وہ ایسے ہے جیسے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردے کو زندہ کیا ہے۔

(اس سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تو نمازوں میں کوتاہی نہ کرے اور ان کو دیر کر کے ادا نہ کرے۔ خاص کر کے

www.maktabah.org

نماز ظہر کو چاہیے کہ جب سورج ڈھل جائے تو ادا کر، کیونکہ اس کے بعد میں ادا کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جب تو متفق علیہ وقت میں ادا کرے تو (زیادہ) بہتر ہے۔

(اس سے) تیرا دوسرا نصیب یہ ہے کہ کاموں کو ریا کے انداز میں ادا کرنے کی عادت مت بنا۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (اے اللہ! تو ہمیں اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق عطا فرما)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾
إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

سورۂ کوثر مکی ہے اور اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾

بے شک ہم نے عطا کی ہے کوثر آپ کو اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) یعنی آپ کو بہت زیادہ خیر عطا کی ہے۔ (نیز) کہا گیا ہے کہ کوثر قرآن کو جاننا اور قرآن (مجید) ہے۔ (نیز) کہا گیا ہے کہ پانچ وقت کی نماز ہے۔ (نیز) کہا گیا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه ہے۔

(تفسیر) کشاف اور (تفسیر) کواشی میں مذکور ہے کہ رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے، جس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اس کے دونوں کنارے زبرجد کے ہیں اور میرے اُمتی اس سے پانی پئیں گے۔ سب سے پہلے جو لوگ کوثر پر آئیں گے، وہ فقیر صحابہ اور غریب مہاجر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ہوں گے۔ وہ (کوثر) میرا حوض ہے اور اس کا پانی سدرۃ المنتہٰی سے ہے۔ اس حوض کے چار رکن ہیں، اس کے ہر رکن پر میرے چار صحابہ ؓ میں سے ایک صحابی موجود ہوگا۔ جو میرے چاروں صحابہ ؓ کو دوست رکھے گا، اسے اس سے پانی دیں گے اور جو کوئی ان کے ساتھ دشمنی کرے، اسے اس سے پانی نہیں دیا جائے گا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾

پس آپ نماز پڑھا کریں۔ اپنے پروردگار کے لیے اور اونٹ کی قربانی دیں اپنے رب کی رضا کے لیے، جو آپ کے لیے دین و دنیا کی عزت ہے اور آپ کے تمام معجزات، کرامات اور مقامات حضرت باری تعالیٰ (کی طرف) سے ہیں۔ آپ کے دشمن بت پرستی کرتے ہیں اور قربانی بتوں کے لیے کرتے ہیں۔ آپ اور آپ کی امت میری بندگی کریں، کیونکہ میں نے تمہیں اتنا زیادہ شرف، عزت اور خیر عطا فرمائی ہے جو کسی نبی اور کسی اُمت کو عطا نہیں فرمائی ہے۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

الشانی: دشمنی رکھنے والا، الشنان: دشمن رکھنا، الابتر: دم کٹا، یعنی بے اولاد۔ بے شک آپ کا دشمن دم کٹا

www.maktabah.org

ہے، یعنی بغیر خیر اور بغیر طاعت کے ہے۔ (تفسیر) کشاف میں مذکور ہے کہ کافر کہتے تھے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابتر ہیں (نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) یعنی آپ کا کوئی بیٹا اور بھائی نہیں ہے اور جب آپ فوت ہو جائیں گے تو آپ کا دین ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کا دشمن دم کٹا ہے۔ نیز (تفسیر) میں آیا ہے کہ ابتر دم کٹے گدھے کو کہتے ہیں۔ یعنی آپ کا دشمن دم کٹے گدھے کی طرح ہے، جو دنیا میں کم قیمت اور کم مقدار ہے اور آخرت میں ملعون ہے۔ جب وہ مریں گے تو ان پر لعنت کی جائے گی اور ان پر قیامت تک عذاب ہوگا اور جو شخص آپ کا اُمتی ہوگا وہ آپ پر درود پڑھے گا اور آپ سے محبت کرے گا اور منبروں اور میناروں کے اوپر اللہ (تعالیٰ) کے نام کے ساتھ آپ کا نام لے گا۔ آپ کی محبت میں جان قربان کر دے گا اور ہر سال کئی ہزار عاشق آپ کی زیارت کو آئیں گے۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنے کو اپنا شعار بنائے اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے دشمنوں سے دور رہے۔ دوست کم ہیں اور دشمن زیادہ ہیں۔

<u>مثنوی:</u>

یک سوارہ می رود شاہِ عظیم — در کف طفلان چنین درِ یتیم
دیدہ این شاہان ز عامہ خوف جان — کین گروہ کورند شاہان بے نشان
چونکہ حکم اندر کف رندان بود — لا جرم ذو النون در زندان بود
درچہ دریائے نہان در قطرۂ — آفتابے مخفی اندر ذرۂ
آفتاب خویش را ذرّہ نمود — واندک اندک روئے خود را بر کشود
جملہء ذرّات دروے محو شد — عالم از وے مست گشت وصحو شد
چون قلم در دست غدارے بود — لا جرم منصور بر دارے بود

(مثنوی ۲: ۱۴۰-۱۴۱)

ترجمہ: عظیم بادشاہ تنہا جا رہا ہے، ایسا نایاب موتی بچوں کے ہاتھ میں پڑا ہے۔
ان شاہوں نے عوام سے جان کا خطرہ محسوس کیا ہے، کیونکہ یہ گروہ اندھا ہے اور شاہوں میں کوئی علامت نہیں ہے۔
چونکہ فیصلہ رندوں کے ہاتھ میں ہوگا، لامحالہ ذوالنون قید خانہ میں ہوں گے۔
موتی کیا ہوتا ہے؟ اک قطرہ میں پوشیدہ دریا، ایک سورج ذرّے میں مخفی۔
اس نے اپنے سورج کو ذرہ دکھایا اور تھوڑا تھوڑا اپنا منہ کھولا۔
تمام ذرّے اس میں محو ہو گئے، دُنیا اس سے مست ہو گئی اور ہوش جاتا رہا۔

www.maktabah.org

جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہوگا تو لامحالہ منصور سولی پر ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَوْلِیَائِکَ (اے اللہ! تو ہمیں اپنے اولیاء میں سے بنا)۔

اگر اللہ تعالیٰ کے دوست کا فرزند نہ ہو تو کوئی ہرج نہیں، کیونکہ اس کے تمام پیروکار معنوی لحاظ سے اس کی اولاد ہوتے ہیں اور آپ کی دعا و سلام میں (سب) صالحین شامل ہیں (جو یوں ہے) کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (یعنی سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام صالح بندوں پر)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْكَافِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَاۤ
اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴
وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

سورۂ کافرون مکی ہے اور اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝

آپ فرمادیں اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کافروں کو کہ:

لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

میں پرستش نہیں کروں گا اور بندگی نہیں کروں گا اُن (بتوں کی) جن کی تم زمانہ ٔحال میں بندگی کررہے ہو۔ یعنی میں تمہارے بتوں کی آنے والے زمانے میں بھی ہرگز عبادت نہیں کروں گا۔

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝

اور نہ ہی تم عبادت کرو گے آئندہ زمانے میں اس اللہ کی جس کی میں زمانہ حال میں عبادت کررہا ہوں۔

وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ:

اور نہ ہی میں کبھی بندگی کرنے والا ہوں زمانہ مستقبل میں، مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ جس کی تم زمانہ ٔماضی میں بندگی کیا کرتے تھے۔

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ:

اور نہ تم عبادت کرو گے زمانہ مستقبل میں، مَاۤ اَعْبُدُ ۝ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ:

تمہارے لیے تمہارا دین یعنی بت پرستی ہے، وَلِيَ دِيْنِ ۝ اور میرے لیے میرا دین ہے، یعنی اسلام، مسلمانی۔

اس سورت کا حکم اس آیت سیف سے منسوخ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ (سورہ التوبہ ۵)، یعنی پس مشرکوں کو قتل کردو۔

www.maktabah.org

اس سورت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مکہ (مکرمہ) کے کافروں نے رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ ایک سال ہمارے خداؤں کی بندگی کریں، تاکہ ہم آپ کے اللہ کی بندگی کریں۔ یہ سورت نازل ہوئی۔ رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ تم اپنے دین کے مطابق عمل کرو اور میں اپنے دین پر عمل کروں۔ (مسلمان) اس پر عمل پیرا تھے اور لڑائی کی اجازت نہیں تھی، یہاں تک کہ یہ آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ نازل ہوئی اور اس آیت کو آیت سیف کہتے ہیں۔

اس سورت سے مومن کا نصیب یہ ہے کہ وہ کاموں (معاملات) میں صبر کرے اور نادانوں، بے ادبوں، بیہودہ اور ناپاک لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے، تاکہ نصرتِ الٰہی ظاہر ہو جائے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھے، وہ ایسا ہے کہ اس نے قرآن (مجید) کے چار حصوں میں ایک حصہ تلاوت کر لیا اور (تفسیر) کواشی میں مذکور ہے کہ اس سورہ اور سورہ اخلاص کو المبرئتان (یعنی نفاق سے بری کرنے والیاں) کہا جاتا ہے۔ جو شخص اس سورہ اور سورہ اخلاص کو پڑھتا ہے وہ نفاق اور کفر سے بیزار ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ نماز فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں یہ سورت اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ (سورت اخلاص) پڑھے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

سورۂ نصر مدنی ہے اور اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١

جب اللہ تعالیٰ کی مدد (کرنا) آ جائے اور فتح (نصیب ہو جائے)۔

وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝٢

اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں، یعنی دین اسلام میں، گروہ در گروہ، قبیلہ در قبیلہ، بہت زیادہ اور کثیر (تعداد میں)۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ:

پس آپ پاکی بیان کریں اپنے پروردگار کی ستائش کے ساتھ۔ یعنی ناشائستہ صفات کو دور کریں اور شائستہ (بھلی) صفات کو ثابت کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس خیال سے منزہ اور پاک خیال کریں کہ اس کا جسم ہے یا یہ کہ وہ کسی ایک جگہ میں ہے، یا یہ کہ وہ کسی جگہ سے ہے، یا وہ کسی چیز سے ہے، یا کسی چیز کی طرح ہے۔ یعنی سلبی صفات کو اس سے نفی کریں اور تمام پاک صفات، جیسے علم وقدرت، سننا اور دیکھنا، زندگی، پیدا کرنا اور ارادت وحکمت کو (اس کی ذاتِ اقدس کے ساتھ) ثابت کریں۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ (سورہ الشوریٰ ۱۱) یعنی ''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے''۔ اور ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ ۝ (یعنی وہ صاحب جلال وعظمت ہے۔ سورہ الرحمٰن ۲۷) میں اسی طرح اشارہ ہے۔

وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهٗ:

اور اس سے بخشش طلب کریں، بے شک وہ، (یہ بھی) کہا گیا ہے ''اس لیے کہ وہ'':

كَانَ تَوَّابًا ۝

www.maktabah.org

تھااور ہےاور ہوگا، بہت بڑا توبہ قبول کرنے والا گنہگار بندوں کی۔اس کان کو کان سرمدیہ کہتے ہیں۔یعنی جو کلمہ کان اللہ تعالیٰ کی صفات میں آیا ہو۔جیسے كَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا۔

جاننا چاہیے کہ بیشتر تفسیروں میں آیا ہے کہ اس فتح سے مراد فتح مکہ (مکرمہ) اور اہل مکہ (مکرمہ) پر نصرت (حاصل کرنا) ہے۔خواجہ امام ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہاں فتح مکہ (مکرمہ) مراد نہیں ہے کیونکہ فتح (مکہ) آٹھ ہجری میں ہوئی اور یہ سورہ دس ہجری میں نازل ہوئی اور اِذا مستقبل کے لیے ہے۔واللہ اعلم (اور اللہ ہی خوب جانتا ہے)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

سورۂ لہب مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (سورہ الشعراء ۲۱۴):

''یعنی اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے زیادہ قریب کے رشتہ داروں کو عذابِ قیامت سے ڈرادیں۔''

تو رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ صفا، جو مکہ (مکرمہ) میں ہے، پرتشریف لے گئے اور بلند آواز میں اپنے رشتہ داروں کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوگئے تو (ارشاد) فرمایا: تم سخت عذاب سے ڈرو اور پڑھو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ایمان لے آؤ اور دین حق کو مجھ سے قبول کرو۔ رسول (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب نے کہا ''تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا دَعَوْتَنَا''، یعنی آپ ہلاک ہو جائیں، آپ نے ہمیں اس کے لیے بلایا؟ حضرت باری تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی اور اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱

ہ کے جزم اور زبر کے ساتھ (اس کے معنی ہیں) ہلاک اور نقصان والے ہوں دونوں ہاتھ کافر کے جو ابولہب ہے، وَّتَبَّ ۝ اور وہ ہلاک ہوا۔

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲

کوئی فائدہ نہ پہنچایا اسے، اس کے زیادہ مال نے، اور جو اس نے کمایا۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ اس کے بیٹے اس کے کام نہ آئے۔ اس کے پانچ بیٹے تھے اور سبھی طاقتور تھے اور بیٹے کو کسب کہتے ہیں۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳

عنقریب یہ کافر داخل ہوگا، ایک آگ میں جو بھڑکتی ہوئی ہے، یعنی دوزخ کی آگ جو گرم اور جلا دینے والی

www.maktabah.org

ہے۔

وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ﴿۴﴾

یعنی عنقریب ہی دوزخ کی آگ میں ہوگی ابولہب کی بیوی، جو ایندھن اٹھانے والی ہے اور ایندھن اُٹھانے والے کو حمالۃ الحطب کہتے ہیں۔ یعنی ایندھن کو اٹھانے والا اور حدیث میں آیا ہے کہ ہیزم کش (یعنی چغلخور) جنت میں نہیں جائے گا۔ حمالۃ کی ۃ پیش اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھی گئی ہے۔

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

اس کی گردن میں ہوگی رسی، کھجور کی کھال کی۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ محکم زنجیر اس کی گردن میں ہوگا۔

المسد: المحکم۔ لوہے کا ایک ستر گز زنجیر جو اس کے منہ سے ڈالیں گے اور دوسرے راستے سے باہر نکالیں گے اور اس کی گردن میں لپیٹ دیں گے۔

کہتے ہیں کہ اسے حمالۃ الحطب اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ عورت کیکر کے کانٹے لاتی تھی اور (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے راستہ میں ڈال دیتی تھی۔ کیونکہ وہ اکثر ننگے پاؤں ہوتے تھے، لہٰذا کانٹے ان کے پاؤں میں چبھ جاتے تھے۔ یہ رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہمسایہ تھی۔ ہمیشہ نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو دُکھ دیتی تھی۔

(اس سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ دشمنی نہ کر، تاکہ تو ابدی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے اور تو ابوالہب کی مانند منکر مت بن اور تو (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح صادق اور صدیق بن لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لیے ابولہب ہوا کرتے ہیں:

ع۔ درجمع سبک روحان ہم بولہبی باشد

یعنی پاکیزہ لوگوں کے مجمع میں ایک ابولہب بھی ہوا کرتا ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ (ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں)۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۙ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④

سورۂ اخلاص مکی ہے اور اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ①

فرمادیں اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہ شان یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ یعنی بے مثل اور لاشریک ہے اور وہ اجزا والا اور متناہی نہیں ہے۔

اس سورت کا شان نزول یہ ہے کہ مکہ (مکرمہ) کے کفار کہتے تھے، اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ اپنے اللہ کی تعریف کریں کہ وہ کیسا ہے؟ سونے کا ہے یا چاندی کا؟ یا اس کے علاوہ؟ اور اس کا کوئی شریک ہے یا نہیں؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ فرمادیں کہ میرا اللہ علم والا ہے اور وہ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے ایک ہے اور وہ کسی چیز کی مانند نہیں ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ②

وہ اللہ ایسا ہے جو تمام نیاز مندوں کی پناہ ہے، تمام لوگ اسی کے محتاج ہیں اور وہ کسی چیز اور کسی شخص کا محتاج نہیں ہے۔ (یہ بھی) کہا گیا ہے کہ الصمد کا معنی ہے کہ وہ کھوکھلا نہیں ہے اور اس کا درمیان بے مغز نہیں ہے اور وہ کھانے اور پینے کی حاجت نہیں رکھتا۔ الصمد تمام صفات کمالی کے ثبوت کی طرف اشارہ ہے اور لَمْ يَلِدْ سے آخر تک تمام نقصان وزوال کی نفی کی جانب اشارہ ہے۔

(اس سے) درویش کا نصیب یہ ہے کہ اپنے اختیار کو الصمد کے حوالے کردے اور خود کو محتاج سمجھے۔ جتنا وقت وہ (عالم) عدم میں رہا (اپنے) اختیار کے بغیر فیض پاتا تھا۔

مثنوی:

صد ہزاران سال بودم در مطار ہمچو ذرات ہوا بے اختیار

می رہم زین چار میخ چار شاخ می جہم در مسرح جان زین مناخ

ہیچ کس را تا نگردد او فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا

چیست معراج فلک این نیستی عاشقان را مذہب و دین نیستی

(مثنوی ۶: ۳۵، ۳۶)

www.maktabah.org

ترجمہ: میں اُڑنے کی جگہ میں لاکھوں سال رہا، ہوا کے ذرّوں کی طرح، بے اختیار۔
میں اس چار میخ، چار شاخ سے نجات پا جاتا ہوں، اس باڑے سے جان کی سیر گاہ میں کود جاتا ہوں۔
کسی شخص کے لیے جب تک وہ فنا نہ ہو جائے، کبریا کی بارگاہ میں راستہ نہیں ہے۔
آسمانوں کی معراج کیا ہے یہ نیستی ہے، عاشقوں کا مذہب اور دین نیستی ہے۔

لَمْ يَلِدْ ۙ:

اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا۔ یعنی اس کے بیوی بچے نہیں ہیں۔

وَلَمْ يُوْلَدْ ۝

اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ یعنی وہ ہمیشہ تھا اور رہے گا۔ وہ قدیم ہے اور محدث نہیں ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اور نہ ہے اور نہ تھا اور نہ ہوگا، اس کا کوئی ہمسر۔

حدیث میں آیا ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ قرآن مجید کے تیسرے (حصہ) کے برابر ہے۔ یعنی جو شخص اسے ایک بار پڑھے وہ ایسے ہے کہ اس نے قرآن کے تین حصوں میں سے ایک حصہ پڑھا۔

(اس سے) تیرا نصیب یہ ہے کہ تیرے فہم اور عقل میں جو کچھ سماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے ہے، وہ اس سے منزہ اور پاک ہے اور عقل و فکر کی اس کی ذات کی حقیقت تک رسائی نہیں ہے۔ کوئی شخص اور کوئی چیز معبودی اور مسجودی کے لائق نہیں ہے، سوائے بے مثل، احد اور بے نیاز خدا کے جو والد اور بیٹے سے منزہ ہے اور اعانت اور مدد سے بے نیاز ہے۔ میدان فصاحت کے لڑاکوں کے لیے اس کی تعریف کے لیے عبارت تنگ ہے اور میدان معرفت کے سابقین کے پائے اشارت اس کی ستائش وصف سے لنگ ہیں اور ارباب عقل کی نہایت کو اس کی معرفت کی بدایت میں حیرانگی اور سرگردانی کے سوا کوئی دلیل حاصل نہیں ہے اور صاحب نظروں کی بصیرت کو اس کی عصمت کے انوار کی شعاعوں میں اندھا، تعاشی اور نیست ہونے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ اشیا کے ظواہر اس کی ظاہریت میں باطن اور موجودات کے بواطن اس کی باطنیت میں ظاہر ہیں۔ اس کے حبیب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مقام محمود محمدی میں ذات صمدی کی حقیقت کے ادراک سے عمر ابدی میں عاجز ہیں۔

(اے اللہ!) مخلوق کو قابو میں رکھنا تیری معرفت کی بنا پر ممکن ہے، تعریف کرنے والے تیری تعریف سے عاجز ہیں، تو ہماری توبہ قبول فرما، ہم انسان ہیں، ہم تجھے اس طرح نہیں پہچان سکے، جس طرح تیری پہچان کا حق ہے۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿٢﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ﴿٤﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾

سورۂ فلق مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾

آپ کہیں اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں پناہ لیتا ہوں صبح کے رب کی، یعنی صبح جو رات سے باہر نکلتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ فلق دوزخ میں ایک کنواں ہے، جب وہ کھلتا ہے تو دوزخی اس کے عذاب کی شدت سے چلانے لگتے ہیں۔

تفسیر عتابی میں مذکور ہے کہ رسول (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے فرمایا کہ فلق کے کنواں میں چھ گروہ ہوں گے:

۱- ظالم امیر۔

۲- یتیموں کے وہ وصی جوان کے مال میں خیانت کریں اور ان کا حق ضائع کریں۔

۳- بازاروں، دیہاتوں اور شہروں کے بڑے، جو برے ہوں اور اپنی رعیت کے درمیان اصلاح نہ کریں۔

۴- بے ریش لڑکے، جو بدفعلی کرائیں۔

۵- وہ (لوگ) جوان سے بدفعلی کریں۔

۶- وہ لوگ جو مسافر خانوں، عمارتوں اور فقیروں کے لیے خلقت سے خیر (کوئی مال) اور فدیہ کے طور پر کچھ لیتے ہیں اور پھر اپنے لیے خرچ کرتے ہیں۔

(یہ بھی) کہا گیا ہے کہ فلق وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ کھولتا (چیرتا) ہے، جیسے کھجور کی گٹھلی وغیرہ (اور دوسری اجناس کے دانے)، جن سے درخت (اور پودے) پھوٹتے ہیں اور ایسے ہی بادل اور پانی کے چشمے جن سے بارش اور پانی باہر نکلتے ہیں اور ماؤں کے رحم، جن سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

www.maktabah.org

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا، جیسے سانپ، بچھو، جن، بھوت اور انسان۔

بد الخلق: پیدا کرنا۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝

اور اندھیری رات کے شر سے، جو چھا جائے۔ کہا گیا ہے کہ الغاسق پروین (ستارہ) جب غائب ہو جائے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝

اور ان عورتوں کے شر سے جو جادو کرتی ہیں اور گرہوں پر پھونکیں مارتی ہیں۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

''الحسد والحسود: برائی چاہنا''۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

جاننا چاہیے کہ (تفسیر) کواشی وغیرہ میں مذکور ہے کہ ان دو سورتوں کا شان نزول یہ ہے کہ نبی (اکرم) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے ایک جادو کیا۔ رسول (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چھ ماہ تک اس جادو کا اثر رہا اور آپ بیمار ہو گئے اور آپ نے اپنی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کے ساتھ صحبت نہیں فرمائی اور آپ کے جسم مبارک کے بال سخت ہو گئے تھے۔ نبی (اکرم) علیہ الصلوٰۃ والسلام سو رہے تھے کہ دو فرشتے خواب میں آپ کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ ان صاحب (رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو کیا ہوا ہے؟ دوسرا بولا کہ آپؐ پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے فرشتے نے پھر پوچھا کہ وہ جادو کس نے کیا ہے؟ (دوسرا فرشتہ) بولا: ''لبید اور اس کی ناپاک بیٹیوں نے آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال حاصل کیے ہیں اور کنگھی کے دندانوں پر گیارہ گرہیں لگائی ہیں اور کنگھی کو بالوں کے ہمراہ کمان کے چلہ کے ساتھ باندھ دیا ہے اور اسے (نر) کھجور کے خوشہ کے غلاف میں ڈھانپ کر فلاں مخصوص کنویں کی (تہہ کی) کیچڑ میں دبا دیا ہے۔ اب اس سے بچاؤ کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی آدمی جا کر اس کنویں سے اسے نکال لائے اور یہ دو سورتیں پڑھ کر وہ گرہیں کھول دی جائیں تو آپؐ صحت یاب ہو جائیں گے۔''

جب نبی (اکرم) علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو یہ دو سورتیں آپ کو یاد تھیں۔ آپ نے کسی کو فرمایا کہ وہ اس کنویں میں اُترے اور کمان کے اس چلہ کو اس گرہ (زدہ کنگھی) کے ہمراہ باہر نکال لائے۔ جب آپ ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ جب آپ نے تمام (آیات) پڑھ لیں تو سب گیارہ گرہیں کھل گئیں اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صحت یاب ہو گئے۔ واللہ اعلم (اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے)۔ معتزلی (اس) جادو کے منکر ہیں۔

www.maktabah.org

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ
النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِىْ
يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ
وَالنَّاسِ ۝۶

سورۂ ناس مکی ہے اور اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱

''الناس والاناس لوگ (انسان)، الاناس: جماعت۔'' آپ کہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میں پناہ لیتا ہوں سب انسانوں کے پروردگار کی۔

مَلِكِ النَّاسِ ۝۲

(سب) لوگوں کے (حقیقی) بادشاہ کی۔

اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳

(سب) انسانوں کے معبود (برحق) کی۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴

وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے شر اور برائی سے۔ یعنی دلوں میں برے وسوسے ڈالنے والا، (جو) شیطان (ہے)، بار بار پیچھے ہٹنے والا اور اندر گھس جانے والا۔

حدیث میں آیا ہے الخناس سے مراد شیطان ہے جو بار بار پیچھے ہٹنے والا اور انسان کے اندر گھس جانے والا ہے اور اس کا منہ خنزیر کی مانند ہے۔ امام مقاتلؒ اور امام قتادہؒ کے بقول اس کا منہ کتے کی طرح ہے۔ اس نے منہ آدمی کے دل پر رکھا ہوا ہے اور برے وسوسے اس کے دل میں ڈالتا ہے اور جب آدمی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب (آدمی) غافل ہوتا ہے تو یہ پھر آ جاتا ہے اور برے وسوسے پیدا کرتا ہے، مثلاً زنا کرنا، شراب پینا اور ناحق قتل کرنا آدمی کے دل میں ڈالتا ہے اور (وہ) خون کی طرح رگ وپے میں داخل ہو جاتا ہے۔

الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵

www.maktabah.org

وہ شیطان جو وسوسے ڈالتا ہے آدمیوں کے دلوں میں۔

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

وہ وسوسہ ڈالنے والا ہے جنوں اور انسانوں سے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (سورہ الانعام ۱۱۲):

یعنی اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ شیطان انسان، عرفی (حقیقی) شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

شعر:

زینهار از قرین بد زنهار وقنا ربنا عذاب النار

یعنی بچو برے ہمنشین سے بچو اور اے ہمارے رب ہمیں آگ (جہنم) کے عذاب سے بچا۔

(اس سے) درویش صادق کا نصیب یہ ہے کہ وہ ایسے برے دوست اور برے ہمنشین سے جو درویشوں کے حال کا منکر ہو، دور رہے اور بیگانہ آدمی، یعنی جو برادر طریقت نہ ہو، کے ساتھ صحبت نہ رکھے:

ع۔ یار بد بدتر بود از مار بد

یعنی برا دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔

رباعی:

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت وز تو نبرید زحمت آب و گلت

زنہار ازان قوم گریزان می باش ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

یعنی تو جس آدمی کے ساتھ بیٹھے اور (اس کی ہمنشینی سے) تیرے دل کو جمعیت (وسکون) میسر نہ آئے اور تجھ سے دنیا کی محبت اور (بری) بشری صفات زائل نہ ہوں۔

خبردار تو ایسے لوگوں (کی صحبت) سے گریز کر، ورنہ (حضرت) عزیزان (رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ) کی روح (مبارک) تجھے معاف نہیں کرے گی۔

(درویش کو) ایسے آدمی (کی صحبت) سے دور رہنا چاہیے جس نے خود کو صالحین اور زاہدوں کی طرح بنا رکھا ہو اور شیخ بن بیٹھا ہو اور دنیا کے حرام (مال) کو حاصل کرتا ہو اور حقیقت سے اُسے کچھ بھی نصیب نہ ہو اور جو مریدوں کو حرام کھانے اور لینے سے منع نہ کرتا ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔ درحقیقت (یہ بندہ) دین کے دشمنوں میں سے ہے، کیونکہ (ایسے لوگ) انسانوں میں شیطان (سیرت) ہیں۔ درویش (کو چاہیے کہ وہ) اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ طلب کرے اور تو ان لوگوں کے برے افعال سے اپنے دل کو پریشان مت بنا اور اس آیت پر عمل کر:

www.maktabah.org

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ (سورہ الاعراف ۱۹۹)

یعنی ''عفو اختیار کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کرلیں''۔

اور تو اللہ تعالیٰ سے صالح لوگوں اور اس کے دوستوں کی محبت طلب کر۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِفَضْلِکَ (اے اللہ ہمیں اپنے فضل سے عطا فرما)۔

مثنوی:

اے خدائے بے نظیر ایثار کن — گوش را چون حلقہ دادی زین سخن
گوش ما گیر و بدان مجلس کشان — کز رحیقت می خورند آن سرخوشان
چون بما بوئے رسانیدی ازین — سر مبند آن مشک را اے رب دین
از تو نو شند از ذکور و از اناث — بے دریغی در عطا یا مستغاث
اے دعا ناگفتہ از تو مستجاب — دادہ دل را ہر دمی صد فتح باب

(مثنوی ۵: ۴۲، ۴۳)

کار تو تبدیل اعیان و عطا — کار من سہوست و نسیان و خطا
سہو ونسیان را مبدل کن بعلم — من ہمہ خلمم مرا کن صبر و حلم

ترجمہ: اے بے نظیر خدا! عنایت کردے، جبکہ تو نے اس کام کا کان میں حلقہ پہنا دیا ہے۔

ہمارا کان پکڑ اور اس مجلس میں کھینچ، کیونکہ یہ مست تیری شراب پی رہے ہیں۔

جبکہ تو نے ہم تک اس کی خوشبو پہنچادی ہے، اے دین کے رب! اس مشک کو بند نہ کر۔

مذکر اور مونث تجھ ہی سے پی رہے ہیں، اے فریادرس! تو عطیات میں بے روک ٹوک ہے۔

اے وہ کہ نہ مانگی ہوئی دعا بھی تیری جانب سے قبول ہے، تو نے ہر لمحہ دل کو سینکڑوں دروازے کی کشادگیاں عطا کی ہیں۔

تیرا کام حالات کو بدلنا اور عطا، میرا کام سہو، بھول اور خطا ہے۔

تو سہو اور بھول کو علم سے بدل دے، میں سراسر غصہ ہوں تو مجھے صبر اور حلم عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی تَوْفِیْقِ الْاِبْتِدَا وَالْاِخْتِتَامِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ:

یعنی اے اللہ! سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، جس نے کام کے آغاز اور اختتام کی توفیق عطا فرمائی، اے صاحب جلال وعظمت۔

www.maktabah.org

مآخذ ومنابع

مقدمہ اور متن میں جن کتب کے حوالے درج ہیں۔

۱- آریانا (فارسی):

جلد۲، نمبر۲، ۱۳۲۲ھ ش (ص ۱۱-۱۴، مولانا یعقوب چرخیؒ۔ از محمد ابراہیم خلیل)۔

۲- اتحاف السادۃ المتقین (عربی):

از سید مرتضیٰ الزبیدی، قاہرہ: المیمنہ، ۱۳۱۱ھ، ج۱، ۵، ۶، ۸۔

۳- احادیث مثنوی (فارسی):

از بدیع الزمان فروزانفر، تہران: مؤسسہ چاپ وانتشارات امیر کبیر، ۱۳۴۷ھ ش۔

۴- الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری (عربی):

علامہ نور الدین علی بن محمد سلطان المشہور بالملاعلی القاریؒ، بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۵- اُنسیہ (فارسی، اُردو):

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، تصحیح وترجمہ وتعلیقات: محمد نذیر رانجھا، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۶- تاریخ نظم ونثر در ایران ودر زبان فارسی (فارسی):

نوشتہ: سعید نفیسی، تہران: انتشارات کتاب فروشی، ۱۳۴۴ھ ش، ج۱-۲۔

۷- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (اُردو):

تالیف: علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ، مع تکملہ از محمد صادق قصوری، لاہور: نوری بک ڈپو، ۱۹۷۶ء۔

۸- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ (اُردو):

از محمد صادق قصوری، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء۔

۹- الترغیب والترھیب (عربی):

از حافظ زکی الدین عبد العظیم ابن عبد القوی المنذری، تحقیق: مصطفیٰ محمد عمارۃ، دمشق: دار الایمان، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء، ج۲-۳۔

www.maktabah.org

۱۰-تفسیر چرخی (فارسی):

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، قندھار (افغانستان): انتشارات حاجی عبدالغفار و پسران، مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور، ۱۳۳۱ھ۔

۱۱-جامع صغیر (عربی):

تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، مصر: شرکہ مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ت۔ن، ج ۲۔

۱۲-جامع الترمذی (عربی):

از امام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ابن موسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ، باشراف و مراجعہ: شیخ صالح بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

۱۳-جنگ، روزنامہ، کراچی (اُردو):

۹ جنوری ۱۹۸۲ء، بشکریہ محترم جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد۔

۱۴-خزینۃ الاصفیاء (فارسی):

از مفتی علامہ سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، کانپور، مطبع نولکشور، ۱۳۲۲ھ، ج ۱-۲۔

۱۵-الخیر، ماہنامہ (اُردو):

ملتان، جامعہ خیر المدارس، شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ/ اکتوبر ۲۰۰۴ء، جلد ۲۲، شمارہ ۸۔

۱۶-دانش فصل نامہ رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران (فارسی):

اسلام آباد: بہار ۱۳۶۴ھ ش/ ۱۴۰۵ھ، شمارہ ۱-۲، ۳۔

۱۷-الدر المنثور (عربی):

از جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، ج ۲۔

۱۸-دلائل النبوۃ (عربی):

از ابی بکر احمد بن حسن بیہقی، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ت۔ن۔

۱۹-دیوان حکیم سنائی (فارسی):

بکوشش مظاہر صفا، تہران: موسسہ مطبوعاتی امیر کبیر، ت۔ن۔

www.maktabah.org

۲۰-رشحات عین الحیات (فارسی):

از علی بن ملا حسین واعظ کاشفی، کانپور: مطبع نولکشور، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء۔

۲۱-سفینۃ الاولیاء (فارسی):

از داراشکوہ، کانپور، ۱۸۸۴ء۔

۲۲-سلسلہ نقشبندیہ (فارسی):

از محمد طاہر بن طیب خوارزمی، مخطوطہ شمارہ ۶۹، مخزونہ ازبکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لائبریری۔ ازبکستان۔

۲۳-سنن ابن ماجہ (عربی):

از امام ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ، باشراف ومراجعہ: شیخ صالح عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۴-سنن ابی داؤد (عربی):

از امام ابی داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی السجستانی رحمۃ اللہ علیہ، باشراف ومراجعہ: شیخ صالح بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۵-سنن النسائی (عربی):

از امام ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان النسائی رحمۃ اللہ علیہ، باشراف ومراجعہ: شیخ صالح بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۶-السنۃ (عربی):

ابن ابی عاصم، بیروت: المکتب الاسلامی، ت۔ن۔

۲۷-شذرات الذہب فی اخبار من ذہب (عربی):

از عبدالحی بن العماد حنبلی، بیروت: دارالفکر، ت ن، ج ۲۔

۲۸-صحیح البخاری (عربی):

از امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ، ریاض: دارالسلام، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

www.maktabah.org

۲۹-صحیح مسلم (عربی):

از امام ابی الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، ریاض: دارالسلام، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۰-الطبقات الکبریٰ (عربی):

از ابن سعد، بیروت، المکتب الاسلامی، ت ن، ج ۷۔

۳۱-العلل المتناھیہ (عربی):

ابن الجوزی، حیدر آباد (ہندوستان)، ت ن، ج ۱۔

۳۲-فتح الباری (عربی):

از ابن حجرؒ، بیروت: دارالفکر، ت ن، ج ۴۔

۳۳-الفوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ (عربی):

از محمد بن علی شوکانی، دمشق: السنۃ المحمدیہ، ت ن۔

۳۴-فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی (فارسی):

از خان بابا مشار تہران: بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، ۱۳۴۲ھ ش، ج ۲۔

۳۵-فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (فارسی):

از (استاد) احمد منزوی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، ج ۱، ۳۔

۳۶-کشف الخفا (عربی):

از العجلونی، بیروت: مکتبہ دارالتراث، ت۔ن، ج ۱۔

۳۷-کلیات شمس یا دیوان کبیر (فارسی):

از مولانا جلال الدین محمد بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ، باتصحیحات وحواشی: بدیع الزمان فروزانفر، تہران: انتشارات دانشگاہ، ۱۳۳۹ھ ش، ج ۵، ۸۔

۳۸-کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (عربی):

از علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہانفوری قدس سرہ، بیروت: موسسہ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ج ۲، ۳، ۱۱۔

www.maktabah.org

۳۹-مثنوی مولوی معنوی (فارسی، اُردو):

تصنیف: مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: قاضی سجاد حسین، لاہور: الفیصل، ت-ن-ج ۱-۶

۴۰-مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی):

از حافظ نور الدین محمد بن محمد بن ابی بکر ہیثمی، بیروت: موسسہ المعارف، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ج ۱۰۔

۴۱-مسند الامام احمد بن حنبلؒ (عربی):

بیروت: المکتب الاسلامی، ت-ن، ج ۴، ۶۔

۴۲-مشکوٰۃ المصابیح (عربی):

از محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ، تحقیق: محمد ناصر الدین الالبانی، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ج ۳

۴۳-مطلب الطالبین (فارسی):

از ابو العباس محمد بن طالب، نسخہ خطی شمارہ ۸۰، مخزونہ از بکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لائبریری-ازبکستان۔

۴۴-مکتوب گرامی جناب نجدت طوسون زادلطفہ:

بنام احقر مترجم، مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۷ء، از استنبول، ترکی۔

۴۵-مناہل الصفا (عربی):

حمزاوی، بیروت: ۱۲۷۶ھ۔

۴۶-نائیہ، رسالہ (فارسی):

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، بامقدمہ وحواشی: (استاد) خلیل اللہ خلیلی، کابل: انجمن تاریخ افغانستان، ۱۳۵۲ھ ش (باضمیمہ نائیہ جامیؒ)۔

۴۷-نسمات القدس (اُردو):

تالیف خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: سید محبوب حسن واسطی، سیالکوٹ، مکتبہ نعمانیہ، ۱۴۱۰ھ۔

www.maktabah.org

۴۸-نفحات الانس (اُردو):

تصنیف: حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: شمس بریلوی، لاہور، پروگریسو بکس، ۱۹۹۸ء۔

۴۹- ہفت اقلیم (فارسی):

تالیف: امین احمد رازی، باتصحیح وتعلیق: جواد فاضل، تہران: کتاب فروشی علی اکبر علمی، ت۔ن۔

۵۰- Bahaeddin Naksbend, By

Necdet Tosun, Istanbul, Insan Yayinlari, 2003A.D.

۵۱- Encyclopaedia Iranica,

London, 1990, v.4 (PP819-820,CARKI, By HAMID ALGAR).

۵۲-

Le Sufi et le Commissair, Bennigsen and C. Lemercier, Quelquejay, Paris, 1986.

(بتشکر دانشمند ارجمند و دوست مہربان جناب نجدت طوسون)۔

www.maktabah.org

محمد نذیر رانجھا نامه

به مناسبت چاپ ونشر کتاب مستطاب

تاریخ وتذکره خانقاه احمدیه سعیدیه نقشبندیه مجددیه، موسیٰ زئی شریف

نذیر، من تویی رانجھائے جانان | محمد هستی و گوهر فشانان
دل تو مرکز مهر و محبت | زبان تو نشان پاک ایمان
نوشتی تذکره تاریخ نقشبند | به نقشبندی تویی پیوند خوبان
نسیم گلشن از تو گشته خوشبو | به شرح مثنوی داری دل و جان
اگر یعقوب چرخیؒ زنده گشتی | تشکر می نمود احسنت گویان
اگر ابدالیه خواهی بخوانی | به کوشش آمده تحقیق عرفان
نشان چرخی شیرازی ما | به فارسی آمده "تفسیر قرآن"
به انس وأنس ودانش بسته گشتی | "رساله اُنسیه" شور نیستان
تصوف بر دل رانجھا رسیده | به چاپ ونشر آثارش سخندان
نوائے دلبری از گل شنیدم | همان گل آمد از سوئے گلستان
رسیده نور حق بر قلب رانجھا | محمد پاک دل چون ماه تابان
به آبادی جلالش روح ورحمت | که زادگاهش بود در قلب انسان
اگر بحر الحقیقه ترجمه شد | صفائے زندگی را بسته پیمان
سریر کشور حسن خدایی | به مسجد داده او محراب رحمان
نماز و روزه اش پیوند الله | صفات حضرت حق را ثنا خوان
به درگاه خدا دست دعایش | به محراب و به مسجد در شبستان
طلوع زندگی در کار و کوشش | شود روشن همارہ قلب پژمان
امید هر کسی آینده او | همین آینده گوید مهد نیکان
به اخلاق خوش وشیرین زبانی | چراغ روشن رانجھا درخشان
محبّ مردمان گردیده رانجھا | دما دم نغمه هائے خوش نوازان
شدم من هم نشین رانجھائے گل | به گنج بخش کتاب و گنج احسان
سفر کردم به همراهش به گلزار | به گلزار خلیل و خانقاهان
الهی زنده و پاینده باشد | نذیر رانجھا امیر باغ و بستان
منم بنده رها خدمتگر علم
زبان فارسی را نغمه خوانان

سروده جناب آقائے دکتر محمد حسین تسبیحی

۳/۱/۲۰۰۴ء—۱۳/۱۰/۱۳۸۲ھ ش ا

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

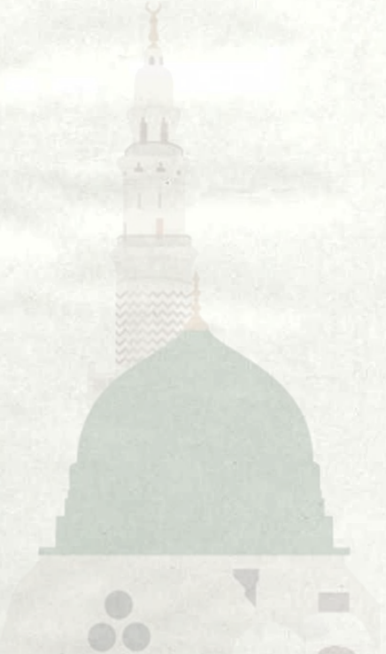

www.maktabah.org

ISBN NO. 969-8793-28-3

www.maktaban.org

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org